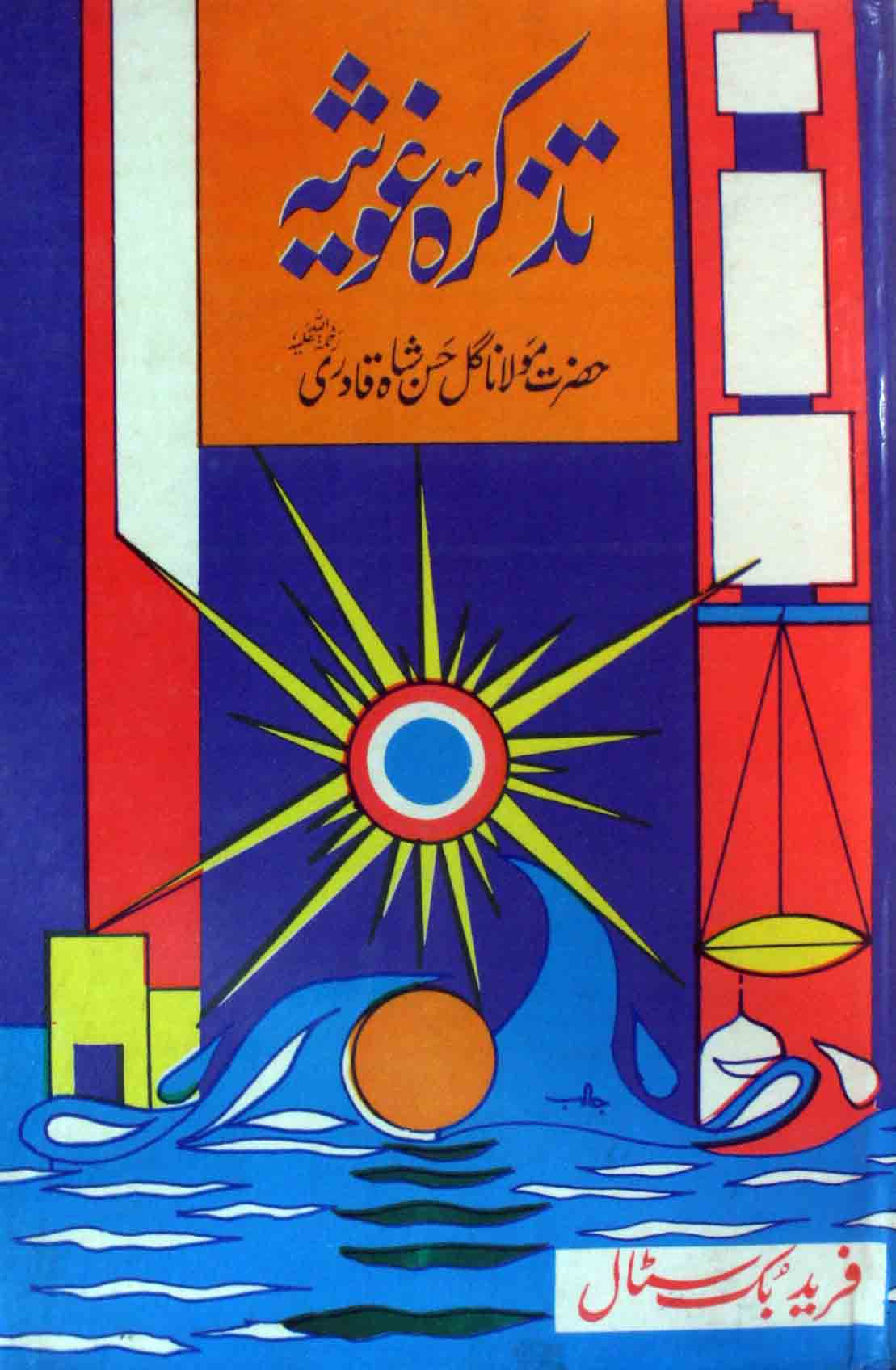
تذکرہ غوثیہ
حضرت مولانا گل حسن شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ
فرید بک سٹال

تذکرۂ غوثیہ

ملفوظات

حضرت غوث علی شاہ قلندر قادری رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

حضرت مولانا گل حسن شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

گنج شکر اکیڈمی لاہور

marfat.com

نام کتاب ـــــــــــــــــــ تذکرہ غوثیہ

صاحبِ ملفوظات ـــــــ حضرت غوث علی شاہ قلندر قادری

مُرتب ـــــــــــــــ مولانا گل حسن شاہ قادری

مطبع ـــــــــــــ جنرل پرنٹرز ریٹیگن روڈ لاہور

قیمت ـــــــــــــــ -/۸۱ روپے

واحد تقسیم کار

فرید بُک سٹال - ۳۸ اُردو بازار، لاہور

marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	حمد و نعت اور وجہ تالیف	۴
۲	نسب اور حالاتِ آباؤ اجداد	۱۰
۳	دیگر اہلِ خاندان کے حالات	۱۸
۴	ولادت و تربیت	۱۸
۵	تحصیل و تکمیلِ علم	۱۸
۶	بیعت و شجرے	۲۰
۷	سیر و سیاحت کے متعلق ایک سو دو ارشادات	۲۷
۸	توحید وجودی کی تعریف و تقسیم	۱۳۷
۹	توحید کے بارے میں آیات و احادیث	۱۴۳
۱۰	اقوالِ بزرگانِ دین متعلقہ توحید	۱۴۷
۱۱	اہلِ توحید کے اسرار و اطوار	۱۵۰
۱۲	حضرت کے تین سو سولہ ارشادات	۱۵۷
۱۳	حضرت کی تقسیم اوقات	۴۴۰
۱۴	آپ کے شمائل و خصائل	۴۴۳
۱۵	وصیت و حالاتِ وصال	۴۴۷
۱۶	بعض حالات بعد از وصال	۴۷۹
۱۷	مرتب کے بعض خود نوشت حالات	۴۸۲
۱۸	خاتمہ اور طباعت اول کے تاریخی قطعے	۴۹۹

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

یَا مَنْ بِکَ حَاجَتِیْ وَرُوْحِیْ بِیَدَیْکَ ۔ مِنْ غَیْرِکَ اَعْرَضْتُ وَاَقْبَلْتُ اِلَیْکَ
مَالِیْ عَمَلِیْ صَالِحٌ اِسْتَظْهَرْتُ بِهٖ ۔ فَلَدْ جِئْتُکَ رَاجِیًا تَوَکَّلْتُ عَلَیْکَ

حمد وثنا سہو وخطا۔ شکر وسپاس وہم ووسواس ۔کیسی حمد اور کس کا شکر حامد کون محمود کیا۔ شاکر کدھر مشکور کہاں ۔قطرہ ہے تو دریا موہوم دریا ہے تو قطرہ معدوم ۔جب تک ذرّہ ذرّہ ہے آفتاب نہاں ہے جب وجود آفتاب نمودار ہوا تو ذرّہ کہاں ہے۔ قطرہ امر اعتباری ہے ہر قطرہ میں دریا جاری ہے۔ آفتاب سے ذرّہ کا وجود ذرّہ سے آفتاب کی نمود۔ قطرہ سے دریا کا ظہور قطرہ قطرہ میں دریا معمور ۔لیکن نہ قطرہ نہ دریا نہ ذرّہ نہ آفتاب وہ خود نیست یہ خود نایاب نہ اس کا پتہ ،نہ اس کا نشان نہ اس کا ٹھکانا نہ اُس کا مکان تحریر و تقریر سے پاک خارج از فہم وادراک ۔جو سمجھے سو غلط جو لکھا سو خبط اور جو کہا سو جنون تعالیٰ شانہ عما یصفون ؎

زبسکہ حسن فزود و غمش گداخت مرا ۔ نہ من شناختم اورا نہ او شناخت مرا

نہیں نہیں صواب ۔وخطا عتاب ،وعطا فراق ووصال وہم وخیال ذکر ونسیان طاعت وعصیان سب منظور سب مقبول سب معتبر سب معقول جب واحد واثنین نہیں تو سوائی عین العین نہیں کل شئی ہالک الا وجہہ ؎

انت پھوٹ سب ماٹی ہوئی ۔ لینا ایک نہ دینا دوئی

کہاں کا وہم کیسا قیاس اپنی حمد اپنا سپاس اپنی داستان اپنا بیان اپنی مقال اپنا حال خود شاکر خود مشکور خود ذاکر و خود مذکور قطرہ میں دریا غرق دریا میں قطرہ فنا ذرّہ پر آفتاب محیط آفتاب ہر ذرّہ حاوی دانہ میں شجر کے آثار شجر میں دانہ آشکار وجود میں شہود شہود میں وجود ہو الاوّل ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن ؎

او در دل من است و دل من بدست اوست ۔ چوں آئینہ بدستِ من و من در آئینہ

نہ ہجر نہ وصال نہ اتصال نہ انفصال نہ یکی نہ دوئی نہ مائی نہ توئی نہ اقرار سے سود نہ انکار سے زیاں نہ کسی سے راز نہ کسی سے نیاز نہ کچھ برا نہ بھلا نہ اس کی تمنا نہ اس کی پرواہ یہ بھی درست وہ بھی بجا

marfat.com

اطلاق سے مطلق قید سے آزاد نہ یاد سے فراموشی نہ فراموشی کو یاد نہ کنارہ نہ حد نہ شمار نہ عدد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ اسم ومسمی میں تمیز نہیں لفظ ومعنی دو چیز نہیں ذات سمجھو یا صفات وہی ایک بات خیال شخص بے عمرو زید کہاں اگر ہے تو وہ ہی وہ ہے اگر نہیں تو کچھ بھی نہیں رباعی

لا آدم فی الکون ولا ابلیس — لا ملک سلیمان ولا بلقیس

فالکل عبارة وانت المعنی — یا من ہو للقلوب مقناطیس

آفتاب کی دید بدون آفتاب ناپدید۔ نور آفتاب نظر میں سمایا تو آفتاب نظر آیا خود نقاب وخود حجاب خود ضیا دخود آفتاب نور میں آفتاب مستور آفتاب ہمہ تن نور خود ناظر و خود منظور خود شاہد وخود مشہود خود گویا خود گفتگو وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۝

اصل شہود وشاہد ومشہود ایک ہے — حیران ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

حمد ہے تو غیر کا نشان نہیں شکر ہے تو کسی کا احسان نہیں خود سمیع وخود بصیر خود کلام وخود کلیم جو چاہا سو کہا جو چاہا سو کیا اور کس نے کیا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى رباعی

از حق جز حق دگر چہ روید بابا — از حق جز حق دگر کہ گوید بابا

درشدت این ظہور مہجور صفت — حق را جز حق دگر کہ جوید بابا

حمد عین محمود ہے اور شکر عین مشکور دریائے قدم کی موج حدوث کا اوج وجود کی نمود عدم کا شہود وحدت میں کثرت کی ترکنا زحقیقت عین مجاز مدح وذم ہم قدم رنگ و بیرنگی بہم صورت ومعنی ہم قافلہ نہ کسی سے شکایت نہ کسی کا گلہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

ذات سے صفات سے افعال کمال سے نقصان نقصان سے کمال آشکار ہے مسمیٰ سے اسم روح سے جسم بلندی سے پستی نیستی سے ہستی نمودار ہے ۝

برہم بولی کایا کی اولی — کایا برہم بن کیا بولی

بیت ذات او را بی صفاتش کس ندید — ذات حق با ما کند گفت وشنید

وَفِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝

---

marfat.com

نعت

حسن کو پردہ میں قرار نہیں خوبی بدون اظہار نہیں معشوق کو حجاب عاشق کو تاب کہاں جمال بے تجلی اور طالب کو تسلی محال ع

کہ حسن از پردہ عصمت برون آرد زلیخارا

حسن ذات نے حلیہ صفات میں نگار بہ رنگی نے لباس تعینات میں ظہور کیا وہی روز اول وہی موج اول وہی تجلی وہی نزول وہی مرتبہ اولیٰ وہی شان آخری جو حال جو قال جو عبارت جو اشارت جا ہو قرار دو اعتبار اظہار تجلی تفصیل تغیر تبدیل تصور تخیل تشخص تعین حدوث خلق کون فساد سب کا ایجاد اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ؎

اسے پردہ برگرفتہ ببازار آمدہ	خلقے درین طلسم گرفتار آمدہ

یعنی غایت مقصود علم میں مقدم مگر ظہور میں مؤخر ہے تخم ریزی سے پہلے ثمر مدنظر ہے بعدہ ظہور شجر ہے شاخ و برگ و پھل پھول یہ سب اسی اجمال کی تفصیل ہے انجام کار ثمر کا اظہار ثمر میں تخم مندرج تخم کے اندر ثمر موجود خفا میں ظہور ظہور میں خفا غیب میں شہادت میں غیب ظاہر میں باطن باطن میں ظاہر ہوالاول ہوالاخر ؎

اے ختم رسل قرب تو معلوم شد	دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

صورت عابد معنی معبود ظاہر ساجد باطن مسجود شریعت احمد حقیقت احد خود وحی خود الہام خود صلواۃ خود سلام خود پیمبر و خود پیام خود مرسل و خود مرسل الیہ ع

از من بمن سلام و ہم از من بمن پیام آمد برسر مطلب نہ ما و من نہ کلام و سخن نہ دید و شنید ٭

نہ قریب و بعید نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ نہ شریعت نہ طریقت نہ حق نہ حقیقت وہی دائرہ وہی پرکار وہی مرکز وہی مدار ؎

پھر پھر کے دائرے ہی میں رکھتا ہوں میں قدم	آئی کہاں سے گردش پرکار پاؤں میں

چیست توحید آنکہ از غیر خدا	فرد آئی در خلاء و در ملا

وہی علم وہی ارادہ وہی ازل وہی ابد وہی دور جاری و ساری وہی آثار و اطوار طاری وہی سبو وہی پیمانہ وہی خم وہی خمخانہ دریا کا وہی جوش و خروش موج و حباب کی وہی آب و تاب

marfat.com

اسی شان بیچون و بیچگون بے شبہ و بے نمون نے پردۂ اسرار سے یہ تجلی نمودار کی کہ حضرت قبلہ و کعبہ شہنشاہ والا جاہ شاہباز بلند پرواز شہسوار معارک تجرید تاجدار کشور توحید مرد میدان تفرید عارف بیباک اکمل الکملا و راء الورا واصل بے حجاب شاہد بے نقاب دریائے بے کنار بحر ذخار جہاں عرفان آفتاب حقیقت برزخ کبریٰ تارک ماسوا جہاں سوز بزم افروز قلندر زمانہاں برباد فرد الافراد اعنی سید غوث علی شاہ قلندر قادری رحمۃ اللہ علیہ وسادہ آرائے ہدایت و ارشاد ہوئی راقم خانہ بدوش جام ارادت سے مدہوش کبھی بادیہ گردی اور صحرا نوردی کی خاک اڑاتا کبھی آستانہ علیا پر جبیں سائی کی دولت پاتا ع

اب بھی ہے دھیان میں سایہ تیری دیواروں کا

مدت ہائے دراز یہی سوز و ساز رہا ہر روز نعمت ہم کلامی حاشیہ بوسی بساط گرامی اجلاس عام کی حضوری بزم انس کا اختصاص زیارت صبح و شام گویا شرب مدام تھا ذوق لقا و لطف وصال میں تحریر حالات کی پروا اور تدوین نکات کا دماغ کہاں تھا اور نیز ابتدائے حال سے حضرت قبلہ عالم کو کبھی تصنیف و تالیف منظور خاطر نہ ہوئی عالم بے نشانی مد نظر رہا پابندی و تقلید سے طبع آزاد نفور رہتی جو اشعار و نکات یا رموز و اسرار کہ وقتاً فوقتاً زبان فیض ترجمان پر جوشش دریائے غیب سے جاری کئے یا تعلیم و تلقین اصحاب کے اقتضا سے اظہار و بیان میں آئے بعض ارادت مندوں نے تحریر و تالیف کی اجازت چاہی تو زنہار مرضی مبارک کا میلان اس طرف نپایا یا نقش اول و آخر کو کف دست سے مٹایا۔ البتہ آخر ایام میں اس خاکسار کو از راہ غایت عنایت صرف اتنی اجازت حاصل ہوئی کہ اشعار و مقالات اشلوک و دوہے و چوپائی وغیرہ جو ارشاد مبارک میں حسب موقع وارد ہوئے تھے یہ کمترین یادداشت کے لئے فوراً تحریر کرلیتا تھا بجز اس کے کوئی حرف و حکایت یا نقل و روایت سوائے سماعت کے سپرد قلم نہیں کی گئی جبکہ اس شاہباز کنگرۂ تقدیس اور آفتاب جہان تنزیہ نے حجاب و نقاب ظہور چہرۂ ذات بے نشاں سے اٹھالیا ع

آں قدح بشکست و آں ساقی نماند ؎

تو دل بیتاب گھبرایا وصل و ہمدمی کا زمانہ نشاط و ہمدمی کا کارخانہ یاد آیا جوش وحشت حد سے زیادہ ہو کوئی سبیل کوئی شغل کوئی کام اس کے علاوہ ذہن میں نہ آیا کہ جس کے قرب و

marfat.com

وصال اور لقائے جمال میں اتنی عمر گذری بقیہ عمر بھی اسی کی یادگاری بس ہے مَنْ احب شیئاً فاکثر ذکرہ ؎

طالب حق ذکر حق دارد مدام — ذکر غیر حق حرام آمد حرام

گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے — رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

جملہ احباب نے یہ امر پسند کیا اور اظہار اشتیاق سے دل شکستہ کی ہمت کو سہارا دیا ناچار قلم اٹھایا وحشت جدائی اور غم تنہائی کو اس طرح دور کیا اگرچہ اس ہنگامہ قیامت کے بعد فراموشی کا غلبہ اور نسیان کا طغیان تھا لیکن جب فکر ادھر معروف ہوا تو عالم غیب سے وہ شاہدان سخن جو از نہ یاد رفتہ ہو گئے تھے جلوہ گری کرنے لگے ذرا سی بات یاد آئی اور تمام قصہ نے ہنگامہ گذشتہ کا سماں باندھ دیا وہی مرشد وہی ارشاد وہی کلیم وہی کلام وہی بیان وہی زبان وہی چشم و گوش وہی صدای نوشانوش بزم خیال میں موجود ہوگئی اسی طرح جو کچھ یاد آگیا بند کیا لیکن بہت کچھ مقالات ہیں کہ ان کا نقش دل و دماغ سے بالکل مٹ گیا اور بیشمار ایسے حالات و معاملات ہیں کہ روزمرہ اطراف و جوانب اور ممالک دور و دراز سے حل مشکلات و مہمات کے لئے خلق خدا آتی تھی اور اپنی مراد و مقاصد اور مدعا و مطالب جناب قبلہ کی فیض نظر اور برکات انفاس سے پاتے تھے اور عجیب و غریب تصرفات و کرامات روز لمنہ ظہور میں آتے میں نے ان تمام باتوں کو اس نظر سے قلم انداز کیا کہ نہ کبھی جناب قبلہ نے ان امور کو اپنی طرف منسوب کیا نہ قابل اظہار و مایۂ افتخار سمجھا بلکہ ہمیشہ دریائے توحید کے مواجی ہیں کشف و کرامات اور ظہور کمالات کو ہیچ فرماتے رہے اور تَطْهِيْرُ الْقَلْبِ عَنْ مَا سِوَى اللهِ کو اصل مقصود سمجھا ؎

یہ جو کچھ ہونا جسے کہتے ہیں پستی ہے میاں — فقر میں پستی یہی ہے اور پستی کچھ نہیں

اور اگر کوئی بات تذکرۃً زبان قلم سے نکلی بھی ہے تو اس کو خوش طبی پر محمول کرنا چاہئے نہ کرامت پر ؎

راہ را انجاد ر ناکامی است — کام نیک مرد در بدنامی است

اور طوالتِ کتاب سے بھی اس کے ترک کا خیال رہا[1] اب التماس یہ ہے کہ یہ نیازمند خاکسار

---

[1] بعض حکایات و مضامین مصلحتاً بوقت طبع کتاب خارج کر دئے گئے ہر سخن جائے و ہر نکتہ مکانے دارد ناظرین معاف

خادم الفقرا بندہ گل حسن قادری نہ تو اردو کا اہل زبان نہ اس دیار کی پیدائش آوارہ گرد بے وطن نہ کوئی ماوا نہ کہیں مسکن ؎

آں وطن شہر بیست کاں را نام نیست
آن وطن مصر و عراق و شام نیست

عبارت و الفاظ دلپسند یا شاعرانہ جوڑ بند کہاں سے لاتا ان اوراق کے پڑھنے والے مجھ کو معاف فرمائیں الفاظ و عبارت سے قطع نظر کریں مضمون و مطالب کو اصل مقصد سمجھیں ؎

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کاملی پامال شو!

اس رسالہ کا نام تذکرہ غوثیہ و شجرہ معرفت رکھا چھ باب اور خاتمہ پر تقسیم کیا گیا وما توفیقی الا باللہ۔

باب اول احوال دودمان شریف جناب قبلہ مشتمل بر دو فصل

فصل اول۔ حال آباو اجداد

فصل دوم حال اخوان و بنی اعمام

باب دوم بیان ولادت و تربیت مشتمل بر سہ فصل

فصل اوّل۔ حال ولادت و تربیت

فصل دوم حال تحصیل و تکمیل علم

فصل سوم۔ کیفیت بیعت

باب سوم بیان سیاحت مشتمل بر یکصد و دو ارشاد

باب چہارم بیان توحید مشتمل بر چہار فصل

فصل اول۔ تعریف و تقسیم توحید

فصل دوم۔ آیات و احادیث مشتمل بر توحید

marfat.com

فصل سوم۔ مقامات اہل توحید
فصل چہارم۔ آثار و اطوار اہل توحید
باب پنجم ارشادات حضرت مشتمل بر سہ صد و سیزدہ۔
باب ششم۔ کیفیت اوقات و خصائل و شمائل حضرت مشتمل بر دو فصل۔
فصل اول۔ کیفیت اوقات شریف و خصائل و شمائل۔
فصل دوم۔ ذکر و صیت و حالات وصال۔
خاتمہ۔ مشتمل بر بعض حالات بعد از وصال و حال راقم۔

باب اول احوال دودمان شریف مشتمل بر دو فصل فصل اوّل آباؤ اجداد کا حال جناب و قبلہ کا سلسلہ نسبی (۷) واسطے سے حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے اور (۳۲) واسطے سے ذات بابرکات حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوتا ہے تفصیل اس سلسلہ گرامی کی ذکر بیعت میں درج ہوگی۔ یہاں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اس دودمان ذی شان کے قدوم فیض لزوم سے خاک ہندو سندھ کو کن بزرگوں نے محترز و مشرف فرمایا اور یہ بحر عرب کے گوہر شہوار سرزمین بہار[1] میں کس طرح منتقل ہوئے۔ کتاب اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ مخدوم[2] شیخ محمد الحسنی الجیلانی روم سے خراسان میں اور خراسان سے ملتان میں پہونچے اور شہر اوچھ واقع ملک سندھ میں اقامت اختیار فرمائی انتہی کلامہ۔ اور آپکے چار صاحبزادے ہوئے اوّل سید عبدالقادر ثانی۔ دوم عبداللہ ربانی۔ سوم سید مبارک حقانی چہارم سید محمد نورانی۔ چوتھے صاحبزادہ تو لاولد گئے اور تین صاحبزادوں کی اولاد ہوئی چنانچہ ہمارے حضرت جناب قبلہ و کعبہ سید محمد غوث علی شاہ قلندر قادری رحمۃ اللہ علیہ سید مبارک حقانی کی اولاد میں ہیں پھر مخدوم صاحب کی اولاد میں سے بعض بزرگ تو پنجاب کو تشریف لے گئے اور بعض وہیں سکونت پذیر رہے ساتویں پشت میں جناب قبلہ کے جد امجد حضرت سید ظہور الحسن صاحب نے ظہور فرمایا سیر و سیاحت

---

[1] صوبہ بہار مشرق ہندوستان میں ہے ۱۲ سابق مضافات مونگیر سے تھا اب متعلقہ پٹنہ ہے ۱۲۔

[2] المشہور مخدوم سید محمد غوث الحسنی حلبی الجیلانی ۱۲۔

marfat.com

ہندوستان کے بعد صوبہ بہار میں وارد ہوئے اور موضع استھاوان و مونگیر کو توطن کے لئے پسند فرمایا چنانچہ ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے جد بزرگوار سید ظہور الحسن صاحب عرف سید ظہور محمد صاحب نے علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل کے بعد اپنے والد ماجد سید محمد علی عرف سید محمود صاحب سے علم باطن کی تعلیم پائی جب ان کے والد نے رحلت فرمائی تو سندھ سے عزم ہندوستان کیا اور امصار و دیار کی سیر فرماتے ہوئے مقام مونگیر مضافات صوبہ بہار میں قیام کیا اور موضع استھاوان میں کہ صوبہ مذکور میں سادات عظام کی ایک بستی ہے ایک سید بزرگ کی دختر عالی گہر سے نکاح ہوگیا اللہ تعالیٰ نے دو فرزند ارجمند عطا فرمائے ایک سید احمد حسن عرف سید احمد علی صاحب دوسرے سید محمد حسن عرف سید محمد علی صاحب المختصر سید ظہور حسن صاحب تا زیست وہیں رہے اور ہزارہا آدمی آپ کے شرف بیعت اور فیضان صحبت سے مشرف ہوئے۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت جد امجد رحمۃ اللہ کے چھوٹے بھائی نے جب سنا کہ بڑے بھائی صاحب نے صوبہ بہار کی سکونت اختیار کی ہے تو وہ بھی مع قبائل و عشائر ملک سندھ سے نہضت فرمائے ملک بہار ہوئے اور موضع استھاوان میں پہنچ کر برادر بزرگ کے شامل حال ہوگئے چونکہ ان کی اولاد صلبی نہ تھی اس لئے ہمارے والد بزرگوار سید احمد علی صاحب کو اپنی فرزندی میں لے لیا ان کی گذر اوقات کی عجیب صورت تھی چار ٹکے لے کر حال کھیلا کرتے کوئی ہنسی کرے یا برا کہے اس کی کچھ پروا نہ تھی اکثر بیاہ شادی کی محفلوں میں ان کے حال کا تماشا بھی مروج و معمول ہوگیا تھا حضرت سید ظہور الحسن صاحب کو یہ امر ناپسند ہوا بارہا سمجھاتے کہ بھائی اس نازیبا حرکت سے باز آؤ کیوں بزرگوں کو بدنام کرتے ہو وہ جواب دیتے کہ مجھ کو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی حکم ہے یہ جواب سن کر وہ خاموش ہو جاتے کچھ مدت اسی طور سے گذری نقل ہے کہ ایک دن کسی امیر کی لڑکی کی شادی تھی حضرت کو چار ٹکے دے کر بلایا حسب عادت مجلس قوالی میں حال آیا تماشائی تمسخر سے پیش آئے اتفاقاً نوشاہ نے بھی دست گستاخی دراز کیا اور شکم مبارک میں انگلی ماری وہ اور لوگوں سے تو یوں خطاب کرتے تھے اے کیوں چھیڑتا ہے کیا کرتا ہے لیکن نوشہ کو کہا اے کیوں لونڈیوں کے سے کام کرتا ہے یہ کہنا تھا کہ تمام آثار عورتوں

marfat.com

کے نمودار ہو گئے ؎

سمجھے آتش نہ کوئی آدم خاکی کو حقیر — نہیں اسرار سے یہ خاک کا پتلا خالی

فَاِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ ؕ بالآخر لڑکا گھبرا کر اپنی ماں کے پاس گیا اور حقیقت حال سنائی وہ بھی حیرت زدہ ہوگئی فوراً اس کے باپ کو خبر کی امیر اور اس کے صلاح کار ومشیر آپ کے بڑے بھائی صاحب کی خدمت میں آئے کیفیت واقعہ عرض کی وہ بھی بہت متعجب ہوئے کہ ہم تو ان کو ایسا نہیں جانتے تھے ع۔

ما را ازیں گیاہِ ضعیف ایں گمان نبود۔

پھر مع ان سب آدمیوں کے ان کے پاس گئی دیکھ کر بولے کہ بھائی صاحب خیر ہے یہ مجمع کیسا ہے انہوں نے فرمایا کہ بھائی یہ سب تمہاری خوبیاں ہیں آج تم نے کیا کہہ دیا بولے کہ حضرت اس وقت نہ تو زبان میری ہوتی ہے نہ میرے اختیار میں ہوتی ہے پوچھا کہ اب کیا علاج جواب دیا کہ خیر فقیر درویش بر جان درویش یہ لوگ پھر مجلس منعقد کرائیں اور بارود کے چار ٹکے دلوائیں اگر اس وقت حال وارد ہوا اور لڑکا پھر اسی طرح چھیڑے تو دیکھئے زبان سے کیا نکلتا ہے الحاصل پھر وہی سامان کیا گیا حال وارد ہوا اور لڑکے نے چھیڑنا شروع کیا تو آپ کی زبان مبارک سے نکلا کہ لے لونڈے کیا کرتا ہے وہ کہتا تھا کہ وہ حالت اصلی پر آگیا اس دن سے آپ نے حال وقال ترک فرما دیا چونکہ کمال ظاہر ہوگیا سب لوگ تعظیم کرنے لگے یہ بات پسند نہ آئی ناچار وطن چھوڑا اور موضع جھٹلی مشہور جہر نا ہیں جا بسے جو وہاں سے تین کوس پر تھا جب تک جئے محنت خشت سازی اور لائی سے اوقات بسر کرتے رہے نقل ہے کہ ایک دن گاؤں کے آدمی مجتمع ہوکر آپ کی خدمت میں آئے اور بیان کیا کہ حضرت ہمارے گاؤں کو گنگا کاٹتی چلی آتی ہے اگر چندے یہی حال رہا تو ہماری بستی دریا بُرد ہو جائے گی ایسی ہمت فرمائیے کہ دریا ہٹ جائے فرمایا کہ تم سب لوگ پھاوڑے اور کدال لے کر آجاؤ وہ آگئے تو آپ نے بھی کدال سنبھالا اور سب کو حکم دیا کہ کراڑہ کو کاٹ کر دریا میں ڈالو کہ دریا ہٹ جائے وہ نادان اس رمز کو کیا سمجھتے بولے کہ صاحب اس

لہ مزدوری درد ۱۲

ہیں تو اور ہمارا ہی نقصان ہے فرمایا کہ بھائی ہم نے اسی طرح دریا ہٹتے سنے ہیں لوگوں نے کہا ارے چلو بھی یہ تو خبطی سا معلوم ہوتا ہے وہ تو چل دئے اور آپ بذات واحد دن بھر مٹی کاٹ کر دریا میں ڈالتے رہے شام کو گھر میں تشریف لائے صبح کو لوگوں نے جاکر دیکھا تو دریا تین کوس پرے ہٹ گیا تھا سب متعجب ہوئے اور حاضر خدمت ہو کر اپنے قصور کی معافی چاہی اور پوچھا کہ حضرت یہ کیا بھید تھا فرمایا کہ میاں جدھر رب ادھر سب بھلا اس کی مرضی کے خلاف ہم کیا کر سکتے تھے اللہ تعالیٰ کو گڑاڑہ کا گرانا منظور تھا ہم بھی گرانے لگے جب ہم نے خدا کی مرضی پر کام کیا تو خدا نے ہمارا مدعا پورا کر دیا ؎

زاولیا اہل دعا خود دیگر اند | گہ ہمی دوزند و گاہے میدرند
قوم دیگر می شناسم زاولیا | کہ وہاں شان بستہ باشد از دعا
از رضا کہ ہست رام آن کرام | جستن و رفع قضا شان شد حرام
در قضا ذوقے ہمی بینند خاص | کفر شان آمد طلب کردن خلاص
ہرچہ آید پیش ایشان خوش بود | آب حیوان گرددار آتش بود
زہر در حلقوم شان شکر بود | سنگ اندر راہ شان گوہر بود
جملگی یکساں بود شان نیک و بد | از چہ باشد این ز حسن ظن بود
کفر باشد نزد شان کردن دعا | کای الہ از ما بگردان این قضا

القصہ باقی عمر وہیں بسر کی اور بعد وفات ایک عالیشان گنبد مزار پر بنایا گیا چنانچہ اب تک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب چھوٹے دادا صاحب نے رحلت فرمائی تو ہمارے والد ماجد سید احمد علی صاحب اپنی نانی صاحبہ کی خدمت میں ریاض و محنت سے اوقات بسر کرتے رہے جب نانی صاحبہ نے بھی وفات پائی تو اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے اگرچہ فیض بطون تایا صاحب سے بھی حاصل تھا مگر بیعت نہ تھی کیونکہ اس خاندان میں اول والد ماجد سے بیعت کرتے ہیں من بعد اجازت دی جاتی ہے کہ اگر زیادہ ہمت و حوصلہ ہو تو اور بزرگوں کی خدمت میں طلب کرو اس وقت حضرت والد ماجد کی عمر شریف سولہ برس کی تھی۔

marfat.com

اپنے پدر بزرگوار سے شرف بیعت حاصل کیا سترھویں سال آپ کی پہلی شادی ہوئی پھر دوسری اور تیسرے نکاح کی نوبت پہونچی اس کے بعد سواروں میں نوکری کرلی رفتہ رفتہ رسالدار بہادر ہو گئے مدت تک اسی عہدہ پر مامور رہے آخر کار پنشن لے کر گھر آن بیٹھے اور گوشۂ عافیت میں یاد الٰہی کرتے رہے قوت جسمانی بھی آپ کی ایسی تھی کہ بڑا پرس ڈول کی طرح کھینچ لیتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بارہ فرزند ارجمند عطا فرمائے تھے زوجہ اول سے سات انوار الحسن حیدر حسن نیس الحسن (چار صاحبزادوں کے نام راقم بھول گیا) زوجہ ثانی سے دو ابو الحسن عرف غوث علی دوم سید الحسن زوجہ ثالث سے تین صاحبزادے تھے (راقم کو ان کے نام بھی یاد نہیں رہے اور آپ کے بھائی سید محمد حسن صاحب کے پانچ فرزند تھے قاسم علی حیدر علی۔ عباس علی (دو کا نام یاد نہیں رہا) **فصل دوم** حالات بنی اعمام و اخوان حضرت قبلہ و کعبہ ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے برادر عم زاد سید قاسم علی صاحب ہمارے والد ماجد کی معرفت رسالہ میں نوکر ہوئے چند روز کے بعد ایک انگریز کو جو رسالہ کا افسر تھا اردو پڑھانے لگے چونکہ بھائی صاحب آزاد منش اور رنگین طبع آدمی تھے دیوالی دسہرہ محرم شبرات رمضان سب کا لطف اٹھاتے تھے الامیخواری و زناکاری سے نہایت محترز و مجتنب رہتے منشی و نقاش و مصور بھی بے بدل تھے لکھنے میں یہ کمال کہ ہر خط میں خط ملا دیتے تھے اتفاق سے دیوالی آئی خرچ پاس نہ تھا اس انگریز کے نام سے تنخواہ کا بل بنایا اور بعینہ اس کے سے دستخط کر کے خزانہ سے پیشگی روپیہ وصول کر لیا اور ایام دیوالی میں خوب کھایا اڑایا جب انگریز نے حسب معمول خزانہ پر بل بھیجا تو افسر خزانہ نے وہ پہلا بل دکھلایا اور کہا کہ روپیہ تم وصول کر چکے ہو دیکھا تو بعینہ اس کے دستخط موجود تھے متحیر ہو گیا بعد تحقیق پتا لگا کہ یہ صناعی سید قاسم علی صاحب کے سوا کوئی نہیں کر سکتا ان کو بلا کر حال دریافت کیا تو آپ نے سارا حال سچ سچ بیان کر دیا۔ ضابطہ کے موافق سنگین پہرہ میں نظر بند کئے گئے تیسرے دن پہرہ والوں سے بولے کہ میاں اب تو جی گھبرا گیا ہم جاتے ہیں یہ کہ کر آنکھوں سے غائب ہو گئے بیڑی اور ہتھکڑی پڑی رہ گئی پھر جو دیکھا تو کچھ فاصلہ پر کھڑے ہوئے بے باکانہ کہتے ہیں کہ صاحب سے ہمارا سلام کہہ دینا لو بھائی ہم تو جاتے ہیں اگر کچھ حوصلہ پکڑنے کا رکھتے ہو تو آجاؤ ؎

نہ چارہ کر سکے کچھ موج دریا کی روانی کا
کہیں وارستگاں زنجیر حکمرانی سے ٹھہرتے ہیں

marfat.com

پھر پہرہ والوں نے دوڑ کر صاحب کو اطلاع دی اس نے فوراً رسالہ کو تیار کیا اور گرفتاری کا حکم دیا سواروں نے آن کر چار طرف سے محاصرہ کر لیا اور چاہا کہ گرفتار کریں دیکھا تو صرف ایک جھنڈا کھڑا ہے وہاں سے غائب ہو کر دور جا کھڑے ہوئے اور بولے کہ صاحبو سلام اب ہم جلتے ہیں صاحب سے بھی سلام کہنا پھر سوار دوڑے اور ہر طرف سے گھیر لیا دیکھا کہ ایک ببول کا درخت کھڑا ہے اور سید صاحب کا پتہ نہیں اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگے اسی میدان میں ایک ندی بہتی تھی دیکھا کہ ندی کے اس کنارہ پر کھڑے ہوئے کہتے ہیں کہ لو یہ آخری سلام ہے ؎

اب تو جاتے ہیں میکدہ سے میر　　　پھر ملیں گے اگر خدا لایا

پھر نظر نہ آئے رسالہ واپس چلا آیا صاحب نے یہ ماجرا سن کر سخت افسوس کیا اور کہا میں اس کا دشمن نہ تھا اگر اب بھی آجاتے تو میں اپنی تنخواہ کا اختیار دیتا ہوں خود کھائے اور مجھے کھلائے لیکن افسوس چلا ہی گیا بہت خوب آدمی تھا۔ قدر نعمت بعد زوال۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب سرکار انگریزی اور راجہ رنجیت سنگ والی پنجاب میں اتفاق و اتحاد کا سلسلہ قائم ہوا تو ملکہ انگلستان نے خلعت فاخر بھیجا جنرل صاحب نے حکم دیا کہ اس خلعت کے ساتھ میر احمد علی صاحب رسالدار مع اپنے رسالہ کے جاویں اس زمانہ میں ہم بھی والد کی خدمت میں تھے ان کے ہمراہ منزل بمنزل لاہور پہونچے وہاں بھائی قاسم علی ملے جو غائب ہو گئے تھے معلوم ہوا کہ رنجیت سنگ کے رسالہ میں نوکر ہیں ہر چند والد نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلو تمہارا قصور معاف کرا دیں گے مگر آنا قبول نہ کیا پھر ہم دہلی کو واپس آئے۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ بھائی سید حیدر علی صاحب ابن عم کا بھی عجیب حال گذرا ہے ستر برس کے سن میں والدین نے ان کی شادی کر دی اسی زمانہ میں ایک فقیر صاحب سالک مجذوب پنجاب سے تشریف لائے چونکہ یہ خاندان ہمیشہ سے محب الفقراور طالب خدا ہے ان کو بھی اہل اللہ سے محبت و ارادت تھی اس درویش کو ٹھہرایا اور خدمت و مدارات کی جب چھ مہینے گذر گئے تو فقیر صاحب جانے لگے بھائی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو کیا حکم ہے فرمایا کہ اگر تمہاری والدہ ڈیوڑھی تک آکر اجازت دیں تو میں ابھی تم کو فقیر بنا دوں بھائی صاحب نے مجھ سے کہا آپ کسی طرح والدہ صاحبہ سے اجازت دلوا دیجئے میں نے چچی صاحبہ کی خدمت میں عرض کیا انہوں نے فرمایا کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ جیسا دیوانہ بنا

marfat.com

دے میں نے کہا کہ حضرت دولتِ فقر گھر بیٹھے ہاتھ آتی ہے کچھ تردد نہ کیجئے خیر دروازہ تک تشریف لائیں اور فرمایا اجازت ہے فقیر بنائے مگر ہمارے کام سے نہ جاتا ہے فقیر صاحب نے کہا کہ جب اجازت ہی ہوگئی تو ہم کو اختیار ہے جو چاہیں سو کریں یہ کہہ کر بھائی صاحب کو بلایا اور ان کی پیشانی پر کچھ لکیریں کھینچ کر فرمایا جاؤ ہم نے تم کو فقیر بنا دیا یہ بات فرما کر رخصت ہوئے ہم نے بھائی صاحب سے پوچھا کہ تم کو کچھ اثر معلوم ہوا کہا کہ نہیں دوپہر کو جب ہم دونو گھر میں جاکر ایک جگہ سو رہے تو دو گھڑی کے بعد بھائی صاحب چلائے میں بولا خیر ہے کہا میرے قلب میں ایک سُرخ سانپ نے کاٹا ہے تھوڑی دیر میں منہ سے کف آنے لگے تمام بدن پر آبلہ پڑ گئے زبان بند آنکھیں کھلی ہوئیں سکتہ کا سا عالم طاری نہ خواب بیداری نہ دیوانگی نہ ہوشیاری ہے

بیخودی بے سبب نہیں غالب ۔۔۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

دن رات بیہوش پڑے رہتے نہ اور کی سنتے نہ اپنی کہتے اگر کوئی کھلاتا کھاتے اُٹھاتا اٹھتے بٹھاتا بیٹھتے ہر وقت آدمی نگہبان رہتے ع:

دیوانہ باش تاغم تو دیگران خورند ✤ عجب شان ایزد سبحان ہے ہے

ایکن کو دیت بھرائیکی ایکن کو مانگے نہ دیت ہے ۔۔۔ ایکن کو بیٹھے دیت ایکن کو دیت نہ لیت ہے

المختصر سال بھر یہی حال رہا من بعد ایک دن دفعتہً ہوش میں آئے اور کہا بھائی جی میں برہنہ ہوں اپنی چادر دو کہ وہی فقیر صاحب آتے ہیں ہم نے چادر دی اور پوچھا کہ وہ کہاں ہیں کہا کہ قریب آ گئے ہیں یہ کہتے ہی تھے کہ فقیر صاحب تشریف لے آئے بھائی صاحب چادر اوڑھ دست بستہ گردن جھکائی سامنے آئے فقیر صاحب نے فرمایا کہ کیوں فقیری کا مزا چکھا کیا کہیں تم زبردست کی اولاد ہو کر گردن پکڑ کر ہم کو بھیج دیا ورنہ ہم تو خوب ترقی کرتے خیر اب کہو کیا کہتے ہو بھائی صاحب تو چپ تھے ہم نے کہا۔ **قطعہ**

ارے او میکدہ کے جانے والے ۔۔۔ ذرا کہہ دیجیو پیر مغان کو

شراب شوق کا کم ہو گیا کیف ۔۔۔ پلا ایسی کہ بھولے دو جہاں کو

فرمایا کہ اچھا ٹوپی کرتہ تہ بند لاؤ میں حسبِ طلب لایا۔ دونوں صاحب نہائے لنگوٹے کھولے کپڑے پہنے مسجد میں آئے مجھ سے فرمایا تم دروازہ پر کھڑے رہو کسی کو مسجد کے اندر نہ

marfat.com

آنے دو دو گھنٹہ تک ان کو تعلیم کیا باہر آئے اور لنگوٹے باندھ کر چل دئے پھر کبھی نہ آئے بھائی حیدر علی صاحب اسی مسجد میں ہمیشہ گوشہ نشین رہے اور تاحیات اسی قسم کا لباس رکھا نہ دنیا و مافیہا سے کام نہ کسی سے کلام ؎

نہیں ملتے ہیں جہاں میں وہ کسی سے جرأت　　مل گیا جن کو مزا گوشۂ تنہائی کا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم چھ سات برس کی عمر میں ایک دن بھائی انوار الحسن کے ساتھ کھیل رہے تھے دفعۃً جو آسمان کی طرف نگاہ گئی کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دستہ سواروں کا بڑے زرق و برق سے ایک کوتل گھوڑا ہمراہ لئے چلا آتا ہے جب قریب آئے تو ایک سوار نے کہا کہ انوار الحسن آؤ یہ سنتے ہی وہ اُس گھوڑے پر سوار ہو کر اُڑے اور ہماری نظروں سے غائب ہو گئے ہم نے چلّا کر والدہ صاحبہ سے کہا کہ بھائی انوار الحسن کو آسمانی سوار اڑا کر لے گئے والدہ نے فرمایا چپ چپ شور نہ مچا پہلے بھی کئی بار ایسا معاملہ ہو چکا ہے بلکہ ایام شیر خواری میں بھی بار ہا میری نظروں سے غائب ہو کر پھر آجاتے تھے لیکن ہم نے اس روز کے بعد پھر بظاہر گھر میں آتے نہیں دیکھا البتہ شب جمعہ کو چھپ کر والدہ صاحبہ سے مل جاتے تھے ایک بار والدہ صاحبہ نے اُن سے کہا کہ اپنے والد سے بھی تو ملو وہ تمہارے مشتاق دیدار ہیں کہا کہ بہت اچھا بلایئے حضرت والد تشریف لائے اور فرمایا کہ میاں تم نے تو صورت دکھانی بھی چھوڑ دی کہاں رہتے ہو عرض کیا کہ میرا مسکن و مقام دیکھئے گا فرمایا کہ اچھا والد اور والدہ دونوں کی آنکھیں بند کرائیں پھر جو کھولیں تو ایک دلکشا باغ دیکھا نہریں بہ رہیں سبزہ لہلہاتا پھول کھلے ہوئے درخت میوے سے لدے ہوئے مرغان خوش الحان نغمہ سنج عمارتیں خوشنما ہیں۔ ع

مبارک منزلے فرخندہ جائے۔

سات دن اسی باغ میں پھرتے رہے نہ کہیں اس کا آغاز ملا نہ انجام نہ انوار الحسن کا نشان نظر آیا جب بھوک لگتی میوے کھاتے نہروں کا پانی پی لیتے جس مکان میں جی چاہتا رات کو سو رہتے آٹھویں دن میاں انوار الحسن بھی ہنستے ہوئے آئے اور کہا حضرت میں یہاں رہتا ہوں فرمایا کہ تم ہم کو چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے آج شکل دکھلائی ہے ہم آدمیوں میں رہنے والے یہاں آٹھ دن تنہائی میں گذرے بھلا گھر کے لوگ کیا کہتے ہوں گے ہم کو تو جہان سے

marfat.com

لائے ہو وہیں پہنچا دو اب ہمارا دل گھبرا گیا کہا کہ بہت اچھا آنکھیں بند فرمائیے پھر جو آنکھیں کھولتے ہیں تو وہی وقت ہے وہی دن وہی تاریخ وہی اپنا گھر حیران ہوئے کہ الٰہی یہ آٹھ دن کہاں سے آئے جو ہم نے باغ میں گذارے ۔غرض بھائی انوارالحسن زمرۂ ابدال میں سے تھے اور اسی قسم کے لوگ قطب الاقطاب و خضر وقت ہوا کرتے ہیں ۔

باب دوم ذکر ولادت شریف و حال پرورش و تحصیل تکمیل علم و کیفیت بیعت مشتمل بر سہ فصل

فصل اوّل ۔ ولادت شریف و حال پرورش ۔ بتاریخ ۴ یا ۱۱ ۔ یا ۱۸ یا ۲۵ ماہ رمضان المبارک ٹھیک تاریخ راقم کو یاد نہیں رہی ۔ سنہ ۱۲۱۹ ہجری مطابق ۵ اگھن سمت ۱۸۶۱ ہندی ۲۰۔اگھن سمت ۱۲۶۱ فصلی ۔۲۴۔ اگھن سنہ ۱۲۱۲ بنگلہ ، ۷ دسمبر سنہ ۱۸۰۴ء بروز جمعہ وہ بلبل بوستان توحید سرو گلستان تفرید شاہباز اوج حقیقت تاجدار کشور معرفت شہسوار عرصۂ فقر و فنا خضر راہ خدا منزل شناس ہر طریق سلطان ممالک تحقیق مرد میدان ترک و تجرید نغمہ سنج قانون عشق و توحید آفتاب انوار الٰہی سرچشمہ فیضان نامتناہی یعنی حضرت مرشد و مولائی قبلہ عالم و عالمیان کعبہ جان و جہان سید غوث علی شاہ قلندر قادری مثل آفتاب جہان تاب جلوہ فرمائے مطلع ظہور ہوئے ؎

سرورِ روحانیان آمد پدید ۔۔۔ جنبشے در جسم و جان آمد پدید
شد منور عرصہ کون و مکان ۔۔۔ کوکب کون و مکان آمد پدید
بوستاں جان بہار از سر گرفت ۔۔۔ نو بہار بوستان آمد پدید
کاروان غیب آمد در شہود ۔۔۔ یوسفے در کارواں آمد پدید
ہست ہر دور زماں را صاحبے ۔۔۔ صاحب دور زمان آمد پدید
کشتئ طوفانے ہست ایں جہان ۔۔۔ نوح کشتی جہان آمد پدید
علم حق میراث پیغمبر بود ۔۔۔ وارث پیغمبراں آمد پدید
ذات پاکش دودمان را افتخار ۔۔۔ افتخار دودمان آمد پدید

marfat.com

از برائے صید مرغان مکان | شاہباز لامکان آمد پدید!
آستانش قبلہ گاہ قدسیاں! | قبلہ گاہ قدسیاں آمد پدید
زد صلائے کنت کنزاً مخفیاً | مالک گنج نہان آمد پدید
میزبان خوان حق مرد خدا است | خوان حق را میزبان آمد پدید
صورت بخت جوان فضل خدا است | صاحب بخت جوان آمد پدید
خود ظہور و ظاہر و مظہر یکے ست | از ظہور حق ہمان آمد پدید
بوالحسن غوث علی سلطان جان۔ | اے حسن سلطان جان آمد پدید

چونکہ والدہ ماجدہ شریفہ حضرت رحمۃ اللہ علیہا کو ایک قسم کا جنون تھا اس لئے جدامجد یعنی جناب سید ظہور الحسن صاحب نے ان کا دودھ پلانا مناسب نہ سمجھا فکر رضاعت میں سرگرم ہوئے اتفاقاً قرب جوار میں ایک پنڈت نیک شعار رام سنیہی نام رہتے تھے معلوم ہوا کہ ان کی بیوی جو نہایت نیک منش اور حمیدہ خصائل ہیں دودھ پلا سکتی ہیں آپ نے ان کو طلب فرمایا اور ان کی دامن تمنا کو ثمر مراد سے پُر کیا ؎

اٹھو لے مدتوں کے سونے والو | تمہارے در پہ یہ دولت کھڑی ہے

زہے قسمت اس پنڈتانی مائی کی جس کو یہ دولت سری نصیب ہوئی پہ سچ ہے (بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک) بخوشی وخرمی دودھ پلانا شروع کیا نام آپ کا حضرت جدامجد نے خورشید علی رکھا تھا اور والد بزرگوار نے ابوالحسن بڑی والدہ صاحبہ نے غوث علی پنڈتانی مائی نے گنگا بشن ہر چند کہ پنڈتانی مائی کی اولاد دختری بہت تھی مگر اولاد پسری کی جانب سے یاس ہوگئی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت کے قدوم فیض لزوم کی برکت سے بعد مدت رضاعت ایک فرزند بخت بلند عطا فرمایا جس نے حضرت قبلہ کی صحبت سے آخر کو رتبہ بجبیاا[1] ہوم[2] حاصل کیا۔

فصل دوم تحصیل علوم

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم چار برس چار مہینے کے ہوئے تو بڑی والدہ

---

[1] حالت جذب وفنا ۱۲ [2] ہر دو نام کتاب شاستر ۱۲۔

marfat.com

صاحبہ نے بسم اللہ پڑھا کر قرآن شریف شروع کرایا اور پنڈت رام سینھی صاحب نے جو یدر رضاعی تھے نمسکار کا نام لے کر شاستر کا آرنبھ کیا دس برس کی عمر میں قرآن شریف نصف حفظ کر لیا اور نصف ناظران پڑھا کتب فارسیہ بھی تا سکندر نامہ بڑی والدہ صاحبہ سے پڑھیں اور سنسکرت سارت سدہ چندر کا تک پنڈت جی سے حاصل کی اور عربی کی صرف نحو نانا محمد حیات صاحب سے جو بڑی والدہ صاحبہ کے والد تھے پڑھی بعد چند مدت کے ہمارے والد ماجد نے اپنے پاس دہلی میں بلالیا یہاں مولوی محمد اسمعیل صاحب سے ایک سبق کافیہ کا اور مولوی شاہ اسحاق صاحب سے اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے حدیث شریف پڑھی باقی کتابیں مولوی فضل امام صاحب خیر آبادی سے پڑھیں یہ بزرگ مغفور ہمارے حال پر نہایت شفقت فرماتے تھے اور ان کی اہلیہ کو بھی مثل مادر مشفقہ کے محبت تھی حتیٰ کہ بغیر ہمارے کھانا تناول نہ فرمایا کرتی تھیں ہم ان کے ساتھ پٹیالہ بھی گئے اور ضروری کتب دینیہ و منطق پڑھتے رہے جب وہ عالم قدس کو رحلت فرما ہوئے تو ہم کو نہایت رنج و الم ہوا اس دن سے کتابیں بالائے طاق رکھ دیں کہ نہ اس شفقت سے کوئی پڑھائے گا نہ ہم پڑھیں گے ؎

فصل سوم ذکر بیعت

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم نے حسب دستور خاندان اول اپنے والد ماجد سے بیعت کی حضرت والد نے بعد تعلیم و تلقین دیکھا کہ در در طلب غالب ہے خود اولیاء اللہ کی خدمت بابرکت میں لے جانے لگے اور جہاں جہاں مناسب سمجھا بیعت کرایا۔

شجرۂ نسبی وخلفائی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ حَرِّقْ قَلْبِیْ بِحُرْمَتِ ابوالحسن خورشید علی عرف سید غوث علی شاہ قلندر قادری بن سید احمد حسنؑ عرف احمد علی۔ بن سید ظہور الحسن عرف ظہور محمد۔ بن محمد عرف محمد علی بن سید حامد حسنؒ عرف حامد علی۔ بن سید حمید علی عرف حمید الدین۔ بن سید ابو سعید عرف انوار الحسن

marfat.com

بن سید مصلح الدین عرف ناصر حسن میر میران ۔ بن سید مبارک[۹] حقانی ۔ بن سید محمد[۱۰] عرف محمد غوث اوچی حلبی گیلانی ۔ بن سید شمس الدین عرف محمد اعظم ۔ بن شاہ سید ابر[۱۲] عرف عبداللہ حسن ۔ بن سید ابوالحسن[۱۳] عرف کرم علی ۔ بن سید ابو علی[۱۴] عرف محمد صالح ۔ بن سید مسعود[۱۵] عرف نورالدین بن سید ابوالعباس[۱۶] احمد عرف حمید الدین ۔ بن صفی الدین[۱۷] عرف سید صوفی ۔ بن سید عبدالوہاب[۱۸] عرف سیف الدین ۔ بن قطب الاقطاب غوث الاعظم سید عبدالقادر[۱۹] جیلانی ۔ بن سید ابو صالح[۲۰] بن سید[۲۱] موسیٰ ثالث بن سید عبداللہ[۲۲] ثالث ۔ بن سید محمد[۲۳] زاہد ۔ بن سید محمد[۲۴] روحی ۔ بن سید[۲۵] داؤد ۔ بن سید موسیٰ[۲۶] ثانی ۔ بن سید عبداللہ[۲۷] ثانی ۔ بن سید موسیٰ[۲۸] ۔ بن سید محسن عبداللہ[۲۹] بن حسن[۳۰] مثنیٰ المعروف سید محمد بن شہید جام عشق حضرت امام حسن[۳۱] ۔ بن بلبل باغ مدینہ زہرائے بتول خاتون جنت حضرت فاطمہ[۳۲] بنت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ فخر انبیا سرور اصفیا محبوب رب العالمین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۞ بنارِ عشقک وازدبادِ محبتک ۞

ایک روز ارشاد ہوا کہ دہلی میں حضرت والد ماجد مجھ کو سید فدا حسین شاہ صاحب رسول شاہی قدس اللہ اسرارہم کی خدمت بابرکت میں لے گئے میں نے ایک روپیہ پیش کیا تو میاں صاحب اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر لائے اور فرمایا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا روپیہ اٹھالیا قبلہ گاہی صاحب نے فرمایا کہ بھائی مبارک ہو پھر ایک چھڑا اور کنٹھا کہربائی اور ایک رومال سبز کاہی اپنے مرید میاں توکل حسین شاہ صاحب سے طلب فرمایا رومال تو اپنے دست مبارک سے میرے سر پر باندھا اور چھڑا اور کنٹھا میرے ہاتھ میں دیا اس خاندان عالی شان کا شجرہ طیبہ یہ ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسم اللہ بر زبان انم — شجرہ سہروردیہ خوانم
ہاتف غیب چون ندا فرمود — خاکساران ہند از و بشنود
نحن اقرب الیہ فی القرآن — غوث[۱] ما و علی ماست ہمان

۱؎ مولانا سید غوث علی شاہ

marfat.com

هست انسان مجمع البحرین — چشم خاکست و جان فدائے حسین[1]
جلوه گر شد وجود ذات لطیف — خود مظفر حسین[2] شاه حنیف
صورت انسان معنی الله — ظاہر حق رسول[3] صلے الله
کرد تنزیہ جلوه در تشبیہ — نعمت الله[4] نفخت روحی فیہ
روح خود را نمود بہر شہود — گفت وحدت بنغمهٔ داؤد[5]
نحن اقرب بود ز جان قریب — بلکہ جان و جہان جملہ حبیب[6]
قلب انسان بیت رب جلیل — ہست قربان جان اسمعیل[7]
جملہ عالم وجود حق دانید — مرتضیٰ[8] جان آن ہمہ خوانید
خلق تصویر صورت خلاق — خالق اندر شکم بود رزاق[9]
عشق چون روح در بشر افتاد — معرفت ذات پاک الله داد[10]
مدرک جزو و کل زمین و زمن — ناطق است از توجہ پیرن[11]
ہست ذاتی مع الصفات تمن — زان شود ودر آسمان منجن[12]
صورتِ خویش حق عیان بنمود — شد محمد[13] وجود حق مشہود
وحدت ذات کثرت آفاق — متجلّے[14] بجلوهٔ اسحاق
ذات واجب بہر صفت موجود — خلق ممکن چو آدم و داؤد[15]
غیر حق را کجاست نشو و نمو — جملہ بگذار خویشتن راجو[16]
من عرف نفسہ شود معلوم — ہر کہ خود را شناخت شد مخدوم[17]
جملۂ کائنات قائم از وست — این جہان و جہانیاں ہمہ اوست

---

۱ حضرت شاه فدا حسین المعرُوف خواجہ نجم الدین ہمدانی ۲ حضرت شاه مظفر حسین معروف بہ مولانا حنیف سرِ حلقۂ خاکساران ہند ۳ حضرت سید رسول شاه الوری ۴ حضرت شاه نعمت الله ولی الماہی ۵ حضرت شاه داؤد مصری ۶ حضرت شاه یحیٰ حبیب الله ۷ حضرت شاه اسمعیل ۸ حضرت سید شاه مرتضیٰ انند ۹ حضرت سید شاه رزاق پاک ۱۰ حضرت شاه الله داد عرف عارف شاه ۱۱ حضرت شاه پیرن بندگی ۱۲ حضرت شاه منجن گوشہ نشین ۱۳ حضرت شاه محمد گوشہ نشین ۱۴ حضرت شاه خواجہ اسحاق مغربی ۱۵ حضرت شاه داؤد قریشی ۱۶ حضرت شاه راجن قتال سید بخاری ۱۷ حضرت شاه احمد کبیر الحسن مخدوم جہانیاں جہاں گرد ۱۲۔

marfat.com

خود توئی حضرت جلال بزرگ ‌ ‌ ‌ ‌ غیر تو نیست بے زوال بزرگ

ہر احد را احمد کبیر بدان ‌ ‌ ‌ ‌ زانکہ در احمد ست احد پنہان

کل شئ محیط ذات جلال[19] ‌ ‌ ‌ ‌ ہست مستجمع صفات کمال

مالنفی ایم و تو ہمہ اثبات ‌ ‌ ‌ ‌ رکن[20] عالم جمیع مخلوقات

مصحت ناطق بہاؤ[21] الدین ‌ ‌ ‌ ‌ بلکہ لاریب فیہ عین یقین

توئی موجود ما ہمہ معدوم ‌ ‌ ‌ ‌ خود توئی خادم و توئی مخدوم

صدر انسان ترجمان کتاب ‌ ‌ ‌ ‌ شرح حرف مقطعاتِ شہاب[22]

صورت انسان مراتِ رحمٰن ‌ ‌ ‌ ‌ رویت اندر ضیا[23] و عین عیان

اینما انت ثم وجہ[24] الدین ‌ ‌ ‌ ‌ اندرون و برون مکان و مکین

حسن خلق محمد عبد[25] اللہ ‌ ‌ ‌ ‌ لا شد عبد سر بسر اللہ

ہر احد را احمد[26] بامیم ست ‌ ‌ ‌ ‌ ہر دل اندر ہزار اقلیم ست

ہر دم شد علو[27] دینوری ‌ ‌ ‌ ‌ بہر تعظیم صورت بشری

امر ربی جنید[28] ا روح ست ‌ ‌ ‌ ‌ یرجع الاصل روح راح ست

قال انسان سری[29] سقطے ‌ ‌ ‌ ‌ وحد لا شریک لہ فقطے

ما عرفناک گفت خود معروف[30] ‌ ‌ ‌ ‌ لا وجود صفات بے موصوف

آئینہ صاف صیقل داود[31] ‌ ‌ ‌ ‌ در ہمہ خلق روح خود بنمود

لَیْسَ شَیْءٌ سِوَا الْحَبِیْب[32] لَکُمْ ‌ ‌ ‌ ‌ کُلَّ شَیْءٍ حَبِیْبَ بَلْ اَنْتُمْ

حی و قیوم شد علی رضا[33] ‌ ‌ ‌ ‌ زان سبب شد وجود ارض و سما

---

[19] حضرت سید جلال بخاری [20] حضرت شیخ مخدوم رکن الدین ابوالفتح ملتانی [21] حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی [22] حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی [23] حضرت خواجہ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی [24] حضرت خواجہ وجیہ الدین سہروردی [25] حضرت خواجہ عبداللہ دینوری [26] حضرت خواجہ احمد اسود دینوری [27] حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری [28] خواجہ ابوالقاسم جنید بغدادی [29] حضرت خواجہ ابوالحسن سری سقطی [30] حضرت خواجہ معروف کرخی [31] حضرت خواجہ داؤد طائی [32] حضرت خواجہ حبیب عجمی [33] حضرت امام علی موسیٰ رضا۔

marfat.com

علم و توحید موسیٰ کاظم[۳۴]　　منکشف بر اصاغر و اعظم
فیض عرفان جعفر[۳۵] صادق　　چون احادیث مصحف ناطق
گفت حضرت محمد[۳۶] باقر　　جملہ حق ست اول و آخر
شاہ زین العباد خود فرمود　　کس دگر نیست واحد ست وجود
ما ہمہ مقتدی امام حسین[۳۸]　　قل ہو اللہ ہست فی الکونین
جملہ اسما صفات ذات بتن　　نطق ادراک نیست خلق حسن[۳۹]
عین حق جملہ جہان علی ست[۴۰]　　اندرون و برون خفی و جلی ست
این حقیقت محمدی موجود　　ظاہر احمد باطنا معبود
من عرف نفسہ رسید بدوست　　ہر کہ خود را شناخت آن ہمہ اوست
یک حقیقت[۴۱] محمدی انسان　　شد منزہ مشبہ ہو فی شان
جامہ کہنہ فراق درید　　چون عبادی وصال را پوشید
اے برادر رہ زبان دل شاد باش　　از ہمہ کار جہان آزاد باش

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت والد بزرگوار مجھ کو بابری میں لائے اور حضرت پیر اعظم علی شاہ صاحب سے بیعت کرایا دل وجان سے عنایت ومحبت فرماتے جہاں میں جاتا آپ بھی ہمراہ جاتے اگر سفر دور دراز کا ارادہ ہوتا تو مدت مراجعت کا اقرار لیتے اتفاقاً معاودت میں دیر ہو جاتی تو خود جستجو کے لئے سفر کرتے تا حین حیات یہی معاملہ رہا جب خلافت عطا فرمائی تو اپنی اولاد کو ہمارے ہاتھ پہ بیعت کرایا اس خاندان علیہ کا شجرہ طیبہ یہ ہے۔

شجرہ قادریہ

پاک آن ذات بے نشان احد　　کہ بدو ہیچ سلسلہ نہ رسد
لیک اندر طریق ارشاد　　دست در دست رہنمایان داد

---

۳۴ حضرت امام موسیٰ کاظم ۳۵ حضرت امام جعفر صادق ۳۶ حضرت امام محمد باقر ۳۷ حضرت امام زین العابدین بن ۳۸ حضرت سید الشہدا شہید کربلا حضرت امام حسین ۳۹ حضرت سید الشہدا حضرت امام حسن ۴۰ حضرت اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی بن ابی طالب ۴۱ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

marfat.com

اشرف الانبیاء[1] حبیب خدا — اسد اللہ[2] باب علم ہدا
ہم حسن[3] ہم حبیب[4] ہم داود[5] — باز معروف[6] راہ حق پیمود
زدہ سری[7] جنید[8] و شبلی[9] دم — عبد واحد[10] ابو الفرح[11] پے ہم
بوالحسن[12] بوسعید[13] آمد باز — غوث اعظم[14] کشودہ پردہ راز
عبد الرزاق[15] شد از و صالح — آنکہ ایش نمود ابو صالح[16]
از پس شاہ احمد[17] اولی — کرد دعوت شہاب[18] دین بخدا
شمس[19] دین ست پس علاء الدین[20] — باز نور محمد[21] ست ببین
بعد محمود[22] ہست عبد جلال[23] — پس بہاول[24] قلندر خوش حال
بوالمعالی[25] ست رہنمائے یقین — باز حضرت مقیم محکم[26] دین
بعد سید[27] امیر بالا پیر — راہ عبد اللطیف[28] بری گیر
شیخ درویش[29] و خان احمد شاہ[30] — باز عبد اللطیف[31] حق آگاہ
مدح[32] شاہ ست و سید[33] اعظم علی — شاہ[34] غوث علی و مولائی
شہ سوار معارک تجرید — تاجدار ممارک توحید

---

[1] سرور ہر دو سرا محبوب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [2] حضرت اسد اللہ الغالب علی مرتضے علیہ السلام [3] حضرت حسن بصری [4] حضرت خواجہ حبیب عجمی [5] حضرت خواجہ داؤد طائی [6] حضرت خواجہ معروف کرخی [7] حضرت خواجہ سری سقطی [8] حضرت ابو القاسم جنید بغدادی [9] حضرت ابوبکر شبلی [10] حضرت عبد الواحد یمنی بن شیخ عبد العزیز یمنی [11] حضرت ابو الفرح طرطوسی [12] حضرت ابو الحسن علی القریشی المنکاری [13] حضرت ابوسعید مبارک خرمی [14] حضرت سید غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی [15] حضرت سید عبد الرزاق [16] حضرت خواجہ ابو صالح فقیر [17] حضرت سید احمد شاہ اولی [18] حضرت سید شہاب الدین [19] حضرت سید شمس الدین [20] حضرت سید علاء الدین شاہ [21] حضرت سید نور محمد شاہ [22] حضرت سید عبد الجلال صحرائی [23] حضرت سید بہاول شیر قلندر [24] حضرت ابو الموسی [25] حضرت محکم الدین حجروی [26] حضرت شاہ امیر بالا پیر [27] حضرت عبد اللطیف بری [28] حضرت شیخ درویش [29] حضرت شاہ احمد صاحب کرتپوری [30] حضرت شیخ عبد اللطیف ثانی کرتپوری [31] حضرت مدح شاہ منداوری [32] حضرت سید اعظم علی شاہ باردی [33] حضرت غوث علی شاہ قلندری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۱۲۔

marfat.com

بحر عرفان محیط بے پایان | برتر از وصف دما ورائے بیان
اے حسن کو زبان کہ راز دہد | خبر از بے نشان کہ باز دہد

اس خاندان کی تعلیم و تلقین کے بعد ہم نے پیر صاحب قبلہ سے عرض کیا کہ حضرت اب کیا کیا جائے فرمایا کہ میرٹھ میں مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب کے پاس جاؤ جو کچھ فرماویں عمل میں لاؤ اور ایک نامہ بنام شاہ صاحب تحریر فرمایا اس کو لے کر ہم میرٹھ پہونچے اور مولوی نیاز علی صاحب کے ساتھ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے نہایت مربیانہ اور بزرگانہ عنایت فرمائی تین دن روزہ رکھوا کر اتحادی توجہ دی مولوی نیاز علی صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ اس وقت چند مرید حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر تھے بعد توجہ فرمایا کہ کوئی شخص ان کے جسم کو ہاتھ نہ لگائے ورنہ بے ہوش ہو کر گر پڑے گا یہ ظرف عالی انہیں کا ہے کہ تحمل کیا دوسرا ہوتا تو قلب شق ہو جاتا من بعد داخل سلسلہ کر کے تعلیم و تلقین شروع کی ایک برس ہم وہیں رہے رات کو بھی شاہ صاحب ہم کو اپنے پاس ٹھہراتے تھے جب سلوک طے ہو گیا تو مولوی صاحب نے خلافت عطا فرمائی اور اپنی اولاد کو مرید کرایا اس خاندان عالی شان کا شجرہ یہ ہے۔

شجرہ خاندان نقشبندیہ

شرح سازم خاندان نقشبندی اعلی | فرد توحید مجرد بوالحسن غوث علی[1]
شہ حبیب اللہ[2] صاحب مظہر اسرار غیب | بوسعید[3] احمدی از شاہ عبداللہ[4] ولی
مظہر حق جان[5] جانان نائب پیغمبران | سیدی[6] نور محمد شیخ سیف الدین[7] سنی
خواجہ معصوم[8] است احمد[9] خواجہ باقی[10] خواجگی[11] | خواجہ[12] درویش و محمد زاہد[13] احرار ولی

---

۱ حضرت سید ابو الحسن غوث علی شاہ قلندر قادری رحمۃ اللہ علیہ ۲ حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب سنبھلی ۳ حضرت ابو سعید احمد سرہندی ۴ حضرت غلام علی شاہ دہلوی ۵ حضرت مرزا جان جاناں صاحب دہلوی ۶ حضرت سید نور محمد صاحب ۷ حضرت شیخ سیف الدین صاحب سنامی ۸ حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب ۹ حضرت احمد مجدد الف ثانی صاحب سرہندی ۱۰ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب دہلوی ۱۱ حضرت خواجہ امکنگی صاحب ۱۲ حضرت خواجہ درویش محمد صاحب ۱۳ حضرت محمد زاہد عبید اللہ احرار صاحب

marfat.com

خواجہ[14] یعقوب بہاؤالدین[15] دگر میر کلال[16] — خواجہ بابا[17] دان دگر خواجہ علی[18]
خواجہ[19] محمود ست دیگر خواجہ عبدالخالق[20] است — خواجہ[21] یوسف باز شیخ فارمدان بوعلی[22]
بوالحسن[23] پس بایزید[24] و جعفر صادق[25] بود — قاسم[26] و سلمان[27] ابوبکر و رسول ہاشمی
یاالٰہی از طفیل خاندان نقشبند — مبتلا سازی بعشق خود حسن را دائمی

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

المختصر انیس[19] بزرگوں سے جناب قبلہ نے بیعت کی ان میں گیارہ مسلمان تھے اور آٹھ ہندو راقم کو جو شجرہ ہاتھ آیا وہ لکھا۔

باب سوم در حالات سیاحت مشتمل بر یکصد و دو ارشاد!

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہماری عمر آٹھ برس کی تھی کہ جناب دادا صاحب و نانا صاحب اور والد بزرگوار اپنے ہمراہ ہم کو حاجی لعل صاحب کی خدمت میں لے گئے یہ بزرگ مولانا فخرالدین صاحب چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے جب ہم ان کی خدمت میں پہونچے تو سرو قد تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور بڑے تپاک سے اپنے پاس بٹھایا پھر نہایت عجز و انکسار کے ساتھ فرمانے لگے کہ بھائی لڑکے میں بہت دنوں سے تمہارا منتظر و مشتاق تھا خوب ہوا کہ تم آ گئے ہمارے پاس جو تمہاری امانت ہے لے لو اس وقت محفل خاص تھی دروازہ بند اور قوال خوش الحان غزل گا رہے تھے کہ حضرت کو جوش آیا اور میری طرف متوجہ ہو کر القا کیا میں ایسا بیخود و بے ہوش ہوا کہ تن بدن کی بھی کچھ خبر نہ رہی بلکہ اس دم علم بھی بالکل مفقود تھا نانا صاحب خفا ہونے لگے کہ اس صغیر سن بچہ پر ایسی سخت نظر کیوں ڈالی والد نے عرض کیا کہ حضرت جائے شکر ہے نہ محل

---

[14] حضرت خواجہ یعقوب چرخی [15] حضرت خواجہ بہاؤالدین صاحب نقشبند [16] حضرت خواجہ میر کلال صاحب [17] حضرت خواجہ بابا سماسی [18] حضرت شیخ بوعلی رامتینی [19] حضرت خواجہ محمود صاحب [20] حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب [21] حضرت خواجہ یوسف ہمدانی [22] حضرت خواجہ شیخ بوعلی فارمدی [23] حضرت ابوالحسن خرقانی [24] حضرت طیفور شامی بایزید بسطامی [25] حضرت امام جعفر صادق [26] حضرت سید قاسم صاحب [27] حضرت سلمان فارسی [28] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ [29] حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

تھی کہا بہت یہ بچہ بڑا صاحب نصیب ہے پھر والد مجھ کو گھر اٹھا لائے آٹھ دن تک یہی حالت رہی نویں دن ہوش آیا اور طبیعت غالب ہوئی اس روز سے جس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا کسی کی توجہ کا اثر نہیں ہوا اور اگر کچھ ہوا بھی تو بیخودی طاری نہ ہوئی اور اگر آناً فاناً بیخودی بھی ہوئی تو ہم نے مطلق جنبش نہیں کی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ زمانہ طفلی میں ہم کو ایک سنیاسی نے چڑھ تاری کپالی[1] تعلیم کی اس شغل میں حواس ظاہری مفقود ہو جاتے ہیں اور روح دماغ میں آجاتی ہے جس خیال میں انسان بیٹھتا ہے اسی میں رہتا ہے جب ہم کو مشق ہو گئی تو ایک دن خیال آیا کہ دیکھیں تو دوسرے پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے یا نہیں ہم نے اپنے بھائی کو جو والدہ صاحبہ کلاں سے تھے کپالی چڑھائی وہ بالکل بے ہوش ہو کر بشکل مردہ گر پڑے اتارنا ہم کو آتا نہ تھا نہایت حیرانی دامن گیر ہوئی کہ اب کیا علاج کریں والدہ صاحبہ کلاں کو خبر ہوئی مضطرب ہو کر تشریف لائیں اور فرمایا کہ ایک تو گیا ہے دوسرا بھی چلا لوگ گمان کریں گے اس نے بھائی کو مار ڈالا ہے ایک پیالہ دہی کا لا کر اس کے سامنے گرا دیا جو آن کر پوچھتا اس سے فرماتیں کہ نہیں معلوم کیا ہوا دہی کھا کر سنتی کی ہے میں گھبرا کر اس سنیاسی فقیر کے پاس گیا اور سارا حال بیان کیا انہوں نے بہت ملامت کی اور کہا کہ کیا تم کو اس واسطے یہ عمل سکھلایا تھا کہ لوگوں کا تماشا دیکھو ہم نے تو اس لئے سکھلایا تھا کہ یاد الٰہی میں مشغول رہو گے خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرنا یہ کہہ کر ہمارے گھر آئے اور بھائی کے سر پر مشکیں چھڑوائیں جب تیسری مشک کی نوبت پہونچی تو اٹھ بیٹھے پھر ہم نے بھائی سے بیہوشی کی کیفیت دریافت کی کہا میں تو زندہ تھا اور تم سب کو پکار پکار کے کہتا تھا کہ میں زندہ ہوں تم گھبراؤ مت میں کنوئیں میں پڑا ہوں مجھ کو نکال لو لیکن تم سنتے نہ تھے اور مجھے کسی طرح کی تکلیف بھی نہ تھی اس دن سے ہم نے توبہ کر لی کہ پھر ایسا کام ہرگز نہ کریں گے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے وطن کے چمار کا لڑکا دریا کنارے جا کر کچھ پڑھا کرتا تھا ہم نے دریافت کیا اس نے کہا میاں صاحب ایک منتر سدھ کرتا ہوں ہم نے کہا کہ جس

---

[1] کپالی یعنی حبس دم بدو قسم ہے ایک چتین تاڑی اور دوسرے چڑھ تاڑی چتین تاڑی وہ ہے کہ بسبب حبس دم کے روح دماغ میں آجاتی ہے لیکن ہوش حواس درست رہتے ہیں اور چڑھ تاڑی میں ہوش حواس مفقود ہو جاتے ہیں ۱۲

marfat.com

روز تیرا منتر سدھ ہو ہم کو بھی ساتھ لے چلنا وہ ایک رات کو آیا اور ہم کو ساتھ لے گیا دریا کے کنارہ پہنچ کر موہن بھوگ در چاول وغیرہ پکائے بھیٹ دی پوجا کی اور منتر پڑھ کر فارغ ہوا دونوں گھر چلے میں نے کہا کہ اب اس کا تماشا تو دکھا اس نے کنکر پڑھ کر ایک درخت پر مارا نیچے سے اوپر تک آگ لگ اٹھی اور جل کر خاک سیاہ ہو گیا یہ طرفہ ماجرا دیکھ کر ہم نے کہا کہ اب تو ایک کنکر ہمارے اوپر مار اس نے اول تو بہت انکار کیا مگر کہنے سننے سے مجبور ہو کر بولا کہ تو ہوشیار ہو جاؤ ہم نے یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہہ کر اپنے گرد حصار کھینچ لیا اس نے کنکر مارا کچھ نہ ہوا دوسرا اور مارا تعجب ہمارا کچھ بھی نہ ہوا پھر تو ہم حصار کو توڑ کر باہر نکل آئے کہ یہ بھر وسا اچھا نہیں اس چمار سے کہا کہ بھلا اب تو کنکر پھینک اس نے غصہ میں آکر ایک اور مارا تو وہ کنکر ہمارے سینہ پر آن کر ایسا لگا جیسے لٹھ لگتا ہے پھر ہمارے سینے پر سے اوچٹ کر اس کی پیشانی پر جا لگا وہ اوندھے منہ گرا اور تمام سوراخہائے جسم سے خون جاری ہو گیا ہم نے دوڑ کر اس کے باپ کو اطلاع دی وہ اپنے لڑکے کو اٹھا کر ہمارے نانا محمد حیات صاحب کی خدمت میں لایا نانا صاحب نے مجھ سے کیفیت دریافت فرمائی میں نے حال مفصل بیان کر دیا آپ نے مجھ کو دو تین طمانچہ لگائے اس وقت ہماری عمر کوئی دس بارہ برس کی تھی پھر فرمانے لگے کہ شیخ عبد القادر کیا تیرے لئے دوربین لگائے بیٹھے ہیں کہ ہر دم تاکتے رہیں گے یا ہر وقت تیرے ساتھ پھریں گے خبردار تم جانو گے جو پھر ایسا کیا اگر یہ مر جاتا تو کیا علاج ہوتا غرض ہم کو مارا پیٹا اور بہت سرزنش کی تب حضرت کا غصہ فرد ہوا پھر سورہ مزمل دم کر کے اس کو پانی پلایا اور نہلایا کئی دن کے بعد وہ اچھا ہوا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہماری عمر دس بارہ برس کی تھی کافیہ کا سبق پڑھ کر گھر کو آتے تھے راہ میں ایک فقیر ملے سبق وغیرہ کی کیفیت پوچھی پھر فرمایا کہ ہم تم کو ایک آیت بتلاتے ہیں گیارہ دن تک پڑھو ہم نے کہا بہت اچھا۔ پھر آیت کریمہ با موکلات بتائی اور کہا کہ رات کے وقت تنہا مکان میں حصار کر کے پڑھنا اور چراغ کی لو کو دیکھتے رہنا ہم نے ایسا ہی کیا اول روز تو کچھ معلوم نہ ہوا دوسرے دن دو شیر جھینگے کے برابر چراغ کی لو پہ لڑتے ہوئے نظر آئے تیسرے دن چوہے کے برابر چوتھے روز بلی کے برابر پانچویں دن کتے کے برابر ہو

marfat.com

گئے اسوقت چراغ گل ہو گیا اور کوٹھری کا دروازہ کھل گیا ہم ڈر کر بھاگے اور بڑی والدہ کی گود میں جا چھپے اس وقت کچھ ہوش نہ رہا اور بخار چڑھ آیا صبح کو فقیر صاحب خفا ہوتے ہوئے آئے کہ تم نے عمل خراب کر دیا نانا صاحب نے فرمایا شاہ جی آپ ناحق ناراض ہوتے ہیں اگر عمل کرانا منظور تھا تو آپ اس کے پاس بیٹھے ہوتے بھلا یہ عمر اور جلالی عمل اگر آپ ہم کو بتائیں تو دیکھو پورا کرتے ہیں یا نہیں یہ سن کر فقیر کا غصہ دھیما ہوا اور ہم سے کہا کہ آؤ ہم تم کو ایک چیز بلا محنت دیتے ہیں الگ سے جا کر یہ قطعہ بتلایا ؎

اے کریمیکہ از خزانہ غیب　　گبر و ترسا وظیفہ خور داری

دوستان را کجا کنی محروم　　تو کہ با دشمنان نظر داری

اور کہا اس کو سوتے وقت تین بار پڑھ لیا کرو صبح کو ایک روپیہ مل جایا کرے گا۔ ہم نے پڑھا تو صبح کو روپیہ پایا اور والدہ صاحبہ کو دے دیا تیسرے روز انہوں نے دریافت فرمایا کہ تم ہر روز روپیہ کہاں سے لاتے ہو ہم نے اصل حال کہہ دیا فرمایا کہ اچھا تم ہم کو بھی اجازت دو ہم نے اجازت دے دی ان کو بھی ایک روپیہ روز ملنے لگا پھر والدہ نے فرمایا کہ اپنے والد کو بھی اجازت دو والد نے کہا کہ ایسا نہ ہو سب اس کی تاثیر جاتی رہے چنانچہ یہی ہوا میں نے والد کو بھی اجازت دے دی اگلے روز کسی کو کچھ نہ ملا۔ جناب دادا صاحب نے بھی یہ تمام قصہ سنا مجھ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ ہم تو سمجھے تھے تم نے کوئی کمال راہ فقر کا حاصل کیا ہوگا یہ کیا بڑی بات ہے جو تم نے سیکھی تھی آج رات کو یہ شعر پڑھ کر سونا ؎

کریما بہ بخشائے بر حال ما　　کہ ہستم اسیر کمند ہوا

یہ عمل کیا تو پانچ روپیہ روز ملنے لگے تیسرے دن دادا صاحب نے فرمایا کہ تم ہزار آدمیوں کو ہر روز اجازت دو گے تب بھی اس عمل کی یہ ہی تاثیر رہے گی آؤ اب تم کو پچاس روپے روز کا عمل بتائیں۔ عَزَمْتُ عَلَيْكَ يَا شَمْسَائِيلُ يَا قُدُّوسُ يَا رَزَّاقُ يَا بَاسِطُ يَا وَكِيلُ يَا مَيْمُونَةُ لِبِهِ بِعِزِّ يَا مَعَاشِرَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ الْأَرْضِيْنَ تَحْضُرُ بِحَقِّ كَكَائِيلُ بِحَقِّ أَسْمَاءِ الْحُسْنَىٰ وَبِحَقِّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ يَا هُوَ يَا هُوَ يَا هُوَ تُوَكِّلْ نِيلُ اس عمل کو بھی کیا تو فی الحقیقت ٹھیک پایا پھر دادا صاحب نے فرمایا کہ آئندہ

marfat.com

یہ عمل نہ کرنا فقیر کو نان جویں بس ہے ہاں اشد ضرورت ہو تو مضائقہ نہیں اور اگر تم شہنشاہی چاہتے ہو تو ایک عمل ہماری آبائی میراث ہے لیکن فقیری بغیر رضا و تسلیم کے حاصل نہیں ہوتی وہ عمل یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا کَافِیْ یَا شَافِیْ یَا ہَادِیْ یَا لَطِیْفُ یَا بَاقِیْ اَجِبْ یَا رُدْ فَائِیْلُ اَنْتَ وَخُدَّامِکَ مِنَ الرُّوْحَانِیَّۃِ السَّمَاوِیَّۃِ وَالْاَرْضِیَّۃِ اَنْتَ یَا مَذْھَبُ سَامِعًا مُطِیْعًا بِحَقِّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ وَ بِحَقِّ مَلِکِ الْغَالِبِ عَلَیْکُمْ اَمْرَہٗ اَبْجَدُ وَ بِحَقِّ طَحْطِیْلٍ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا ہ اقسمت عَلَیْکُمْ یَا کَزْکَزْ سَیَائِیْلُ سَخِّرْ لِیْ قُلُوْبَ جَمِیْعِ بَنِیْ اٰدَمَ وَبَنَاتِ حَوَّا بِحُرْمَتِ سَیِّدِ لِکُھُوْذِفْ وَنُبُوْشٍ اَنْتَ جِیْئِیْ بِالسَّمَاءِ وَتَحْتَ تحضروا تحضروا الْمُسَخَّرَاتِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ یَا قَادِرَ الْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَاللَّاھُوْتِ وَالْھَاھُوْتِ سَخِّرْ لِیْ قُلُوْبَ کُلِّ شَیْءٍ وَبِکُلِّ شَیْءٍ بِقُدْرَتِہٖ وَ بِعَظْمَتِہٖ بِحَقِّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ہ وَ بِحَقِّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہ۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت قبلہ گاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبدیلی دہلی کو ہوئی تو مجھ کو بھی وطن سے طلب فرمایا اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ کی خدمت میں سپرد کر دیا ایک لڑکا رسالدار بہادر کا ہمارا ہم عمر و ہم سبق تھا اور چونکہ حضرت والد ماجد اور رسالدار میں واسطہ اتحاد تھا اس لئے ہم دونوں میں بھی انس ہو گیا ایک دن لڑکے نے پچاس روپے بطور قرض مانگے میں نے دے دئے کیونکہ حضرت قبلہ کی تنخواہ میرے پاس رہتی تھی اور اس امر کی اطلاع بھی حضرت کو کر دی فرمایا کہ خوب کیا لیکن اس سے لینا نہیں دو مہینے بعد وہ روپیہ لایا میں نے انکار کیا اس نے اپنے والد سے کہا وہ خود دینے کو آئے حضرت قبلہ نے فرمایا کہ رسالدار صاحب بچوں کے معاملہ میں آپ کیوں پڑتے ہیں وہ آپس میں بھگت لیں گے میں نے نہ روپیہ دیا نہ آپ سے لوں خیر حساب دوستاں در دل سمجھ کر وہ چپ ہو رہے مگر وہ روپیہ بصورت تحائف ادا کیا وہ لڑکا ہمارا یار نہایت حسین و جمیل آدمی تھا یہاں تک کہ اپنے حسن صورت پر آپ فریفتہ ہو گیا

marfat.com

ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ آئینہ روبرو ہے اور آٹھ آٹھ آنسو رو رہا ہے میں نے پوچھا کیوں بھائی خیر ہے بولا کیا کروں مجھ کو اپنی صورت پر آپ پیار آتا ہے اگر دوسرے پر عاشق ہوتا تو بھلا اس کو گلے سے تو لگا سکتا اب خود ہی عاشق خود ہی معشوق کروں تو کیا کروں میں نے کہا کہ یہ تو کچھ بڑی بات نہیں تم آئینہ میں اپنے آپ کو دیکھو اور میری چھاتی سے لگ جاؤ ہنسنے لگا اور کہا کہ بھائی تم کو تو ہر وقت دل لگی ہی سوجھتی ہے تمھاری بلا سے کوئی مرے یا جئے پھر آئینہ پھینک کر کھڑا ہو گیا۔ ع

عاشق و عشق و بت و دلبر و عیار یکے ست

ایک روز ارشاد ہوا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے ہم سبق پڑھتے تھے کہ ایک شخص امیرانہ لباس پہنے ہوئے آیا اور عرض کی کہ میری سرگذشت سننے کے قابل ہے حضرت میری عقل کام نہیں کرتی حیران ہوں کیا کروں اور کہاں جاؤں آپ کی خدمت میں اس لئے آیا ہوں کہ جو ارشاد ہو بجا لاؤں میں لکھنؤ کا باشندہ اور روزگار پیشہ آدمی تھا ایک دفعہ بے کاری کے باعث گھر پر تنگی سے گذرنے لگی ارادہ کیا کہ کہیں باہر نکل کر تلاش معاش کروں سرمایہ کم رہ گیا تھا تھوڑا سا زاد راہ لے کر اودے پور کو چلا اثنائے راہ میں ریواڑی آئی اس زمانہ میں وہاں صرف ایک سرائے اور تکیہ آباد تھا اس سرائے میں چند بھٹیاریاں اور دو ایک کسبیاں رہتی تھیں میں سرائے میں اترا اور گھوڑا باندھ کر خاموش و متفکر چارپائی پر جا بیٹھا کیونکہ خرچ پاس نہ تھا اتنے میں ایک کسبی آئی اور کہنے لگی کہ میاں جوان کس فکر میں بیٹھے ہو کھانے دانے کا سامان کیوں نہیں کرتے میں نے کہا کہ ابھی ہارا تھکا آیا ہوں ذرا استا لوں تو کچھ بندوبست کروں وہ چلی گئی اور ذرا دیر بعد پھر آئی کہا اب کیا دیر ہے میں نے پھر وہی جواب دیا تیسری بار پھر آئی اور بولی کہ یہ کیا بات گھوڑا ٹاپتا ہے اور تم کو کچھ فکر نہیں ناچار جو بات تھی میں نے سچ سچ کہہ دی کہ کوڑی گرہ میں نہیں رہی اب گھوڑا یا ہتھیار بیچتا ہوں تو نوکری کیسے کروں گا اور یہ نہ کروں تو خرچ کہاں سے لاؤں وہ چپکی چلی گئی اور دس روپیہ لا کر میرے حوالہ کئے کہ لو یہ روپیہ میں نے چرخہ کات کر اپنے کفن و دفن کے لئے جمع کیا ہے آپ کو قرض حسنہ دیتی ہوں جب خدا تم کو دے ادا کر دینا غرض میں وہ روپیہ خرچ کرتا ہوا اودے پور پہنچا وہاں جھٹ پٹ نوکری مل گئی اور کچھ ایسا فضل ربی ہوا کہ پانچ ہی برس میں امیر کبیر

marfat.com

بن گیا پھر تو حشم خدام ہاتھی گھوڑے سب ٹھاٹ امیرانہ مہیا تھا گھر سے خط آیا کہ لڑکا جوان ہو گیا بیٹی والے بھی تقاضا کرتے ہیں جلد آن کر شادی کا سامان کرو میں راجہ سے رخصت لے کر بڑے ٹھاٹ سے چلا اور ریواڑی کی طرف کو روانہ ہوا جب اسی سرائے میں اترا تو کسبی کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ مہینہ بھر سے بیمار اور کوئی دم کی مہمان ہے جب اس کے پاس پہنچا تو میرے سامنے جان بحق ہو گئی تجہیز و تکفین کی اور اپنے ہاتھ سے اس کو قبر میں اتارا اور دفن کر کے چلے آئے جب آدھی رات گذری تو خیال آیا کہ جیب میں پانچ ہزار کی ہنڈی تھی دیکھا تو ندارد بڑی پریشانی ہوئی سوچتے سوچتے ذہن میں گذرا کہ ضرور اس قبر کے اندر ہنڈی گری پلنگ سے اُٹھ سیدھا قبرستان میں پہونچا اور قبر کھود ڈالی کیا دیکھتا ہوں کہ نہ وہاں میت ہے، نہ ہنڈی ہاں اک طرف کو دروازہ سا نظر آتا ہے اس کے اندر چلا گیا نہایت پر فضا و دلکشا باغ نظر آیا اس میں ایک مکان عالیشان ہے فرش و فروش سے آراستہ اور ایک عورت نہایت حسین و مہ جبین بیٹھی ہے دل میں خیال آیا کہ الٰہی یہ تو کسی شاہزادی کا مکان ہے ایسا نہ ہو کوئی مجھے روکے ٹوکے جھجھک کر قدم پیچھے ہٹایا ہی تھا کہ اس کے گرد جو پرستار و غلام دست بستہ کھڑے تھے ایک میرے پاس آیا اور بلا کرلے گیا اب وہ عورت کہتی ہے کہ تم نے مجھ کو پہچانا نہیں میں نے کہا نہیں کہا جی میں وہی تو ہوں جس نے تم کو دس روپے دیئے تھے آج اس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے یہ عروج مجھ کو عطا فرمایا ہے لو یہ تمہاری ہنڈی بھی موجود ہے جو قبر میں گر پڑی تھی اب دیر نہ کرو جلد چلے جاؤ میں نے کہا کہ ذرا یہاں کی سیر تو کر لوں وہ بولی کہ یہاں کی سیر قیامت تک بھی نہ کر سکو گے اتنی ہی دیر میں دنیا کے اندر کیا سے کیا ہو گیا ہوگا بس تم جاؤ خیر میں اس کے کہنے کے موافق چلا آیا شاید کوئی تین گھڑی کا عرصہ لگا ہوگا قبر کے باہر نکل کر دیکھتا ہوں تو زمانہ کا رنگ ہی کچھ اور ہے نہ وہ تکیہ نہ وہ سرائے نہ وہ آدمی نہ وہ بستی سرائے کی جگہ پر ایک شہر آباد ہے بھلا حال جس سے پوچھتا ہوں وہ مجھ کو دیوانہ بتلاتا ہے اور کہتا ہے میاں خیر ہے کیسی سرائے اور کون امیر

اے ہمنفس نہ پوچھ عبث ہے کہاں سرائے   ہم ہیں مسافر اور جہاں کارواں سرائے

آخر ایک آدمی نے کہا کہ چلو میں تم کو ایک بزرگ کے پاس لے چلوں شاید ان سے کچھ پتا لگے وہ بڑا معمر آدمی ہے میرا حال سن کر اس نے بحر تفکر میں غوطہ لگایا اور بہت تامل کے بعد کہا کہ ہاں کچھ کچھ مجھ کو یاد ہے میرے پردادا فرمایا کرتے تھے کہ اگلے زمانہ میں یہاں صرف

marfat.com

ایک سرائے بھی اور اس میں ایک کسبی آباد تھی ایک امیر آن کر ٹھہرا اور اس کسبی کا گور و کفن کیا مگر آدھی رات کو وہ بھی غائب ہو گیا تھا پھر اس کا کچھ پتہ نہ لگا ہمراہی رو پیٹ کر چلے گئے اس بات کو کوئی تین سو برس کا عرصہ گذرا ہوگا جب میں نے حال بیان کیا کہ وہ امیر میں ہوں تو لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور حیرت کرنے لگے اب مجھ کو خبط سا ہو گیا نہ گھر ہے نہ در جاؤں تو کہاں جاؤں اور اس ہنڈوی کو کیا کروں شاہ صاحب نے کہا کہ بے شک وہاں کی گھڑی یہاں کی ایک صدی ہوتی ہے اب بیت اللہ کو چلے جاؤ اور باقی عمر یادِ الٰہی میں گذار دو چنانچہ ان کو خرچ دے کر مکہ معظمہ کو روانہ کر دیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم پٹیالہ میں فضل امام صاحب سے پڑھتے تھے تب بھی فقیروں کی تلاش و طلب رہتی تھی اور ہمارا ایک ہم سبق بھی اس مرض میں مبتلا تھا سنا کہ راجہ کے فیض خانہ میں ایک سالک مجذوب رہتے ہیں جعفر شاہ ان کا نام ہے ہم دونوں جس وقت سبق سے فراغت پاتے ان کی خدمت میں جاتے یوں ہی برس دن گذر گیا ایک دن ہمارے ہم سبق نے ان سے کہا کہ حضرت آج تو سلطان الاذکار کی اجازت دے دیجئے اس وقت جذب کی حالت تھی تین بار ران پر ہاتھ مارا اور کہا کہ جاؤ اجازت ہے تھوڑی دیر بعد اس طالب علم کے بدن میں اثر ظاہر ہونے لگا پہلے تو کچھ لرزہ سا محسوس ہوا پھر وہ نفخہ صور کی طرح بڑھتا گیا تمام جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہم سے کہا کہ دیکھو مولوی صاحب کو اس بات کی خبر نہ ہونے پائے اثنائے راہ میں ہر بن مو سے خون ٹپکنے لگا بہزار دقت اس کو مکان پر لائے مولوی صاحب کو خبر ہوئی حکیم صاحب کو بلوایا کہا اس کے قلب پر صدمہ پہنچا ہے اور حرارت شدید ہے قرابہ کے قرابہ گلاب و کیوڑے پلا دئے مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی!!

ہر رگ و پے سے ایک آواز نکلنے لگی گھنٹہ بھر کے بعد دونوں طرف کی شہ رگیں پھٹ گئیں اور وہ جان بحق ہوئے مگر خون اور آواز و لرزہ بند نہ ہوا مولوی صاحب نے ہم سے پوچھا کہ اصل ماجرا کیا ہے ہم نے سارا حال کہہ سنایا مولوی صاحب نے فرمایا کہ میاں پہلے سے کیوں نہ نہ کہا خیر اب کیا ہوتا ہے منظور خدا یہی تھا مرضی مولا از ہمہ اولےٰ الغرض نہلا دھلا اور کفن

marfat.com

بہنا جنازہ جعفر شاہ کے سامنے لے گئے اور مولوی صاحب نے کہا کہ میاں صاحب یہ کیا کیا بولے میں کیا کروں تمہارے یہ دو منڈے روز آن کر مجھ کو ستاتے اور انگلی کرتے تھے آج میری زبان سے بھی ایک بات نکل گئی اب لے جاؤ مولوی صاحب نے کہا کہ حضرت یہ خون کا بہنا اور بدن کا ہلنا تو بند ہو جائے فرمایا کہ بس صاحب یہ تو قیامت تک یوں ہی رہے گا ایسے شہیدوں کا کہیں خون بند ہوتا ہے آخر لے جا کر دفن کر دیا مولوی صاحب پھر جعفر شاہ صاحب کے پاس آئے اور ہماری طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس لڑکے کو کہیں نہ مار ڈالنا بولے صاحب میں کیا کروں یہ روز آن کر چھیڑتے ہیں ان کو منع کرو۔ گو یہ واقعہ روبرو گذرا اور مولوی صاحب نے بھی منع فرمایا مگر ہم نے بھی ان کے پاس کا جانا نہ چھوڑا وہ بھی ہمیشہ التفات فرماتے رہے ایک بار حضرت قبلہ غلام علی شاہ صاحب کے ایک خلیفہ آ گئے ہم سے پوچھا کہ یہاں کوئی کامل فقیر بھی ہے ہم نے کہا کہ ہاں چلیئے ہم ان کو جعفر شاہ صاحب کے پاس لے گئے اور کہا کہ لو حضرت آج ایک اور شکار لایا ہوں فرمایا کہ اچھا بیٹھ جاؤ باتیں ہونے لگیں خلیفہ صاحب بولے کہ حضرت میرے لطائف جاری نہیں ہوتے آپ نے کہا کہ نہیں ہوتے یہ کہہ کر اپنے ہاتھ کو چکر دینا شروع کیا اور کہنے لگے چل بے چل یہ کہنا تھا کہ خلیفہ جی قلب کو پکڑ کر لوٹ پوٹ ہو گئے ہم نے کہا میاں صاحب کہیں ان کو بھی مار ڈالو گے بولے کہ خوب ہوا جو تم نے یاد دلا دیا خیر آئندہ یوں مناسب ہے کہ ہمیشہ چپ چاپ ہمارے سامنے آ کر بیٹھ جایا کرو خواہ ہم تمہاری جانب مخاطب ہوں یا نہ ہوں ہم نے کہا کہ ہاں یہی طریقہ تعلیم کا ہے غرض اُن خلیفہ صاحب کو تعلیم فرما کر رخصت کیا لیکن نقشبندیوں کے کام کے تو وہ رہے نہیں جنگل باشی ہو گئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہمارے والد ماجد کا رسالہ دہلی سے تبدیل ہو کر لکھنؤ میں پہونچا اسی دن صبح کے وقت شیخ امان اللہ جن کی عمر ساٹھ ستر برس سے کم نہ ہو گی جنگل میں رفع حاجت کے لئے گئے ایک بوٹی میں سفید پھول دیکھا بیٹھے بیٹھے توڑ لیا اسی وقت دوسرا نکل آیا اس کو بھی توڑ لیا غرض سات پھول نکلے اور ساتوں توڑ لئے ان آثار سے تاڑ گئے کہ ہو نہ ہو یہ اکسیر کی بوٹی ہو جب قضائے حاجت کر چکے تو بوٹی کو اکھیڑ مع پھولوں چٹ کر گئے۔ مکان پر آئے تھوڑی دیر گذری تھی کہ جسم سوجنے لگا دوپہر میں دم سم ہو گئے انگریز کو خبر

marfat.com

پہونچی ڈاکٹر آیا سب قصہ سنایا۔ اس نے پوچھا کہ کچھ تکلیف تو نہیں معلوم ہوتی کہا کچھ نہیں بلکہ دل کو ایک فرحت سی ہے اس نے کہا کہ ابھی علاج کی کچھ ضرورت نہیں شام تک دیکھنا چاہئے جب ظہر کا وقت ہوا تو جسم پھٹا اور اس کے اندر سے ایک گابھا سا نکل آیا آدمی دوڑے ڈاکٹر صاحب کو لائے اس نے اس گابھے کو روئی کے پہلوں میں رکھوا دیا اور غذا کے لئے مرغ کا شوربا تجویز کیا بعدہ ایک جلاب دیا جس میں سیاہ سدے نکلے ہفتہ بھر میں نہایت صاف و سرخ و سفید جسم ہو گیا یہ تماشا دیکھ کر سب آدمی حیران ہو گئے تو شیخ امان اللہ ساٹھ برس کے سفید ریش بوڑھے تھے یا پندرہ برس کے نوجوان سبزۂ آغاز بن گئے سبحان اللہ ذرا سی بوٹی میں یہ تاثیرے

شعبدے لاکھ طرح کے ہیں انہیں چاروں میں ۔۔۔ کیسی کیسی ہے عناصر میں بھی صورت بازی

ہر تماشا یہاں نیا دیکھا ۔۔۔ یہ جہان ہے عجب تماشا گاہ

پھر انگریز نے حکم دیا کہ اس بوٹی کو تلاش کرو تمام لشکر جستجو کے لئے دوڑ پڑا سارا جنگل چھان ڈالا کسی کو پتہ نہ ملا اس تلاش میں لوگوں کا عجب حال ہوا جہاں کسی بوٹی میں سفید پھول دیکھا توڑ کر کھا گئے ایک شخص کی جو شامت آئی تو ایسی بوٹی کھا گیا کہ اس کے اثر سے تمام دانت گر پڑے

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب مولوی فضل امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا تو ہمارا دل بہت گھبرایا پڑھنا ترک کر کے وطن کو چلے گئے اس زمانہ میں ہماری عمر اٹھارہ برس کی تھی حضرت والد نے پھر اپنے پاس دہلی میں بلا لیا ان کی خدمت میں رہنے لگے چند روز کے بعد ایک فقیر صاحب پنجاب سے تشریف لائے اور ایک سوداگر کے مکان پر ٹھہرے ہماری ملاقات بھی ان سے ہو گئی چھ مہینے بعد فقیر صاحب کا بیٹا پنجاب سے آیا اور کہا کہ ہمشیرہ کی شادی ہے چلیے وقت روانگی سوداگر نے ایک ٹٹو اور سو روپیہ نقد ایک عمدہ جوڑا کپڑوں کا اور کچھ زیور ان کی بیٹی کے واسطے دیا فقیر صاحب بہت خوش ہوئے سوداگر سے سیر بھر آنولہ سار گندک منگائی اور ہے کر ہمارے مکان پر آئے اور کہا کہ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ اس سوداگر نے ہمارے ساتھ سلوک کیا ہے ہم بھی اس کا بدل کرنا چاہتے ہیں ہم کو جنگل میں اپنے ساتھ لے گئے اور ایک بوٹی کا عرق گندھک میں ڈال کر پیالہ دھوپ میں رکھ دیا گھنٹے بھر میں تیل نکل آیا تیل لا کر سوداگر کے حوالہ کیا کہ بوتل میں بند کر کے بحفاظت رکھو تمہارے کام آوے گا پھر فقیر صاحب تو اپنے وطن کو

marfat.com

چلدئے سوداگر نے ایک کپی میں بھر کر اسی حجرہ میں لٹکا دیا جہاں وہ میاں صاحب رہا کرتے تھے سال بھر کے بعد میاں صاحب آئے تیل کی کیفیت پوچھی دیکھا تو تیل کپی کو توڑ کر نکل گیا تھا اور قدرے زمین تر تھی بہت افسوس کیا ہمارے پاس آئے اور شکایت کرنے لگے کہ دیکھو اس بیوقوف سوداگر نے کیسی بے قدری کی ہے آؤ اس کو کچھ تماشا دکھائیں ہم نے کہا کہ میاں صاحب آپ بدنام ہو جائیں گے اور یہاں سے بھاگنا پڑے گا لیکن انہوں نے نہ سنا آخر دو بڑی بڑی دیگیں منگوائیں اور کہا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ کی گیارھویں کرتا ہوں وہ مٹی کھودی جس پر تیل گرا تھا کچھ پانی میں گھول کر دیگوں پر مل دی اور باقی دریائے جمن میں پھنکوادی جب دیگوں کے نیچے آگ دیگئی تو ایک دیگ سفید خاکستر ہو کر بیٹھ گئی اور دوسری خالص کندن بن گئی وہ خاکستر کہ تمام اکسیر اعظم تھی دریا میں ڈال کر بھاگ گئے دیگ والے کو خبر ہوئی اس نے سرکار میں اپنی دیگ کا دعوٰی پیش کیا انگریز نے سوداگر سے حال پوچھا اس نے تمام قصہ سنایا حاکم نے مدعی سے سوال کیا کہ تمہاری دیگ کاہے کی تھی کہا تانبے کی تب حاکم نے کہا کہ یہ دیگ تو سونے کی ہے پھر تم کیسا دعوی کرتے ہو سوداگر کی قسمت سے سونے کی بن گئی اب بجز اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ پرانی دیگون کے عوض میں نئی لیلو چنانچہ سوداگر سے نئی دیگیں دلوادیں بہت سے فقیر اس دیگ کی خاکستر کا حال سن کر آئے جب معلوم ہوا کہ دریا برد ہوگئی تو اپنا سر پیٹ لیا کہ ہائے ڈیرمن اکسیر جاتی رہی بعد اس مقدمہ کے والد صاحب نے ہم سے دریافت کیا کہ فقیر صاحب یہ نسخہ کیا تم کو بتلا گئے ہیں میں نے عرض کیا کہ ہاں وہ تیل تو میرے ہی ہاتھ سے بنوایا تھا ایک اس نسخہ کی اور ایک درود مستغاث کی اجازت مجھ کو دی ہے حضرت قبلہ گاہی نے فرمایا کہ خبردار تم ہرگز نہ کرنا متوکل رہنا ورنہ کہیں گرفتار ہو جاؤ گے اس روز سے ہم کو تو خیال بھی اس بات کا نہیں ہوا ہمیشہ توکل پہ گذران رہی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہمارے والد کا رسالہ لکھنؤ سے تبدیل ہو کر نصیر آباد کی چھاونی میں پہنچا تو کرنیل نے بلاکران سے کہا کہ سب آدمیوں کو ہوشیار کردو۔ اس پریٹ پہ ایک بڑا موذی سانپ رہتا ہے جس کو کاٹتا ہے کھوپڑی پھٹ جاتی ہے والد نے سب لشکر والوں کو آگاہ کر دیا یہ خبر سن کر ہمارے چچازاد بھائی میر عباس علی صاحب نے جو سواروں میں نوکر تھے والد سے عرض کیا کہ ارشاد ہو تو اس سانپ کو پکڑ دوں اور ایک تماشا ایسا دکھلاؤں کہ کسی نے تمام عمر نہ

marfat.com

دیکھا ہو نہ سُنا مگر آپ جرنیل صاحب سے اجازت لے دیں اور جو شے ان سے طلب کرو وہ مل جائے والد نے جرنیل صاحب سے ان کی درخواست بیان کی کہا کہ بہت اچھا رسلدار ضرور اس موذی کو پکڑوا دو کیونکہ اس نے چار آدمی مارے ہیں اور میر عباس علی کو بلا کر کہا کہ جو تم مانگو گے ہم دیں گے اور اگر کہو تو اس تماشے میں اور صاحب لوگوں کو بھی بلائیں میر صاحب نے کہا کہ بہت اچھا جس صاحب کو جی چاہے بلا لیجے اور پانچ من دودھ دو من کھانڈ اور سو کونڈے منگا دیجئے اور اتوار کا دن اس تماشے کے لیئے مقرر کیجئے الغرض اتوار کے دن سب سامان موجود ہو گیا پریٹ کے گرد سارا لشکر چار رستے چھوڑ کر کھڑا کیا گیا ایک طرف انگریز بھی جمع ہو گئے کونڈوں میں دودھ اور کھانڈ ڈالی گئی اور ان کے بیچ میں ایک چوکی نہایت پر تکلف بچھائی گئی اس پر ایک پیالہ چینی کا دودھ سے لبریز ریشمی رومال سے ڈھک کر رکھ دیا اب میر عباس علی صاحب نے چوکی کے پاس کھڑے ہو کر جیب سے بانسری نکالی اور بجانے لگے تھوڑی دیر بعد سانپوں کی آمد شروع ہوئی ہزار ہا قسم کی سانپ سے پیچھے ایک سانپ آیا نہایت خوبصورت سنہرا رنگ ڈیڑھ بالشت کا قد ایک بڑے موٹے تازے سانپ پر سوار اس کے چاروں طرف بیس بیس تیس تیس سانپ جلو میں تھے جب قریب آیا تو سب سانپوں نے اس کو سلام کیا پھر اس سانپ نے سواری سے اتر کر بھائی صاحب کو سلام کیا انہوں نے چوکی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ کود کر جا بیٹھا جرنیل صاحب نے دریافت کیا یہ کون ہے بھائی صاحب نے بتلایا کہ یہ سانپوں کا بادشاہ ہے اور کلی ناس اسی کو کہتے ہیں جرنیل صاحب نے کہا کہ اب اس کو دودھ پینے کی اجازت دیجئے بھائی صاحب نے پیالہ سے رومال اتار کر کہا دودھ پیو سب پینے لگے بادشاہ بھی ناز و انداز سے ایک ایک گھونٹ پیتا اور چاروں طرف سر اٹھا کر دیکھتا جاتا تھا جب سانپ پی چکے اس نے بھی بس کی بھائی صاحب نے ریشمی رومال سے بادشاہ کا منہ صاف کیا اور کہا کہ میں نے آپ کو تکلیف اس لیئے دی ہے کہ آپ ہمارے چور کو جو چار آدمی مار چکا ہے گرفتار کر دیں اس نے اردلی کے سانپوں کی طرف دیکھا وہ دوڑے اور ایک سبز رنگ سانپ کو پکڑ لائے اس کے آتے ہی پندرہ بیس سانپ ایک گروہ میں سے نکل کر بھائی صاحب کے قدموں پر آ گرے گویا وہ اپنے رشتہ دار کی شفارش کرتے ہیں بھائی صاحب نے کہا چلے جاؤ اس بدمعاش کو بے سزا دیئے نہ چھوڑیں گے اس کے بعد جیب سے ایک رومال نکالا اور کہا کہ

marfat.com

دیکھو آیندہ جو ایسا کام کرے گا یہی سزا پائے گا یہ کہہ کر رومال کی ایک دھجی پھاڑی سانپ بھی
اسی دم سر سے دم تک چر گیا پھر ایک گروہ سانپوں کا سلام کرتا ہوا اپنے اپنے مسکن کو چل دیا
جرنیل صاحب اور تمام انگریز اور لشکر کے سپاہی اس عجیب و غریب تماشے کو دیکھ کر حیران ہو گئے
جرنیل صاحب نے اس کے صلہ میں بھائی صاحب کو انعام دینا چاہا انہوں نے انکار کیا جرنیل نے
یہ تجویز کی کہ ہم لندن کو لکھتے ہیں وہاں سے تم کو اس کا صلہ ملے گا وہ بولے کہ صاحب یہ کونسی
بہادری ہے۔ کہیں معرکہ میں میں نے بڑھ کر تلوار کی یا کوئی ملک سرکار کو فتح کرا دیا جس کا انعام مجھ کو
ملتا ہے میں ہرگز راضی نہیں اس میں تو میری اور بھی ہتک ہے لوگ طعنے دیں گے کہ انگریزی
لشکر میں سپیرے نوکر ہیں اور سپاہیوں کو سانپوں کے کرتب پر انعام ملتا ہے اس بات کو سن کر
ہمارے والد اور سب انگریز افسر بہت خوش ہوئے جرنیل صاحب بھی اس وقت تو چپ ہو رہے مگر
چار مہینے بعد ان کو جمعدار کر دیا اور ہمیشہ ان کی ترقی کا خیال رکھا ایک دن ہم نے بھائی صاحب سے
دریافت کیا کہ تمہیں یہ بات کس نے سکھلائی کہا کہ ایک بنگالی فقیر ہمارے مکان پر بھیک مانگتا ہوا
آیا میں نے کہا کہ میاں صاحب آپ کھانا یہاں کھایا کیجئے اور کہیں بھیک مانگئے وہ راضی ہو گیا اور
میرے پاس رہنے لگا چھ مہینے بعد اس نے جانے کا ارادہ کیا اور مجھے حبس دم اور یہ منتر تعلیم کر گیا
اب میں ان دونوں کا عامل ہوں وہ منتر یہ ہے اَرْبَعَ حَبًّا مُعَطّلًا هِنْدِیْ قَطَعَ ضَحًا اگرچہ حبس
دم میں یہ کامل تھے مگر اتفاق سے ایک دن پریٹ کی مسجد میں حسب عادت دو بجے رات سے چار بجے
تک حبس دم کیا اور خشکی کی زیادتی سے اتار نہ سکے صبح کو تلاش ہوئی دیکھا کہ مسجد میں بے دم پڑے
ہیں والد بزرگوار چارپائی پر ڈال کر لے آئے چونکہ ایک زمانہ میں ہم نے بھی حبس دم کیا تھا اور بھائی
صاحب کے راز سے آگاہی تھی اس لئے تدبیر کی گئی اور سقہ کو بلا کر تین مشکیں ان کے سر پر چھوڑوائی
گئیں بارے اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے کہ بہت ہی اچھا ہوا جو میں نے اپنا راز تم سے کہہ دیا تھا ورنہ
چچا صاحب تو گاڑ داب آتے ۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے والد کے رسالہ میں ایک نئے کرنیل صاحب بدل کر
آئے ان کے ملازموں سے معلوم ہوا کہ کرنیل صاحب صرف نوکری کے وقت باہر جاتے ہیں ورنہ
رات دن اپنے کمرہ میں تنہا اور چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں نصف تنخواہ تو میم کو دیتے ہیں اور نصف

marfat.com

خدا کے نام خیرات کر دیتے ہیں رفتہ رفتہ ہمارے والد سے بہت ربط بڑھ گیا ایک دن کہا۔ کہ رسالدار صاحب آپ کی نسبت ذوق وشوق میں بہت بڑھی ہوئی ہے مگر توحید کی بو نہیں یہ بات سن کر والد ہوشیار ہو گئے کمرہ سے باہر آن کر کہنے لگے کہ بھلا بچہ تیری توحید دیکھنی ہے چونکہ حضرت کی نسبت قوی اور بڑی زور کی تھی تین چار دن میں ایسی غالب آئی کہ کرنیل صاحب پر بھی ذوق وشوق طاری ہو گیا یہاں تک کہ کمرہ میں تنہا بیٹھے رویا کرتے ایک روز والد نے پوچھا کہ صاحب اب وہ توحید کہاں گئی جواب دیا کہ رسالدار صاحب ہم نہیں جانتے آپ نے کیا کر دیا اب تو ہمارا جی رونے ہی میں لگتا ہے آپ کی نسبت نہایت زبردست ہے۔

ولی عہد روس

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب والد کا رسالہ نصیر آباد کی چھاؤنی میں تھا تو ہم اور والد ہمیشہ پنجشنبہ کے دن عصر کے وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جایا کرتے تھے اس زمانہ میں ولی عہد روس یعنی الگزنڈر راول اس زار کا باپ جو بالفعل تخت نشین ہے وہاں کشمیری فقیر کے بھیس میں موجود تھا بہت لوگ اس کے مرید بھی ہو گئے تھے ہمارے والد بھی کبھی کبھی اس کے پاس تشریف لے جاتے مگر پہلی ہی ملاقات میں فرما دیا تھا کہ یہ شخص نصاریٰ ہے اور فقیری کا صرف بہروپ بھر رکھا ہے چھ مہینے میں ایسی محبت بڑھی کہ اگر والد ہفتہ میں ایک بار اس سے نہ ملتے تو آدمی بھیج کر بلاتا اسی عرصہ میں ایک اشتہار صدر سے کمشنر اجمیر کے پاس آیا۔ جس میں لکھا تھا کہ عرصہ دو سال سے ولی عہد روس گھر چھوڑ کر نکلا ہے کہیں پتہ لگے تو اطلاع دو اس کے ساتھ شہزادہ کی تصویر بھی تھی مخبر بھی غضب ہوتے ہیں کسی نے پتہ لگا لیا اور کمشنر کو خبر دی کہ شہزادہ فقیری بھیس میں حضرت کی خانقاہ کے اندر موجود ہے کمشنر صاحب اول بطور سیر آئے اور اس کشمیری فقیر کو تصویر سے مطابق کیا تو سر مو فرق نہ پایا دوسرے دن تمام ملٹری یعنی رسالہ اور پلٹن کے درگاہ شریف میں آئے اور فقیر کے سامنے ٹوپیاں اتار کر کھڑے ہو گئے بولا بابا کیا خبر ہے انگریزوں نے کہا کہ آپ ولی عہد روس ہیں چھاؤنی میں تشریف لے چلئے پہلے تو انکار کیا لیکن جب تصویر دکھلائی تو مان گیا اور ساتھ ہو لیا لشکر نے سلامی اتاری بڑی تعظیم ہوئی شہر

marfat.com

ہیں روشنی کرائی گئی ملک روس کو خبر گئی کہ شہزادہ مل گیا وہاں سے جہاز لینے کو آئے اکیس روز بعد اجمیر سے روانہ ہوگیا اس عرصہ میں ایک دن ہمارے والد کو بلا کر دو تین گھنٹہ تک باتیں کیں اور بہت کہا کہ ہمارے ساتھ چلئے اپنے باپ سے کہہ کر آپ کو بڑا عہدہ دلاؤں گا والد نے کہا کہ بھلا میں اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر کہاں جاؤں گذران کے لئے یہ تنخواہ بھی کافی ہے شہزادہ نے کہا اچھا آپ اپنے بال بچوں کو بھی ساتھ لے چلئے خرچ ہمارے ذمہ رہا اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو چھ مہینے ہمارے پاس رہا کیجئے اور چھ مہینے اپنے بال بچوں میں اور اس آمدورفت کا خرچ میں دوں گا تنخواہ آپ کی اس کے علاوہ رہی ہر چند شہزادہ نے سمجھایا مگر والد راضی نہ ہوئے جب شہزادہ اپنے ملک میں پہنچ گیا تب بھی جرنیل صاحب کو چٹھی لکھی کہ میر احمد علی صاحب رسالدار سے ہمارا ہمارا اسلام کہہ دو اگر اب بھی وہ آنا چاہے تو روانہ کر دو جرنیل صاحب نے بلا کر کہا کہ شہزادہ تم پہ بہت مہربان ہے تم چلے کیوں نہیں جاتے ہم تو ذرا سا بھی سہارا پاتے تو فوراً چلے جاتے معلوم نہیں تم سے کیوں اس قدر خوش ہے کہ بار بار طلب کرتا ہے ہمارے نزدیک اگر مستقل طور پر نہیں جاتے تو بطور سیر ہی چلے جاؤ رخصت دلانا ہمارا کام ہے مگر والد نے جانے کا ارادہ نہیں کیا۔

ملاقات شاہ امیرالدین صاحب

ایک روز ارشاد ہوا کہ میاں امیرالدین شاہ صاحب چشتی نظامی صاحب کشف اور آزاد منش آدمی تھے ان سے بابری میں ملاقات ہوئی تھی نہایت مہربانی سے ملتے رہے ایک دن جذبہ میں آکر بڑی زور شور کی توجہ ہمیں دی بعد توجہ بولے کہ بل بے تیرا حوصلہ اس وقت اگر ستون آہنی بھی ہوتا تو ریزہ ریزہ ہو جاتا مگر تم کو جنبش نہ ہوئی تم کوئی بلا نوش ہو تمہارا پردہ پھٹا ہوا ہے البتہ اس توجہ سے ہمارا قلب آئینہ ہو گیا تھا اور پانسو کوس تک کی چیز ہر وقت پیش نظر رہتی تھی ؎

دکھلا رہی ہے دل کی صفائی جہاں کی سیر ۔ کیا آئینہ لگا ہوا اپنے مکاں میں ہے۔

میاں صاحب نے ایک دوا بھی (از قسم کشتہ) ہم کو تین دن کھلائی تھی جس کا اثر اٹھارہ برس تک رہا جب عرب میں ہم نے ہیضہ کیا تو وہ اثر جاتا رہا۔

marfat.com

جمعیت شاہ کابل باغ والے

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم اول بار پانی پت آئے تھے تو اس زمانہ میں جمعیت شاہ کابل والے زندہ تھے ان کی خدمت میں جانے کا اکثر اتفاق ہوا پہلے روز جو ہم گئے تو دو پتھرے کرد وڑے ہم نے کہا کہ سنو میاں صاحب نہ کوئی دین کی غرض نہ دنیا کا مقصد ہم تو آپ کو مرد خدا سمجھ کر چلے آئے ہیں اگر مرضی نہیں تو لو ہم جاتے ہیں خیر آپ کی زیارت ہو ہی گئی آخر سیدھے ہو گئے پاس بلایا حال پوچھا اور ہر روز آنے کی اجازت دی ایک دن کا ذکر ہے کہ قاری نجیب اللہ صاحب کے والد مرحوم مٹھائی لے کر پہونچے اور کہا کہ میاں مردان شاہ نے یہ نذر بھیجی ہے اور عرض کیا ہے کہ اگر اجازت ہو تو کل قدم بوسی حاصل کروں جمعیت شاہ بڑے خفا ہوئے شیرینی پھیر دی اور کہا کہ ان کو کہہ دینا اپنی کو دچھاند وہیں رکھو ورنہ پتھروں سے سر پھوڑ دوں گا شیرینی کھلانی ہو تو حاجی صاحب کو کھلاؤ یہاں اس کا کچھ کام نہیں غرض کہ شاہ جی بڑے بے لاگ تارک دنیا تھے یہ بات بھی مشکل ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم پانی پت میں امام بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے تھے کرنال کی سڑک پر دیکھا کہ ایک انگریز بگھی میں سوار چلا آتا ہے ہم نے سلام کیا اس نے بگھی تھام دی اور ڈنڈا ہاتھ میں لے نیچے اتر پڑا ہم نے کہا کہ خدا خیر کرے پاس آکر پوچھا کہ تم نے کیوں سلام کیا ہم نے کہا کہ صاحب آپ حاکم اور ہم محکوم اس لئے رسم تعظیم ادا کی بولا نہیں صاحب ہم بھی سرکاری رعایا اور تم بھی سب برابر ہیں ہم نے کہا کہ صاحب ہمارے نزدیک تو تمہاری قوم کا ہر آدمی سرکار ہے پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو کچھ نہ تھا خانساماں سے مانگا اس نے جواب دیا کہ دہلی کی ہنڈوی کے سوا اور کچھ نہیں تب بولا کہ اس وقت روپیہ ہمارے پاس نہیں سلام کے بدلے ہم بھی سلام کرتے ہیں سلام سلام اس کے بعد سڑک کے کنارے بیٹھ گیا اور ہم کو بٹھا لیا پوچھا پانی کس کنوئیں کا اچھا ہے ہم نے اونچے کنوئیں کا پتہ دیا وہاں سے پانی منگایا اور کھانا کھانے لگا ہمارے واسطے خانساماں سے کھانا مانگا ہر چند انکار کیا مگر نہ مانا ناچار ہم بھی کھانے لگے اور حال دریافت کیا تو کہا کہ میرا بڑا بھائی پشاور میں جرنیل ہے اور میں نیمچ کی چھاؤنی میں کرنیل ہوں بھائی سخت بیمار تھا اس کو

marfat.com

دیکھنے گیا تھا خدا کے فضل سے آرام ہوگیا اب میں اپنی چھاؤنی کو جاتا ہوں ہم نے پوچھا کہ صاحب آپکے بھائی نے کچھ سلوک بھی کیا بولا اجی لاحول ولاقوۃ آپنے یہ کیا فرمایا ہم اس واسطے نہیں گئے تھے تنخواہ تھوڑی سہی مگر ہم ارادہ دینے کا رکھتے ہیں نہ لینے کا اگر ہم ذرا بھی اس بات کا اشارہ پاتے تو اس کی صورت سے بیزار ہوجاتے۔

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہیں ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہیں

پھر ہم سے کہنے لگا کہ ول پادری صاحب ہمارے ساتھ چلو ہم بہت آرام سے آپ کو رکھیں گے اور پھر یہیں پہنچادیں گے اور آپکے گھر کے لئے خرچ بھیجتے رہیں گے جب وہ زیادہ درپے ہوا تو ہم نے یہ کہہ کر پیچھا چھوڑایا کہ صاحب ہماری والدہ ضعیفہ ہیں ان کی خدمت اور خبر گیری کے لئے کوئی نہیں ہم کو معاف رکھیئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ سید اعظم علی شاہ صاحب قبلہ کے ہمراہ راجپور جانے کا اتفاق ہوا کلو کپتان کے مکان پر ٹھہرے ان کو افیون کی دھت تھی ہر دم پینگ میں رہتے اور رات کے بارہ بجے کھانا کھاتے پھر آم چوستے چوستے دو بجے سونا ملتا صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہماری طبیعت گھبراتی ناچار ہم نے یہ تدبیر کی کہ جس وقت مؤذن عشا کی اذان دینے کھڑا ہوا تو ہم نے سکھلادیا کہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی کہدے اس نے ایسا ہی کیا کپتان صاحب پینک سے چونکے ارے میاں جلد کھانا لاؤ آج تو صبح ہی ہوگئی کھانا آگیا جب کھاپی چکے تو ٹن ٹن دس بجے کپتان صاحب بولے ہیں یہ کیا نو بجے صبح کی اذان کس نے کہدی مؤذن بلایا گیا اس نے کہدیا کہ حضور مجھ سے تو مولوی غوث علی صاحب نے فرمایا تھا کہ تو اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اسی وقت پڑھ دے میں نے ان کے کہنے کے موافق کیا ہے کپتان صاحب ہماری طرف مخاطب ہوئے ہم نے کہا کہ صاحب بارہ بجے تک بھوک کے مارے آنتیں قل ہو اللہ پڑھتی ہیں پھر دو بجے سوتے ہیں تو صبح کو آنکھ نہیں کھلتی بجز اس بات کے کوئی چارہ نہ دیکھا کپتان صاحب نے اسی وقت اپنے آدمیوں کو بلا کر حکم دیا کہ ان کو آٹھ بجے کھانا کھلا دیا کرو۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم سونی پت میں میر اعظم علی شاہ صاحب قبلہ کے ہمراہ قلعہ کی مسجد میں رہتے تھے ایک دن فریزر صاحب رزیڈنٹ دہلی تشریف لائے اسی وقت میر صاحب

marfat.com

مکان کے اندر تھے ہم سے پوچھا کہ یہ کس کا مکان ہے ہم نے کہا کہ ایک پیرزادہ کا صاحب نے
کہا کہ پیرزادے تو ٹھگ ہوتے ہیں ہم نے کہا کہ ہاں صاحب ہوتے ہوں گے یہی گفتگو تھی کہ پیر صاحب
تشریف لائے صاحب نے پوچھا یہ کون ہیں ہم نے کہا صاحب یہ وہی ٹھگ ہیں جن کا مکان ہے
بولے نہیں نہیں یہ تو پادری صاحب ہیں۔ اور ہم کو اشارہ سے منع کیا کہ وہ بات ان سے نہ کہو۔ پھر
میر صاحب کا مزاج پوچھا اور پانچ روپے نذر دئے دوسرے دن بڑے تکلف سے دعوت کی
اور جب تک وہاں قیام رہا روز میر صاحب کے سلام کو آتے رہے پھر دہلی کی جانب کوچ کیا نہایت
خلیق و خوش مزاج انسان تھا۔

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام　　　با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

ایک روز ارشاد ہوا کہ سونی پت میں ایک عورت مرغی لے کر آئی کہ میاں صاحب ذرا
اس کو حلال کر دو ہم نے کہا کہ نیکبخت نہ تو کبھی ہم نے حلال کیا نہ حرام ان دونوں کاموں سے خدا
نے محفوظ رکھا یہ میاں جی جو سامنے بیٹھے ہیں حلال خور ہیں ان سے کرا لے میاں جی خفا ہونے
لگے کہ واہ صاحب ہم کو آپ نے حلال خور بنایا ہم نے کہا نہیں صاحب حلال خور کون کہتا ہے آپ
تو حرام خور ہیں اس بات پر ہنس پڑے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب اول مرتبہ ہم پیران کلیر گئے ہیں تو دو وقت کا فاقہ ہوا
ہم نے مخدوم صاحب کے مزار پر جا کر کہا کہ حضرت آپ نے تو عمر بھر گولریوں پر گذران کی کیا ہم کو
بھوکا ہی ماریئے گا۔ غور سے جو دیکھا تو قبر کو ایک سیاہ سانپ لپٹا پڑا تھا خیر ہم اپنا حال کہہ
کر چلے آئے تھوڑی دیر میں ایک خادم کھانا لایا اور عذر معذرت کرنے لگا کہ میں بھول گیا تھا
آپ معاف کریں غرض وہاں سال بھر رہنے کا اتفاق ہوا ایک بار تمام خادمان درگاہ حضرت
عبد القدوس گنگوہی کے عرس میں چلے گئے تھے وہاں سوائے ہمارے اور کامر شاہ مجذوب
کے کوئی نہ تھا وہ عارضہ اسہال میں مبتلا تھے ایک دن ہم سے کہا کہ اب میرا وقت قریب آ
گیا ہے میرا بدن اور کپڑے سب ناپاک ہیں کپڑے تو تالاب پر دھلاؤ اور مجھ کو نہلا دو
ہم نے کپڑے دھو دیئے اور ان کو خوب نہلا دیا بعد نماز مغرب چادر تان کر لیٹ گئے اور
السلام علیکم کہہ کر جان بحق تسلیم ہوئے اس زمانہ میں مزار کے آس پاس بہت جنگل تھا ہم ان کی

marfat.com

لاش کی نگہبانی کرتے رہے جب آدھی رات گذری تو خیال آیا کہ اب لاش کو تنہا چھوڑتے ہیں تو خوف ہے کہ کوئی جانور نہ کھا جاوے اور نہیں جاتے تو نماز قضا ہوئی۔ ہم اسی فکر میں تھے کہ مجذوب اِلَّا اللہ کہہ کر اٹھ بیٹھے ہم نے لاحول پڑھی اور اپنا ڈنڈا سنبھالا کہ شاید کوئی بھوت لاش کے اندر حلول کر گیا مارنے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ گھبرا کر بولے میاں غوث علی شاہ خبردار کوئی جن بھوت نہیں میں تو وہی کافر شاہ ہوں تم جو متردد تھے اس لئے میں سرکار سے دو پہر کی رخصت لے کر آیا ہوں اب تم جاؤ نماز پڑھو میں دو گھڑی دن چڑھے مروں گا۔ خیر ہم نے لٹھ رکھ دیا اور ان سے باتیں شروع کیں۔ اول تو ہم نے پوچھا کہ آپ ہیں کون۔ دوسرے یہ کہ آپ کو فیض کہاں سے ہوا تیسرے یہ کہ مرنے کے بعد کیا گذری۔ جواب دیا کہ میں شاہزادہ ہوں تیموریہ خاندان سے اور فیض باطنی مجھ کو حضرت مخدوم علی احمد صابر کی روح پر فتوح سے ہوا ہے، اور وہاں کا حال مختلف ہے مجھ پر خیر گذری زیادہ حال گفتنی نہیں تم جب آؤ گے خود معلوم کر لو گے۔ اب جاؤ نماز پڑھو دیر ہوتی ہے مگر اشراق پڑھ کر جلد چلے آنا ہم ٹھیک وقت پر آ پہنچے تو بولے کہ لو اب ہم جاتے ہیں تم کفن و دفن کا کچھ فکر نہ کرو مولوی قلندر صاحب جلال آبادی آتے ہیں دو طالب علم بھی ان کے ہمراہ ہیں وہ تمہارے شریک حال ہو جائیں گے دو چادریں ان کی اور ایک ہماری ان میں لپیٹ کر دفن کر دینا اور میری قبر مخدوم صاحب کے پائنداز میں بنانا۔ پھر بولے کہ اب انگوٹھوں میں سے جان نکل گئی اب ٹخنوں میں آئی اب گھٹنوں میں اب کمر میں اب سینہ میں اب حلق میں السلام علیکم اتنا کہہ کر رخصت ہوئے تھوڑی دیر میں مولوی صاحب بھی تشریف لائے اور بموجب وصیت ان کو دفن کر دیا پھر ہم نے تمام حال مولوی صاحب سے بیان کیا بہت دیر تک متحیر رہے اور کہنے لگے کہ حقیقت میں یہ فقیر اپنے فن کا پورا تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم اور کمبل پوش دلی سے پیرانِ کلیر کو چلے ان دنوں گنگا اشنان کرنے والے بھی ہردوار کو جا رہے تھے اثنائے سفر میں ایک دن بھوک لگی ہوئی تھی کمبل پوش نے حلوا پوری کھلانے کا وعدہ کیا ہم کو اپنا چیلا بنایا اور خود ایک غرقی لنگوٹی باندھ بھبوت مل سڑک کے کنارے بیٹھ گیا جسیم آدمی داڑھی صفا چٹ

marfat.com

خاصہ پر رم ہنس معلوم ہونے لگا اتفاقاً ایک بیکانیر کا امیر اس طرف سے گذرا ہم سے پوچھا کہ بابا جی کیا چاہتے ہیں ہم نے کہہ دیا کہ کھانا مانگتے ہیں مگر ان کو حلوا پوری مرغوب ہے اس نے فوراً تیار کرایا۔ ایک کونڈے میں حلوا اور بہت سی پوریاں نذر کیں وہ تو چل دیا اور ہم دونوں نے کنویں کے کنارے بیٹھ کر حلوا پوری کھایا اَلدُّنْیَا نُمُوْزٌ لَا یَحْصِلُ اِلَّا بِالسُّرُوْرِ۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ پیران کلیر میں ایک خادم کے گھر ہماری روٹی پکتی تھی اُس کی عورت کے سر پر الٰہ بخش بھوت آ چڑھا وہ خادم روتا پیٹتا ہمارے پاس آیا اور ہم کو لے گیا ہم نے الٰہ بخش سے کہا کیوں صاحب جہاں ہماری روٹی پکتی ہے وہیں تم بھی آئے کوئی اور جگہ نہ تھی بولا کہ خیر جب تک آپ یہیں ہیں اس عورت کے سر پر نہ آؤں گا پھر ہم نے پوچھا کہ بھلا ہمارے سر پر کیوں نہیں آتے جواب دیا کہ میں مغضوب الٰہی ہوں جس پر غضب ہوتا ہے اس کے سر پر آتا ہوں آپ مقبول ہیں بھلا مقبولوں کے پاس میرا کیا کام پھر ہم نے کہا کہ یہ عورت بیچاری تو بدصورت ہے کبھی انگریزنوں کے پاس نہیں جاتے جو نہایت .. خوبصورت ہوتی ہیں کہا ان کا اقبال درست ہے ہم نے کہا کہ خیر یہ باتیں تو ہولیں اب یہ بتلاؤ کہ حضرت بندگی شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے تم کو کیا تعلیم کیا تھا وہ ہم کو بھی تعلیم کر دو اس بات کے سنتے ہی رونے لگا اور کہا کہ میاں صاحب اس کا ذکر نہ کیجئے کہ بن آئی مرنا پڑتا ہے جب ہم وہاں سے بابری میں چلے آئے تو وہ خادم دوڑا آیا کہ صاحب الٰہ بخش پھر آنے لگا میر صاحب قبلہ اس کے لئے کچھ لکھنے لگے میں نے منع کیا کہ حضرت آپ کچھ نہ لکھیں ہمارا اس کا اقرار یہی تھا اور اس کو بھی ہر قسم کے عمل آتے ہیں وہ زبردست ہے آپ کے عمل سے نہیں جائے گا البتہ عجز و انکسار سے چلا جائے تو کچھ عجب نہیں یہ بات سن کر میر صاحب خاموش ہو رہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم دوبارہ پیران کلیر میں گئے تو وہاں ایک بزرگ میاں غلام فرید صاحب جو بابا فرید شکر گنج کی اولاد میں سے تھے معہ مریدوں کے تشریف لائے ان کے ہر ایک مرید کو ایک ایک خدمت سپرد تھی اتفاق سے جس مرید کو گھوڑے کی گھاس لانے کا کام تھا اس کو بخار اس شدت سے آیا کہ بیچارہ گھاس نہ لا سکا اس پر پیر جی کا

marfat.com

غضب نازل ہوا فرمایا کہ جا ہم نے تجھے مردود کیا اور چودہ خانوادہ سے باہر نکال دیا یہ سن کر اس بیچارہ کا دم نکل گیا بہت رویا پیٹا توبہ استغفار کی مگر پیر جی نے ایک نہ مانی آخر وہ روتا ہوا ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت آج بڑا غضب ہوا میرا کہیں ٹھکانا نہیں رہا دونوں جہان سے راندہ گیا ہم نے کہا کہ ابھی تو اس جہان میں موجود معلوم ہوتا ہے بات تو کہ اس نے رو رو کر اپنا تمام قصہ بیان کیا ہم نے کہا ارے بیوقوف روتا کیوں ہے تیرے پیر جی کو صرف چودہ خاندان یاد تھے ہم کو چھتیس یاد ہیں آ تجھ کو پندرھویں خانوادے میں بھرتی کرلیں تو گھبرا مت لیکن تو جا اور اپنے پیر جی سے پہلے یہ بات دریافت کر کہ حضرت جب آپنے مجھ کو چودہ خانوادوں میں داخل کیا تھا تو میں کہاں کا بادشاہ یا وزیر یا ولی کامل ہوگیا تھا اب جو آپنے نکال دیا تو میرے پاس سے کیا چھن گیا میں تو جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہوں البتہ آپ کے نکالنے سے ایک فائدہ تو ہوا کہ گھاس کے بوجھ سے سبکدوش ہوگیا اگر تجھ سے پوچھیں کہ یہ بات تجھ کو کہاں سے سوجھی تو کہنا کہ پندرھویں خانوادے میں داخل ہوگیا ہوں یہ اس کی بسم اللہ ہے غرض اس نے جاکر اسی طرح سے بیان کیا یہ سن کر ان کے مریدوں کے کان کھڑے ہوئے اور پیر جی سے کہنے لگے کہ حضرت یہ خاندان تو بہت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے ہے اول تو گھوڑے کی گھاس سے چھوٹا دوسرے ہم سے ایک خاندان آگے بڑھ گیا اگر آپ کو آگے کے خاندان میں دسترس ہوتی تو ہم بھی پندرھویں خاندان میں داخل ہوجاتے پھر تو پیر جی کے چھکے چھوٹے اور گھبرا کر بولے کہ یہ کہیں میاں غوث علی شاہ کے پاس تو نہیں جا پہنچا یہ یہ سارا فساد ان کا ہی معلوم ہوتا ہے ورنہ اور کسی کو یہ باتیں کیا سوجھتیں الحاصل وہ ہمارے پاس دوڑے آئے اور گلہ کرنے لگے کہ واہ صاحب تم نے ہمارے سارے مرید فرنٹ کردئے ۔ میں نے کہا کہ میاں صاحب ذرا غور کرو وہ بیچارے گھر بار جورو بچے چھوڑ کر آپکے پاس خدا کا نام سیکھنے آئے ہیں یا گھوڑے کی گھاس کھودنے اگر تم کو نام خدا آتا ہو تو بتلا کر رخصت کرو ورنہ جواب صاف دے دو وہ بے چارے تو تمہاری خدمت گذاری کریں اور تم کسی طرح ان پر شفقت نہ کرو یہ کیا آدمیت ہے اور جس بات کے لئے وہ مرید ہوئے اس کی تو آپ کو ہوا بھی نہیں لگی بقول شخصے پیر خود در ماندہ شفاعت کرا کندے

marfat.com

پیرے کہ کامرانی وتن پروری کند　　　او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

آپ یہ تو فرمائیں کہ سوائے بزرگوں کی اولاد میں ہونے کے کچھ اپنی گرہ کا کمال بھی رکھتے ہیں مصرع　　میراث پدر خواہی علم پدر آموز ! ؎

دلا تا بزرگی نیاری بدست　　　بجائے بزرگاں نباید نشست

اور تماشا یہ ہے کہ اس بے ہنری پہ اس قدر ناز ذرا شرم کرو اور خدا سے ڈرو میری یہ تقریر سن کر پیرجی بہت گھبرائے اور منت کرنے لگے کہ خدا کے واسطے ایسی تدبیر کرو کہ میرے مرید برگشتہ نہ ہو جائیں ورنہ مجھ کو بڑی تکلیف ہوگی خیر میں نے پیرجی کے سب مریدوں کو جمع کر کے سمجھا دیا اور ان کے حوالہ کیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ پیرجی غلام فرید صاحب کو ایک علت یہ بھی تھی کہ پیران کلیر میں جو نیا فقیر آتا جھٹ اس کے مرید ہو جاتے اور جو کوئی طالب آتا اس کے مرید کرنے کا ڈھب لگاتے۔ اتفاق سے ایک پیرجی آئے ہوئے تھے اور میاں غلام فرید صاحب حسب عادت ان سے بیعت ہوئے تھے اسی اثنا میں پیرجی غلام فرید کا ایک مرید مرغ اور چاول اور شکرے کر حاضر ہوا وہ نئے پیرجی اس کی طرف بغور دیکھنے لگے ہم نے کہا کہ صاحب اس مال پر نگاہ نہ ڈالئے یہ پہلے خاوند کی اولاد ہے آئندہ جو فتوحات ہوگی اس میں آپ کا بھی حق ہوگا اس بات پر دونوں صاحب ہنس پڑے اور بولے کہ میاں صاحب چپ ہو رہیئے کہیں ہماری پیری مریدی میں کھنڈت نہ پڑ جائے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم پیران کلیر میں مقیم تھے تو ایک خان صاحب تشریف لائے کمر باندھے تلوار لگائے نہ سلام نہ دعا اول یہی سوال کیا کہ غوث علی شاہ کون ہے میں نے کہا فرمائیے بولے آپ کو کیمیا آتی ہے میں نے جواب دیا کہ ہاں آتی ہے کہا کہ ہم کو بتلا دو میں نے کہا نہیں بتلاتے بولے کیوں۔ میں نے کہا کہ ہماری خوشی پھر مجھ کو خیال آیا کہ یہ پٹھان ایک جاہل سپاہی اور ہتھیار بند ہے ایسا نہ ہو کہ جل کر چوٹ کر بیٹھے میں نے کہا کہ خان صاحب آپ کمر کھولیں آرام فرمائیں بھلا ایسی چیز زبردستی یا راہ چلتے کوئی بتلاتا ہے آپ ٹھہریں تو سہی دیکھا جائے گا غرض خان صاحب نے کمر کھول دی اور ہمارے پاس قیام

marfat.com

کیا ان دنوں یہ غذا تھی کہ روکھی سوکھی نان جوین یا پنوار کا ساگ جو اس جنگل میں خود رو ہوتا تھا
شام کو یہی کھانا ہم نے ان کے سامنے رکھا خیر خان صاحب نے مجبوری کھانا تو شروع
کیا مگر لقمہ حلق سے اُترنا دشوار تھا ہم نے پوچھا کیوں صاحب خیر ہے اچھی طرح
کھایئے بولے کہ صاحب یہ ناگوار غذا تو نگلی نہیں جاتی ہم نے کہا کہ واہ آپ تو کیمیا کے
طالب ہیں بس یہی تو کیمیا کے مزے ہیں اگر سیکھ لوگے تو ایسی ہی چکھوتیاں تم کو بھی نصیب
ہوں گی بہت چپ ہوئے اور دل سرد ہو گیا ہم نے کہا کہ خان صاحب ذرا خیال تو کرو اگر ہم کو یہ صنعت
یاد ہوتی تو کیوں لنگر کی روٹی اور یہ ترہ بے نمک کھاتے کہا کہ مجھ کو تو میاں امیر الدین شاہ
صاحب نے بتلا دیا تھا کہ آپ کو کیمیا آتی ہے ہم نے کہا کہ میاں اصل بات تو یہ ہے نہ ان کو آتی
ہے نہ ہم کو اپنا پیچھا چھوڑانے کے لئے انہوں نے یہ حیلہ کیا اور تم کو ٹال دیا اور جس طرح تم طلب
کرتے ہو اس طریقہ سے تو کوئی جاننے والا بھی نہیں بتلائے گا بڑی خدمت و اطاعت سے یہ بات
حاصل ہوتی ہے تم ایسا کرو کہ سری نگر کے پہاڑ پر ایک ہندو باباجی رہتے ہیں ان کے پاس چلے جاؤ
اور کچھ مدت ان کی خدمت میں رہو شاید تمہارے حال پر رحم کھا کر کچھ بتلا دیں خدا خدا کر کے اس پٹھان
کو ہم نے ٹالا اگلے روز میاں امیر الدین شاہ صاحب بھی تشریف لائے میں نے کہا کہ حضرت یہ کیا
بلا میرے پیچھے لگا دی تھی بولے کہ میاں وہ تو ایسا ہمارے سر ہوا کہ کسی طور سے مانتا ہی نہ تھا
مجبوری تمہارے پاس بھیج دیا تھا کہ تم کسی نہ کسی ڈھنگ سے اس کو سمجھا دوگے اور ہم تم دونوں
اس بلائے ناگہانی سے چھوٹ جائیں گے۔ ع

پائے کج را موزہ می بایست کج۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم بابری سے ہردوار کو چلے کہ کنبھ کا اشنان اور برھم
گائتری کا پاٹ کریں اس لئے کہ ہمارے رضاعی باپ پنڈت رام سینہی جی نے وطن سے چلتے
وقت برہم گائتری تعلیم فرما کر کہہ دیا تھا کہ ہردوار میں گنگا کے کنارے اس کا جاپ کر لینا جب
کنکھل[1] میں پہنچے تو وہاں دو پرم ہنس یعنی مجذوب دیکھے کسی بے رحم ظالم نے ان کی رانوں
پر دہکتے ہوئے انگارے رکھ دئے تھے ایک کی ران تو جل گئی تھی اور دوسری پر کچھ اثر نہ تھا

---

[1] نام مقام ۱۲

marfat.com

ہم نے جھٹ پٹ انگارے الگ کئے اور ان کو ڈولی میں سوار کرا کے جوالا پور کے تھانہ میں لائے تھانہ دار سے ہماری ملاقات تھی اس نے جلے ہوئے کی مرہم پٹی کرائی بیان حضرت نے فرمایا کہ ان دونوں میں اعلی درجہ میں کون تھا حاضرین میں سے ایک نے جواب دیا کہ جس کی ران نہیں جلی تھی آپ نے فرمایا کہ نہیں جس کی ران نہیں جلی تھی وہ ابھی جسم کی حفاظت پر قادر تھا لیکن دوسرے کا استغراق اعلی درجہ کا تھا کہ تن بدن کا بھی ہوش باقی نہ رہا تھا اگر اس کے استغراق کامل کو بزرگان اسلام سے نسبت دیں تو لوگ برا مانیں کہ اَلْحَقُّ مُرٌّ مگر انصاف تو یہ ہے کہ ایسا استغراق کروڑوں میں سے کسی ایک کو ہوتا ہے ورنہ ہر ایک سزاوار اس مقام کا نہیں ؎

اسرار محبت را ہر دل بنود قابل　　　　در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم جوالا پور سے چل کر ہردوار میں پہونچے تو سرن ناتھ جی سے ملاقات ہوئی نہایت خاطر و مدارات کی اپنے مکان پر ٹھہرایا دونوں وقت عمدہ کھانا کھلایا جب برہمی[1] کا وقت آیا تو ہم دھوتی باندھ قشقہ لگا کمنڈل ہاتھ میں لے ہر کی پیڑی پر جا موجود ہوئے ایک ہندو نے پوچھا تم کون ہو ہم نے کہا برہمن پوچھا کون برہمن۔ ہم نے کہا کہ قنوجئے بولا تمہاری چوٹی کیوں نہیں ہم نے کہا جب سے سنیاس متالی ہے چوٹی کٹوا دی مگر بابری کے ایک برہمن نے عین اشنان[2] کے وقت پہچان لیا اور دانتوں کے تلے انگلی دے کر چپ رہ گیا ہم نہا کر باہر نکلے تو وہ برہمن ہم کو علیحدہ لے گیا اور کہا کہ میاں صاحب یہاں اور وہاں کچھ فرق ہے جو آپ اشنان کرنے آئے اگر کوئی اور پہچان لیتا تو بڑی خرابی ہوتی خدا تو سب جگہ ایک ہے یہ بھی ایک تماشہ ہے کہ ہر ایک فرقہ کا مذہب جدا ہے ایک دوسرے کو جھٹلاتا ہے اور اپنے آپ کو سچا بتلاتا ہے اگر حقیقت کی راہ سے دیکھو تو مراد دونوں کی ایک ہے ؎

بڑا بتخانہ میں ہو یا طواف کعبہ کرتا ہو　　　　یہاں کیا اور وہاں کیا ہے کہیں ہو تیرا جویا ہو

اور یہ مثال بیان کی کہ چار مسافر رفیق سفر تھے مگر زبانیں چاروں کی مختلف تھیں انگور خریدنے کا ارادہ کیا ہر ایک نے اپنی اپنی زبان میں مطلب بیان کیا چونکہ ایک کی بات کو دوسرا

---

[1] یعنی وقت نجات ۱۲ [2] یعنی غسل ۱۲

marfat.com

سمجھتا نہ تھا باہم لڑنے لگے اتفاق سے ایک مرد ہمہ دان بھی آنکلا اس نے ایک کا مطلب دوسرے کو سمجھا دیا تب شرمندہ ہوئے کہ یہ کیسی بیہودہ جنگ ہے مقصد تو سب کا انگور ہے ؎

در نیاید بر نخیزد ایں دوئی　　　تا سلیمان امین معنوی

جب وہ پنڈت سمجھا چکے تو ہم نے کہا کہ صاحب بہ اشنان ہم نے اپنے رضاعی باپ پنڈت رام سنیہی جی کی طرف سے کیا ہے کیونکہ حج کا ثواب تو ان کو پہنچ نہیں سکتا پھر ہم نے گاتری کا پاٹ شروع کیا۔ برم گاتری یہ ہے اُوم بُھوُر بُھوَہ سوَہ تَت سَوِتُر وَرِنیَم بھَر گو دِوَسیَہ دِھی مَہِی دِھیو یونہ پرچودِیات۔ اُوم۔ معنی لغوی اور شرح گاتری کی یہ ہے اُوم اللہ یہ اسم افضل اسماء الٰہی میں سے ہے یعنی اسم ذات۔ بُھوُر آسمان اول۔ یعنی اپنے تابعین کو سب درد و غم سے نجات دے کر سرور دائمی میں رکھتا ہے بُھوَہ۔ آسمان دوم جو تمام مخلوق میں جلوہ گر ہو کر سب کو اپنی اپنی راہ پر رکھتا ہے سوَہ اسمان سوم۔ یعنی ہے تَت یعنی اس سَوِتُر۔ پیدا کنندہ یعنی جو خالق اور عزت کا دینے والا ہے وَرِنیَم یعنی جو بہت ماننے کے لائق ہے بھَرگو۔ روشنی۔ یعنی جو پاک شکل ہے دِوَسیَہ۔ روشن یعنی جو سب جانوں کا روشن کرنیوالا اور آرام کا دینے والا ہے دِھی مَہِی۔ ہم خیال کرتے ہیں۔ یعنی ہم لوگ ہمیشہ اپنے خلوص عقیدت سے یقین کر کے مان لیں دِھیو یعنی حواس خمسہ اور دل و عقل یو یعنی جو۔ نہ یعنی ہماری پرچودِیات رجوع کرے۔ یعنی مہربانی سے سب برے کاموں سے الگ کر کے ہمیشہ اپنی طرف رکھے اُوم اللہ ترجمہ اللہ تعالیٰ جو کل مخلوقات میں جلوہ گر ہے اور پرستش کے قابل ہے اس پیدا کنندہ کا نور سب جانوں میں جلوہ گر ہے ہم فرمانبردار خلوص عقیدت سے یقین کرتے ہیں کہ جو ہمارے حواس خمسہ اور دل و عقل ہیں ان کو اپنی طرف رجوع کرے اللہ جس روز ہم پاٹ کر چکے تو آخر شب میں یہ خواب دیکھا کہ عین دریائے گنگ میں ایک طرف خاتم رسل ہادی سبل جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات فخر خاندان آدم رحمت عالم باعث ایجاد ارض و سما سپہدار لشکر انبیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم معہ صحابہ کرام تشریف لائے اور ایک مجلس آراستہ و پیراستہ ہوئی دوسری طرف مہاراج سری کرشن

marfat.com

جی معہ اپنے رفیقوں کے رونق افروز ہوئے۔ اور ایک سبھا جم گئی کرشن جی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ آپ ان کو سمجھائیے یہ کیا کرتے ہیں حضرت نے کہا کہ تم ہی سمجھاؤ پھر مہاراج نے مجھ کو بلایا اور کہا کہ سنو برخوردار تمہارے ہاں کیا کچھ نہیں جو دوسری طرف ڈھونڈتے ہو کیا تم نے دوئی سمجھی ہے یہاں اور وہاں سب ایک بات ہے البتہ پنتھ جدا جدا ہیں ؎

کفر و اسلام در رہش پویاں ... وحدہ لاشریک لہ گویاں

انسان اپنی حد میں خوب رہتا ہے اور بڑھ کر چلتا ہے تو مطعون ہوتا ہے ؎

پار کہیں تو پار ہے اور وار کہیں تو وار ... پکڑ کنارہ بیٹھ رہ یہیں وار یہیں پار

چند روز اور رہنے کا اتفاق ہوا ایک دن سرون ناتھ سے ان کی سرگذشت پوچھی کہنے لگے کہ میں ایک جاٹ کا لوکا ہوں خود بخود ایک روز یہ سوجھی کہ کسی گرو کا شش بنوں اسی دھن میں گھر سے نکل ملک دکن کی راہ لی چلتے چلتے حیدرآباد پہونچا وہاں ایک بڑے بوڑھے مہاتما بائے دستوں کی بیماری میں مبتلا روپیہ بہت اسباب بے شمار مال بے انتہا چیلے بھی کثیر مگر کوئی گرو کے پاس تک نہ آتا اپنے اپنے عیش و آرام میں سب مصروف تھے جانشین بھی ان کے خبر نہیں لیتا تھا گروجی بیچارے اکیلے پڑے رہتے میں نے اپنے دل میں کہا خیر جو ہو سو ہو آؤ انہیں کے چیلے بن جاؤ مرگ ابنوہ جشنے دارد یہ سوچ کر ان کے پاس گیا اور اپنا حال عرض کیا فرمایا کہ بھائی کیوں مصیبت میں پڑتا ہے میرا وقت اخیر ہے جب کچھ کام نہ ہو تو نام گنانے سے کیا فائدہ میں نے کہا کہ مہاراج میرا یہی کام ہے کہ اس وقت آپ کی خدمت گذاری کروں بارے قسمت اچھی تھی مجھ کو چیلہ کر لیا اور میں نے دل و جان سے ان کی خدمت شروع کر دی جب وقت قریب آیا تو مجھ کو پاس بلا کر اسما دستہ تعلیم فرمائے اور ارشاد کیا کہ ہردوار میں جا کر گنگا کے کنارے ان کا پاٹ کر لینا پھر تاثیر دیکھنا وہ اسما دستہ جن کو ذکر شش ضربا بھی کہتے ہیں یہ ہیں کلیو ھرِیو شرِیو اُوم سوھو ستیّو اور اس طرح بھی تلفظ کرتے ہیں کلینگ ھں ہینگ شرینگ اونگ سونگ ست انگ لیکن اول صحیح ہیں یہ اسما دستہ شاستر کے حروف مقطعات ہیں ان کے معانی کوئی نہیں جانتا اس

لہ محفل ۱۲ ؎ مرید ۱۲

تلقین و وصیت کے بعد گروجی جان بحق ہوئے چیلوں نے باہم مال تقسیم کیا میرا حصہ مجھ کو دیا میں وہیں پن کر کے ہردوار کو چلتا ہوا یہاں پہونچ کر پاٹ کیا اس دن سے ایک عالم مسخر ہو گیا کسی چیز کی پرواہ نہ رہی اس کے بعد سرون ناتھ نے کہا کہ فقیری تو مجھ کو ملی نہیں ہاں ایری موجود ہے اگر آپ کو خواہش ہو تو ان اسماء کی اجازت ہے جب جی چاہے پاٹ کر لینا یہ گدڑی جو آپ دیکھتے ہیں انہیں گروجی کی دی ہوئی ہے وہ گدڑی ایک رات ہم کو بھی اوڑھنے کو دی تھی فی الحقیقت اس میں عجیب تاثیر دیکھی الحاصل ہم وہاں سے رخصت ہوئے اور آگے کو چل دئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہردوار سے آگے ہم ایک منزل گئے تھے کہ ایک مسلمان فقیر سے جو نہایت عابد و زاہد تھے ملاقات ہوئی بہت تپاک سے پیش آئے اور اپنے پاس ٹھہرایا ان کے ہاں گائے بکریاں بہت تھیں ہمیشہ دودھ چاول کھایا کرتے تھے یہی غذا ہم کو بھی دی ایک دو روز تو کھائی لیکن یہاں تو زبان کو نمک مرچ کی چاٹ لگی ہوئی تھی وہ خورش پسند نہ آئی ایک دن ہم جنگل میں چلے گئے اور جنگلی مرغیوں کے انڈے لائے کچھ ثابت کچھ چلے پکائے آپ بھی کھائے اور فقیر صاحب کو بھی کھلائے پھر تو ان کو بھی مزہ پڑ گیا روز جاتے اور انڈے ڈھونڈ کر لاتے سچ ہے اَلصُّحْبَتُ مُؤَثِّرَۃٌ دنیا دار کی صحبت نے فقیر کو بھی چٹورپن سکھایا خیر تو یہ ہوئی کہ ہم نے ان کو مرغ پکڑ کر نہیں کھلایا ورنہ جنگلی مرغوں کا نام و نشان نہ رہتا ایک دن میں نے کہا کہ میاں صاحب آپ عابد زاہد متقی پرہیزگار آدمی ہیں آپ کا قیام نوشہر میں زیبا تھا تاکہ جمعہ و جماعت کا ثواب حاصل کرتے خلقت آپ سے فیض پاتی آپ ان سے فائدہ اٹھاتے طرفین حور و قصور کے مستحق ہوتے اور یہ ہو کا مقام تو عارفوں کا ہے سو آپ کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی ہم کچھ اور ہی سمجھ کر آئے تھے پھر وہ فقیر صاحب ہم کو اپنے مرشد کے پاس لے گئے جو پہاڑ پر رہتے تھے ان سے ملاقات ہوئی البتہ وہ خوب آدمی تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم ڈیرہ دون کو گئے وہاں ایک ہندو فقیر کی خبر سن کر پہاڑ پر پہونچے ان کی ملاقات سے طبیعت بہت خوش ہوئی جیسا سنا

marfat.com

تھا ویسا ہی پایا چار پانچ روز رہنے کا اتفاق ہوا ایک روز تنہائی میں ہم گئے اس وقت باباجی رام گیتا[1] لکھ رہے تھے ہم نے کہا نمو نارائن[2] بولے اجی نمو نارائن پر لاحول بھیجو السلام علیکم کہو یہ کلام سن کر ہم چونکے فرمانے لگے میں سید ہوں اور میرا نام محمد حسین ہے پہلے تو شاہ عبدالعزیز صاحب سے تحصیل علم کی پھر وید اور شاستر کا شوق دامنگیر ہوا بنارس جا کر یہ بھی پڑھا خاندان قادریہ میں مرید ہوں اب جوگ لے کر یہاں آرہا ہوں میں یاد خدا میں مشغول ہوں ہم نے دریافت کیا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی فقیری میں آپ نے کیا فرق دیکھا کہا کہ فقیری کی بات تو دونوں طرف یکساں ہے صرف الفاظ و اصطلاحات جدا جدا ہیں ؎

ہندیاں را اصطلاحِ ہند مدح ... سندھیاں را اصطلاع سند مدح

نہ من برآں گل عارضِ غزل سرایم و بس ... کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم ڈیرہ دون کے پہاڑ کی سیر کرتے ہوئے سری نگر میں پہونچے ایک پہاڑ پر باباجی رہتے تھے ملاقات ہوئی بڑے خلق و مدارات سے پیش آئے دیکھتے ہی بولے کہ ایسی صورت تو بعد مدت دیکھنے میں آتی ہے ہم کو ایک جدا مکان دیا چارپائی منگائی ہر چند ہم نے انکار کیا کہ آپ زمین پر سوتے ہیں ہم بھی اسی طرح سے بسرام کریں گے ہرگز نہ مانا اور اصرار کیا کہ نہیں تم کو چارپائی ضرور چاہیے چند روز میں بے تکلفی ہوگئی ایک دن ان کے کسی چیلہ کو پدم ناگ نے جو ہاتھ بھر کا اور نہایت زہریلا ہوتا ہے کاٹ لیا دوسرے چیلہ نے سانپ کو پتھر کے کونڈے سے ڈھانک دیا اور خود آکر گرو جی کو خبر دی فرمایا کہ جلدی بھبوت لاؤ یعنی اکسیر اعظم) اتنے میں ایسا زہر چڑھا کہ چیلہ کا منہ بند ہوگیا اور گردن کا منکا ڈھل گیا کہا کہ جس طرح ہو سکے اس کے حلق سے بھبوت اتار دو خیر بڑی مشکل سے ایک خشخاش کی برابر راکھ سینک سے اس کو کھلادی حلق سے اس کا اترنا تھا کہ چیلہ جھرجھری لے کر سیدھا ہوگیا اور چیلوں کو حکم دیا کہ اب اس کو ٹہلاؤ تھوڑی دیر میں اس نے بھوک کی فریاد کی تو دو سیر گھی اس کو پلوا دیا اور پھر ٹہلانا شروع کیا اور جب خواہش ہوئی گھی پلا دیا کچھ دیر بعد اس کو

---

[1] نام کتاب ۱۲ [2] یعنی نارائن کو سلام کرتا ہوں ۱۲

marfat.com

خون کا دست آیا پھر گھی پلا کر ٹہلایا تو کچ لہو کا دست آیا اس کے بعد غذائی آیا اور بھلا چنگا ہو گیا اب گرو جی نے کہا کہ اس سانپ کو لاؤ چیلے پکڑ لائے ایک مینک سے اس کے منہ میں بھی وہی بھبوت ڈال دی اسی دم اینٹھ کر رہ گیا اور ذرا دیر میں پانی پانی ہو کر بہ گیا اور وہ خاک پانی پر تیرنے لگی باباجی نے کہا کہ دیکھئے اس کا زہر تو اس کے لئے اکسیر ہے مگر انسان کے لئے قاتل ہے اور انسان کی اکسیر اس کے حق میں زہر ہلاہل ہے ؎

کیمیائے زہر مار آن شقی　　　　برخلاف کیمیائے متقی

اور یہ حوصلہ اللہ تعالےٰ نے انسان ہی کو دیا ہے کہ اکسیر کو ہضم کرتا ہے ورنہ اور حیوانات کے حق میں تو اکسیر زہر کا حکم رکھتی ہے۔ ؎

آن یکے را مدح در حق تو ذم　　　　آن یکے را شہد در حق تو سم

اس کے بعد باباجی نے کہا کہ آؤ تم کو ایک اور تماشا دکھلائیں ایک کڑھائی دودھ کی بھری ہوئی منگائی اور اس میں سرکہ اور نمک ڈال کر دودھ کو پھاڑ دیا مجھ سے بولے کہ کہ بھلا اب کوئی تسے اس کو درست کر سکتی ہے میں نے کہا نہیں پھر وہی خاک چاول بھر اس میں ڈال کر لکڑی سے ہلانا شروع کیا فوراً دودھ اصلی حالت پر آ گیا پھر کتنا ہی سرکہ اور نمک اس پر ڈالا کچھ اثر نہ ہوا جیسا تھا ویسا ہی رہا باباجی نے چیلوں کو حکم دیا کہ گڑھا کھود کر اس دودھ کو دبا دو ہم نے کہا صاحب ان چیلوں کو آپ کیوں نہیں پلا دیتے فرمایا کہ یہ پئیں گے تو کامی[۱] ہو جائیں گے پھر ہم سے براہ عنایت فرمایا کہ اگر تم کھاؤ تو ہم کھلا دیں سات پشت تک اس کی تاثیر رہے گی میں نے کہا بہت اچھا مگر اس کا اتار بھی بتلا دیجئے ورنہ پانچ سیر مرغن کھانا ہر روز کہاں سے لاویں گے فرمانے لگے میاں خدا مالک ہے ہم نے کہا سبحان اللہ دوا کھلانے کے تو آپ مالک ہیں اور کھانا کھلانے کے لئے خدا مالک بس ایسی دوا سے باز آیا یہ سن کر چپ ہو رہے ان باباجی کی عمر چار سو برس کی تھی ستر برس میں کایا پلٹا کرتے تھے اس طرح کہ چھ مہینے تک ایک کوٹھری میں بیٹھ کر جہاں ہوا کا گذر نہ ہو ایک دوا کھاتے تھے پہلا جسم پھٹ کر اس کے اندر سے بارہ برس کی عمر کا

---

[۱] یعنی شہوتی ۱۲

marfat.com

ایک حسنم نکل آتا تھا جن دنوں میں ہم گئے تھے وہ دوا طیار ہو رہی تھی باباجی اکسیر کے کھلانے میں بڑے استاد تھے چند روز کے بعد میر اعظم علی صاحب قبلہ ہمیں تلاش کرتے کرتے وہاں جا پہنچے ان کو دیکھ کر باباجی نے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں میں نے جواب دیا کہ ہمارے پتا ہیں سن کر بولے کہ صورت شباہت سے تو یہ بات ٹھیک نہیں معلوم ہوتی تب میں نے کہا کہ ہمارے مرشد اور گرو ہیں کہا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں وقت رخصت باباجی نے میر صاحب قبلہ کو ستر روپیہ اور ایک بیل اکسیر کے دیئے وہاں سے بابری کو چلے راہ میں میر صاحب نے فرمایا کہ اکسیر کے بیل کو پھینک دو میں نے عرض کیا کہ آپ عیال دار ہیں بال بچوں کے کام آئے گی فرمایا کہ نہیں اس کو دیکھ کر خراب ہو جائیں گے تب ہم نے وہ بیل پھینک دیئے۔

اکسیر پر ہوس اتنا نہ ناز کرنا ۔۔۔ بہتر ہے کیمیا سے دل کا گداز کرنا

ایک روز ارشاد ہوا کہ بابری میں ہم کو ایک برہمن نے یہ منتر تبلایا تھا نہایت پُر تاثیر ہے۔

ڈِھانَنگ ڈُھونَنگ مَنُو بُھوکَنگ پنج اندریان
دھیان جو ہے　دھوپ ہے　دل　راجہ　حواس خمسہ

ھون ناس نَنگ چِھمہ چاپ سَنتوک پُوجا پُوجو
فنا ہوں　تحمل　پرستش ہے　قناعت　پوجا　پوجو اس وقت

دِیوع نِرنُجنَنگ اُڈمان مَنڈَپ نِرمان دِبونَنگ
ذات　بحث کو　خاکساری　سائبان　عجز سے　خدا کو

جیونت جُوگی جھان بھرم نہ بھونگ بولیں پُوجا
پوچھنے والا　جہاں　امید　نہ خوف　محو ہونا عبادت ہیں

مَن پُشپ دُھوپنگ سَت سَت بھاکھنت
دل　پھول　خوشبودار　سچ　سچ　بیان کرنا

دیوؤدت　اُودُھ ننگ
پوچھنے والا فقیر　اودھو

marfat.com

(ترجمہ) یعنی خدا کے ساتھ ایسا دھیان لگاؤ کہ سلطان دل کی خواہش اور حواس خمسہ جو اس کے خادم ہیں دھوپ کی طرح جل جائیں گے خدا کی عبادت تحمل وقناعت سے عجز کا سائبان لگا کے عبادت کنندہ بغیر امید وخوف کے عبادت کرے بلکہ محو ہو جاوے دل خوشبودار پھول کی طرح کھل جاوے گا سچ سچ کہتا ہے پوچھنے والا او دھو۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم بابری میں تھے تو مولانا روم کی مثنوی کا شوق پیدا ہوا سنا کہ مولوی قلندر صاحب جلال آبادی خوب جانتے ہیں۔ ان کی خدمت میں جا کر کتاب شروع کی جب دوسرے دفتر میں یہ شعر آیا ؎

قال را بگذار مرد حال شو   پیش مرد کاملے پامال شو

ہم نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو قال ہے قال   کچھ حال کی حقیقت و ماہیت فرمایئے بولے کہ بھائی یہ تو ہم بھی نہیں جانتے بس اس روز سے ہم نے کتاب بالائے طاق رکھ دی۔ مولوی صاحب ایک تعویذ چند بار ہر روز لکھا کرتے تھے میں نے اس کی تاثیر پوچھی فرمایا کہ اس میں حب و بغض و دست غیب و فتوحات و تسخیر خلائق ہے چنانچہ ایک تعویذ لکھا اور فرمایا کہ یہ دست غیب کی نیت سے لکھتا ہوں مجھ کو دیا اور کہا کہ اس کو جانماز کے تلے رکھ دو پھر کچھ پڑھا اور فرمایا اب جانماز اٹھا کر دیکھو تو پانچ روپیہ رکھے تھے غرض انہوں نے ہر قسم کی تاثیر کا تجربہ دکھلایا فی الحقیقت نہایت مجرب تعویذ تھا فرمایا کہ تم کو بھی اس کی اجازت ہے اس ترکیب سے کر لینا چار عناصر اس کے چار چلے ہوتے ہیں وہ تعویذ یہ ہے۔ مولوی قلندر صاحب سے ہم رخصت ہو کر پیران کلیر کے عرس میں پہونچے۔

۷۸۶

۳۳۴	۳۳۹	۳۳۶
۲۳۵	۳۳۳	۳۳۱
۳۳۰	۳۳۷	۳۳۲

ابدھا   سبرصا   سادصا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک زمانہ میں حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار متبرکہ کی زیارت کو ہم گئے پیران کلیر میں رہنے کا اتفاق ہوا جب عرس شروع ہوا تو اطراف وجوانب سے حضرت صوفیہ کا ورود ہونے لگا خوش اعتقادوں کے ہجوم اور آہنگ سرود کی دھوم

ارباب شوق کی مستی و اصحاب ذوق کی بالا دستی سے ہنگامۂ بزم گرم ہوا میں بھی عین وجد و حالت کی گرما گرمی میں اس مجلس کے اندر پہنچا دیکھا کہ تین شخص رنگین لباس بادۂ شوق سے سرمست ہیں او راصاغر و اکابر خاموش مطربان خوش آہنگ کسی سوختہ دل کا یہ شعر گاتے ہیں ؎

دور ساغر میں ہمیں محروم رکھا جام سے　　　بہ شکایت ہے ہمیں اس ساقی گلفام سے

ان میں سے ایک فریاد خواں کا ہاتھ میں نے پکڑ لیا اور پوچھا کہ آپ نے اس شعر سے کیا کیفیت اخذ کی اور تحقیق معانی سے کیا اثر آپ کے دل پر مترتب ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم جو گوہر اشک پروتے ہیں سو اللہ کو روتے ہیں میں نے کہا کہ حضرت کیا آپ کے دل مردہ کی طرح حَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ بھی دام اجل میں گرفتار ہو گیا جس کے ماتم میں آپ نوحہ گری کرتے ہیں اگر ایسا نہ ہوا ہو تو مقام تہنیت ہے نہ جائے تعزیت کیونکہ اس نے تمہارے بزرگوں کو مارا اور تمہاری فکر میں ہے ؎

ھَلَا ھُوَا کُنْ کُمھیَن کہا بُوھِنت بِھَن مِنی تُوجُھوٹی جی ؎

یہ بات سن کر چپ چاپ ایک گوشۂ مجلس میں جا بیٹھے نہیں معلوم کبیدہ خاطری سے گردن جھکائی خدا سے جی لگا بیٹھے پھر میں نے دوسرے نالہ کش سے وہی سوال کیا جو پہلے سے کیا تھا وہ بولے حضرت کیسی غزل اور کہاں کا شعر نہ ہم سمجھتے ہیں نہ اس کو سنتے ہیں۔ بیاں تو آلاپ ورکے بھلی معلوم ہوتی ہے ڈھولک کی تھاپ پر سر دھنتے ہیں میں نے کہا کہ بہت درست ؎

بر آواز دولاب مستی کنند　　　کسانے کہ ایزد پرستی کنند

پھر تیسرے صاحب ذوق سے بھی یہ ہی سوال کیا انہوں نے فرمایا کہ حضرت شعر کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا شب معراج کو مدارج و مقامات طے کرتے ہوئے پردہ وحدت تک پہونچے تو آواز آئی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ پس اس ساغر کو حضرت رسالت پناہ نے دو بخش فرمایا ایک حصہ تو خود نوش کیا اور دوسرا حصہ بندگان صالح کو

marfat.com

عنایت کیا یعنی فرمایا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ؕ حسرت یہ ہے کہ بندگانِ صالح کو توان کی صالحیت کافی تھی وہاں ہم جیسے تشنہ بیان بادیہ معصیت کو یاد کیوں نہیں فرمایا۔ ع

کہ مستحق کرامت گناہگاران اند ؎

میں نے عرض کیا کہ حضرت خیر الوریٰ نے تو گناہگاروں کو صالحین سے بھی پہلے دور ساغر میں کمال شفقت کے ساتھ شریک فرمایا ہے چنانچہ عَلَیْنَا میں ضمیر جمع اس پر شاہد ہے صالحین کو بعد عطف جدا یاد کیا اور عاصیوں کو اپنے ساتھ رکھا بھلا اس سے زیادہ اور کیا عنایت ہو سکتی ہے یہ بات سن کر ان کا جوش و خروش دھیما ہو گیا اور خاموش ہو کر ایک جانب بیٹھ گئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بار قلندر صاحب کے چلہ میں ہم جا کر ٹھہرے جو جو بورٹیہ کے قریب ہے شاہ احیاء الدین صاحب بھی وہاں تشریف لائے فرمانے لگے کہ میاں جنگل میں رہ کر تم کھاؤ گے کیا ہم نے کہا صاحب جو خدا کھلائے۔ کچھ دیر بعد ایک شخص آیا اور چاول گھی مرغی وغیرہ لایا ہم نے اس سے کہا کہ بھائی اگر تو قلندر صاحب کی نذر لایا ہے تو پانی پت یا کرنال کو لے جا اور اگر زندہ قلندر کے واسطے لایا ہے تو ہمارے سامنے رکھ اس نے کہا صاحب میں تو آپ کے واسطے لایا ہوں خیر اس کا پلاؤ پکایا گیا پھر تو ہمیشہ یہی کیفیت رہی چھ مہینے تک ہم وہاں ٹھہرے ہر روز کچھ نہ کچھ آتا رہا اور باجو کیمیا گر جو ہمارا دوست تھا وہ بھی اکثر وہاں آیا کرتا اور اس کا دستور تھا کہ جب آتا تو مٹھائی وغیرہ ضرور لاتا ایک روز ہم نے باجو سے سوال کیا کہ یہ فن تم کو کس طرح حاصل ہوا اس نے جواب دیا کہ میری آٹھ یا نو برس کی عمر تھی کہ والدین کا انتقال ہو گیا جو نقد و جنس تھا وہ ہمارے چچا نے سنگوا لیا میں ان کی گائے بھینس چراتا اور روٹی کھاتا۔ چچی مجھ کو بہت مارتی اور تنگ کرتی تا کہ میں نکل جاؤں اور میرا مال و اسباب بے کھٹکے ان کے پاس رہے چنانچہ ایک دن مجھ کو بڑی بے دردی سے مارا میں بھینس لے کر جنگل کو چلا اور راہ میں بیٹھ کر رونے لگا اتنے میں ایک گرو اور دو چیلے ان کے میری طرف کو آئے مجھ کو روتا دیکھ کر ٹھٹکے اور حال پوچھا

marfat.com

میں نے اپنا تمام قصہ بیان کیا فرمایا کہ ہمارے ساتھ چل سب گائے بھینس چھوڑ ان کے ہمراہ ہولیا چند روز کے بعد گروجی کی الفت و محبت کے سبب سے وہ چیلے بھی میرے دشمن جانی ہوگئے ایک دن گروجی تو باہر گئے تھے چیلوں نے اکیلا پا کر مجھ کو خوب پیٹا میں رو رہا تھا کہ گروجی آن پہنچے پوچھا اب کیوں روتا ہے میں نے عرض کیا کہ صاحب وہاں تو بھی دشمن تھی یہاں آپ کے دونوں چیلے میری جان کے لاگو ہوگئے مجھ کو رخصت فرمایئے کہیں اور ہی زندگی کے دن کاٹوں گا یہ بات سن کر بولے کہ خیر اب ارنڈ ہی کا درخت لگاویں گے سورۂ والضحیٰ سے مجھ کو قرآن شریف پڑھانا شروع کیا جب یہ سورتیں حفظ ہوگئیں تو نماز کے ارکان و احکام سکھلائے نماز بھی بخوبی یاد ہوگئی تو ایک رات فرمایا کہ آج دو رکعت اس ترکیب سے پڑھ کر سو رہنا میں نے ایسا ہی کیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور مجھ کو تمام قسم کی ترکیبیں چاندی بنانے کی تعلیم کیں علی الصباح یہ خواب گروجی سے عرض کیا فرمایا کہ اچھا ان ترکیبوں کی آزمائش کر شام تک سب ترکیبوں کا امتحان کرتا رہا جو کی سو پوری اتری میرے دل کو یقین ہوگیا دوسری شب پھر ان کے فرمانے کے موافق وہی دوگانہ پڑھ کر سویا تو حضرت خضر نے سونا بنانے کی ترکیبیں ارشاد فرمائیں دن میں ان کی بھی آزمائش کی تو سب درست تیسری رات پھر وہی عمل کیا تو جواہرات کی صنعت تعلیم فرمائی چوتھے روز گروجی نے مجھ کو رخصت کر دیا اور وہ چیلے دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے میں چلا تو آیا لیکن تین دن تک یہ حال رہا کہ نہ کھانے کو جی چاہے نہ نیند آوے پھر گرو کے پاس گیا اور یہ کیفیت عرض کی فرمایا کہ جا تو کھلائے گا تو کیا مگر خود کھایا کر اس دن سے میں خوب کھانے پینے لگا پھر ہم نے باجو سے پوچھا کہ بھلا تم نے کسی کو یہ ترکیب سکھلائی۔ کہا کہ ہاں ایک شخص کو تو میں نے زبردستی سکھلائی اور ایک نے زبردستی مجھ سے سیکھ لی جس کو میں نے سکھلائی تھی اس کا حال یوں ہے کہ ہم دو شخص کیمیا گر ہم سفر تھے ایک گاؤں میں پہنچے وہاں کا چودھری نہایت نیک بخت و مخیر آدمی تھا چوپال میں ہم دونوں جا اترے وہ آیا اور ایک چھوٹی سی لڑکی اس کے ساتھ تھی جس کے کانوں میں سونے کے بالے تھے ہمارا حال پوچھا اور کہا کہ جب تک جی چاہے آپ ٹھہریں کھانا ہمارے گھر سے

marfat.com

آیا کرے گا اتفاقاً اس روز گھر میں کچھ نہ تھا اس مرد کریم نے چھوٹی لڑکی کا بالا اتار کر گروی رکھا اور ہم کو تین دن تک طرح طرح کا کھانا کھلایا چوتھے روز ہم رخصت ہوئے اور ایک بیل اکسیر کی اس کے حوالہ کی اور اپنے روبرو اس کی تاثیر دکھلا دی اس نے بیل تو پھینک دی اور لاٹھی لے کر ہمارے پیچھے دوڑا کہیں نے تمہاری خدمت للہ کی تھی نہ اس طمع کے لئے غرض ہم نے بمشکل تمام اس سے پیچھا چھوڑایا جب دور نکل گئے تو ہم دونوں کو یہ خیال آیا کہ دیکھو یہ شخص دنیا دار ہو کر اس طرح تواضع سے پیش آیا بڑے شرم کی بات ہے کہ ایسے آدمی کو کیمیا سکھلا کر نہ جاویں ہم پھر واپس آئے اور اسی چوپال میں قیام کیا چودھری نے کہا کیوں کیا پھر مار کھانے کا ارادہ ہے ہم نے کہا کہ صاحب اب کوئی بات ایسی نہ ہوگی صرف تین روز ہم اور ٹھہرنا چاہتے ہیں بولا کہ بسر و چشم تمہاری خدمت کروں گا لیکن حرف طمع زبان پر لاؤ گے تو جان سے مار ڈالوں گا میں نے کہا کہ بھائی طمع کی بات جانے دو ایک نماز تم کو بتلائیں تو پڑھو گے یا نہیں کہا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں میں نے وہی دوگانہ خضری بتلایا اور کہا کہ اس کو تین روز تک پڑھنا یہ کہہ کر ہم تو چل دئے سال بھر کے بعد جو ہم واپس آئے تو لوگوں سے معلوم ہوا کہ وہ چودھری دیوانہ ہو گیا اور گاؤں در گاؤں بھیک مانگتا پھرتا ہے بہت جستجو کے بعد ملا تو ہم کو دیکھتے ہی لٹھ لے کر دوڑا اور کہا کہ خدا تم کو غارت کرے تم نے مجھ کو خراب کر دیا گھر بار مال بچے سب چھوٹ گئے روٹی ٹکڑے کا بھی ٹھکانا نہ رہا یہ کہہ کر رونے لگا اور کہا کہ خدا دشمن کو بھی اس مصیبت میں نہ ڈالے نہ دنیا رہی نہ دین رہا تمام جہان اپنی جان کا دشمن معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا شخص جس نے زبردستی سیکھا اس کی کیفیت یہ ہے کہ ضلع سہارنپور کے ایک گاؤں میں ہم مقیم تھے وہاں ایک جولاہے نے ہماری بڑی خدمت کی یہاں تک کہ اپنا تمام مال و اسباب بیچ کر ہم کو کھلا دیا جب وہ بالکل قلاش ہو گیا تو اس نے ایک روز کیا کام کیا کہ قد آدم گڑھا گھر کے اندر کھودا اور اس پر ایک بوریا اور بوریا پر سفید چادر بچھا دی اور اپنی بیوی کو سمجھا دیا۔ کہ خالی دیگچیوں میں چمچا ہلاتے رہنا تا کہ معلوم ہو کہ کھانا کئی قسم کا پکتا ہے پھر ہم کو بلا کر لے گیا کہ چلئے آپ کی دعوت ہے ہم کو تو چاٹ لگی ہوئی تھی جھٹ چلے گئے پہلے تو ہم اور وہ ایک چارپائی پر بیٹھے ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں اور وہ اپنی بیوی کو تاکید کرتا رہا کہ جلدی

marfat.com

پلاؤ زردہ پکا کر لاؤ وہاں کیا خاک دھرا تھا یوں ہی جھوٹ موٹ دیگچی کھڑکا دیتی تھی اسی انتظار میں آدھی رات ہو گئی اس وقت کہا کہ آؤ کھانا طیار ہے ہم خوشی خوشی اُٹھے اور سفید چادر پہ قدم رکھا کہ اب تر نوالے کھائیں گے اس پر بیٹھنا تھا کہ دھم سے گڑھے کے اندر! میں تو گرا اور وہ دونوں میاں بیوی لٹھ لے کر میرے سر پر آچڑھے اور دھڑا دھڑ مارنے لگے اور بولے کہ آج اسی گڑھے میں تم کو مار کر دبا دیں گے ناچار اس کو ایک نسخہ چاندی کا بتلانا پڑا اس نے دو چار دفعہ اسی دم آزما لیا تب بمشکل میری جان بچی اور اس نے رہائی دی پھر پاؤں میں گر پڑا اور قصور معاف کرایا اس دن سے میں نے توبہ کی کہ پھر کسی کی دعوت نہ کھاؤں گا

بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند　　　　در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند

ایک روز باجو نے ہم سے دریافت کیا کہ میاں صاحب سینکڑوں آدمی میرے پیچھے پھرتے ہیں اور کیمیا کے طالب ہیں ہر ایک کا یہی سوال ہے کہ کوئی نسخہ بتلاؤ مگر باوجود بے تکلفی اور محبت و ملاقات کے آپ نے کبھی اس امر کی خواہش نہ کی اس کا کیا سبب ہے، ہم نے کہا کہ یہ تو بتلاؤ کہ جو لوگ تم سے پوچھتے ہیں کیا ان کو تم نے بتلا دیا۔ کہا کہ نہیں ہم نے کہا پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ تم سے خواہش کریں اور اس ملاقات میں بھی خلل ڈالیں رہا فائدہ کیمیا کا سو ہم کو یوں ہی حاصل ہے کہ تم روزمرہ ملائی اور مٹھائی وغیرہ لے آتے ہو اور ہم کھا لیتے ہیں اس سے زیادہ مزا کیمیا کا ہم کو درکار نہیں ایک روز باجو نے بیان کیا کہ میں پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ایک پیر جی کی خدمت میں گیا کہ حضرت مجھے مرید کر لیجئے انہوں نے غریب شکستہ حال دیکھ کر مجھ کو دھتکار دیا اس وقت پیر جی ہوسی کی دھت میں مصروف تھے اور پھونک پھانک کر رہے تھے میں نے ان کی ادویات لے کر اور کچھ اپنے پاس سے ملا کر جھٹ پٹ چاندی بنا کر دکھلا دی پھر تو پیر جی لٹو ہو گئے بڑی خاطر و مدارت کی اور کہا کہ تجھ کو ہم دل و جان سے مرید کریں گے بشرطیکہ کیمیا سکھلا دے میں نے کہ بہت اچھا تین من گوہ بندروں کا جمع کرائیے پیر جی نے مریدوں کو حکم دیا کہ چند روز میں گوہ جمع ہو گیا میں نے کہا کہ اس کو گھڑوں میں بند کر کے آگ دے دیجئے تاکہ اس کا تیل نکل آوے ترکیب بنا کر میں تو چل دیا اور پیر جی نے گوہ کو آگ دی مارے بدبو کے تمام بستی کے لوگ

marfat.com

چلّا اُٹھے اور پیر جی کے گھر پر ایک شور و غل مچا دیا کہ خدا کے لئے پیر جی کیوں تمام بستی کا دم ناک میں کیا یہ کیا بلا آپنے جلائی ہے غرض پیر جی نہایت خفیف ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم میرٹھ میں مقیم تھے تو کپڑے بالکل پھٹ گئے گرہ میں کوڑی نہ تھی مجبور لڑکے پڑھانے شروع کئے ؎

از توکل در سبب کاہل مشو　　　رمز الکاسب حبیب اللہ شنو
گر توکل میکنی در کار کن !　　　کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

جب کپڑوں کے لائق دام آ گئے تو پڑھانا ترک کر دیا اسی زمانہ میں مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب کی خدمت میں رہے فی الواقع حضرت کی اصلاحی توجہ نہایت عمدہ تھی ہماری طبیعت کو بہت درستی اور اصلاح حاصل ہوئی اور تمام سلوک نقشبندیہ شاہ صاحب قبلہ سے طے کیا جب سیر لطائف و دوائر انوار کی ہو چکی تو حضرت نے فرمایا کہ سید صاحب تعلیم ختم ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کی توجہ سے لطائف و دوائر کا خوب تماشا دیکھا مگر گستاخی معاف ہو خدا کا پتا تو نہ کسی دائرہ میں لگا نہ کسی لطیفہ میں یہ سب بھان متی کا سوانگ معلوم ہوتا ہے اس وقت تو یہ بات ان کو بہت ناپسند ہوئی مگر رات کو خود غور و فکر جو کیا تو بات سمجھ میں آ گئی چونکہ نہایت منصف اور دانا آدمی تھے صبح کو فرمانے لگے سید تم سچ کہتے ہو ہم نے جو غور و انصاف کیا تو درحقیقت خدائے بیچوں و بیچگون کسی دائرہ اور لطیفہ میں مقید نہیں آفرین صد آفرین تم نے یہ بات سمجھائی صدہا طالب ہمارے پاس آئے مگر کسی نے اس سوجھ بوجھ کی گفتگو نہیں کی آؤ دہلی چل کر شاہ ابوسعید صاحب سے یہ بات عرض کریں چنانچہ شاہ صاحب مجھ کو دہلی لے گئے اول تو شاہ ابوسعید صاحب نے بڑے زور شور کی توجہ دی لوگوں کو خیال تھا کہ دیکھئے کیا حالت ہوتی ہے مگر ہم تو جیسے تھے ویسے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے بعد اس کے مولانا حبیب اللہ شاہ صاحب نے وہ تقریر عرض کی شاہ ابوسعید صاحب نے فرمایا کہ یہ سوال تمہارا تو نہیں معلوم ہوتا میاں صاحب نے میری طرف اشارہ کیا اس وقت جناب شاہ صاحب نے نہایت ہی انصاف کی بات فرمائی اور بہت ہی معقول جواب دیا کہ سنو صاحبزادہ جو کچھ ہم کو بزرگوں سے پہنچا تھا

marfat.com

وہ تم کو پہنچادیا اب اگر تمہارا حوصلہ فراخ اور طلب غالب ہے تو اور جگہ تلاش کرو ع

متاع نیک ہر دکان کہ باشد ؏

پھر ہم دہلی سے چلدئے۔

من فدائے آنکہ او در هر رباط · خویش را دا صل ندا ندبر بساط

ہر کہ صاحب ہمت آمد مرد شد · ہم چو خورشید از بلندی فرد شد

ایک روز ارشاد ہوا کہ جناب مولوی حبیب اللہ شاہ کی ایما کے موافق مرزا غفور بیگ صاحب کی زیارت کے لئے ہم میرٹھ سے خورجہ کو روانہ ہوئے اول ہی منزل پر موضع کھر کھوہ میں ایک لڑکا ملا۔ ہماری صوت دیکھ کر بولا کہ آپ کے پاس پانچ روپیہ اور ایک آنہ ہے ہم نے کہا کیوں اگر تم کو درکار ہو نذر ہے بولا نہیں میں تو یوں ہی کہتا تھا راستہ میں ہم نے اس سے پوچھا کہ سچ بتا تو کون ہے اور تجھ کو کیا عمل آتا ہے اس نے کہا کہ مجھ کو یہ تو خبر نہیں کہ میرا باپ کون تھا بچپن میں ٹھگ مجھ کو لے گئے تھے ان ہی لوگوں میں پرورش پائی اور ایک منتر بھی اُن سے سیکھا جس کی بدولت میرے سب کام نکلتے ہیں میں آپ کو بھی اس منتر کی اجازت دیتا ہوں منتر یہ ہے۔ اُواُوُ اُماھا اُماھی اھلا اھلا کھلا کھلا کھلا کھلا کھلا کی کھیتا کی کھیتا کرستا سوھا ھنسا یا بکب یا بکب یا بلیت اگر کوئی امیر مل گیا تو آپ کو اس کا تماشا دکھاؤں گا غرض جب ہم دونوں مرزا صاحب کی خدمت میں پہنچے اور چند روز رہے تو ایک دن اس لڑکے کے سامنے ہم نے مرزا صاحب کی تعریف بیان کی کہنے لگا کہ آپ کہیں تو تماشا دکھلاؤں ہم نے کہا اچھا اس نے تین کنکریوں پر یہ منتر پڑھا اور باری باری سے مرزا صاحب پر پھینکیں تیسری کنکری کھاتے ہی چپکے سے گھر میں چلے گئے اور سب نقد و زیور اس کے سامنے لا رکھا اور کہا کہ لے جاؤ ہم نے وہ زیور وغیرہ اس لڑکے سے لے لیا اور ان کے گھر میں بجنسہٖ پہنچادیا مائی صاحبہ نے فرمایا تم نے دیکھا کہ آج مرزا صاحب نے یہ کیا خلاف عادت کام کیا اس وقت ہم نے یوں بات بنادی کہ حضرت ایک شخص نے امتحان کیا تھا کہ جیسے پہلے زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیق نے اپنا تمام مال و اسباب خدا کی راہ میں دے دیا تھا اب بھی کوئی ایسا ہے یا نہیں اس واسطے مرزا صاحب نے

marfat.com

یہ چیز لے جا کر جاکران کو دے دی تھی خیر یہ بات تو رفت گذشت ہوئی مگر تین روز تک مرزا صاحب پر منتر کا اثر رہا چوتھے دن ہوش میں آئے تو فرمانے لگے کہ خدا جانے کیا اسرار تھا تین دن سے ظلمات کا ابر دل پر چھا گیا تھا اور سب فیض و برکات یک قلم بند تھے ہم کو نہایت تعجب ہوا کہ ایسے بڑے مشائخ پر منتر نے یہ تاثیر کی وہاں ایک مجذوب بھی رہتا تھا ہم نے اس لڑکے سے کہا کہ بھلا آؤ اس پر تو آزماؤ اس لڑکے نے جواب دیا کہ صاحب یہاں دال دال نہیں گلتی اس کی رگ و پے میں ایک ایسی تاثیر سمار ہی ہے کہ دوسرے کی گنجائش نہیں مگر ہمارے اصرار سے وہ آمادہ ہو گیا ادھر اس نے کنکر اٹھائے ادھر مجذوب نے سر ابھارا اور للکارا کہ بچہ کیا ہم کو بھی مرزا سمجھا ہے بڑا کا بولا دیکھئے ہیں نہ کہتا تھا کہ صاحب یہ ہوشیار ہے اس پر کچھ نہیں ہونے کا ہم نے پھر کہا کہ بھلے مانس آزما تو سہی خیر اس نے تینوں کنکریاں ماریں لیکن مجذوب پر کچھ اثر نہ ہوا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ میرٹھ کی سرائے میں ہم قریب ایک مہینے کے ٹھہرے ایک دو فقیر بھی ہمارا رفیق تھا وہ بنیئے کی دوکان سے جنس قرض لا کر کھایا کرتا تھا ایک دن چپکے سے چل دیا بنیا ہمارے پاس آیا کہ اپنے ساتھی کا قرضہ دلوائیے ہم نے کہا کہ بھائی ہم تجھ سے جنس نہیں لائے لانے والے کی ضمانت نہیں کی پھر ہم سے کیوں دعویٰ کرتا ہے جس کو دیا ہے اس سے لے جب وہ مایوس ہو کر چلا تو ہم نے کہا کہ ہم سے واسطہ نہیں لیکن تیرا روپیہ ادا کر کے جاویں گے بتا کیا چاہیئے اس نے اٹھارہ روپے بتلائے ہم نے دوسرے دن سورہ یسین کا عمل شروع کیا تیسرے دن لالہ بانکے رام ائے وکیل کا آدمی چونتیس روپیہ لے کر ہمارے پاس آیا اور کہا کہ لالہ صاحب نے کہا ہے کہ آپ کس جھگڑے میں پڑے ہیں غرض ہم نے اسی وقت اٹھارہ روپیہ بنیئے کو دے دیئے اتفاق سے وہ فقیر ایک بار رڑکی میں مل گیا ہم نے کہا کہ تم کو ایسا زیبا نہ تھا وہ روپیہ دینے لگا مگر ہم نے لیا نہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ میرٹھ میں حافظ جلال الدین صاحب گیارھویں کیا کرتے تھے ایک بار ہم پانچ آدمیوں کی دعوت کی جب فاتحہ شروع کی تو گھنٹہ بھر تک بزرگوں کے نام پڑھتے رہے بروح پاک فلاں فلاں آخر ہم نے تھک کر ان سے عرض کیا کہ حضرت سب کے

marfat.com

شمار تو ہو گئے ان پانچ صورتوں کے نام بھی پکار دیجئے جو اصل کھانے والے ہیں بزرگوں کو ثواب جب پہنچے گا جب ان پانچوں کا شکم سیر ہوگا اس بات پر بعض لوگ تو ہنس پڑے اور بعض ناراض ہوئے لیکن عبارت فاتحہ جلد ختم کی گئی۔

ایک روز ارشاد ھوا کہ ایک بزرگ نے ہم کو بتلایا کہ گیارہ سو دفعہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پڑھ کر مراقب ہو جایا کرو لیکن یہ بات کسی کے روبرو بیان نہ کرنا ہم نے پڑھنا شروع کیا جب مراقب ہوئے تو دیکھا کہ جسم مماثل ہمارے جسم سے جدا ہو کر سامنے آ کھڑا ہوا یہ ماجرا دیکھ کر ہم کو حیرت ہوئی اتفاقاً ایک روز حضرت حبیب اللہ شاہ نے دریافت فرمایا کہ تم کچھ پڑھتے ہو ہم نے سب حال بیان کر دیا اس روز سے وہ بات جاتی رہی۔

ایک روز ارشاد ھوا کہ شہر میرٹھ میں میاں روشن شاہ کوٹلے کی مسجد میں رہتے تھے ان کے پاس ایک بزرگ تشریف لائے جب رات کو سب نماز پڑھ کر چلے گئے اور مسجد میں کوئی نہ رہا دروازہ بند ہو گیا اس وقت روشن شاہ سے وہ بزرگ بولے کہ بتلاؤ کیا کھاؤ گے جواب دیا کہ حضرت اب تو بازار بند ہو گیا دکاندار بھی اُٹھ گئے اب کھانا کہاں فرمایا تم اس بات کا فکر مت کرو۔ خیر شاہ صاحب نے ایک کھانے کا نام لیا اسی وقت غیب سے کھانا آ گیا دونوں نے خوب کھایا پھر وہ بزرگ کمبل تان کر لیٹ رہے تھوڑی دیر بعد شاہ جی نے ان کو ٹٹولا تو خالی کمبل پایا صبح کے قریب دیکھا تو کمبل میں موجود ہیں کئی دن یہی کیفیت دیکھی ایک دن میاں روشن شاہ کے ساتھ وہ بزرگ گدڑی کے بازار سے گزرے تو کوئی شخص گا رہا تھا آواز سنتے ہی دھم سے کنوئیں کے اندر جا پڑے جو مسجد کے سامنے ہے تھوڑی دیر بعد جست کر کے باہر آ گئے نہ بدن بھیگا نہ کپڑے تر ہوئے جب راز افشا ہو گیا تو سردھنہ کو چل دئے ان کے جاتے ہی میاں روشن شاہ کے دل میں ایک ولولہ پیدا ہوا کہ ایسے کامل بزرگ سے ہم نے کچھ فیض و فائدہ حاصل نہ کیا یہ بھی ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے وہ بزرگ سردھنہ میں یہ بات کہہ کر چل دئے کہ ایک شخص اس نام کا میرٹھ سے ہم کو پوچھتا ہوا آئے گا اس سے

marfat.com

کہد یا کہ بڈولی کو گئے یہ خبر پاکر شاہ جی بھی بڈولی پہنچے وہاں پتا لگا کہ کرنال کو گئے یہ بھی کرنال پہنچے وہاں پہنچ کر ملاقات ہوئی شاہ صاحب نے عرض کیا کہ ہم کو کچھ تعلیم و تلقین فرمایئے یہ بات سن کر بولے اگر خدا کو منظور ہوتا کہ تم کو کچھ فائدہ ہم سے پہنچے تو ہم پہلے ہی تعلیم کر دیتے اب تم شاہ آباد کی طرف فلاں بزرگ کی خدمت میں چلے جاؤ وہ تم کو تعلیم کریں گے شاہ صاحب مایوس ہو کر چلے آئے ؎

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ؛

ایک روز ارشاد ہوا کہ موضع منڈاور میں ہم پہنچے تو سنا کہ یہاں ایک سید صاحب شیعہ تھے مرتے دم انہوں نے یہ وصیت کی ہے کہ ہماری دونوں لڑکیوں کی شادی نہ کی جاوے جب حضرت امام مہدی آخر الزمان کا ظہور ہو تو یہ دونوں ان کے نکاح میں دی جاویں ہم نے سید صاحب کی بیوی سے کہا کہ امام مہدی علیہ السلام تو شریعت محمدی کے تابع ہوں گے اور اس شریعت میں دو بہنوں کا جمع کرنا جائز نہیں پس مناسب ہے کہ ان میں سے ایک کی شادی کر دو اور ایک امام صاحب کی نذر کے لئے رہنے دو چنانچہ ایک کی شادی ہو گئی اس کے بعد ہم نے کہا کہ اب اس ایک غریب کو بھی کیوں بٹھا رکھا ہے خدا جانے امام علیہ السلام کے ظہور تک اس کی عمر وفا کرے یا نہ کرے اس سے تو یہ ہی بہتر ہے کہ اس کی بھی شادی کر دو اور اس کی اولاد سے امام صاحب کے زمانہ میں جو لڑکی موجود ہو وہ امام صاحب کی نذر کی جاوے تا کہ وصیت بھی پوری ہو جاوے غرض اس کی بھی شادی ہو گئی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ موضع منڈاور میں ہم وہاں کے صاحب سجادہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے چونکہ اکثر بزرگوں کی عادت میں داخل ہے کہ اپنے مریدوں سے ہر قسم کا کام لیتے ہیں میاں صاحب نے بھی اپنے مریدوں کو بیلوں میں جوت رکھا تھا ایک روز جب مرید ہل جوت کر آئے تو آپ نے فرمایا کہ ارے رات کو کچھ اللہ اللہ بھی کر لیا کرو تو مرید کیا کہتے ہیں کہ اب آئی ہم بد نصیبوں کی کمبختی دن کو تو ہل جوتیں اور رات کو اللہ اللہ کریں بس اب ہم کیوں کر جیویں گے کس شامت نفس میں گرفتار ہو گئے باز آئے ایسی پیری مریدی

marfat.com

سے یہ بات سن کر ہم تو ہنسنے لگے اور پیر جی چپ رہ گئے کچھ جواب نہ دیا فی الحقیقت مریدوں سے کام لینا بہت برا ہے اور خصوص طالب خدا سے اگرچہ بعض اولیاء اللہ نے بھی بعض طالبان خدا سے بہت سخت کام لئے ہیں لیکن اس میں کچھ مصلحت تھی اور آخران کو اپنے مطلوب سے ملا دیا خرابی تو یہ ہے کہ اکثر پیر زادہ صاحب سوائے بزرگی خاندان کے اپنے گرہ میں تو کچھ رکھتے نہیں اور مریدوں کی خوب خبر لیتے ہیں اگر کوئی مرید راسخ الاعتقاد اپنی محبت سے پیر کا کچھ کام کرے تو اس کو اختیار ہے لیکن بدلہ دینا اس کو بھی لازم ہے هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ؕ

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم کرت پور میں گئے تو دیکھا کہ صبح دم آن کر سجادہ نشین صاحب نے حضرت احمد شاہ کے مزار کا طواف وسجدہ کیا ہم نے کہا کہ صاحب طواف وسجدہ تو یہاں ادا ہوا اگر حضرت غوث الاعظم کے مزار پر آپ ہوں تو وہاں کیا کیجئے گا اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے کیا باقی رکھا اور خدا سے تو کچھ مطلب ہی نہیں جس کے لئے کچھ ادب وتعظیم درکار ہو وہ خفا ہو گئے اور بولے کہ میاں طالبعلم حجتی ہوتے ہیں اسی واسطے ان کو فیض نہیں ہوتا ہم نے کہا کہ صاحب ایسے فیض کو ہمارا اسلام ہے کہ جس کے لئے خدا کو چھوڑ کر دوسرے کے سامنے سر جھکا دیں اور توحید سے نکل کر شرک میں مبتلا ہوں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم نے ایک گاؤں میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ فقیری کے علاوہ ان میں دو کمال اور بھی تھے ایک تو کیمیا گری دوسرے عمل چنانچہ ایک زمیندار ان کے پاس آیا اور بیان کیا کہ میری گائے گم ہو گئی ہے اس بزرگ نے ایک تعویذ لکھا اور جس طرف گائے کا نشان دیا تھا اس طرف کو تعویذ کا رُخ کیا تھوڑی دیر میں دیکھا کہ گائے اس طرف سے دوڑی چلی آتی ہے میاں صاحب نے یہ کیفیت دیکھ کر تعویذ کا رخ اپنی طرف کر لیا وہ گائے اُلٹی پھر گئی فرمایا کہ اگر کہو تو اسی طرح دوڑا دوڑا کر اس کو ہلاک کر دوں پھر تعویذ سامنے کیا گائے چلی آئی۔ ایک دن میاں صاحب ہماری بڑی تعریف وتوصیف فرمانے لگے ہم نے کہا کہ آج کیا بات ہے کہ چھ مہینے بعد آپ نے ہماری صفت وثنا بیان کی آخر ہماری

marfat.com

آپ کی ملاقات تو پہلے سے ہے کبھی آپ نے تحریف نہیں کی بولے کہ آج مدح وثنا کی وجہ یہ ہے کہ تم چھ مہینہ سے یہاں ہو اور خوب جانتے ہو کہ میں کیمیا گر ہوں لیکن تم نے کبھی اس کی خواہش ورغبت ظاہر نہیں کی ہم نے کہا کہ صاحب اگر خواہش کی جاتی تو آپ بتلا دیتے بولے کہ سچ تو یوں ہے، کہ میں نہ بتلاتا ہم نے کہا کہ ہماری استغنا کی وجہ یہ ہے کہ ہم تن تنہا دم نقد نہ جورو نہ بچے جہاں جاتے ہیں خدائے کریم اپنی عنایت سے دو روٹیاں پہنچا دیتا ہے بھلا ہم کو کیا حاجت کیمیا کی ہے اور جس چیز کی حاجت نہ ہو اس کی طلب لاحاصل اور جب ہم جانتے ہیں کہ آپ نہ بتلائیں گے تو پھر ایسی بات کا پوچھنا فضول اور محض نادانی ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مرادآباد میں ہم شیدی میاں کی زیارت کے لئے گئے دیکھا کہ تالاب میں غسل کر کے چلے آتے ہیں اور پیٹھ ایسی چمکتی ہے جیسے سلہٹ کی ڈھال اسیوقت یہ مصرع ہمارے ذہن میں گزرا ع

کہ آب چشمۂ حیوان درون تاریکی است

شیدی میاں نے حال ضمیر دریافت کر کے فوراً یہ شعر پڑھا ؎

کالے گورے پہ کچھ نہیں موقوف | دل کے لگنے کے ڈھنگ اور ہی ہیں

میں نے کہا سبحان اللہ ؎

کب لباس دنیوی میں چھپتے ہیں روشن ضمیر | جامۂ فانوس میں بھی شعلہ عریاں ہی رہا

تو بحال خویشتن میباش شاد | تا بیابی در جہان جان مراد

آن زجاجی کو ندارد نور جان | بول قارورہ است قندیلش مخوان

نور مصباح است دادِ ذوالجلال | صنعت خلق ست آن شیشہ سفال

چونکہ آتش ہست خود جوآن بود | آدمی آن است کورا جان بود

آدمی دید است باقی پوست است | دید آنست آنکہ دید دوست است

چونکہ دید دوست نبود کور بہ | دوست کو باقی نباشد دور بہ

این نہ مردان اند اینہا صورت اند | مردۂ نان اند وکشتہ شہوت اند

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ؕ

marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بار شہر بریلی میں گذر ہوا وہاں شاہ نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی نہایت اخلاق سے پیش آئے ہمہ صفت موصوف تھے ہم چند روز وہاں ٹھہرے ایک دن میاں صاحب فرمانے لگے کہ تم ہمہ اوست کیوں نہیں کہتے ہم نے عرض کیا کہ حضرت جو کہتے ہیں وہ قالی اور خالی ہیں اور جو حالی ہیں وہ کہتے نہیں

این مدعیان در طلبش بے خبرانند — کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

دوسرے یہ کہ ہم ٹھہرے طالب۔ اگر ہمہ اوست کہیں تو طلب کسی کی کریں مولانا صاحب تو چپ ہو رہے مگر ان کے خلیفہ صاحب بولے کہ ہمارے حجرے میں آؤ تم کو توجہ دیں گے ہم نے کہا کہ بسم اللہ حجرہ میں جا کر توجہ دینے بیٹھے ہم نے کہا کہ صاحب اس وقت تو آپ بالکل مولانا نیاز احمد صاحب معلوم ہوتے ہیں خلیفہ صاحب نے کہا اجی استغفر اللہ ذرہ کو آفتاب سے کیا نسبت ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ ہم نے کہا سبحان اللہ خدا بننے کو تو آپ تیار ہیں مگر نیاز احمد نہیں بن سکتے بس رکھئے اپنی توجہ ایسے شخص کی توجہ کس کام کی جو کبھی تو خدا بن بیٹھے اور کبھی بندہ کا بھی بندہ غرض چند روز بعد ہم وہاں سے چل دئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم بریلی سے کاکوری کو چلے گئے سنا تھا کہ وہاں کے جنگل میں ایک درویش رہتے ہیں جن کو وحوش و طیور سے محبت اور انسانوں سے نفرت ہے۔ نہ اپنی کہتے ہیں نہ دوسروں کی سنتے ہیں رات دن گریہ وزاری سے کام ہے بڑی تلاش کے بعد وہ ملے رفتہ رفتہ باہم محبت ہوگئی ہم نے حال دریافت کیا تو کہنے لگے کہ میں ہندوستان بارادۂ حج چلا بمبئی سے جہاز پر سوار ہوا قضارا جہاز تباہی میں آکر پاش پاش ہوگیا ایک تختہ کے سہارے میں تیسرے دن ایک پہاڑ کے قریب کنارہ سے جا لگا خدا خدا کر کے تختہ سے اتر پہاڑ پر چڑھ گیا بہت فاصلہ پر ایک دیوار نظر آئی قریب جا کر دیکھا تو اس میں کوئی دروازہ نہ تھا مگر ایک بلند درخت دیوار کے قریب تھا اس پر چڑھا اور دیوار پر سے اندر اتر گیا وہاں کی کیفیت کیا بیان کروں ایک باغ دل کش دیکھا جس کا مثل نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا روشیں مصفا نہریں جاری رنگ برنگ کے طائر چہچہاتے اور قسم قسم کے میوے درختوں پر لگے ہوئے ہیں لیکن انسان کا کہیں پتہ نہیں میں حیرت میں رہ گیا کہ بار خدایا یہ کیا مقام ہے

marfat.com

غرض کچھ میوے کھاپی کر ایک بارہ دری میں سو رہا عصر کے وقت آنکھ کھلی باغ کی سیر کرنے لگا شام کے وقت اس خیال سے کہ مبادا یہ باغ جنات کا ہو ایک گوشہ میں جا چھپا وہاں سے دیکھا کہ آسمان سے ایک گروہ سواروں کا اترا اور چمن میں ایک تخت اور فرش مکلف بچھایا گیا خدمت گار قرینہ بقرینہ کھڑے ہو گئے اور دو صاحب نہایت حسین اس تخت پر آن کر بیٹھے کھانا تقسیم ہونا شروع ہوا میں دور سے یہ سب کیفیت دیکھ رہا تھا کہ ان دونوں سرداروں میں سے ایک نے فرمایا کہ فلاں بن فلاں ہمارے ہاں آج مہمان ہے اس کو بھی کھانا پہنچاؤ میں یہ بات سن کر متحیر ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ الٰہی یہ کون بزرگ ہیں تھوڑی دیر میں ایک شخص میرے پاس کھانا لایا میں نے کہا تم کون ہو اور یہ بزرگ کون ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ ان کی قدم بوسی حاصل کروں اس نے کہا کہ میں بے اجازت کچھ جواب نہیں دے سکتا تم کھانا تو کھاؤ میں اجازت طلب کر کے آتا ہوں میں ہنوز کھا ہی رہا تھا کہ وہ شخص یہ مژدہ لایا کہ لو تمہاری درخواست منظور ہوئی چلو قدمبوسی حاصل کرو ہم لوگ شہید ہیں اور یہ باغ ہمارے رہنے کا مقام ہے اور دونوں شاہزادے امام حسن و امام حسین ہیں پھر تو میں خوشی کے مارے جامہ میں نہ سمایا جھٹ پٹ جا کر قدمبوس ہوا اور اپنا سارا حال عرض کیا حکم ہوا کہ اچھا تم اس باغ میں رہو جب حج کا وقت آئے گا تم کو بیت اللہ پہنچا دیں گے خاطر جمع رکھو بعد اس کے مجلس برخاست ہوئی میں بارہ دری میں جا کر سو رہا اس دن سے مجھ کو دونوں وقت انہیں کی زیارت نصیب ہوتی اچھے سے اچھا کھانا ملتا نو مہینہ بعد حج کا زمانہ آگیا میں نے عرض کیا کہ بعد حج حضور اسی جگہ مجھ کو پھر بلالیں فرمایا کہ اچھا اور ایک شخص کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو پہونچا دو اس نے کہا کہ آنکھیں بند کرو میں نے بند کر لیں پھر کہا کھول دو میں نے کھول دیں دیکھا کہ بیت اللہ شریف میں کھڑا ہوں میں نے حج کیا پھر مدینہ منورہ کی زیارت کو گیا اور وہاں سے مکہ معظمہ میں واپس چلا آیا اب مجھ کو ہر وقت یہ خیال رہنے لگا کہ حضرت نے وعدہ فرمالیا تھا اب تک بلایا نہیں آخر ایک دن اسی غم و الم میں آنکھ لگ گئی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ میں اسی باغ کے اندر ہوں بہت خوش ہوا سجدۂ شکر بجا لایا پھر وہی زیارت اور وہی کھانا نصیب ہوا اسی طرح عیش و خوشی کے ساتھ چار مہینے گذر گئے ایک دن میری بوشامت

marfat.com

آئی تو عرض کیا کہ حضرت گھر جانے کو جی چاہتا ہے مگر اس وقت یہ کہنا بھول گیا کہ مجھ کو پھر بلا لیجئے گا ایک شخص کو اشارہ ہوا کہ اچھا اس کو پہونچا دو اس نے آنکھ بند کرا کے مجھ کو گھر پہونچا دیا دو چار دن تو کچھ خیال نہ آیا مگر جو وہاں کی یاد نے زور مارا تو مجھ کو جنون ہو گیا اب تک اسی فراق میں مبتلا ہوں جب ہم نے یہ دو ہاتھ کی لمبی داستان سنی تو کہا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ میاں ہم تو سمجھے تھے کہ تو یاد خدا میں روتا ہے۔ تیرا رونا جھینکنا تو کچھ اور ہی نکلا اور وہ بھی نصیب نہ ہوا جا اپنی قسمت کو رو یا کر ہم وہاں سے لکھنو چلے گئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنو میں مولوی عبدالرحمن صاحب موحد سے ملاقات ہوئی ان کی عادت تھی کہ جب کوئی آتا تو فرماتے آؤ معبود اور جاتا تو کہتے جاؤ معبود ہم سے بھی جب عادت یہی کلام کیا ہم نے کہا کہ حضرت معبود معبود تو ہماری سمجھ میں آ گیا لیکن آؤ جاؤ کے معنی کچھ نہ کہے مولوی صاحب نے کچھ جواب نہ دیا لیکن سر اٹھا کر بہت دیر تک ہماری طرف کو دیکھتے رہے خیر ہم تھوڑی دیر کے بعد چلے آئے پھر نہ گئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم بنارس میں پہونچے تو ایک بزرگ کے پاس ٹھہرے جو ہمارے ہم نام تھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ خاندان نقشبندیہ میں مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب کے مرید ہیں ہم نے کہا کہ صاحب آپ صرف ہمنام ہی نہیں بلکہ ہمارے پیر بھائی بھی ہیں پھر تو بہت محبت ہو گئی ایک دن کہنے لگے کہ یہاں ایک مندر ہے جس میں ہر صبح کو گانا ہوتا ہے کل وہاں چلو چنانچہ بعد نماز صبح ہم دونوں گئے دیکھا کہ ایک پنڈت جوان عمر تخت پر بیٹھا ہوا بڑے زور شور سے توحید بیان کر رہا ہے جب وہ بیان کر چکا تو صبح کی راگنی میں آرتھی شروع کی ہمارے پیر بھائی سید **غوث علی شاہ** حسینی تو اس کو سن کر گر ہی پڑے مگر ہم نے ضبط کیا اور ایک ستون پکڑ لیا تاہم بدن پر ایک لرزہ سا طاری تھا آرتھی ختم ہوئی تو ہمارے پیر بھائی ہوش میں آئے اور مکان کو چلے آٹھ روز تک ہماری وہی حالت رہی نویں دن فرو ہوئی اس کے بعد پھر کبھی ہم راگ سننے کو نہیں گئے ایک دن سید غوث علی شاہ نے فرمایا کہ آج گنگا پر چلو وہاں ایک چیلہ کو سنیاس ملے گا ہم دونوں پہونچے دیکھا کہ ایک پنڈت چیلہ کو تعلیم دیا چاہتا ہے ہمارے پیر بھائی جھٹ سر کھول کر پنڈت کے سامنے جا

marfat.com

بیٹھے اور کہا کہ پنڈت جی پہلے ہم کو مونڈیئے یہ سن کر پنڈت رونے لگا اور نہایت انصاف کی بات اس نے کہی کہ میاں صاحب جو بات تم چاہتے ہو اس کی ہم کو ہوا بھی نہیں لگی خیال کرو اگر ہم اس قابل ہوتے تو ٹکے ٹکے پر کیوں مارے پھرتے یہ مرتبہ اگلے لوگوں میں تھا کہ ادھر استرا سر پر رکھا ادھر حال وارد ہوا ہم لوگ تو صرف ان کی لکیر پیٹتے ہیں ؂

خیال زلف بتاں میں نصیر پیٹا کر — گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

پھر فرمایا کہ البتہ ہردوار کے مقام پر ہم نے یہی معاملہ دیکھا جو اس پنڈت نے کہا تھا یعنی ایک سنیاسی اپنے چیلہ کو سنیاس دینا چاہتا تھا ایک مسلمان فقیر سر کھول کر آگے آبیٹھا سنیاسی نے جوش میں آکر حجام کو اشارہ کیا کہ اچھا پہلے اسی کو مونڈ چنانچہ حجام نے اپنا کام شروع کیا اور گرو نے یوں تعلیم شروع کی نہ پاپی نہ پتنی نہ سرگی نہ نرگی نہ برہمی نہ بشتی الخ اس تعلیم کے بعد اس شخص پر ایسی زور شور کی حالت طاری ہوئی کہ وہ پرم ہنس ہو گیا یعنی مجذوب پھر چیلہ کی باری آئی اس پر بھی حالت تو ہوئی مگر وہ بات نہ ہوئی جو اس جوش و خروش میں فقیر کو حاصل ہو گئی تھی ع

ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم بنارس سے علاقہ نیپال کو چلے گئے اتفاق سے وہاں ایک انگریزی رسالہ خیمہ زن تھا بعض آدمی ہمارے جان پہچان نکلے ان کے پاس ٹھہر گئے ایک دن عصر کے وقت ہم اور چند سوار جنگل کی سیر کر گئے دیکھا کہ کھیا کدو کے کھیت پر ایک لڑکی حفاظت کے لئے بیٹھی ہے ایک سپاہی نے کدو توڑ لیا اور کہا پیسہ صبح کو پہنچا دوں گا یہ لو چلے آئے تھوڑی دیر بعد اس لڑکی کا باپ آیا تو اس نے کہا کہ سپاہی زبردستی کدو توڑ کے لے گئے یہاں سپاہیوں نے ڈیرہ پر آکر کدو پکایا اور چار آدمیوں نے کھایا ہم سے بھی بہت اصرار کیا لیکن ہم نے نہ چکھا صبح کو وہ چاروں سپاہی روتے ہوئے ہمارے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے خصیتین غائب ہو گئے آپ ہی خوب رہے جو کدو نہ کھایا اب کیا علاج کریں ہم نے کہا کہ بھائی چلو اسی کھیت پر قضیۂ زمین برسرزمین وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک بوڑھا خرانٹ بڑی مونچھوں والا بیٹھا ہے ہم نے اس سے تمام حال بیان کیا اور پیسہ دیا وہ بولا کہ صاحب اس لڑکی نے تو یوں بیان کیا تھا کہ زبردستی توڑ لے گئے بے قصور اس جانا کہا ہے

marfat.com

یہ کہہ کر اس کو خوب پیٹا پھر اس سپاہی سے جس نے کدو توڑا تھا کہا کہ خیر تم بھی کیا یاد کرو گے جاؤ ایک بڑا اور ایک چھوٹا رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا باقی سپاہی سب اچھے ہو گئے اس کے بعد بڈھے سے ہماری دوستی ہو گئی روزمرہ اس کے پاس جاتے طرح طرح کی چیزیں کھلاتا اور نہایت خاطرداری سے پیش آتا ایک روز کہنے لگا کہ ایک منتر نہایت مجرب پرتاثیر میرے عمل میں ہے آپ کو اس کی اجازت دیتا ہوں جو ارادہ کرو گے خدا پورا کرے گا وہ منتر یہ ہے کَرگَر گُرگُڑ کَڑ کَرکَرکَر کُر بادرآئی مِیری بھگت مِیری گُرو کی سکت پُھر منترا ایشری باچا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم نیپال سے آتے تھے اثناء راہ میں ایک انگریز کا خیمہ دیکھا بہت سے آدمی اور تین ہاتھی اس کے ساتھ تھے چونکہ ظہر کا وقت ہو گیا تھا ہم نے وضو کے لئے صاحب کے خانساماں سے پانی مانگا اس نے اول حال پوچھا پھر مصر ہوا کہ آج یہیں سے ٹھیرو میں گیارہویں کروں گا خیر ہم ٹھہر گئے دوسرے دن بھی اس نے نہ آنے دیا خانساماں معلوم ہوا کہ یہ صاحب شیر کا شکار کھیلنے آیا ہے ہم نے کہا کہ بھلا ہم کو بھی شیر دکھا سکتے ہو اس نے جا کر صاحب سے اجازت چاہی کہ ہمارے ایک بزرگ آگئے ہیں اور وہ شیر کا شکار دیکھنا چاہتے ہیں اس نے اجازت دی کہ اچھا ایک ہاتھی پر ان کو سوار کر کے لے چلنا تیسرے دن خبرداروں نے خبر دی کہ فلاں جگہ شیر نے گارہ کیا ہے فوراً انگریز سوار ہوا اور اس کے پیچھے ایک ہاتھی پر ہم چلے جس وقت جنگل میں پہونچے انار چھوڑے گئے شیر غرا کر اٹھا اور سیدھا ہاتھی پر لپکا اور جست کر کے ایسا طمانچہ مارا کہ ہاتھی بیٹھ گیا اور ہودہ بھی گر پڑا معاً انگریز سنبھلا اور بندوق جوڑ کر ایسی گولی لگائی کہ شیر وہیں ٹھنڈا ہو گیا شکار کے بعد خیموں میں آئے صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جب بے تکلفی ہو گئی تو ایک روز کہنے لگے کہ ہم نے فلاں درود میں بڑی تاثیر دیکھی جس کام کے لئے پڑھا وہی ہوا ہم نے اس کا چلہ بھی کیا ہے اور ورد رکھتے ہیں ہم نے کہا کہ صاحب پھر آپ مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے جواب دیا کہ خالق برحق نے سب اشیاء میں تاثیر رکھی ہے یہ بھی ایک اثر ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ آپ کے محمد صاحب بہت بڑے عقلمند آدمی تھے اور ان کے اصحاب بھی بڑے دانشمند اور شجاع تھے پھر

marfat.com

ہم نے پوچھا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مانتے ہیں بولا کہ سنو صاحب اگر ہمارے پاس دو کپیو ہو تو ہم ہی عیسیٰ ہے اور ہم ہی موسیٰ اس کے اس کلام سے ہم سمجھ گئے کہ ضرور یہ شخص دہریہ ہے مگر بہت خلیق آدمی تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ نیپال کی طرف سے واپس ہو کر ہم علی گڑھ میں پہونچے وہاں ایک درویش محمد شاہ رہتے تھے ان کے مکان پر گئے تو مریدوں نے بیان کیا کہ صاحب آج کل ان پہ ایک حالت طاری ہے منہ کالا کئے ہوئے گدھے پہ سوار ہیں جوتیوں کا ہار گلے میں پڑا ہے پیچھے پیچھے لڑکوں کا غول یہ شور مچاتا جاتا ہے بھڑوا ہے بے بھڑوا ہے ! ! ہم نے جب یہ حال سنا تو کپڑے وہیں رکھے اور دل میں یہ خیال کر کے ان کی تلاش کو نکلے کہ اگر کامل ہیں تو بچھو کی طرح ڈنک مار کر تڑپاویں گے ؎

نین چھپائے نا چھپیں پٹ گھونگھٹ کی اوٹ ۔۔۔ چتر یار اور سورما کرین لاکھ میں چوٹ

اور اگر یہ بات ہنسی کی ہے تو ہم ان کو سیدھا بنا لائیں گے آخر بازار میں مل گئے ہم نے ان کی گدھی کا کان پکڑ لیا اور لڑکوں سے کہا ذرا چپ رہو میاں صاحب سے دو باتیں کر لینے دو لڑکے خاموش ہو گئے ہم نے کہا کہ آپ کس کے بھڑوے ہیں اگر خدا کے ہو اس سے ملا دو اگر رسول کے کے ہو تو رسول سے اور اگر رنڈی کے بھڑوے ہو تو اس کے پاس لے چلو اس وقت پانچ روپیہ بھی ہماری جیب میں ہیں اور اگر ان تینوں میں سے کسی کے بھڑوے نہیں تو کیوں یہ بیہودہ سانگ بھرا ہے گدھے سے اترو اور اپنے گھر چلو ان کو کچھ بن نہ آئی گدھے سے اتر کر کہنے لگے کہ اچھا گھر چلو ہم تم کو توجہ دیں گے ہم نے کہا بس صاحب دیکھ لی آپ کی توجہ یہ کھیل تو ہم بھی مدتوں کھیل چکے ہیں خیر پھر مکان پر گئے ہاتھ منہ دھویا کھانا کھایا توجہ بھی دی اثنار گفتگو میں ہم نے پھر کہہ دیا کہ حضرت یہ بات آپ کو زیبا نہ تھی بھڑوا تو بھڑانے والے کو کہتے ہیں خدا کا بھڑوا بننا مردان خدا کا کام ہے ہر ایک کا یہ حوصلہ نہیں چند روز وہاں ٹھہر کر ہم آگرہ کو چلے گئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم نے آگرہ میں پہنچ کر شاہ ابوالبرکات صاحب کی زیارت کی بہت مہربانی سے پیش آئے اپنے پاس ٹھہرایا اور اکثر توجہ بھی دی لیکن سوائے قلب کی گرمی کے ہم کو تو کچھ محسوس ہوا نہیں ایک روز اتفاقاً ایک بیل خوب موٹا تازہ سامنے

marfat.com

سے گذرا اچھال اس پہ لدی ہوئی تھی شاہ صاحب سے کہا کہ بھلا اس کی طرف تو توجہ فرمائیے انہوں نے ایک نظر دیکھا تھا کہ اس بیل کا قلب پھٹ گیا اور ہر بن مو سے خون ٹپکنے لگا۔ تھوڑی دیر میں مرگیا اور چمار اٹھا کر لے گئے اس کا گوشت ایسا خوشبودار نکلا کہ چماروں نے دور دور تحفہ میں بھیجا ایک دن ہم شاہ صاحب کے ہمراہ شہر کے باہر سیر کو گئے دور سے ایک گروہ بانوا فقیروں کا نظر پڑا شاہ صاحب نے بڑی حقارت سے دیکھا اور فرمایا لاحول ولا قوۃ یہ بھی کوئی فقیری ہے یہ لوگ فقیر تو کیا مگر ننگ فقرا ضرور ہیں اتنے میں ایک فقیر اس گروہ میں سے آگے بڑھ کر ہماری طرف کو متوجہ ہوا اس کا قریب آنا تھا کہ شاہ صاحب کی نسبتیں سلب ہوگئیں پھر اس نے قریب آکر شاہ صاحب سے کہا کہ صاحبزادہ آپنے یہ بھی پڑھا ہے

خاکساران جہان را بحقارت منگر توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد

یہ بیل تیا شد پھر میری طرف اشارہ کرکے ان سے کہا کہ آپنے اس کو توجہ نہ دی جو آپ کو بھی کھا جاتا بس بیل ہی مارنا جانتے ہو اور فرمایا کہ صاحبزادہ کیا کریں ہم مسافر ہیں ورنہ چند روز آپ کی خدمت میں رہ کر آدمی بن جاتے یہ باتیں کہ گروہ تو چل دئے اور میں نے شاہ صاحب سے کہا کہ آپنے فقیر کا رنگ دیکھا یہ آپ پر طعن کر گیا ہے کہ چند روز ہماری صحبت میں رہو تو آدمی بن جاؤ مناسب ہے کہ ان کی خدمت میں چلیں چنانچہ بعد عصر ہم دونوں گئے اور شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں تو جواب دیا کہ ؎

آں قدح بشکست و آں ساقی نماند

صاحبزادہ آپ میری بکواس پہ کچھ خیال نہ فرمائیں آپ کامل ہیں اور ایسے ہیں غرض بہت سی تعریفیں کرکے رخصت کردیا اس فقیر کی عمر کوئی چوبیس پچیس برس کی ہوگی نماز بھی پڑھتا تھا اور اپنے گروہ سے ایک طرف بسترا جمائے آنکھیں بند کئے چپ بیٹھا رہتا تھا غرض بہت کامل آدمی تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ آگرہ سے ہم گوالیار میں پہونچے اور لنگڑے حضرت کی زیارت کو گئے (یہ بزرگ مولوی حبیب اللہ شاہ رامپوری کے شیخ تھے) بہت خاطر و مدارت سے پیش آئے حال دریافت کیا ہم نے اپنی سرگذشت سنادی پھر ان کو کچھ جوش جو آیا

marfat.com

تو ہماری طرف متوجہ ہو کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی ضربیں لگانے لگے خیر اثر تو کیا ہونا تھا مگر کسی قدر گرمی ہمارے مزاج میں آ گئی ہم نے کہا کہ حضرت قصور معاف ہو تو کچھ عرض کریں کہا کہ فرمائیے ہیں نے کہا کہ پنڈت بھنا جی ایک صاحب کمال گرو تھے انہوں نے پیرانہ سالی میں ایک نوجوان لڑکی سے شادی کی لوگوں نے منع بھی کیا مگر وہ کب مانتے تھے ع

مرد چون پیر شود حرص جوان می گردد ؎

جب شغل معہودہ کا وقت آیا تو پر بھنا جی بیچارے شیخ فانی سے کیا ہو سکتا ہے۔ ع

نرا کہ دست بلرزد گہر چہ دانی سفت ؎

ناچار ہاتھ سے تھپ تھپ کرنے لگے وہ بھولے بھالے سدھوٹ الھڑ ایسے سمجھے کہ مرد و عورت میں یہی معاملہ ہوتا ہوگا چند روز کے بعد پر بھنا جی نے گنگا کے اشنان کا ارادہ کیا اور اپنا خاص چیلہ لچھمنا جو نوجوان تھا گھر کی حفاظت کے لئے چھوڑا وہ گھر کے اندر آنے جانے لگا دونوں طرف جذبات شوق نے زور کیا اور جو ہونا تھا ہو گیا یہ نئی ترکیب اور مردانہ طریقہ دیکھ کر عورت بولی کہ تمہارے گرو کو یہ ڈھب یاد نہ تھا اس نے جواب دیا کہ وہ بھڑوا کیا جانے یہ مردوں کا کام ہے جب گرو جی اشنان کر کے واپس آئے اور رات کو وہی تھپ تھپ شروع کی تو وہ بولی کہ مہاراج اب تھپ تھپی سے کام نہیں چلتا کچھ زور رکھتے ہو تو مردی دکھلاؤ گرو جی فوراً تاڑ گئے کہ یہ لچھمنا حرام زادہ کی شرارت ہے اس نے ہمارا کام خراب کر دیا اور اس بھولے انجان کو غضب کی چاٹ لگا دی فوراً یہ شعر حسب حال کہا ؎

پربھنا جی گنگ سدھارے لچھمنا نے گھر آتی بگڑ بیٹھے برم ڈنڈی اب بتاوے تھپ تھپی

سو حضرت سلامت کوئی کام مردوں کا اگر یاد ہو تو مضائقہ نہیں ورنہ ان تھپ تھپیوں سے تو یہاں کام چلتا نہیں۔ اور یہ کچھ پہلوانی اور بہادری کی بات نہیں ہے کہ کوئی شخص بے خبر چلا جاتا ہے پیچھے جا کر دھکا دیا ہم تو آپ کو فقیر سمجھ کر زیارت کرنے آئے تھے اب زور آزمائی کرنے لگے یہ بات سن کر لنگڑے صاحب بہت خفا ہوئے اور بولے کہ میاں اگر ہم کچھ نہیں تو ہمارے بڑے تو تھے میں نے کہا کہ سبحان اللہ وہ آپ ہی کے بڑے تھے کیا آپنے اوروں کو ڈھوم ڈھاڑی یا دہنا جلاہا فرض کیا ہے اس گفتگو کے بعد ہم بستر ا باندھ چل دئے اور دوسری

marfat.com

جگہ جا ٹھہرے پھر وہ منانے بھی آئے عذر و معذرت بھی کی لیکن ہم نہیں گئے۔ ع

گر درت قبلہ شود سجدہ باٰ لنسو نکنم

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب اکبر آباد سے پھرتے پھراتے ہم گوالیار پہنچے تو وہاں ایک لوہار سے بھی صاحب سلامت ہوگئی ایک دن وہ کہنے لگا کہ مجھ کو ایک عزیمت یاد ہے نہایت عجیب و غریب اس میں ہزار طرح کی تاثیریں ہیں جس مقصد کے لئے پڑھو فوراً پورا ہوتا ہے گویا اسم اعظم کا خواص رکھتی ہے جس مردہ سے چاہو ملاقات ہو سکتی ہے آنکھ سے دیکھ لو باتیں کر لو میں بخوشی تمام اس کی اجازت آپ کو دیتا ہوں ہم نے تجربہ کیا تو فی الواقع ایسا ہی پایا وہ عزیمت یہ ہے۔

اَقْسَمْتُ عَلَيْكُمْ يَا رُوقَائِيْلُ يَا اَحْمَرُ يَا مِيْكَائِيْلُ يَا مُوْهَبُ الْحَارِثُ يَا عِزْرَائِيْلُ وَمُذْهَبُ وَيَا اِسْرَافِيْلُ وَبُرْقَانُ اَلْيَهُوْدِ وَيَا دَرْدَائِيْلُ وَيَا شَمْهُوْرِشُ وَيَا غَشَائِيْلُ وَالْاَبْيَضُ وَيَا دَرْدَائِيْلُ يَا مَيْمُوْنُ وَيَا اَيُّهَا الْاَرْوَاحُ الْعُلْوِيَّةُ وَالسُّفْلِيَّةُ اُحْضُرُوْنِيْ فِيْ قَضَاءِ حَاجَتِيْ اَلْعَجَلُ الْعَجَلُ الْعَجَلُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا مَلِكُ يَا نُوْرُ يَا بَاسِطُ يَا جَوَّادُ يَا عَزِيْزُ يَا جَبَّارُ يَا مُتَكَبِّرُ يَا قَهَّارُ يَا سَرِيْعُ يَا قَرِيْبُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ يَا وَدُوْدُ يَا رَؤُوْفُ يَا عَلَّامُ الْغُيُوْبِ يَا عَلَّامُ الْخَفِيَّاتِ يَا بَاسِطُ يَا جَوَّادُ يَا قَاهِرُ يَا قَادِرُ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْاَرْوَاحِ وَيَا صَاحِبَ السِّحْرِ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنْ جُنُوْدِ اِبْلِيْسَ يَا كُنُوْزَ الْمُلْكِ يَا مِيْمُ يَا مِيْمُ يَا نُوْرُ يَا نُوْرُ بِحَقِّ مَيْمُوْنَ حَبْشِيْ وَمَيْمُوْنَ اَعْمٰى وَجَمِيْعِ الْكُتُبِ الَّتِيْ اُنْزِلَتْ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَبِحَقِّ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَبِحَقِّ طٰهٰ وَيٰسٓ وَبِحَقِّ كٓهٰيٰعٓصٓ وَبِحَقِّ حٰمٓ عٓسٓقٓ وَبِحَقِّ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا ۝ وَبِحَقِّ يَا اَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا وَبِحَقِّ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝

marfat.com

وَبِحَقِّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہ وَبِحَقِّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ وَبِحَقِّ یَا اَیُّهَا الْاَرْوَاحِ الْعُلْوِیَّۃ یَهُوْدِیًّا اَوْ مُسْلِمًا یَا نُوْرُ بِحَقِّ مَیْمُوْنِ ابْنُ الْمَیْمُوْنِ الَّذِیْ اَقْوٰی وَبِحَقِّ مَیْمُوْنَ زَنْگِیْ وَمَیْمُوْنَ نُوْبِیْ صَاحِبِ الْاَیْوَانِ الْهِنْدِیْ اَجِرْ مِنَ الْجِنِّ الشَّجَرِ وَالْاَشْجَارِ اُخْرُجُوْا مِنَ الْکِنِّ وَالْاَکْنَانِ وَمِنَ الرُّکْنِ وَالْاَرْکَانِ اُخْرُجُوْ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَبِحَقِّ خَاتَمِ سُلَیْمَانِ ابْنِ دَاوٗدَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَبِحَقِّ اٰصِفِ بْنِ بَرْخِیَا سَالَارِ پَرِیَانِ وَبِحَقِّ قَیْقَطُوْسِ سَبُطَ الْجِنِّ وَالشَّیَاطِیْنِ وَبِحَقِّ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا فُوْقَلُ فُوْقَلَانِ یَاهُمْ قَلَانِ یَا عَجُوْزُ اُمِّ الصِّبْیَانِ خُذْ هٰذَا بِاَشَدِّ الْاَرْوَاحِ وَبِحَقِّ تَوْرِیْتِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنْجِیْلِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَزَبُوْرِ دَاؤُدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَفُرْقَانِ مُحَمَّدٌ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِحَقِّ وَالسَّقْلِیَّۃِ اَحْضَرُوْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ وَاَمْدُدُوْنِیْ فِیْ وَقْتِیْ هٰذَا بِحَقِّ سُلْطَانِ الْاَنْبِیَاءِ وَسَیِّدِ الْمَشَایِخِ وَشَیْخُ الْکُلِّ شَیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اَلْعَجَلُ اَلْعَجَلُ اَلْعَجَلُ اَلسَّاعَۃُ اَلسَّاعَۃُ اَلسَّاعَۃُ اَلْوَحَا اَلْوَحَا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلَّمْ ؕ

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم گوالیار سے روانہ ہو کر چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہونچے وہاں تیلی کے سوا کوئی گھر مسلمان کا نہ تھا بمشکل اس نے ٹھہرایا لیکن اس کے گھر میں بیلوں کے بندھنے کے سبب بدبو تھی ہماری طبیعت گھبرائی اس کے گھر کے سامنے املی کا درخت گرد اس کے چبوترہ تھا وہاں جا کر لیٹے اس نے کہا کہ صاحب یہاں چوکیدار دق کرے گا ہم نے کہا کہ تو کہہ دینا کہ ہمارے رشتہ دار ہیں لیکن اس بات سے ہمارے دل پر ایک رنج پیدا ہوا اتنے میں آنکھ لگ گئی کہ والدہ صاحبہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتی ہیں بیٹا کیوں گھبراتا ہے سفر کی مصیبت پر صبر کرنا چاہیئے ادھر تو میری آنکھ کھلی اور ادھر چوکیدار نے آواز دی کہ تمہارے گھر مسافر کون ہے تیلی نے وہی جواب دیا جو ہم نے کہا تھا چوکیدار نے ہمارے

marfat.com

پاس آکر بات چیت کی تو تیلیوں کو دھمکایا کہ تمہارا منہ اور یہ رشتہ داران میں تو دلی کی بو باس ہے ہم نے کہہ دیا کہ میاں ہمارے کہنے کے موافق تیلی نے یہ جواب دیا ہے۔ وہ چوکیدار ہم کو اپنے گھر لے گیا اسی وقت کھچڑی پکا کر کھلائی سب سامان آرام مہیا کر دیا صبح کو معلوم ہوا کہ وہ دراصل دہلی کا باشندہ تھا تین دن تک ہم کو ٹھہرایا اور نماز تہجد کی ترکیب پوچھی ہم نے تین طرح سے تبلائی چوتھے دن وہاں سے راجگڈھ کو روانہ ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ اس گاؤں سے چل کر ہم راجگڑھ کو روانہ ہوئے جنگل میں راہ بھول گئے ایک ندی کے کنارے بھٹکتے ہوئے پھر آ گئے وہاں یہ تماشا دیکھا کہ ایک موٹی تازی گائے کی تھوتھنی نگرمچھ نے پکڑ رکھی ہے اور دونوں میں کشتی ہو رہی ہے اتنے میں شیر جنگل سے نکل کر پانی پینے کو آیا جھٹ گائے کا پیچھا پکڑ لیا اس بیچاری کا تو کام تمام ہو گیا اب ان دونوں میں زور آزمائی ہونے لگی آخر دونوں تھک گئے اور گائے کو کسی نے نہ چھوڑا پھر شیر نے ذرا دم لے کر ایک جست لگائی اور نگر کی کمر پر سوار جا ہوا اور پنجہ جما کر اس کو مع گائے کے اٹھا کر ایسا پھینکا کہ کنارہ سے دس گز دور جا پڑے اور نگر کو مارے طمانچوں کے ہلاک کر دیا اور جدھر سے آیا تھا غراتا ہوا اس طرف کو چلا گیا ؎

مرغکے اندر شکار کرم بود گربہ آمد ناگہان او را ربود

ہم نے دور بیٹھ کر یہ تماشا دیکھا جب شیر چلا گیا تو وضو کر کے ظہر کی نماز پڑھی اور بمشکل راجگڑھ پہونچے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ راجگڑھ میں پہنچ کر میاں پیارے شاہ کے مکان پر ہم گئے دیکھا ایک شخص ڈاڑھی منڈے بیٹھے ہیں شراب کی بوتلیں آگے رکھی ہیں چار پانچ لُتے غنڈے مخمور نشہ میں چور ان کے گرد بیٹھے ہیں ہم نے میاں پیارے شاہ کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ گل پھون والے وہی ہیں قہر درویش برجان درویش ان کے پاس ٹھہرے ایک دن وہ لُتے باہم گفتگو کرنے لگے کہ حضرت سلیمان پیغمبر تو حضرت

marfat.com

ابوبکر صدیق کے مرید تھے ہم نے کہا کہ سبحان اللہ تاریخ دانی تو آپ لوگوں پر ختم ہے حضرت سلمان فارسی کو سلیمان پیغمبر بنایا وہ بولے کہ میاں تم کیا جانو جو ہم کہتے ہیں یہی ٹھیک ہے اس میں گفتگو بڑھ گئی ہم خفا ہو کر وہاں سے چلے آئے یہ بات راجہ رام سنگھ نے جو بعد میں نواب عبد الواسع خان مشہور ہوئے سُنی ہم کو اپنے پاس بلایا اس وقت تک راجہ نے اسلام ظاہر نہیں کیا تھا تین چار دن تک ہم ان کے پاس ٹھہرے پیارے شاہ فقیری کے کوچہ سے تو محض نابلد تھا لیکن ایک عمل ایسا جانتا تھا کہ راجہ کو جنات بصورت حسین دکھلاتا اور کہتا کہ یہ فرشتہ ہیں اسی عمل نے ان کو کامل بنا دیا تھا وہاں سے ہم بہرائچ کو روانہ ہوئے دوسرے دن کوئی دو گھڑی دن چڑھے ایک گاؤں میں پہونچے اور ایک تکیہ میں جو بستی کے قریب تھا قیام کیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم راج گڑھ سے چل کر ایک گاؤں کے تکیہ میں ٹھہرے تو دیکھا کہ ایک لڑکا سات برس کا سرخ آنکھیں بالکل گم صم مخموروں کی طرح عالم سکوت میں بیٹھا ہے ہم کو دیکھ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور چپکے سے جھونپڑی میں جا کر دو مٹھی بھنے چنوں کی لایا اور ہمارے سامنے رکھ دیئے اتنے میں اس کا باپ آگیا ہمارے واسطے کھانا لانے کا اشارہ کیا وہ جلدی سے کھانا لایا اس کے باپ سے حال دریافت کیا تو کہا کہ صاحب میں سقہ ہوں ہمارے چار گھروں میں یہ ایک لڑکا ہے اس کا عجیب حال ہے دو دو مہینہ میں کھانا کھاتا ہے مگر طاقت کم نہیں ہوتی ہر وقت سکتہ کے عالم میں رہتا ہے اشاروں سے کام لیتا ہے کبھی ایسی ہی ضرورت آ پڑتی ہے تو بات چیت کرتا ہے سونا قسم ہے رات دن جاگتا ہی رہتا ہے یہ تکیہ اس کا مقام ہے آدمی طرح طرح کے گمان کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ آسیب زدہ ہے کوئی کہتا ہے سڑی ہو گیا ہے غرض کچھ بھید اس کا نہیں کھلتا دوسرے دن ہم چھاؤنی مئو کی طرف روانہ ہوئے وہاں ہمارے والد بزرگوار کا رسالہ تھا چھ مہینہ تک ان کی خدمت میں رہے وہاں سے واپس ہوئے تو پھر اسی گاؤں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا دیکھا کہ تکیہ اجاڑ پڑا ہے اس لڑکے کا پتا نہیں گاؤں جا کر اس کے باپ سے ملے اس نے بیان کیا کہ اس لڑکے نے رمضان شریف سے

marfat.com

ایک مہینے پہلے کھانا پینا بالکل چھوڑ دیا تھا دو مہینہ کا ایک روزہ رکھا عید کی صبح کو میں نے کہا کہ میاں آج تو نہا دھو کر کپڑے بدل لو اور عید گاہ میں چل کر نماز پڑھو کہا بہت اچھا ہم سب کنبے کے آدمی جمع ہو کر عید گاہ کو چلے وہ لڑکا آگے آگے ہو لیا تھوڑی دور چل کر اس نے رخ بدلا اور جنگل کا راستہ لیا اس وقت کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اس سے کہے کہ ادھر نہیں ادھر چلو آخر سب آدمی تنگ ہو کر عید گاہ کو چلے گئے میں تنہا اس کے پیچھے رہ گیا دل نے گوارا نہ کیا کہ اس کو چھوڑ کر چلا آؤں چلتے چلتے ایک ایسے بیابان لق ودق میں گذر ہوا جو پہلے کبھی خواب میں نہ دیکھا تھا اور عجیب تماشا یہ نظر آیا کہ ہر قسم کے صحرائی جانور سامنے آتے اور اس کو سلام کر کے چلے جاتے پھر دن بھر کے بعد ایک بہت بڑا درخت بڑ کا ملا اس کے نیچے میرا لڑکا بیٹھ گیا میں بھی ایک طرف بیٹھ گیا کچھ عرصہ کے بعد ایک پیر مرد سفید ریش بزرگ صورت کچھ کباب اور مٹھائی اور ایک پیالہ دودھ میرے واسطے لائے جب میں کھا چکا تو رخصت ہوئے جب پندرہ دن اسی وتیرہ سے گذرے تو میں نے اس بزرگ سے کہا کہ حضرت اس لڑکے کو آپ کیوں نہیں کھلاتے فرمایا کہ ان کو ظاہری کھانے کا حکم نہیں طعام خاص سرکار سے ملتا ہے پندرہ دن تک میں نے یہی کیفیت دیکھی کہ وہ لڑکا بحر سکوت میں غوطہ لگائے بیٹھا ہے چرندے درندے ہمارے گرد جمع ہیں مگر کوئی کسی سے بولتا نہیں آخر ناچار ہو کر میں نے کہا کہ بیٹا اب میں کیا کروں یہ بات سن کر وہ رو دیا اور بولا کہ بابا میں بھی مجبور ہوں مجھ کو خدا تعالیٰ نے صرف اپنے کام کے لئے پیدا کیا ہے نہ کسی اور کام کے لئے تم بھی مجھ کو خدا کے سپرد کردو اور اپنے گھر کو چلے جاؤ۔

برنگ آسیا سنگ ست حال جسم زار من — بدست دیگرے افتادہ ام ناچار میگردم
عنانِ اختیار خویشتن دارم بدست او — برفتاریکہ خواہد برہمان رفتار میگردم
رشتہ در گردنم افگندہ دوست — مے برد ہر جاکہ خاطر خواہ اوست

میں نے کہا کہ پھر گھر کیوں کر پہونچوں راہ تو مجھے یاد نہیں کہا کہ اس پیر مرد سے تم پوچھ لینا صبح کو وہ آئے تو راہ دریافت کی فرمایا کہ تم سیدھے اس طرف کو چلے جاؤ گھر پہنچ جاؤ گے اگر کوئی درندہ ملے تو اس سے کہہ دینا کہ میں بھیکو کا باپ ہوں اس کے بعد میں چل پڑا

marfat.com

جو جانور راہ میں ملتا میں بڈھے کی ہدایت کے موافق کہہ دیتا کہ میں بھیکو کا باپ ہوں سلام کر کے جانور چلا جاتا شب کو جہاں ٹھہرتا جانور میرے گرد پہرہ دیتے اور ہر روز وہی پیر مرد مجھ کو کھانا پہنچاتے اسی طور سے چلتے چلتے چار مہینہ بعد گھر آن کر پہنچا اب مجھ کو رونے کے سوا کچھ کام نہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مقام کوٹ پوتلی پہنچ کر سنا کہ یہاں ایک بہت بڑے بزرگ مجذوب ہیں میاں کلن شاہ ہم نے بھی ان کے ساتھ بستر اجا لگایا ان دنوں میں راجہ صاحب نے ان کے واسطے ایک بنگلہ پھونس کا نہایت عمدہ تیار کرایا تھا اس میں جا کر بیٹھے تو خادموں سے پوچھا کہ یہ کس کا مکان ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت آپکا ہے ایک مشعل بنا کر اس میں آگ لگادی جل کر خاکستر ہو گیا راجہ نے دوبارہ تیار کرا دیا پھر وہی سوال کیا اور چپکے سے آگ لگادی ؎

آئی موج فقیر کی دیا جھونپڑا پھونک ؏

جب تیسری دفعہ تیار ہوا تو ہم نے ان لوگوں کو سمجھا دیا کہ تم یہ الفاظ مت کہو بلکہ یوں کہہ دو کہ سرکاری مکان ہے اسی طرح خادموں نے ان سے کہہ دیا تو چپ ہو گئے اور اس کے اندر رہنے لگے چند روز کے بعد کنور صاحب یعنی راجہ کا لڑکا ان کی زیارت کو آیا کچھ اشرفیاں کچھ قیمتی تھان اور مٹھائی وغیرہ لایا اس کی صورت دیکھتے ہی شاہ صاحب بھاگے ہم سب ان کے پیچھے ہوئے کہ پکڑ لائیں ایک خادم جل کر بولا کہ ارے تجھے خدا کی مار نہ آپ کھاوے نہ ہمیں کھانے دے یہ بات سن کر دوسرا بولا کہ خدا کی مار اس سے زیادہ اور کیا ہو گی کہ بدن لنگوٹی نہیں سر پہ ٹوپی نہیں اوپر دھوپ نیچے گرم ریتا اور کیا خدا لاٹھی لے کر مارنے آیا کرتا ہے بڑی مشکل سے ان کو پکڑا ایک خادم کو ہم نے آگے دوڑا دیا کہ کنور صاحب کو کہیں چھپا دو ورنہ صورت دیکھ کر پھر بھاگیں گے ہم نے شاہ صاحب سے کہا کہ چلئے حقہ تو پی بیجئے بولے ہاں خوف یاد دلایا چلو چلو غرض بہلا پھسلا کر بنگلے کے اندر لائے چار آدمیوں نے مل کر خوب مضبوط پکڑ لیا پھر کنور صاحب کو بلایا دیکھتے ہی گھبرائے ہم نے پکڑ لیا پھر انہوں نے بہت زور کیا کہ بھاگ جاویں لیکن ہم نے نہ چھوڑا اور زبردستی میاں صاحب کا ہاتھ پکڑ

marfat.com

ان کے سر پر رکھ دیا اور خادم بولے کہ مرادیں پوری پوری کنور صاحب خوش ہو کر چلے گئے اور وہ نذرانہ خادموں نے لے لیا اس کے بعد میاں صاحب کو چھوڑ دیا کہ اب جہاں آپ کا جی چاہے تشریف لے جایئے پھر نہ بھاگے چپکے بیٹھے رہے حجامت کے وقت بھی ان کی عجیب کیفیت ہوتی دو انگشت حجامت حجام نے بنائی ہے اور اٹھ کر بھاگ گئے غرض آٹھ دن میں دو دو چار چار انگشت کر کے پوری ہوتی تھی ایک دن ہم نے ان سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کا نام کیا ہے فرمایا تکو کمہار ہم نے پوچھا قوم کہا گوڑ پھر عمر پوچھی تو کہا پونے دو برس بلکہ کچھ کم ایک بات تو ہم اسی وقت سمجھ گئے تھے کہ گوڑ سے مراد سید ہے دوسری بات پونے دو برس بعد کھلی یعنی جب انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہم نے عمر گذشتہ پوچھی تھی انہوں نے باقی ماندہ بتلائی مگر تیسری بات آج تک نہیں کھلی کہ تکو کمہار سے کیا مراد تھی ایک دن ہم نے حضرت سے دریافت کیا کہ ہمارے لئے کیا کہتے ہو جواب دیا کہ بروے لگایا کر دہم نے پوچھا کہ لگیں گے بھی یا نہیں فرمایا ہاں خوب لگیں گے سو اب معلوم ہوا کہ اس سے مراد پیری مریدی تھی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم کوٹ پوتلی سے چلے تو رستہ میں ایک مندر ملا، وہاں ایک سادھو نہایت دلآویز الحان سے بھجن گا رہا تھا ہم بھی اس کے پاس جا بیٹھے بھجن سنتے رہے پھر ان سے باتیں ہونے لگیں یہاں تک کہ نماز کا وقت آیا ہم نے مصلے بچھا کر نماز پڑھ لی بعد نماز وہ سادھو جی مخاطب ہوئے کہ میاں صاحب آپ کی طبیعت میں تو بڑی آزادی معلوم ہوتی ہے پھر یہ علت کیوں لگا رکھی ہے ہم نے کہا کہ باباجی علت سے تو نہ تم خالی نہ ہم خالی تم کو اس پتھر کے پوجنے کی علت لگی ہوئی ہے ہم کو نماز کی تم گھنٹا بجاتے ہو ہم تسبیح ہلاتے ہیں۔

رسائی نیست تا سر منزل وکفر وایمان را | کہ دیر و کعبہ سنگ رہ بود گبر و مسلمان را

دلا مائل نہو دیر و حرم کا | یہاں دونوں جگہ پتھر پڑے ہیں

بس بے قید ہے تو خدا کی ذات ورنہ سب اپنی اپنی قید میں مبتلا ہیں ؎

مے خوارہ بے خوش ست وخون خوارہ بخون | كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝

marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ اثناء سفر میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس کا حال دریافت کیا تو کہنے لگا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار کا جاروب کش ہوں چھ مہینے میں ایک ہفتہ کی رخصت ملتی ہے بعد گھر میں گزار کر آٹھویں دن حضرت کے آستانے پر پہنچ جاتا ہوں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عرصہ بیس برس کا ہوا کہ اپنے گھر سے بارادہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً روانہ ہوا جا بجا زیارت کرتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار متبرکہ پر پہنچا دل مانوس ہوگیا وہاں جنگل کی فضا خوش معلوم ہوئی جاروب کشی اختیار کی سات آٹھ برس کے بعد ایک فقیر میرے وطن کا وہاں آنکلا اور پیام دیا کہ تمہاری بیوی نے کہہ دیا تھا کہ اگر کہیں مل جائے تو کہہ دینا کہ تمہارے بچوں کی شادی کا وقت آگیا اور خرچ کو کوڑی نہیں جس طرح ہوسکے آجاؤ اس وقت سے مجھ کو فکر لاحق ہوا کہ میرے پاس زاد راہ نہیں اور سفر دور دراز جاؤں تو کس طرح جاؤں اسی خیال میں سوگیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ فلاں مقام پر پتھر تلے پانسو ریال رکھے ہیں ان کو لو اور گھر چلے جاؤ لیکن بچوں کی شادی کرکے جلد واپس چلے آنا ہم تمہارے منتظر رہیں گے جب بیدار ہوا تو اس خواب کو صرف خیال سمجھا دوسرے دن پھر یہی معاملہ دیکھا اور ارشاد ہوا کہ اس مقام پر جا اور دیکھ تو سہی جھوٹ ہے یا سچ ہے جاکر دیکھا تو فی الحقیقت پانسو ریال پائے تیسری شب ارشاد ہوا کہ کل ضرور چلے جاؤ اور جلد واپس آؤ۔ میں وہاں سے چل کر مدینہ منورہ میں آیا وہاں کچھ مدت قیام کا ارادہ کیا خواب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یہاں سے جلد چلے جاؤ کیونکہ حضرت موسیٰ تمہارے منتظر ہیں وہاں سے روانہ ہوا گھر پہنچا شادی اطفال سے فراغت پائی پھر واپس آنے کو جی نہیں چاہتا تھا ایک رات دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کیا تو نہیں آتا میں نے عرض کیا کہ پیدل چلنا تو دشوار و ناگوار معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ اچھا جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ حضرت کے آستانہ پر موجود ہوں اس روز سے میرا یہ حال ہے کہ چھ مہینے کے بعد عرض کرکے سو رہتا ہوں اور صبح کو اپنے گھر بیدار ہوتا ہوں آٹھویں روز جس طور سے کہ آیا تھا پھر پہنچ جاتا ہوں میرے حال پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نہایت مہربانی ہے جب چاہتا ہوں گفتگو کر لیتا ہوں ایک روز میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت

marfat.com

مجھ کو کچھ تعلیم فرمایئے ارشاد ہوا کہ تو متحمل نہ ہوگا مگر ہاں بعد انتقال کے تم کو کچھ دیں گے اب میں اپنے گھر آیا ہوں چار دن تو گذر چکے تین اور باقی ہیں پھر اسی آستانہ پر جاؤں گا۔ نہایت خوشی میں زندگی بسر ہوتی ہے اگر کچھ خرچ درکار ہوتا ہے تو حضرت سے عرض کر دیتا ہوں دوسرے دن مل جاتا ہے غرض جا بجا سیر کرتے ہوئے ہم بابری میں پہونچے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب پیر اعظم علی شاہ صاحب کا انتقال ہوگیا تو نہایت رنج و غم ہوا دل میں وحشت پیدا ہوئی بابری سے چل نکلے اور سیر و سیاحت اختیار کی اول قادر گنج میں میاں رینا شاہ کے پاس پہنچے گنگا کے کنارے جھونپڑی میں رہتے تھے خادموں سے معلوم ہوا کہ میاں صاحب اُپلے چُننے گئے ہیں ہم نے بھی جنگل کا راستہ لیا اور دور سے دیکھا کہ اُپلے چن رہے ہیں میں بھی ایک جھولی بنا کر اُپلے چنتے چنتے ان کے پاس جا پہنچا اور سلام کیا ؎

یار جس سے خوش رہے مجھ کو وہ آئیں چاہیے اس سوا طالب دنیا کا ہوں نے دین چاہیے

شاہ صاحب نے دیکھ کر فرمایا کہ خوب ہوا تم آگئے ہم بھی منتظر تھے کیونکہ اب ہمارا وقت قریب ہے پھر ہم دونوں اپنا اپنا بوجھ لے کر جھونپڑیوں میں گئے چند روز ان کے پاس رہے ایک بار آدھی رات کو شاہ صاحب نے فرمایا کہ میاں دلی والے سید ایک گھڑا لے جاؤ اور عین گنگا کی دھار میں سے بھر کر لاؤ ہم نے فکر کیا کہ آدھی رات ادھر آدھی رات ادھر جنگل کا مقام برسات کا موسم دریا چڑھا ہوا ہے ایسے نازک وقت میں یہ کیا ارشاد ہوا خیر چار و ناچار ہم گھڑا لے کر چلے کنارہ پر پہنچے دیکھا کہ دریا چڑھاؤ پر ہے اور نہایت زور و شور سے موجیں مار رہا ہے پہلے تو کچھ اندیشہ ہوا۔ پھر ہم نے خدا کا نام لے کر قدم بڑھایا۔ ع

دل افگندیم بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا

اس وقت عجب تماشا دیکھا کہ یا تو وہ طغیانی اور جوش و خروش تھا یا اتنا بھی پانی نہ تھا کہ گھڑا ڈبو کر بھر لیں یہاں تک کہ منجملہ دھار کو ڈھونڈتے ہوئے ہم دوسرے کنارے پر جا نکلے طرفہ یہ ہے کہ وہاں خود میاں رینا شاہ بھی کھڑے تھے ہم سے بولے کہ میاں

marfat.com

دلی والے سیّد ابھی گھڑا بھرا نہیں ہم نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے تو بیچ دھار کا حکم دیا تھا سو دھار کا کہیں پتا نہیں بلکہ گھڑا ابھی نہیں ڈوبتا فرمایا کہ خیر ہاتھوں سے بھر لو یہ کہہ کر خود بھی بھرنے لگے جب بھر گیا تو ہم نے گھڑا اٹھا کر کندھے پر رکھا دونوں باتیں کرتے ہوئے ساتھ ساتھ چلے مکان قریب آیا تو شاہ صاحب نے کہا کہ ہم پیشاب کر لیں تم آگے چلو ہم جھونپڑیوں کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خود بدولت اندر بیٹھے ہوئے بالکوں سے کہتے ہیں کہ دلی والے سیّد نے بڑی دیر لگائی جاؤ دیکھو تو کہاں ہیں کہیں راہ بھول کر اور طرف نہ چلے گئے ہوں ہم جا ہی پہنچے تھے کہ بالکے نے کہا صاحب وہ آئے ہم کو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا تماشا ہے خیر گھڑا رکھ دیا اور بالکے سے پوچھا کہ بھلا شاہ جی اس وقت باہر بھی گئے تھے اس نے کہا کہ جس وقت سے آپ گھڑا لے کر گئے ہیں یہیں اندر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کی صفت وثنا بیان کر رہے ہیں باہر تو نکلے بھی نہیں خیر ہم چپ ہو رہے جب بالکے اٹھ گئے تو خود ہی فرمانے لگے کہ ایسے شعبدے تو ہم تم کو بہت دکھلا دیں گے لیکن یاد رہے کہ فقیری اس کو نہیں کہتے یہ تو ایک بھان متی کا سانگ ہے الحاصل ہم کو نہایت خوشی کے ساتھ رخصت کیا اور کہا کہ اب ہماری عمر میں صرف دس دن باقی ہیں تم جاؤ اور بھی دو شخص تمہارے منتظر ہیں ایک تو چراغ علی شاہ سنبھل[1] میں دوسرے واجد علی شاہ زبید[2] میں اب کمر باندھو میاں چراغ سے جا کر ملو پھر حج کو جاؤ اچھا رخصت خدا کے سپرد اس وقت تک ہمارا ارادہ حج کا نہ تھا کیونکہ فرض تو تھا نہیں مگر ان کے فرمانے سے عزم مصمم ہو گیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم قادر گنج سے چل کر سنبھل میں پہنچے میاں چراغ علی شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی بہت خاطر و تواضع سے پیش آئے اپنے پاس ہی ٹھہرایا فرمایا کہ بھائی ہم کو تمہارا بہت انتظار تھا اچھا ہوا کہ آ گئے ایک دن کا ذکر ہے کہ ٹھیک دوپہر کے وقت گرمی کے مارے تین چاران کی تکیہ میں سایہ اور پانی دیکھ کر آ گئے شاہ صاحب نے تین دفعہ ان سے پوچھا بھائی تم آ گئے۔ وہ بولے ہاں حضور ہم آ

---

[1] ایک قصبہ ہے ضلع بریلی میں [2] ایک مقام ہے ملک عرب علاقہ یمن میں جہاں حضرت خواجہ ادریس قرنی کا مزار ہے۔

marfat.com

آ گئے تھوڑی دیر بعد جبکہ چمار سستا لئے اور چلنے لگے تو آپنے فرمایا کہ اب کہاں جاتے ہو یہاں سے جانے پناؤ گے ؎

قدغن ہے کہ اس کوچہ میں کوئی آنے نہ پائے   گر بیخبر آجائے تو پھر جانے نہ پائے

یہ فرما کر ان کی طرف ایک نگاہ کی وہ غائب ہو گئے پھر ان کا پتہ نہ ملا تین مہینے کے بعد ہم وہاں سے میرٹھ پہونچے لالہ بانکے رائے کے مکان پر اترے چندے قیام کر کے ارادہ حج کا مصمم ہوا جب چلنے لگے تو لالہ بانکے رائے صاحب نے دس بارہ جوڑے کپڑوں کے اور پچاس روپیہ نقد نذر کئے ہم نے اس نقد اور جنس میں سے صرف پانچ روپیہ اٹھا لئے اور ان میں سے بھی شہر سے باہر نکلتے نکلتے ہمارے پاس فقط پانچ ٹکہ رہ گئے مولوی نیاز علی صاحب اور بہت لوگ شہر سے باہر دور تک پہنچانے کو آئے غرض ان سے رخصت ہو کر دوسرے روز دہلی میں آ گئے میاں فدا حسین شاہ صاحب کی خدمت میں رہے اور ارادہ سفر حج کا ظاہر کیا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی مبارک کرے جب مدینہ منورہ میں پہنچو تو اس خاکسار کی طرف سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بعد آداب و نیاز کے یہ رباعی عرض کر دینا میں نے عرض کیا کہ حضرت یاد رہے تو عرض کر دوں گا فرمایا کہ اچھا ہم مدینہ منورہ میں پہنچے تو یہ بات بالکل یاد نہ تھی خواب میں دیکھا کہ شاہ فدا حسین صاحب فرماتے ہیں کہ اب وہ رباعی عرض کر دو آنکھ کھلی تو ہم اسی روضہ مبارک پر گئے اور پیام پہنچا دیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم ریواڑی کو جاتے تھے اثناء راہ میں ایک پنڈت جی مل گئے وہ بھی کسی گاؤں کو جاتے تھے جو کوس دو ایک تھا پہلے تو ہم نے اپنا ہاتھ ان کو دکھلایا پھر ان کا ہاتھ دیکھا اور ہم نے کہا کہ تم کسی پر عاشق ہو اتنی بات سن کر وہ ہمارے سر ہو گئے کہ میاں صاحب مرض پہچانا تو اس کا علاج بھی ضرور چاہئے ہم نے کہا کہ خیر ایک شاخ درخت لاؤ وہ لایا کچھ پڑھ کر اس پر دم کیا اور کہہ دیا کہ اب تم تنہا توڑ بھاگے چلے جاؤ اور معشوقہ کے صحن خانہ میں اس لکڑی کو ڈال دو پھر دیکھنا کہ کیسی تمہاری حلقہ بگوش ہو جاتی ہے مگر یہ شرط ہے کہ اثنائے راہ میں اگر کوئی آوے تو اس شاخ کو الگ

marfat.com

رکھ دینا ورنہ اثر جاتا رہے گا اس بیچارہ نے ہمارے کہنے کے موافق عمل کیا مگر قسمت سے مجبور تھا جب گاؤں کے پاس پہنچا ٹھوکر کھا کر ایسا منہ کے بل گرا کہ بے اختیار گوز نکل گیا وہ پھر دوڑا ہوا ہمارے پاس آیا اور نہایت منت وزاری کی ہم نے پھر وہ شاخ پڑھ کر دے دی غرض تین چار دفعہ یہی معاملہ پیش آیا کہ گاؤں کے پاس پہنچا اور باد شکم کا جھوکا آیا ؎

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند　　　دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

آخر ہم تو چلتے چلتے آگے نکل گئے نہیں معلوم اس پر کیا گذری۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم بارادۂ حج چلے تو الور کے راستہ میں ایک ہندو فقیر چار چیلوں سمیت ہمارے ہم طریق ہو گئے کہنے لگے کہ رات کو ہمارے ساتھ ٹھہرنا چنانچہ ہم سب ایک دہرم سالہ میں جا اترے انہوں نے چیلوں سے پوچھا کیا کھاؤ گے سب نے اپنی اپنی رغبت کے موافق کہہ دیا وہی کھانا موجود ہو گیا پھر ہم سے پوچھا ہم نے کہا صاحب جو آپ کھائیں کہا کہ ہیں تو مونگ کی دال اور چپاتی کھایا کرتا ہوں غرض جب ان کا کھانا تیار ہوا تو ہم نے بھی وہی کھایا بات چیت شروع ہوئی تو ایک انس پیدا ہو گیا کچھ توجہ کا ذکر آیا میں نے استدعا کی کہنے لگے کہ تین روز ہمارے پاس رہو چوتھے روز ہم توجہ دیں گے خیر ہم ٹھہر گئے انہوں نے تین روز تک ہم کو برت رکھوایا پھر توجہ دی واقع میں بڑے زبردست آدمی تھے ہم بہت لوگوں سے ملے اور توجہ لی مگر یہ تاثیر کسی کی توجہ میں نہ دیکھی ان کی توجہ سے ہمارا قلب گلاب کے پھول کی طرح کھل گیا اور قائم ہو گیا تھا ایک دن انتقال روح کے باب میں گفتگو آئی کہا کہ ہاں ایک جسم سے دوسرے میں منتقل ہو سکتی ہے کیا تم یہ تماشا دیکھو گے۔ میں نے کہا ضرور کہا اچھا ایک جانور مردہ لاؤ اگلے دن ہم ایک مردہ طوطا لائے رات کے وقت وہ دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور طوطے کو سامنے رکھ لیا چراغ گل کر دیا سسکی لے کر دم کھینچا کھٹ سے ایک آواز آئی اور بجلی سی چمکی طوطے میں جان آ گئی ہم نے اس کو پکڑ لیا اور باتیں کرنی شروع کیں وہ بول تو نہ سکتا تھا مگر اشارہ سے باتیں کرتا تھا پھر ہم نے کہا کہ اچھا اب اپنے جسم میں آجائیے تماشا دیکھ لیا غرض وہ

؎ روزہ

marfat.com

بدستور سابق اسی چمک دمک سے اپنے جسم میں آگئی ہم نے کہا کہ یہ بات ہم کو بھی سکھلا دیجئے کہا کہ اچھا پندرہ دن میں سکھلاویں گے مگر روٹی کی ممانعت کر دی اور دودھ چاول کھانے کی اجازت دی اور کپالی چڑھانی بتلائی یہ دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو چیتن تاڑی جس میں حبس دم کرتے ہیں مگر ہوش و حواس قائم رہتے ہیں دوسرے جڑ تاڑی جس میں حبس دم کے بعد ہوش و حواس بھی نہیں رہتے اس سے پہلے ناتی[۱] دھوتی[۲] اور کنجل[۳] کریا کرائی غرض پندرہ دن میں اپنا قول پورا کر دیا ہم نے چند روز کر کے یہ عمل چھوڑ دیا کیونکہ ایک بکھیڑا تھا چونکہ کپالی چڑھانا ہم کو لڑکپن سے یاد تھا اس واسطے پندرہ دن میں یہ عمل پورا ہو گیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم جودھ پور کے علاقہ میں پہنچے تو ایک ہندو فقیر دیکھا جو بارہ برس تک رات دن کھڑا رہا تھا اس کے پاؤں بھی ورم کر گئے تھے بارہ برس کے بعد بیٹھنا چاہا تو بیٹھا نہ گیا چھ مہینے تک ٹانگوں کی مالش کرائی تب رگ پٹھے کھلے ایک مدت کے بعد وہ فقیر پھر ملا بھیک مانگتا ہوا جھولی گلے میں ہم کو دیکھ کر رونے لگا ہم نے پوچھا کہ خیر ہے روئے کیوں۔ بولا کیا کہوں ایک عورت کر لی ہے جب وہ حال تھا اب یہ صورت ہو گئی پھر اپنے گھر لے گیا دیکھا تو ایک کھترانی موجود ہے وہ بھی رونے لگی ہم نے کہا کہ تم دونوں کیوں غم و رنج کرتے ہو جہاں سے وہ حالت تھی وہیں سے یہ حالت ہے اس سے

---

[۱] ناتی وہ فعل ہے کہ ایک دھجی ریشم سفید لے کر ناک کے ہر دو سوراخ کو صاف کرتے یعنی دھجی کو ہر ایک سوراخ میں سے ناک کے چند بار کھینچ کر منہ سے نکالتے ہیں تاکہ سوراخ بینی صاف ہو جاویں اور آمد و رفت سانس میں کسی طرح کی دقت نہ ہو دونوں سوراخ برابر جاری رہیں ۱۲ منہ

[۲] دھوتی وہ فعل ہے کہ بعد ناتی کے ایک چھوٹا سا رومال سفید ریشمی لے کر اس کے ایک گوشہ میں تاگہ یعنی ڈورا لمبا باندھ کے رومال کھا جاتے ہیں اور ڈورا باہر رہتا ہے وہ رومال قلب کو لپٹ جاتا ہے پھر اس کو باہر کھینچ لیتے ہیں اور پانی سے صاف کر کے پھر کھاتے ہیں اور نکالتے ہیں تاکہ قلب کی چربی و کدورت دور ہو جائے ۱۲ منہ

[۳] بعد دھوتی کے کنجل کریا کرتے ہیں کنجل بھی کریا فعل یعنی فعل ہاتھی کا جیسے ہاتھی پانی پی کر پھر پانی نکالا کرتا ہے اسی طرح پانی پی کر نکالتے ہیں اور قلب دھوتی میں ان تین عمل میں بجز دودھ کے کچھ نہیں کھاتے جب ان تین عمل میں مشاق ہو جاتا ہے اس وقت تعلیم حبس دم و انتقال روح کرتے ہیں ۱۲ منہ۔

marfat.com

کیا بنا اور اس سے کیا بگڑا ؎

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ ان نینن کا یہ ہی پریکھ

نہ من سر ز حکمت بدر مے برم که حکمت چنین میرود بر سرم

ابتدا میں اس شخص کا یہ حال تھا کہ تمام امیر و غریب اس کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور راجہ تو غلام تھا جس وقت یہ شخص بارہ برس کے بعد بیٹھا تھا تو راجہ نے ہزارہا فقرا کو جمع کر کے اس خوشی میں بہت کچھ دان کیا تھا اور چند روز تک برابر جشن قایم رکھا تھا بعد میں ایک عورت کے ساتھ شادی کرنے سے راجہ کا سب اعتقاد جاتا رہا شہر بدر کرا دیا دنیا دار کا اعتقاد ایسا ہی ہوتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حج اول کے سفر میں بھوپال جانے کا اتفاق ہوا وہاں سنا کہ سید العالم صاحب بڑے کامل فقیر ہیں ان سے بھی ملے انہوں نے تعلیم کا دعویٰ کیا مگر کچھ اس کا ظہور نہ دیکھا گیا ہم سے اور سید وزیر علی صاحب سے پہلے پہل ان کے مکان پر ملاقات ہوئی تھی چند روز تال بھوپال کے کنارے ایک پہاڑی پر رہے ایک دن سکندر بیگم والیہ بھوپال یہ سن کر کہ کوئی فقیر نواح شہر میں وارد ہے ملاقات کو آئیں چند خواص و ارکین بھی ہمرکاب تھے خود گھوڑے پر سوار ہمارے قریب آن کر یہ شعر پڑھا ؎

کیوں شہر چھوڑ عابد غار جبل میں بیٹھا جس کو تو ڈھونڈتا ہے تیری بغل میں بیٹھا

اور فرمایا کہ شاید آپ کا ارادہ بیت اللہ کا ہے ہم نے کہا کہ ہاں ہے تو سہی اتنے میں دوسری بیگم صاحبہ جو ان کی وزیر تھیں یوں گویا ہوئیں ؎

عابد و معبود دونوں پاس ہیں غافل ترے کیوں کرے پھر تو ارادہ طوف بیت اللہ کا

ہم نے دیکھا کہ یہ تو سر پر چڑھی جاتی ہیں اب سکوت مصلحت نہیں ناچار تیغ زبان کو خاموشی کے نیام سے کھینچ کر ایک ضرب اس شعر کی لگائی ؎

بدم گفتی و خورسند عفاک اللہ نکو گفتی جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

یہ سن کر بیگم صاحبہ بولیں کہ تو یہ تو شہری معلوم ہوتے ہیں مگر چھوٹ گئے ہیں ہم نے کہا کہ آپ سے بیگم صاحبہ لوٹ گئیں اور گھوڑے سے اتر پڑیں اور کہا کہ ہمارا قصور

marfat.com

معاف ہو معلوم ہوا کہ آپ سب طرح درست اور پورے ہیں ہم نے کہا کہ آپ آزمایش و پیمائش کر لیں اگر کمی و بیشی ہو تو قصور از من است پھر تو بھڑک گئیں اور کہنے لگیں کہ میاں صاحب کیا یہاں بولنا بھی خطا ہے ہم نے کہا اس میں شک کیا ہے آپ نے نہیں سنا مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا ؎

دو چیز تیرہ عقل ست دم فرو بستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

یہاں سب طرح کا سامان موجود ہے دیکھ لو دیکھا لو پرکھ لو پرکھا لو سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لو بیگم صاحبہ بولیں بے شک میاں صاحب ہمارا زبان کھولنا غضب ہوا اب ہماری تمہاری صلح ہے ہم نے کہا بہت اچھا ؎

اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ
وگر جنگ جوئی ندارم درنگ

غرض عذر تقصیر کے بعد نذر پیش کی اور کہا کہ آپ شہر میں تشریف لے چلیں تو ہم کو ہر وقت آپ کی زیارت نصیب ہو اور آپ کو ہر طرح کا آرام ملے ہم نے کہا کہ بیگم صاحبہ ہم کو یہی بڑا آرام ہے کہ آپ اپنا رام نہ بنائیں اور یہیں آرام کرنے دیں مسکرا کر چپ ہو گئیں اور رخصت ہوئیں اس کے بعد وزیر علی صاحب نے اکسیر سے خرچ تیار کیا دو ہندو فقیر جو وہاں رہتے تھے یہ بات دیکھ کر سر ہو گئے ہم نے سید وزیر علی سے کہا کہ تم نے یہ کیا کام کیا کہیں گرفتار تو نہیں کراؤ گے اس کے سارے بکھیڑے کو ہم نے تالاب میں ڈلوا دیا وہ ہندو سر پیٹنے لگے۔

ایک دن ارشاد ہوا کہ ہمارے ایک دوست تھے عبدالصمد خاں بھوپال میں ان سے بھی ملاقات ہوئی انہوں نے دو حکائتیں عجیب و غریب بیان کیں۔

حکایت اول۔ یہ کہ میں ایک مولوی صاحب سے پڑھا کرتا تھا قضاراً ان کا انتقال ہو گیا سخت رنج و الم ہوا کہ ایسے استاد شفیق اب کہاں ملیں گے جب ان کو غسل کفن پہنایا تو میں خوشبو لینے ان کے حجرہ میں آیا دیکھتا کیا ہوں کہ مولوی صاحب اندر موجود ہیں میں نے متعجب ہو کر پوچھا کہ حضرت جنازہ تو باہر رکھا ہے اور آپ یہاں فرمایا کہ میاں تمہارا غم و اندوہ گوارہ نہ ہوا اب خاطر جمع رکھو انشاء اللہ ہر روز ملاقات ہوا کرے

marfat.com

گی مگر افشائے راز نہ کرنا چلو اب جنازہ کی نماز پڑھو مگر ہم اور لوگوں کی نظر سے غائب رہیں گے چنانچہ جب تک دفن کیا وہ ہمارے ساتھ رہے قبرستان سے پھرے تب بھی ہمراہ تھے میں نے دریافت کیا کہ مولوی صاحب آپ تو یہاں ہیں بھلا قبر میں منکر نکیر کو جواب کون دے گا فرمایا کہ میاں یہ بات نہ پوچھو کچھ اور گفتگو کرو دو گھڑی کے بعد سلام علیک کر کے تشریف لے گئے من بعد ہر روز صبح کے وقت قدم رنجہ فرماتے رہے چند روز اسی طرح گذرے ایک رات میں نے حجرہ کی موری میں پیشاب کر دیا صبح کو مولوی صاحب ناک چڑھاتے آئے اور کہا کہ آج تمہارے حجرہ میں بدبو ہے شاید تم نے یہیں پیشاب کیا ہے میں نے عرض کیا کہ فی الواقع یہ قصور مجھ سے ہوا ہے اس وقت فرمایا کہ میاں تم اور عالم میں ہم اور عالم میں بھلا ہماری تمہاری ملاقات کیا بھائی اب ہم نہیں آئیں گے ہر چند میں نے عذر و معذرت کی لیکن پھر کبھی نہیں آئے۔

حکایت دوم یہ بیان کی کہ ایک دفعہ میں اور میرا بھائی دونوں ملک دکن کے اندر ایک راجہ کے سواروں میں بھرتی ہو گئے چند روز کے بعد وہ راجہ تو مر گیا اس کی دو بیٹیوں نے ریاست و سپاہ باہم تقسیم کر لی اتفاق سے دونوں رئیسوں میں مجادلہ اور مقاتلہ واقع ہوا ہم دونوں بھائی بھی لڑائی میں سخت زخمی ہوئے رات کو میدان جنگ میں پڑے تھے اور کوئی ہمارے حال کا پرسان نہ تھا آدھی رات کے وقت پیاس کا از حد غلبہ ہوا دیکھتا کیا ہوں ایک برہمن قشقہ لگائے کمنڈل ہاتھ میں اور دس پندرہ آدمی ساتھ کورے گھڑے سر پر دھرے زخمیوں کو پانی پلاتے چلے آتے ہیں مجھ کو ہندوں کے کھانے پینے سے ہمیشہ پرہیز رہا اس لئے انکار کر دیا مصرجی چلے گئے تھوڑی دیر بعد پھر آئے کہ خان صاحب کیوں پیاس سے مرتے ہو پی بھی لو میں نے کہا پہلے کبھی ہندو کے ہاتھ سے پانی نہیں پیا تو اب مرتے وقت کیا پیئیں بولے کہ خان صاحب تم بڑے ضدی ہو کیا اسی کا نام مسلمانی ہے لو پانی پیو میں تمہارے بھائی کو بھی پلا آیا ہوں ابھی تمہاری عمر بہت ہے یہ سن کر میرے کان کھڑے ہوئے کہ یہ میرے بھائی سے کیا واقف اور عمر کی اس کو کیا خبر میں نے کہا کہ صاحب خیر پانی تو پی لوں گا لیکن یہ بتلایئے آپ ہیں کون فرمایا کہ میں خضر ہوں

marfat.com

اور یہ لوگ جن کے سر پہ پانی کے گھڑے ہیں ابدال ہیں ہم کو حکم ہوا ہے کہ ابھی ان زخمیوں کی عمر زیادہ ہے انہیں پانی پلاؤ میں نے کہا کہ حضرت آپ نے یہ بھیس کیوں بدلا ہے بڑے میاں چپ مہاراج کہو مہاراج بہت سے ہندو اس میدان میں پڑے ہیں جن کو مسلمانوں کے پانی سے انکار ہے میں نے کہا کہ اگر آپ دوسری ملاقات کا وعدہ کریں تو پانی پیتا ہوں فرمایا اچھا لیکن تم پہچانو گے نہیں خیر میں نے پانی پیا کچھ قوت آئی وہاں سے اٹھ کر مکان پہ آیا پھر نوکری چھوڑ چھاڑ کے اپنے وطن کی راہ لی یہاں آکر مسجد کی امامت اختیار کی اور لڑکے پڑھانے لگا کوئی پندرہ برس کے بعد ایک روز ایک سپاہی شکستہ حال جس کی تلوار کا میان بھی ٹوٹا پھوٹا سا تھا مسجد میں آیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا میں نے جواب دیا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ آپ کیسے تشریف لائے کہا بہت دنوں سے تمہاری ملاقات کو جی چاہتا تھا آج سرکاری کام ادھر کا نکل آیا ہم نے کہا کہ چلو خاں صاحب سے بھی ملتے چلیں میں نے سوچا ہماری ان کی ملاقات تو ہے نہیں شاید روٹی کے لیے یہ باتیں بناتا ہے ہم نے روٹی منگا کر ان کو کھلا دی جب کھا پی کر چلنے لگے تو فرمایا کہ لو خاں صاحب ہم جاتے ہیں پندرہ سولہ برس ہوئے کہ تم سے ملاقات ہوئی تھی اور ہم نے اقرار کیا تھا کہ ایک دفعہ پھر ملیں گے لو ہم نے اپنا اقرار پورا کیا کل کو یہ نہ کہنا کہ ہم سے وعدہ خلافی کی ہم روٹی کھانے نہیں آئے تھے فقط تمہاری ملاقات مقصود تھی میں اس فکر میں تھا کہ یہ کیا کہتے ہیں اتنے میں وہ سلام علیک کر مسجد کے دروازہ سے باہر نکل گئے اس وقت مجھے یاد آیا کہ او ہو یہ تو خضر تھے میں دوڑا اور ہر گلی کوچہ میں دریافت کیا کہ کسی نے اس شکل و صورت کا آدمی دیکھا ہے مگر کچھ پتہ نہ لگا ناچار کف افسوس مل کر رہ گیا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ بمقام بھوپال ایک ہندو فقیر تھے بابا سیتل داس ہم نے سنا کہ وہ توجہ دیا کرتے ہیں ہم بھی ان کے پاس گئے اور درخواست کی کہا کہ تین دن تک فاقہ کرو نہ اَن کھاؤ نہ پانی پیو ہم نے ایسا ہی کیا تیسرے دن باباجی نے توجہ کی تو تمام جسم مثل آئینہ ہو گیا اندرونی و بیرونی رگ و ریشہ سب عیاں تھے اور ایک شعلہ نورانی زمین سے آسمان تک منور معلوم ہوتا تھا ہم نے عرض کیا کہ باباجی ہم کو حق معرفت

marfat.com

نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کے معنی سمجھادو اس توجہ سے تو یہ بات حاصل ہوتی نہیں ہم تو دید جان چاہتے ہیں نہ دید جسم و جہاں غیر کو دیکھا تو کیا دیکھا اصل دیکھنا تو اپنا ہی دیکھنا ہے ؎

دید تو مغز است و باقی پوست است　　　دید آں باشد کہ دید دوست است

کہا کہ یہ تو مشکل ہے ہم نے کہا کہ اگر یہ مشکل ہے تو ہمارا بھی سلام ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مقام بھوپال میں قاری عبید اللہ عرف قاری لالہ صاحب سے ملاقات ہوئی ہم نے ان کو قرآن شریف سنانا شروع کیا فرمایا کہ آپ کے لئے تو سیدھا سادہ پڑھ لینا کافی ہے قرأت کے جھگڑے میں مت پڑو ان کے ارشاد سے ہمارا خیال بھی پلٹ گیا ایک دن قاری صاحب سے ہم نے پوچھا کہ آپ کو کبھی کوئی قاری بھی ملا فرمانے لگے کہ ہاں ایک دفعہ میں دکھن کو جاتا تھا راہ میں ایک گاؤں کے اندر ٹھہرا اور حسب عادت پوچھا کہ یہاں کوئی قاری بھی ہے لوگوں نے کہا کہ قاری تو ہم جانتے نہیں مگر ایک اندھے حافظ یہاں رہتے ہیں لڑکے پڑھایا کرتے ہیں جب ان کے پاس گیا تو دیکھا کہ لڑکے باہر بیٹھے ہیں اور حافظ جی کے حجرہ کے اندر ایک ایک لڑکا جاتا ہے اور سبق پڑھ کر چلا آتا ہے جو لڑکا اندر جانے کو تھا میں نے اس کی معرفت اپنی اطلاع کرائی تو حافظ جی نے اندر بلالیا مزاج پوچھا میں نے کلام مجید کے سننے کا اشتیاق ظاہر کیا فرمایا کہ پہلے آپ پڑھیں خیر میں نے رکوع پڑھا تو اندھے نے کان کھڑے کئے اور کہا کیا تم قاری لالا ہو میں نے کہا آپ نے کیوں کر پہچانا اس نے کہا کہ آج سارے ہندوستان میں اس شدّومد سے پڑھنے والا سوائے قاری لالا کے اور کوئی نہیں ہے اس کے بعد حافظ جی نے پڑھنا شروع کیا ہنوز اعوذ پڑھی تھی کہ ایک برتن جو ان کے پاس رکھا تھا اس کا سرپوش ہلا اور رکوع شروع کرتے ہی وہ سرپوش گز بھر اونچا ادھر جا ٹھہرا جب حافظ جی پڑھ چکے تو وہ بھی اپنی جگہ پر آگیا مجھ کو بڑی حیرت ہوئی انہوں نے خاموشی کا سبب پوچھا تو میں نے یہ ماجرا بیان کیا فرمایا کہ تمہیں قال میں ید طولیٰ ہے مجھ کو حال میں اور میں تمام کلام مجید کا عامل ہوں آج شام کو اور بھی تماشا دکھاؤں گا غرض ظہر کے وقت مجھ کو جنگل

marfat.com

میں لے گئے اور کہا کہ آؤ وضو کر کے نماز پڑھ لیں میں نے کہا بہت اچھا میں رہٹ کھینچتا ہوں آپ وضو کریں کہا اس کی ضرورت نہیں تم سورۂ یٰسین کنوئیں کے کنارہ پہ کھڑے ہو کر پڑھو میں نے پڑھنا شروع کیا اور پانی نے جوش مارا آخر پڑھتے پڑھتے کنارہ پر آ گیا ہم نے وضو کر کے نماز پڑھی پھر سیر کرتے ہوئے کنوئیں پر پہنچے حافظ جی بولے پیاس لگی ہے تم سورۂ الرحمٰن پڑھ کر انگلی پر دم کرو اور تین بار رہٹ کی طرف اشارہ کر کے چکر دے دو میں نے ایسا ہی کیا رہٹ خود بخود چلنے لگا جب پانی پی کر چل دیئے تو کھیت والا ہمارے پیچھے دوڑا آیا کہ حضرت یہ کیا کر چلے رہٹ تھمتا نہیں میرا کھیت ڈوبا جاتا ہے حافظ جی نے کہا جاؤ اسی طور سے پڑھ کر انگلی پہ دم کر کے الٹے تین چکر دے دو اول تو میں نے زور کیا اور یوںہی روکنا چاہا بھلا میری تو کیا ہستی تھی وہ ایسے زور سے چلتا تھا کہ ہاتھی سے بھی نہ رکتا آخر وہی عمل کیا فوراً بند ہو گیا حافظ جی نے وَالضُّحٰی سے وَالنَّاس تک مجھ کو بھی اجازت دی تھی اور جو انہوں نے فرمایا وقت امتحان وہی اثر پایا قاری صاحب نے ہم کو بھی ان تاثیرات کا مشاہدہ کرایا ارادہ تھا کہ بعد حج نابینا حافظ کے پاس جا کر رہیں گے جب بیت اللہ شریف سے واپس آئے تو ان کا انتقال ہو گیا تھا کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم نے بھوپال سے آگے کا عزم کیا تو میاں وزیر علی سے پوچھا کہو کچھ خرچ ہے بولے گیارہ ٹکے موجود ہیں ہم نے کہا خرچ تو بہت ہے اب کیا دیر ہے چلو آدھی رات کے وقت ہم دونوں چل نکلے جب اندور میں پہنچے تو کچھ پاس نہ تھا بمجبوری رسالہ کی مسجد میں قیام کیا وہاں کا ملا نہایت نیک بخت آدمی تھا اس نے دس بارہ روز ٹھہرایا بوقت رخصت پانچ روپیہ پیش کئے ہم نے سید وزیر علی صاحب کی طرف اشارہ کیا انہوں نے انکار کیا تو ہم نے سمجھایا کہ میاں صاحب عوت خدا کو کیوں رد کرتے ہو آپ بھیک نہیں مانگتے مزدوری اور تجارت نہیں کرتے اس فقیری جامہ میں تو اسی طور سے ملے گا یار بے مان گئے اور روپے لے لئے وہاں سے روانہ ہو کر چاندوڑ پہنچے اکیس دن رہنے کا اتفاق ہوا سید وزیر علی صاحب نے

marfat.com

کمر ہمت باندھی اور کتابت و طبابت کے ذریعہ سے نو روپیہ جمع کئے تب وہاں سے آگے کو چلے ایک منزل میں سخت بارش ہوئی ہم دونوں کمبل تانکر بیٹھ گئے تاہم کپڑے بہت بھیگ گئے سردی نے غلبہ کیا سامنے ایک مردہ ہندو کا جل رہا تھا وہاں خوب آگ تاپی اور کپڑے سکھائے لیکن کپڑوں میں اس کی بدبو بس گئی دماغ پریشاں ہونے لگا جب ذرا ابر کھلا تو ہم نے غسل کیا اور کپڑے دھوئے تب ذرا طبیعت درست ہوئی غرض چلتے چلتے بمبئی میں پہنچے اور مولوی عبدالحلیم صاحب کی مسجد میں قیام کیا ملا مسجد سے تکرار ہو گئی تھی دوسری مسجد میں جا ٹھہرے لیکن مولوی صاحب موصوف نے یہ بات سُن کر طلب کیا اور نہایت اخلاق سے پیش آئے اپنے پاس ٹھہرایا یہاں تک کہ چند روز کے بعد اپنے گھر لے جا کر ہم کو کھانا کھلانے لگے۔

ایک روز ارشاد ھوا۔ کہ بمبئی میں ہم اور سید وزیر علی صاحب حکیم عبداللہ شاہ کی ملاقات کو گئے وہاں بہت سے فقیر ہر قسم کے جمع تھے ہم تو سفید پوش تھے کسی نے کچھ نہ کہا لیکن سید صاحب کا رنگین لباس تھا ان سے گفتگو ہونے لگی ایک شخص نے پوچھا آپ کے پیر کون ہیں جواب دیا روٹی کہا طریقہ جواب دیا روٹی غرض جو سوال کیا یہی جواب دیا ایک شخص بولا بابا بزرگوں نے روٹی ترک بھی تو کر دی ہے جیسے شیخ فریدالدین شکر گنج نے کیا تھا ہم نے چپکے سے کہہ دیا کہ بیل پکے تو کوے کے باپ کا کیا پدرم سلطان بود ترا چہ۔ یہ بات سن کر وہ لوگ کہنے لگے ارے میاں یہ تو کوئی وہابی سے معلوم ہوتے ہیں ایک بولا صاحب اپنا شجرہ تو سناؤ سید وزیر علی نے ایک خط جیب سے نکال ان کے سامنے رکھ دیا کہ یاروں کے پاس تو یہ شجرہ ہے پڑھ لو آپس میں وہ لوگ کہنے لگے ارے میاں کس سے گفتگو کرتے ہو یہ تو مسخرے معلوم ہوتے ہیں ہم نے جانا تھا فقیر ہوں گے پھر حکیم عبداللہ سے ملاقات ہوئی وہ بڑے خلیق اور حاذق طبیب تھے پیری مریدی بھی کرتے تھے بیت اللہ شریف سے واپس آ کر بھی ان کے مکان پر ہم نے قیام کیا تھا

ایک روز ارشاد ھوا کہ جب ہم بمبئی سے جہاز پر سوار ہوئے تو اس کے معلم سے ہم نے پوچھا کہ میاں تم کو کبھی کوئی مرد خدا بھی ملا ہے اس نے کہا ہاں دو

marfat.com

مرد ملے ہیں ایک اس زمانہ میں تشریف لائے تھے جب میں خورد سال تھا اور میرا باپ معلم تھا اور دوسرے اب ملے ہیں ہم نے کہا کہ بھائی ان کو تم نے کیونکر پہچانا تھا کہا کہ جس وقت ہمارا جہاز حاجیوں کو لے کر چلا تو ایک فقیر ڈبوسہ سے نکل کر میرے والد کے پاس آن بیٹھا اور کہنے لگا کہ اس میں تو بڑی تکلیف ہوتی ہے بھلا منزل مقصود پر کب پہونچیں گے انہوں نے جواب دیا کہ سوا مہینہ میں اس نے کہا یہ تو بڑی مشکل ہوئی۔ ہمارا جی متلاتا ہے پہلے سے یہ حال معلوم ہوتا تو کبھی سوار نہ ہوتے والد نے کہا صاحب میں مجبور ہوں اگر آپ کچھ ہمت رکھتے ہوں تو زور لگائیے تاکہ جہاز ساحل جدہ پہ جا لگے فقیر نے کہا اچھا یہ تو بتلاؤ پہلے کونسا بندر آتا ہے کہا عدن پوچھا پھر جواب دیا مخر کہا اور جواب دیا حدیدہ بولا اور کہا جدہ تب فقیر نے فرمایا کہ بس لنگر ڈال دو اور خود اٹھ کر ڈبوسہ کے اندر چلے گئے میرے والد نے دریا کی طرف نگاہ کی تو کنارہ پر چراغ نظر آئے اور جدہ کے آثار معلوم ہوئے نہایت حیرت ہوئی کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے پندرہ دن تک تو بمبئی سے چل کر کنارہ کا پتہ بھی نہیں لگتا ایک خلاصی کو حکم دیا کہ جلد ہوڑے پہ سوار ہو کر جا اور کنارے کی خبر لا وہ دیکھ کر واپس آیا اور کہا کہ صاحب بندر جدہ آگیا والد نے جہاز کو لنگر کیا اور فقیر کو ڈھونڈھا تو کہیں پتا نہ لگا اللہ اکبر بڑا زبردست بزرگ تھا مگر افسوس ہے پھر اس کی زیارت نہ ہوئی ہم نے کہا دوسرا کہاں ہے، بولا کہ میرے پاس بیٹھا ہے ہم نے کہا کہ تم نے کیوں کر جانا کہا کہ مجھ کو ہزارہا آدمیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا اور بہت سے فقرا کی زیارت کی مگر کسی نے یہ سوال نہ کیا اور مرد خدا کا حال نہ پوچھا آپ کے سوال سے میں جان گیا کیونکہ مرد کو مرد پوچھتا ہے۔ ؎

اولیا را مے شناسد اولیا ۔۔۔۔ و نزد را ہم دزد اند بے ریا۔
غیر جنسیت نمید اند کسے ۔۔۔۔ مے شناسد جنس خود را ہر یکے

اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ

ایک دوست ارشاد ہوا کہ بیت اللہ شریف میں ہم پہنچے تو حسن علی زمزمی کے حجرہ میں ٹھہرے بعد چندے مولوی محمد یعقوب صاحب اور مولانا شاہ اسحٰق

marfat.com

صاحب سے ملاقات ہوئی اور اتنا ربط بڑھا کہ روزمرہ کی آمد و رفت ہوگئی ایک دن ہم نے مولوی محمد یعقوب صاحب سے کہا کہ ذات باری کا ظہور کیا عرب و ہندوستان میں کچھ جدا جدا ہے کہا نہیں پھر ہم نے پوچھا کہ ہر دوار اور بیت اللہ شریف میں کیا فرق ہے فرمایا کچھ نہیں اس کے بعد ہم نے کہا کہ پھر آپ ہندوستان سے کیوں بھاگے فرمایا کہ بھائی ہم محمدی بھی تو ہیں یہ گفتگو ہماری مولانا شاہ اسحٰق صاحب بھی پردہ کی آڑ میں بیٹھے سن رہے تھے اور ہم کو کچھ خبر نہ تھی بعد ازاں مولوی محمد یعقوب صاحب سے ہم نے درخواست کی کہ حصن حصین کی ہم کو اجازت دے دیجئے انہوں نے فرمایا کہ بڑے بھائی صاحب سے لو دوسرے دن شاہ صاحب سے عرض کیا گیا بڑے خفا ہوئے کہ تم کو اجازت نہیں دیں گے کل تم دونوں کیا بک رہے تھے خیر ہم نے توبہ استغفار کی اور عفو قصور کرایا پھر شاہ صاحب نے ہم کو حصن حصین پڑھائی اور اجازت دی جب اجازت مل گئی تو ہم نے عرض کیا کہ حضرت سچ سچ فرمائیے۔ کہ ہم دونوں جو گفتگو کر رہے تھے کیا وہ خلاف واقع تھی تامل کیا اور فرمایا کہ ہاں سچ تو وہی ہے جو تم کہتے تھے مگر بھائی ہم محمدیوں کو ایسی بات زبان سے نکالنا نہ چاہیے کیوں کہ ان باتوں سے حضرت رسول خدا خفا ہوتے ہیں ہم نے کہا کہ خدا فرمایا کہ بس رہنے دو آگے گفتگو نہ کرو آدمی خراب ہو جاتا ہے اس وقت ہم نے کہا کہ الحمدللہ آپ بھی ہمارے شریک نکلے بس ہم کو اتنا معلوم کرنا باقی تھا اس بات پر ہنسے اور فرمانے لگے کہ بھائی ہم کو شرع شریف کا پاس و لحاظ رکھنا ضرور ہے پھر ہم نے مولوی محمد یعقوب صاحب سے پوچھا کہ یہاں آپ نے کوئی فقیر بھی دیکھا کہا کہ ہاں ایک نو وارد شہر کے باہر ٹھہرے ہوئے ہیں وہ بڑے کامل ہیں کل ان کے پاس چلیں گے دوسرے دن گئے تو بہت آدمیت سے پیش آئے مولوی صاحب نے ان سے توجہ کی درخواست کی بولے کہ ابھی تم اس قابل نہیں اگر مہینہ تک آتے رہو تو شاید توجہ کے قابل ہو جاؤ ہم نے عرض کیا کہ صاحب آپ کی توجہ میں ایسی کیا بات ہے کہا کہ مولوی صاحب کی تو کیا ہستی ہے پتھر بھی پاش پاش ہو جاتا ہے ہم نے کہا کہ توجہ تو بہت قسموں کی دیکھی لیکن پتھر توڑ کبھی نہیں دیکھی ہم تین چار آدمی

marfat.com

پہاڑ پر گئے اور ایک بھاری پتھر لڑ کالائے اور ان بزرگ کے سامنے رکھ دیا ایک نگاہ ڈالی تو فوراً پتھر ریزہ ریزہ ہوگیا ہم متحیر ہو گئے کہ اللہ اکبر بڑے زور کی نگاہ ہے ان کا طریقہ پوچھا تو کہا شیطانیہ ہم سمجھے کہ مقرر یہ ملامتیہ ہیں اس دن سے ہم روزمرہ جانے لگے رفتہ رفتہ بے تکلفی ہوگئی ایک دن ان کا نام پوچھا تو بے ساختہ کہہ اٹھے کہ محمد ہم نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کا نام تو ابلیس ہونا چاہتے تھا وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ لوگ مجھ کو بہت تنگ کرتے ہیں اس لئے یہ بہروپ بھرا ہے اس میں بت ایمن ہے میرا نام محمد ہے اور خاندان قادریہ ہے اس وقت جو صاحب بغداد میں سجادہ نشین ہیں انہیں سے مجھ کو بیعت ہے میرا وطن بھی بغداد ہے اور پیشہ تجارت ملک ملک کی سیر کی ہندوستان کے بڑے بڑے شہر بھی دیکھ آیا ہوں اب کی بار حج کے لئے یہاں چلا آیا ہم نے کہا کہ صاحب یہ سب کچھ سہی لیکن یہ تو فرمایئے کہ آپ کو تَطْهِيْرُ الْقَلْبِ عَنْ مَا سِوَى اللّٰهِ بھی حاصل ہوئی یا نہیں آدمی سچے تھے کہنے لگے کہ میاں اس کی تو ہوا بھی نہیں لگی ہم نے کہا بس صاحب توجہ پتھر توڑ ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا ؂

چنین شدیم چہ شد یا چناں شدیم چہ شد — قومی شدیم چہ شد نا تواں شدیم چہ شد
تو گر بہار شدے ما خزاں شدیم چہ شد — بہیچ گونہ دریں گلستان قرارے نیست

من بعد مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو گئے وہاں ایک خواجہ سرائے سے مل ملا کر شب کو مسجد نبوی میں رہنے کی اجازت لی سید وزیر علی صاحب تو واپس ہندوستان کو روانہ ہوئے اور ہم چھ مہینے کے بعد پھر مکہ معظمہ میں واپس آئے کچھ عرصہ کے بعد ہمارے پاس خرچ ختم ہو چکا حطیم میں میزاب رحمت کے تلے ہم اس فکر میں بیٹھے تھے کہ ایک ترک نہایت حسین امیرانہ لباس پہنے ہوئے ہمارے پاس آیا پانچ ریال دیئے اور کہا کہ خاطر جمع رکھو آیندہ تم کو کبھی خرچ کی تنگی نہ ہوگی اور اگر کبھی تمہارا جی گھبرائے یا کسی چیز کی ضرورت ہو تو فلاں جگہ ترک سواروں کے رسالہ میں ہمارے پاس چلے آنا جب ہم ہندوستان میں اپنے مکان پر آئے اور والدہ صاحبہ کی زیارت ہوئی تو ان سے معلوم ہوا کہ وہ انوار الحسن تھے جو ایام طفلی میں ابدال ہو کر غائب ہو گئے تھے انہوں نے یہ بات

marfat.com

والدہ سے جا کر کہی تھی ہاں یہ بات خوب یاد ہے کہ اس دن کے بعد پھر کبھی تنگی خرچ کی نہیں ہوئی ایک دن بام کعبہ کی مرمت ہو رہی تھی ہم بھی مزدوروں میں شامل ہو گئے اور چونہ کی ٹوکری سر پہ رکھ اوپر پہنچے اور دوگانہ ادا کیا دوسرے دن یہ حال مولوی محمد یعقوب صاحب سے بیان کیا وہ بولے ارے میاں کعبہ کی چھت پر تو شیطان بھی نماز پڑھا کرتا ہے ہم نے کہا الحمد للہ یہ منزل بھی طے ہوئی اور ایک عقدہ حل ہوا کہ شیطان بھی نماز پڑھتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ بیت اللہ شریف میں ہمارے والد ماجد کا ایک مرید شب برات کے دن تھوڑا سا حلوا پکا کر لایا اور کہا کہ بزرگوں کی فاتحہ دے دیجے ہم نے کہا کہ بھلے مانس دیکھ تو کیسی مصیبت اٹھا کر ہم تم یہاں پہونچے ہیں بھلا اس ذرا سے حلوے کے لئے کیوں بزرگوں کو تکلیف دیتا ہے اتنی دور دراز مسافت بیچ میں سمندر حائل۔ اور بالفرض وہ آ بھی گئے تو اتنے سے حلوے میں کیا بھلا ہوگا کیا تم ان کو آپس میں لڑانا چاہتے ہو ہنس کر کہنے لگا میاں صاحب آپ کو تو ہمیشہ ہنسی کی بات سوجھتی ہے آپ بزرگوں سے بھی نہیں چوکتے خیر ہم نے فاتحہ پڑھ کر حلوا تقسیم کر دیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم بیت اللہ شریف سے روانہ ہو کر عدن میں پہنچے شیخ عیدروس صاحب کی زیارت کی یہاں سے چار دن کی مسافت طے کر کے زبید میں آئے حضرت اویس رحمت اللہ علیہ کا مزار شریف دیکھا وہاں ایک جبہ شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موجود ہے اور یہ وہ جبہ ہے جو حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما نے بموجب وصیت حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اویس قرنی کو لا کر پہنایا تھا ایک روز جبہ شریف کی زیارت بھی ہم کو نصیب ہوئی ہر چند لوگ منع بھی کرتے رہے لیکن دل نہ رہ سکا مارے شوق کے جبہ مبارک کو ہم نے اپنے سر پر رکھ لیا جبہ کا سایہ تو درکنار اس وقت ہمارا سایہ بھی ندارد ہو گیا تھا سبحان اللہ اب تک یہ معجزہ موجود ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم زبید میں پہونچے تو واجد علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بہت مہربانی سے پیش آئے اپنے پاس ٹھہرایا ان کی صحبت

marfat.com

کی تاثیر سے ہمارا یہ حال ہو جاتا تھا جیسے کوئی بیداری میں خواب دیکھتا ہو اور تمام کائنات ہیچ معلوم ہوتی تھی ان پر نسبت استغراق نہایت غالب تھی ایک دن میاں صاحب نے ہم کو بھی توجہ دی تھی اس توجہ کی بدولت اس دن نماز ظہر قضا ہو گئی تھی ہم نے بہت بزرگوں سے توجہ لی مگر ایسا حال کسی کی توجہ میں نہیں ہوا یہ بزرگ بھی اپنی حالت میں بڑے کامل اور زبردست تھے ایک روز میاں صاحب نے ہم سے پوچھا کہ تمہارا اصل مقصد اور مطلب کیا ہے ہم نے کہا کہ حضرت توحید تنزیہی فرمایا کہ اس میں تو بجز حیرانی و سرگردانی کے اور کچھ نہیں ہم نے عرض کیا کہ خیر ہر چہ بادا باد ہم تو اسی کے طالب ہیں ؎

گرم رکھتے ہیں ملاقات بد و نیک سے ہم تیرے ملنے کے لئے ملتے ہیں ہر ایک سے ہم

ایک روز ہم جنگل کی طرف گئے ایک بدوی سے دریافت کیا بد مجنون فاین یعنی مجنون کا جنگل کدھر ہے جواب دیا یا شیخ انا مجنون او انت مجنون ما ھو مجنون یعنی میں دیوانہ ہوں یا تو کون مجنون تب خیال آیا کہ یہ سمجھا نہیں ہم نے بجائے مجنون کے قیس کہا اس نے جواب دے نعم تعالیٰ ھنا یعنی آؤ میں بتا دوں ہم کو لے گیا اور جگہ دکھلائی اس وقت ہم کو یہ شعر یاد آیا ؎

قیس کا ماتم کروں میں یا کروں فرہاد کا دونوں یاد آئے مجھے کوہ و بیاباں دیکھ کر

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم زبید سے ملک خوارج کی طرف چلے ایک شیعی میر جعفر علی بھی ہمارے ساتھ ہو لئے ہم نے کہا کہ یہاں سنی و شیعہ کا دھرم نہیں آؤ تقیہ کر لیں آخر وہ بھی تو چھ راگ اور چھتیس راگنیوں سے باہر نہ ہوں گے جس طرح وضو نماز ان کی ہو گی اسی طرح ہم بھی کریں گے چلتے چلتے ایک قریہ میں پہنچے مسجد میں جا کر اترے اتفاق سے وہاں کا امام ایک ہندوستانی تھا اس نے بڑی خاطر و مدارات کی تین دن اپنے پاس مہمان رکھا اور بہت خوش ہوا کہ ایک مدت کے بعد اپنے ملک والوں کی صورت نظر آئی ہے ہم سے پوچھا کچھ پڑھے لکھے بھی ہو ہم نے کہا صاحب بچپن میں پاؤ سیپارہ پڑھا تھا سو وہ بھی بھول گئے اب تو دو چار سورتیں یاد ہیں وہی نمازیں پڑھ لیتے ہیں پھر خود بخود اپنی داستان چھیڑی کہ میں مولوی محبوب علی کا شاگرد ہوں تحصیل علم کر کے لکھنو گیا شیعہ

marfat.com

مذہب پسند آیا اس کو اختیار کرلیا یہاں آن کر خارجی مذہب کے اصول ٹھیک معلوم ہوئے اس کو اختیار کیا ہم نے کہا اگر لندن جاؤ تو کیا کرو چپ ہو رہا تیسرے دن ہم کو رخصت کرنے گاؤں سے باہر آیا اور کہنے لگا سنو صاحب مسقط تک یہ ہی بہروپ بھرے رہنا آگے کچھ کھٹکا نہیں ہم نے کہا بہروپ کیسا بولا کیا میں جانتا نہیں تم سنی ہو اور یہ شیعہ اور دونوں صاحب علم بھی ہو یہ کہہ کر وہ تو واپس پھر گیا ہم آگے بڑھے راہ میں ایک ندی آئی اس کے دونوں کناروں پر آم کے درخت کھڑے تھے اس وقت ہم کو ہندوستان یاد آگیا ندی میں خوب نہائے چھوٹی چھوٹی مچھلیوں نے بدن کھجلایا خارش ہو رہی تھی بہت بھلا معلوم ہوا خدا کی قدرت دوسرے دن خارش جاتی رہی الغرض بعد طے منازل ہم مسقط میں پہونچے یہاں ہم کو دولہ (یعنی حاکم شہر) نے بلا کر پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے ہم نے کہا اہل سنت وجماعت کہا کہ سنیوں کی مسجد میں جاؤ میر صاحب نے شیعہ تبلایا ان کو کہا کہ امام باڑہ میں ٹھہرو پھر ہم دونوں سے کہا کہ تین روز تک سرکار سے کھانا ملے گا چوتھے روز اپنی فکر کرلینا ہم نے کہا کہ صاحب ہم فکر نہیں کیا کرتے ہمارا رزاق خود ہماری فکر رکھتا ہے اس نے ایک ایک آدمی بھی ساتھ کر دیا تا کہ جگہ پر پہونچا دے مسقط سے چل کر بغداد شریف میں آئے چندے قیام کیا پھر نجف اشرف میں پہونچے مزار پر انوار حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی زیارت کی پھر کوفہ میں آئے بڑھیا کا تنور بھی دیکھا جہاں سے طوفان نوح شروع ہوا تھا اس تنور میں ایسا تعفن تھا کہ دماغ پھٹا جاتا تھا اس کی گہرائی بھی بہت ہی تھی ہم نے ایک ڈوری میں پتھر باندھ کر لٹکایا چار ڈوریاں باندھیں مگر تہ کا پتا نہ ملا اتنے میں ایک بدو آگیا خفا ہو کر بولا کہ ہندی تم کیا کرتے ہو اگر ایسی لاکھوں رسیاں باندھتے چلے جاؤ گے تب بھی اس کی تھہ نہ پاؤ گے پھر وہاں سے چل کر کربلائے معلی میں گئے سب بزرگوں کے مزارات متبرکہ کی زیارت کی حضرت امام حسین علیہ السلام کا مزار شریف دُہرا ہے ایک تہ خانہ میں دوسرا اس کے اوپر ہے اور وہی زیارت گاہ خاص وعام ہے تہ خانہ میں جانے کی عام اجازت نہیں ہم کو ایک ترک اپنے ساتھ لے گیا شمع کافوری روشن تھی

marfat.com

تھی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا ہم نے وہاں کے سوا کسی مزار پر شمع کافوری روشن نہیں دیکھی اس وقت تک ایک خیمہ بھی اس مقام پر نصب ہے جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام نے اہل بیت کے لئے خیمہ قائم کیا تھا اس جگہ نہایت حسرت و بیکسی برستی ہے کیسا ہی سنگ دل کیوں نہ ہو وہاں دل موم ہی ہو جاتا ہے اور خود بخود جی بھر آتا ہے۔ طبیعت میں بیقراری پیدا ہوتی ہے اور وہاں ایک عجیب بات یہ دیکھی کہ مسجد ایک اور امام کئی یعنی ایک مسجد میں کئی امام جابجا نماز پڑھاتے ہیں ہم نے ان شیعوں سے دریافت کیا تو کہنے لگے کہ کسی کو کسی امام پر اعتقاد ہے کسی کو کسی پر اسی واسطے ایک امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے جس کو جس پر اعتقاد ہے وہ اس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اس لئے بہت امام ہو جاتے ہیں وہاں سے رخصت ہو کر پھر بغداد شریف میں آئے اور چار مہینہ تک رہے ایک دن اس مقام کی بھی زیارت کی جہاں منصور حلاج کو سولی دے کر جلایا تھا اس وقت ہم نے یہ دو شعر پڑھے ؎

بعد از فنا بھی رہ گئے کوئے یار میں | کیا بار تھا صبا پہ مرے مشت غبار میں
آوارگان عشق کا پوچھا جو میں نشان | مشت غبار لے کے صبا نے اڑا دیا

ایک دن حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گئے گور غریباں میں آسودہ ہیں مزار خام مگر مرجع انام ہے سنی شیعہ سب ان کی زیارت کو آتے تھے بقول سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ؎

شنیدم کہ در کرخ تربت پرست | بجز گور معروف معروف نیست

چند روز کے بعد ہمارے وہی ہمنام جن سے بنارس میں ملاقات ہوئی تھی مل گئے ایک روز ہم نے سنا کہ ہندوستان کے تین چار جولاہے سجادہ نشین صاحب کو ایک ایک ریال دے کر حسنی بن گئے اور نسب نامہ بھی حاصل کر لیا ہے حسب اتفاق ایک دن ہم اور ہمارے ہمنام اور میاں حسین علی شاہ صاحب سجادہ نشین ایک دسترخوان پر کھانا کھا رہے تھے اس وقت میاں غوث علی شاہ کو جو کہ سید حسینی تھے ہم نے چھیڑا کہ میر صاحب آپ بھی ایک ریال حضرت کو نذر کر کے اولاد میں شامل ہو جائیے پھر خوب

marfat.com

بن آئے گی اس بات پر وہ بہت خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم میں کچھ کسر ہے یا تم سے کچھ کم ہیں اگر تمہارے ہاں ایک امام ہے تو ہمارے خاندان میں گیارہ امام ہیں باقی رہا فقر کا معاملہ وہ قبضہ قدرت میں ہے ملے یا نہ ملے اس کی تلاش میں تشنہ لب پھرنا ہمارا کام ہے ؎

کام ما گر تر نشد از آب مقصد عیب نیست　　زانکہ اولاد حسینم تشنگی میراث ماست

یہ بات سن کر سجادہ نشین صاحب نے فرمایا کہ تم کو کیوں رشک آیا ہم نے کہا صاحب رشک تو نہیں مگر شک ضرور پیدا ہو گیا کہ کہیں ہمارے بزرگ بھی دھنے جولاہے ہی نہ ہوں یہاں نام لکھوا کر سیّد بن گئے ہوں ہم کو تو آج سے اپنی سادات میں کلام ہو گیا میاں صاحب نے فرمایا کہ یہاں شاہ عبدالرزاق صاحب اور عبدالوہاب صاحب کی اولاد کا کچھ ذکر نہیں یہ دونوں صاحبزادے تو حضرت کی زندگی ہی میں تشریف لے گئے تھے ہمارے اصلی اور نقلی دفتر میں ان بزرگوں کا نام ہی نہیں پھر ان کی اولاد کا کیا ذکر یہاں تو صرف غریب شاہ عبدالعزیز صاحب کی اولاد ہے اور اسی خاندان میں ہم سب کو شامل کر لیتے ہیں کیونکہ مرید بھی بمنزلہ اولاد کے ہوتا ہے اور اس قسم کے لوگوں کا دفتر جدا بنا ہوا ہے بعد چندے ہم بصرہ کو روانہ ہوئے سجادہ نشین صاحب نے ہم کو ایک ناخدا کے نام خط دیا اور کہا کہ وہ تم کو جہاز پر سوار کرا کے بمبئی پہنچا دے گا ہم نے بصرہ میں پہنچ کر اس ناخدا کو خط دیا اول اس نے سر پر رکھ کر رقص کیا اور کہا کہ زہے قسمت پھر ہم کو بہت عمدہ مکان میں ٹھہرایا اور کہا کہ ابھی جہاز کی روانگی میں پندرہ دن کا عرصہ ہے آپ گھبرائیے نہیں شہر کی خوب سیر کیجئے ہم نے کہا کہ اتنا خرچ نہیں کہ قیام کریں کہا کہ خرچ کا فکر نہ کیجئے جو درکار ہو یہاں موجود ہے پھر ہم نے شہر کی خوب سیر کی نہایت ویران اور کنگال شہر ہے حضرت حسن بصری اور حضرت حبیب عجمی کے مزارات متبرکہ کی زیارت کی اور وہ دوکان بھی دیکھی جہاں حضرت حبیب عجمی کپڑے رنگا کرتے تھے اور حضرت حسن بصری آن کر چھپے تھے لیکن رابعہ بصری کے مزار کا پتا نہ لگا پندرہ روز کے بعد جہاز بغلہ پر سوار ہو کر شہر سورت میں پہنچے چند روز ٹھہرے میاں کلن شاہ کے پیر کا مزار دیکھا شہر سے جانب جنوب و شرق جنگل میں ہے نہایت پر تاثیر

marfat.com

مزار ہے روزمرہ زیارت کرتے رہے وہاں سے سوار ہو کر بمبئی میں پہنچے اور حکیم عبداللہ شاہ صاحب کے مکان پر ٹھہرے ان کے ہاں ایک فقیر بہادر شاہ رہتے تھے جو صاحب نسبت آدمی تھے ان سے ہماری بے تکلفی ہو گئی انہوں نے بتلایا کہ پرانے قلعہ میں ایک مجذوب ہیں ان سے بھی ملو ہم کچھ شرینی لے کر ان کی خدمت میں گئے دیکھتے ہی پتھروں کی بوچھاڑ کی اور گالیوں کا تار باندھ دیا پہلے تو ہم چپ ہو رہے پھر جو غصہ آیا تو ہم نے ان کی گردن جا پکڑی کہ تو نے سمجھا کیا تھا بچہ اب تو بول کچھ کسی کا بھلا برا کر سکتا ہے مار سکتا ہے جلا سکتا ہے بولے کہ نہیں نہیں میں تو کچھ بھی نہیں کر سکتا ہم نے کہا پھر کس برتے پر تتا پانی خیر چاہتے ہو تو شرینی کھا لو اس نے چپکے سے کھالی اور دم نہ مارا جب ہم مکان پر آئے تو میاں بہادر شاہ نے کہا کہ سید آپ کو یہ زیبا نہ تھا آم جتنا میٹھا ہو اچھا اور نیم جتنا کڑوا ہو بہتر ہم نے کہا میاں صاحب کیا کریں غصہ آ گیا بھلا سنو تو سہی جو بھلا برا کچھ نہیں کر سکتا وہ اتنا ناز کیوں کرے شاہ صاحب نے کہا نہیں سید آپ کو نرمی زیبا ہے اور ان کو سختی دوسرے دن ہم پھر گئے اور قصور معاف کرایا بولے کہ ہاں بہار نے کچھ کہا ہو گا ہم نے کہا کہ بہار و خزاں سے تو ہم کو کچھ غرض نہیں۔ لیکن اب قصور معاف کرو خیر انہوں نے معاف کر دیا ہم نے کہا کہ اب تم جو چاہو سو کرو بزبید و برایند چند روز کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے اور منزل بمنزل سیر کرتے ہوئے دہلی میں آ پہنچے اور چھ مہینہ تک زینت المساجد میں رہے۔

ایک مرتبہ ہم مرزا نوشہ کے مکان پر گئے نہایت حسن اخلاق سے ملے لب فرش تک آن کر لے گئے تمام حال دریافت کیا ہم نے کہا کہ مرزا صاحب ہم کو آپ کی ایک غزل بہت ہی پسند ہے علی الخصوص یہ شعر

تو نہ قاتل ہو کوئی اور ہی ہو ۔۔۔ تیرے کوچہ کی شہادت ہی سہی

کہا صاحب یہ شعر تو میرا نہیں کسی استاد کا ہے فی الحقیقت نہایت اچھا ہے۔

غزل مرزا نوشہ

عشق مجھ کو نہیں وحشت ہی سہی ۔۔۔ میری وحشت تیری شہرت ہی سہی

marfat.com

قطع کیجئے نہ تعلق ہم سے | کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی
میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی | اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی
ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے | غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی
اپنی ہستی ہی سے ہو جو کچھ ہو | آگہی گر نہیں غفلت ہی سہی
عمر ہر چند کہ ہے برق خرام | دل کے خون کرنے کی فرصت ہی سہی
ہم کوئی ترک وفا کرتے ہیں | نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی
کچھ تو دے اے فلک ناانصاف | آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے | بے نیازی تیری عادت ہی سہی
یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ | گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

اس دن سے مرزا صاحب نے یہ دستور کر لیا کہ تیسرے دن زینت المساجد میں ہم سے ملنے کو آتے اور ایک خوان کھانے کا ساتھ لاتے ہر چند ہم نے عذر کیا کہ یہ تکلیف نہ کیجئے مگر وہ کب مانتے تھے ہم نے ساتھ کھانے کے لئے کہا تو کہنے لگے کہ میں اس قابل نہیں ہوں میخوار روسیاہ گنہ گار مجھ کو آپ کے ساتھ کھاتے ہوئے شرم آتی ہے البتہ ادلش کا مضائقہ نہیں ہم نے بہت اصرار کیا تو الگ طشتری میں لے کر کھایا ان کے مزاج میں کمال کسر نفسی اور فروتنی تھی۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ مدن رجب علی سرور مصنف فسانہ عجائب لکھنؤ سے آئے مرزا نوشہ سے ملے اثنائے گفتگو میں پوچھا کہ مرزا صاحب اردو زبان کس کتاب کی عمدہ ہے کہا چار درویش کی میاں رجب علی بولے اور فسانہ عجائب کیسی ہے مرزا بے ساختہ کہہ اٹھے اجی لاحول ولا قوۃ اس میں لطف زبان کہاں ایک تک بندی اور بھٹیار خانہ جمع ہے اس وقت تک مرزا نوشہ کو یہ خبر نہ تھی کہ یہی میاں سرور ہیں جب چلے گئے تو حال معلوم ہوا بہت افسوس کیا اور کہا کہ ظالمو پہلے سے کیوں نہ کہا دوسرے دن مرزا نوشہ ہمارے پاس آئے یہ قصہ سنایا اور کہا کہ حضرت یہ امر مجھ سے نادانستگی میں ہو گیا آیئے آج ان کے مکان پر چلیں اور کل کی مکافات

marfat.com

کر آئیں ہم ان کے ہمراہ ہو لئے اور میاں سرور کی فرودگاہ پہ پہنچے مزاج پرسی کے بعد مرزا صاحب نے عبارت آرائی کا ذکر چھیڑا اور ہماری طرف مخاطب ہو کر بولے کہ جناب مولوی صاحب رات میں نے فسانہ عجائب کو جو بغور دیکھا تو اس کی خوبی عبارت اور رنگینی کا کیا بیان کروں نہایت ہی فصیح و بلیغ عبارت ہے میرے قیاس میں تو ایسی عمدہ نثر نہ پہلے ہوئی نہ آگے ہوگی اور کیوں کر ہو اس کا مصنف اپنا جواب نہیں رکھتا غرض اس قسم کی بہت سی باتیں بنائیں اپنی خاکساری اور ان کی تعریف کر کے میاں سرور کو نہایت مسرور کیا دوسرے دن ان کی دعوت بھی کی اور ہم کو بھی بلایا اس وقت بھی میاں سرور کی بہت تعریف کی مرزا صاحب کا مذہب یہ تھا کہ دل آزاری بڑا گناہ ہے اور درحقیقت یہ خیال بہت درست تھا۔ اَلْمَرْءُ مِنْ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ یَدِہٖ وَلِسَانِہٖ ؎

مباش درپے آزار و ہرچہ خواہی کن
کہ در طریقت ما غیر ازیں گناہے نیست

ایک دن ہم نے مرزا غالب سے پوچھا کہ تم کو کسی سے محبت بھی ہے کہا کہ ہاں حضرت علی مرتضیٰؓ سے پھر ہم سے پوچھا کہ آپ کو ہم نے کہا کہ واہ صاحب آپ تو مغل بچہ ہو کر علی مرتضیٰؓ کی محبت کا دم بھریں ہم ان کی اولاد کہلائیں اور محبت نہ رکھیں کیا یہ بات آپ کے قیاس میں آسکتی ہے۔

ایک دن ارشاد ہوا کہ جب ہم دہلی کی زینت المساجد میں تھے تو وہاں ایک شخص میاں غلام فرید نام نہایت بھولے آدمی رہتے تھے مگر پیری مریدی کا ان کو بڑا شوق تھا ایک دن کمبل پوش سے کہنے لگے کہ او کمبل پوش تو کسی کا مرید بھی ہے وہ بولے کہ اے پیر بھلا مجھ کو کون مرید کرتا ہے میاں غلام فرید نے کہا کہ آ میں تجھ کو مرید کروں میں نے کہا کہ میاں صاحب آپ کیا کرتے ہیں اس کے دم میں نہ آجانا یہ سارے جہان کا چھٹا ہوا غنڈا ہے ملک ملک پھرا ہے ہفت زبان جانتا ہے ہم تم جیسوں کو تو بازار میں کھڑا ہو کر بیچ ڈالے بھلا تم کس کے فریب میں آگئے اس کے جواب میں میاں غلام فرید کیا کہتے ہیں کہ نہیں جی اس کو اعتقاد آگیا ہے کمبل پوش

marfat.com

بولا ہاں پیر مجھے تو بہت ہی اعتقاد ہے میری ایسی کہاں قسمت جو تم مرید کر لو میاں غلام فرید نے جھٹ ایک روپیہ کی شرینی اپنے پاس سے منگائی شرینی کو دیکھ کر کمبل پوش بولا کہ پیر جی بہت بھوکا ہوں میاں صاحب نے کہا کہ اچھا اس میں سے خوب کھا جب وہ شرینی چٹ کر چکا تو میاں غلام فرید نے کہا کہ اب تجھ کو تعلیم کروں اس وقت کمبل پوش کو جوش آیا اور رگ ہاشمی نے حرکت کی چہرہ سُرخ ہو گیا اور کہا کہ سن بے تیری ایسی تیسی کروں تو تیلی اور تیرا پیر بڑھئی ہماری شان میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ابے مسخرہ تو ہم کو کیا تعلیم کرے گا ذکر شغل مراقبہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ یہ ہم سے پوچھ تو کیا جانے مشایخ کو میں نے میاں غلام فرید سے کہا کہ کیوں صاحب ہم نہ کہتے تھے بولے کہ یہ مردود ہو گیا ہے دوسرے روز کمبل پوش پھر آئے اور ان سے قصور معاف کرایا اور کہا کہ پیر تم تو ہمارے پیر ہو ہی گئے ایک روز میاں غلام فرید فجر کے وقت اللہ اللہ کرتے کرتے شجرہ پڑھنے لگے تو کمبل پوش بولا لاحول ولاقوۃ مرد آدمی اللہ کا نام لیتے لیتے یہ کیا بکنے لگا کہ لارنس صاحب دیکھنے والے الکزینڈر کے الکزنڈر دیکھنے والے مٹکلف کے اور وہ دیکھنے والے لونی اکڑ کے استغفراللہ پھر میاں غلام فرید آخر دعائیں کہنے لگے یا بھیکہ بھیکہ تو کمبل پوش نے کہا ابے احمق مانگے بھی نہ ملے گی خدا کو چھوڑ کر بھیکہ کا نام لیتا ہے مگر وہ بھی ایسا پختہ آدمی تھا کہ ایک نہ سنی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم دہلی کی زینت المساجد میں ٹھہرے ہوئے تھے ہمارے دوست کمبل پوش نے جو شاہ باقی باللہ صاحب میں رہتے تھے ہماری دعوت کی مغرب کے بعد ہم کو لے کر چلے چاندنی چوک میں پہنچ کر ایک طوائف کے کوٹھے پر ہم کو بٹھا دیا۔ اور آپ چنپت ہو گئے پہلے تو ہم نے خیال کیا کہ شاید کھانا اسی جگہ پکوایا ہوگا مگر پھر معلوم ہوا کہ یوں ہی بٹھا کر چل دیا ہے ہم بہت گھبرائے کہ بھلا ایسی جگہ کمبخت کیوں لایا دو گھڑی کے بعد ہنستا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ میاں صاحب میں آپ کی بھڑک مٹانے کو یہاں بٹھا گیا تھا بعد وہ اپنے قیام گاہ پر لے گیا اور

mariat.com

کھانا کھلایا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم کو زینت المساجد میں چھ مہینے گذر گئے تو ایک دن حسب اتفاق شہزادہ منگو آئے اور کہنے لگے کہ حضرت حج کو چلئے گا ہم نے کہا کہ میاں ایک بار تو دھرم دھکے کھا آئے اب اگر کوئی اسی مقام سے سوار کر کے لے چلے اور یہیں لاکر اتارے تو خیر مضائقہ نہیں دوسرے دن انہوں نے سچ مچ گاڑی لاکر کھڑی کر دی اور کہا کہ سوار ہو جائیے پہلے تو ہم حیران رہ گئے کہ کل کی بات ہم تو ہنسی سمجھے تھے خیر اسی دم سوار ہو لئے اور منزل منزل لدھیانہ پہنچے

تین دن وہاں ٹھہرے اور لاہور و ملتان ہوتے ہوئے کراچی بندر میں پہونچے وہاں سے جہاز پر چڑھے اور بغداد شریف میں جا اترے پھر کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف کی زیارت کر کے مکہ معظمہ میں پہونچے اور بعد حج روضۂ منورہ کی زیارت کو گئے پھر مکہ میں واپس آئے مولوی محمد یعقوب صاحب سے ملاقات ہوئی فرمانے لگے میاں تم تو ابھی گئے تھے پھر چلے آئے ہم نے کہا کہ صاحب گناہ عظیم ہوا معاف فرمائیے انشاء اللہ پھر ایسا قصور سرزد نہ ہو گا ہنس پڑے کہ میاں تم تو ہر بات میں قائل کر دیتے ہو اچھا ہندوستان کا حال بیان

marfat.com

کردو جو کچھ ہم کو معلوم تھا کہ سنایا غرض مکہ سے روانہ ہو کر بمبئی اور بمبئی سے چل کر دلی میں پہونچے اور جس جگہ سے سوار ہوئے تھے وہیں پھر اترے ہمارے حج بھی ایسے تھے جیسے بچوں کی نماز یعنی نہ ان پر نماز فرض نہ ہم پر حج فرض۔ میاں **غلام احمد** صاحب پانی پتی روایت کرتے ہیں کہ میرے سامنے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم دوبارہ بارادہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما جہاز پر سوار ہوئے تو ایک عجیب تماشا دیکھا کہ تین شکستہ حال آدمی فی سبیل اللہ جہاز پر سوار تھے ملازمان جہاز ان کے ساتھ کج خلقی سے پیش آتے جب نصف مسافت طے ہو چکی تو ناخدا نے ان باخدا لوگوں پر چوری کی تہمت لگائی اور بڑی لعنت و ملامت کی وہ تینوں دریا میں کود پڑے ۔

دریں دریائے بے پایاں دریں بحر رواں فرسا   دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیٰھا

ایک تو پانی میں غرق اور دو سطح آب پر اس طرح چلتے تھے جیسے کوئی خشکی پر چلتا ہو جہاں تک نگاہ نے کام کیا اہل جہاز ان کو دیکھتے رہے پھر نظر سے غائب ہو گئے جب ہم بیت اللہ میں پہونچے تو ان تینوں سے ملاقات ہوئی ہم نے پہونچنے کی کیفیت پوچھی تو جواب دیا۔ ع

تراکشتی آورد مارا خدای

مدینہ منورہ تک ہمارا ان کا ساتھ رہا ہم مدینہ منورہ سے منزل بمنزل دہلی پہونچے بعد چند روز کے پھر سیر و سیاحت کا شوق ہوا جا بجا کی سیر کرتے ہوئے چولی مہیسر پہونچے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم چولی مہیسر میں پہونچے تو شام ہو گئی موضع شاہجہان پور وہاں سے دو کوس رہ گیا تھا ایک آدمی راستہ میں ہمارے ساتھ ہو لیا تھا اس نے کہا کہ یہاں نربدا ندی کے کنارے ایک باباجی کا مکان ہے چلو اس میں رات بسر کریں گے باباجی سے اجازت چاہی تو انہوں نے کہا کہ ہم کسی کو ٹھہرنے نہیں دیتے ہم نے کہا خیر نہ سہی ہم باہر آئے اور پیپل کے پیڑ تلے بستر لگا دیا۔ ع

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست

marfat.com

ساتھی سے ہم نے کہا کہ اول آدھی رات کا پہرہ تو دے پچھلی آدھی رات میں ہم جاگتے رہیں گے کیونکہ یہ دریا کا کنارہ ہے شاید کوئی موذی درندہ چوٹ کر بیٹھے ہم تو نماز عشا دیر پڑھ کر سو گئے اور وہ ساتھی جاگتا تھا کہ باباجی نے اپنے مکان کا پھاٹک کھولا اور ہم کو دیکھ کر آواز دی کہ کون میری آنکھ کھل گئی جواب دیا کہ وہی مسافر جن کو تم نے ٹھہرنے نہیں دیا بولے کہ چلے آؤ ہم اندر گئے تو دیکھا کہ نہایت وسیع مکان ہے چاروں طرف پختہ حجرے بنے ہوئے نماز کے لئے چبوترہ نہانے کو غسل خانہ حمام جائے ضرور سب موقع بموقع موجود ہیں ایک حجرہ میں ہم کو بٹھلا دیا کھانا لائے تو میں نے کہا کہ ہم دونوں آدمی مسلمان ہیں ساتھ کھانا کھالیں گے اس بات کو منظور نہیں کیا اور کہا کہ نہیں صاحب تم الگ کھا لو ان کو دوسرے حجرہ میں الگ کھلائیں گے طرح طرح کے کھانے ہمارے روبرو چن دیئے کئی قسم کے چاول اور کئی طرح کی دالیں اور چند وضع کی ترکاریاں اور روٹی وغیرہ اتنی چیزیں تھیں کہ ہماری عقل دنگ ہوگئی کہ اتنے عرصہ میں اس اکیلے آدمی نے کس طرح تیار کی ہوں گی بعد کھانا کھلانے کے بولے کہ ہمارے انکار سے تم نے برا مانا ہوگا لیکن بات یہ تھی کہ میں اس وقت تم کو بلا لیتا تو خاطر و مدارت کرتا یا کھانا پکاتا مجھے معلوم تھا کہ تم آج ہمارے مہمان ہوگے اس لئے سب سامان مہیا کر لیا تب تم کو اندر بلایا پھر ہم کو حجرے بھی جدا جدا رہنے کو دیئے ایک جگہ نہ سونے دیا کہ فقیر تنہا بہتر ہے صبح کو اٹھ کر ہم نے چلنے کے واسطے کمر باندھی تو باباجی بولے واہ صاحب واہ ؎

دل لیتے ہی جو عاشق دل گیر کا چلے
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

میاں صاحب ابھی کہاں جاتے ہو کوئی روز ٹھہرو غرض بیس دن تک ٹھہرایا اور دونوں وقت اسی انداز سے کھانا کھلاتے رہے ہم کو اس بات کی بڑی حیرت تھی کہ نہ تو وہاں کسی کو پانی بھرتے دیکھا نہ روٹی پکاتے نہ دھواں اٹھتا دیکھا نہ کبھی کسی کو جھاڑو دیتے دیکھا اور پاخانہ صاف کرتے پایا لیکن سب مکان نہایت پاک و صاف رہتے تھے صورت بھی باباجی کی ایسی پاکیزہ اور خوش منظر تھے کہ ہم نے اپنی عمر میں ایسا خوبصورت آدمی نہیں دیکھا رخساروں کی چمک دمک ایسی تھی کہ ڈاڑھی کی سیاہی کا

marfat.com

عکس اس طرح پڑتا تھا جیسے آئینہ میں یاد بود بھی باباجی کی نہایت عمدہ تھی اور ہر دم مشغول رہتے تھے عشاء کے وقت سے بیٹھتے تو صبح کر دیتے تھے اور جیسے بطون میں کامل تھے ایسے ہی حکمت و صنعت میں بھی لاجواب تھے چنانچہ ایک دن دو جذامی آئے ایک ہندو تھا ایک مسلمان صورت دیکھتے ہی اس ہندو سے کہا کہ تمہارے گرو نے کچھ جاپ بتلایا تھا تم نے جاپ میں استری سے بھوگ کیا اس واسطے خون جگر کھا گیا اس نے اس قصور کا اقرار کیا فرمایا کہ اپنے گرو کے پاس چلے جاؤ وہی اس کی تدبیر کریں گے مسلمان سے کہا ٹھہرو تم کو دوا دیں گے دوسرے دن دریائے نربدا کے اندر گلے گلے پانی میں اس کو کھڑا کیا اور ایک چاول بھر دوا کھلا دی تھوڑی دیر بعد وہ چلّایا کہ پیاس کے مارے مرا جاتا ہوں کہا خبردار پانی پیئے گا تو فوراً مر جائے گا پھر پھر کے فاصلہ سے اس کو ندی کے اندر ہی گھی پلاتے رہے باہر نکلا تو اس کا بدن کندن کی طرح دمکنے لگا تھا پھر اس کو رخصت کر دیا ہم بیس روز تک ان کے پاس رہے لیکن کچھ بھید نہ کھلا کہ وہ شخص فرشتہ تھا یا خضر یا جن صورت سے تو نہ ہندو ثابت ہوتا تھا نہ مسلمان ایک روز ہم سے کہنے لگا کہ میاں صاحب تم کہاں جاؤ گے ہمارے ہی پاس رہ جاؤ مگر شرط یہ ہے کہ اگر ہم مر جاویں تو ہماری ٹانگ میں رسّی باندھ کر نربدا میں لے جا کر ڈال دینا اور اگر تم مر گئے تو ہم شاہجہان پور سے آدمی بلا کر تمہاری تجہیز و تکفین کرا دیں گے ہم نے کہا سنو باباجی ہم رہتے تو اپنے گھر رہتے وہاں نہیں تو مکہ میں ٹھہرتے مدینہ میں قیام کرتے یا بغداد میں رہتے جب کسی جگہ نہ ٹھہرے تو یہاں پابند ہو کر کب رہ سکتے ہیں غرض ہم نے چلنے کا قصد کر ہی دیا تب باباجی نے مایوس ہو کر فرمایا کہ خیر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ خدا حافظ ہم دونوں وہاں سے سرونج کو روانہ ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ دہلی سے جب ہم چلے اور امصار و دیار کی سیر کرتے ہوئے مقام سرونج علاقہ ٹونک میں پہونچے تو وہاں میر وزید علی صاحب سے دوبارہ ملاقات ہوئی مقام سرونج میں دو نوجوان آدمیوں نے ہم سے درخواست کی کہ نام خدا بتلا دو ہم نے بتلا تو دیا لیکن یہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ نتیجہ اور اثر کیا ہوگا ایک

marfat.com

تو چھ مہینے کے بعد تپ دق میں مرگیا اس بیچارہ کی نئی شادی ہوئی تھی اور دوسرا زندہ تو رہا مگر کچھ دیوانہ سا ہو گیا وہاں سے میر وزیر علی کو ہمراہ لے کر ہم کالپی میں پہونچے جہاں میر صاحب کا گھر ہے ان کی نسبت ماموں کے گھر ہو چکی تھی مگر شادی نہیں کرتے تھے ہم نے زبردستی ان کی شادی کرائی پھر وہاں سے بجانب لکھنؤ روانہ ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شمس آباد کے قریب جنگل میں ایک فقیر احمد شاہ صاحب تھے ان کی شہرت سن کر ہم بھی گئے دیکھا کہ ایک نہایت کہنہ اور بہت بڑی مسجد بادشاہی وقتوں کی ہے اسی میں وہ رہتے ہیں ہم کو دیکھ کر نہایت ترش روئی سے پیش آئے اور بولے کہ صاحب یہاں نہ ٹھہرو آدھی رات کے بعد یہاں شیر لگتا ہے ایسا نہ ہو کہ تم کو پھاڑ ڈالے ہم نے کہا کہ خیر جو ہو سو ہو آج تو یہیں قیام کریں گے۔ ع

ہم کو خدا پہ چھوڑ دو بہر خدا جو ہو سو ہو

وہ تو اپنے حجرہ کا دروازہ بند کر کے سو رہے ہم نے نماز عشا پڑھی پھر دو روٹیاں جو ہمارے پاس تھیں کھا کر پانی پیا اب سونے کا ارادہ ہوا ہم نے خیال کیا کہ یہ جنگل کا مقام ہے شاید شیر لگتا ہو مناسب یہ ہے کہ مسجد کی چھت پر سوئیں اوپر چڑھے تو دیکھا کہ ایک کالا سانپ نہایت لمبا اور موٹا پڑا ہوا ہے ہم نے سوچا کہ یہاں تو شیر موجود ہے اور نیچے صرف احتمال پھر نیچے اترے خیر نیند تو نہ آئی مگر ہم وضو کر کے تمام رات چبوترہ پر بیٹھے رہے صبح کی نماز پڑھی میاں صاحب بھی نکلے اور پوچھا کہ شیر آیا تھا یا نہیں ہم نے کہا کہ صاحب یا تو آپ شیر ہیں یا ہم شیر ہیں اور تو کوئی نظر آیا نہیں تھوڑی دیر بعد بستی سے ایک شخص اپنے بچے کو لے کر آیا دم کرایا اور تعویذ لکھا کر لے گیا جب کھانے کا وقت ہوا تو وہی شخص کچھ روٹیاں اور چھاچھ لے کر آیا ہم نے میاں صاحب کی تواضع کی انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ آپ کھا دیں ہم نے کہا کہ پہلے آپ اولش فرمادیں تب ہم بھی کھالیں گے غرض ان کو بھی ہم نے ساتھ کھلایا ان کے پاس بہت لوگ تعویذ گنڈے والے آیا کرتے تھے اور اس ذریعہ سے بہت سا روپیہ جمع کر لیا تھا اسی واسطے کسی مسافر کو اپنے پاس ٹھہرنے نہیں دیتے تھے ہم سے کہنے لگے کہ میرا ارادہ

marfat.com

اس مسجد کی تعمیر کا ہے ہم نے کہا کہ میاں صاحب جنگل میں مورنا چا کس نے دیکھا تم اپنی مسجد کو درست کرو مگر ان کے خیال میں یہ بات نہ آئی ہم تو وہاں سے چل دیئے پھر سنا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور کئی مٹکے روپیہ اشرفیوں کے نکلے کچھ روپیہ تو سرکار نے ان کے مزار پر لگا دیا اور باقی اپنے خزانہ میں داخل کیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم قنوج میں پہنچے تو شہر کے باہر ایک تکیہ میں جا اترے وہاں کوئی فقیر نظر نہ آیا خیال کیا کہ شاید کہیں گیا ہو گا تھوڑی دیر بعد ایک بڑھیا آکر جھاڑو دینے لگی ہم نے پوچھا کہ یہاں کا فقیر کہاں ہے وہ بولی کہ کچھ نہ پوچھو ایک عجیب معاملہ ہے ہم نے کہا کچھ بیان کر بولی کہ دس برس سے میرا بیٹا گم تھا بہت خاک چھانی تعویذ گنڈے عمل ٹوٹکے سب کئے کچھ نہ ہوا ناچار ہو کر اس تکیہ کے فقیر پاس آئی اور حصول مراد کے لئے یہاں کی جاروب کشی اختیار کی ایک عرصہ تک اس نے منہ نہ لگایا آخر ایک دن میرا مطلب پوچھا تو میں نے اپنی داستان سنائی فرمایا کہ میں تو اس لائق نہیں لیکن ایک مرد کامل ہیجڑوں کے طائفہ میں ڈھولک بجایا کرتا ہے فلاں محلہ میں جاؤ اور اس سے عرض حال کر ہر چند انکار کرے ایک نہ مانیو اور اس کے دروازہ پر ڈھئی دے کر بیٹھ جائیو لیکن خبردار میرا نام زنہار نہ لینا میں گئی اور جو کچھ سکھا دیا تھا وہی کیا کہنے لگے تجھ کو کسی نے بہکایا ہے ناچ راگ کی کوئی بات ہو تو مجھ سے پوچھ لے میں تو ہیجڑہ ہوں اور جھٹ ازار بند کھول کے دکھلا دیا مگر میں نے ایک نہ سنی اور ڈھئی دے کر بیٹھ گئی آخر کار وعدہ کیا کہ اچھا تیرا کام ہو جائے گا مگر پہلے یہ بتلا کہ تجھ کو میرا پتہ کس نے دیا غرض باولی ہوتی ہے ناچار اس فقیر کا نام لینا پڑا فرمایا کہ خیر اس کمبخت نے ہم کو بھی خراب کیا اور آپ بھی برباد ہوا ہم تو سمجھے تھے کہ کسی لائق ہو گیا ہے اب اس کو بھی ہیجڑوں میں شامل کر لیں گے مگر افسوس کہ خام نکلا اس کے بعد میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اطراف عالم میں نظر کر اور دیکھ تیرا لڑکا کہاں ہے دیکھتے دیکھتے معلوم ہوا کہ میرا لڑکا ایک قافلہ میں گھوڑے کی باگ پکڑے چلا جاتا ہے میں خوشی کے مارے چلا اٹھی کہ یہ رہا میرا لڑکا فرمایا

marfat.com

کہ اس کا ہاتھ خوب مضبوط پکڑ لے میں نے ہاتھ پکڑا اور انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو دیکھتی کیا ہوں کہ لڑکا مع گھوڑے کے میرے پاس موجود ہے مگر فقیر صاحب ندارد ہیں لڑکے کو ساتھ لے ہنسی خوشی اپنے گھر آئی پھر جی میں آیا کہ تکیہ والے فقیر کی شکر گذاری کروں یہاں آکر دیکھا تو اس کو بھی نہ پایا ابھی چار دن اس معاملہ کو گذرے ہیں دونوں صاحبوں کا پتہ نہیں خدا جانے کہاں گئے اب میں اس فقیر کی یاد میں ہر روز اس تکیہ کی جاروب کشی کرتی ہوں اور پانی بھر کے رکھتی ہوں تاکہ مسافر آرام پاویں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ قنوج کے جنگل میں ایک مزار حضرت سید شریف زندنی کے نام سے مشہور ہے نہایت پر فضا اور گنجان درختوں کے بیچ میں ہے خوف کے مارے رات کے وقت وہاں کوئی نہیں رہتا ہم وہاں گئے تو مجاور نے کہا کہ صاحب یہاں حضرت کسی کو رہنے نہیں دیتے ہم نے کہا کہ اچھا ہم حضرت سے دریافت کرلیں گے دوسرے دن مجاور آیا کہ فرمائیے کیا حکم ہوا ہم نے کہا کہ ہم کو تو حضرت نے اپنے پاس رہنے کی اجازت دے دی دل میں ہم نے سوچا کہ کیسے بیوقوف لوگ ہیں جنگل اور درختوں کی گنجانی کی وجہ سے رہتے ہوئے خوف معلوم ہوتا ہے اور مشہور یہ کردیا کہ حضرت کا حکم نہیں مجاور نے جاکر لوگوں میں شہرت کردی کہ ایک فقیر آئے ہیں اور رات کو بھی مزار پر رہتے ہیں حضرت نے اجازت رہنے کی دی ہے پھر تو تمام زن و مرد قنوج کے امنڈ پڑے رہنا دشوار کردیا آخر ہم تین چار روز بعد وہاں سے چل دیئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنؤ میں سید وزیر علی صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے وہاں مولوی سلامت اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی اگرچہ مولوی صاحب اس زمانہ میں بہت مسن تھے لیکن حسن صورت میں ایسے ہی بے نظیر تھے جیسے حسن سیرت میں ایک دن میاں وزیر علی الگ بیٹھے کہہ رہے تھے کہ تمام عمر میں بوڑھے معشوق ہم نے یہی دیکھے ہیں مولوی صاحب کے کان میں اس بات کی بھنک پہونچ گئی فرمایا کون صاحب ہیں ذرا ہم بھی تو اپنے عاشق کی صورت

marfat.com

دیکھیں اتنا کہتے ہی میاں وزیر علی بھاگ گئے مگر مولوی صاحب پہچان گئے اور کہا کہ شاید میاں وزیر علی ہوں گے پھر ہماری طرف خطاب کیا کہ صاحب تمہارے مزاج میں تو بڑی صلاحیت معلوم ہوتی ہے شریعت اور طریقت کے سب اعمال کرتے ہو لیکن سید وزیر علی سے آپ کا میل جول کیوں کر ہوا یہ تو بڑے رند مشرب معلوم ہوتے ہیں ان کی باتیں کچھ اور ہی قسم کی ہیں پھر مولوی صاحب کچھ سمجھ گئے اور کہنے لگے کہ یہ تو تمہاری ہی صحبت کا اثر ہے شاید ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہیں اور کھانے کے اور۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مولوی سلامت اللہ صاحب شجاعت وجواں مردی میں بھی یگانہ زمانہ تھے چنانچہ نقل ہے کہ نواب لکھنؤ نے ایک روز برسر دربار یہ بات کہی کہ سنی لوگ بڑے بہادر ہوتے ہیں ہم نشین بولے کہ قبلہ عالم یہ سب کہنے کی باتیں ہیں اگر مقابلہ ہو تو حال کھل جائے نواب نے کہا اچھا دیکھا جائے گا۔ اتفاق سے عید رمضان آئی نواب نے مولوی سلامت اللہ صاحب کو پیام بھیجا کہ صبح کو آپ تشریف لاکر نماز پڑھائیں مولوی صاحب کو اندیشہ ہوا کہ خدا خیر کرے دیکھئے کیا معاملہ پیش آوے اپنا تمام اسباب اور کتابیں طالب علموں کو تقسیم کر دیں اور کہا بھائی اگر صحیح وسلامت آئے تو واپس کرلیں گے ورنہ یہ تمہارا مال ہے عید کی صبح کو کپڑے بدل خوشبو لگا تیر کمان ڈھال تلوار پستول قرابین پانچوں ہتھیار سجا کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور نماز کے وقت نواب صاحب کے امام باڑے میں جا اترے نواب نے نماز پڑھانے کا اشارہ کیا بے تکلف کھڑے ہو گئے نماز پڑھائی اور بعد نماز دلیرانہ ومردانہ خطبہ کی قرأت شروع کر دی جب خطبہ ثانیہ کی نوبت آئی تو صحابہ کرام کے نام نہایت شد ومد کے ساتھ مکرر پڑھے اور بڑی دھوم دھام سے خطبہ تمام کیا نواب صاحب نے ایک ہزار روپیہ نقد اور خلعت ودستار نذر کی مولوی صاحب نے وہ سب سامان نقد وجنس مجتہد صاحب کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ یہ سب آپ کا حق ہے میں نے

marfat.com

نواب صاحب کے حکم کے بموجب نماز پڑھا دی لیکن میں غاصب نہیں ہوں جو کسی کا حق لے لوں ہر چند نواب صاحب نے اصرار کیا مگر مولوی صاحب نے نہ مانا اور خالی ہاتھ رخصت ہوئے نواب صاحب نے اپنی پینس سواری کو دی اور دس سوار ساتھ کر دیئے کہ باعزاز و اکرام پہونچا دو جب مولوی صاحب چلے آئے تو نواب صاحب نے مصاحبین و امرا کو چھیڑا کہ دیکھو سنی کیسے بہادر ہوتے ہیں ایک پیر مرد جریدہ کس کر و فر سے تمہارے دشمنوں کا نام بر سر منبر کھڑا ہو کر پڑھ گیا وہ تنہا اور تم ہزاروں کسی سے کچھ بھی نہ ہو سکا دیکھو بہادر ایسے ہوتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ شجاعت کی کہ جو کچھ ہم نے دیا اس کی مطلق طمع نہ کی سب نقد و جنس قبلہ و کعبہ کے سامنے پھینک کر چلا گیا پھر تو مصاحب و حواشی شیخی بگھارنے لگے کہ پیر و مرشد یہ حضور کا پاس و لحاظ تھا ورنہ ہم یوں کرتے یوں کرتے نواب صاحب نے فرمایا کہ بس رہو بھی اگر تم مرد ہوتے اور کچھ کر گذرتے تو بھلا میں تمہارا کیا کر سکتا تھا غرض سب شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ قبلہ گاہ صاحب کا رسالہ ماہ محرم میں لکھنؤ پہونچا اور پڑاؤ میں خیمہ زن ہوا ہمارے چار سپاہی شہر کی سیر کو گئے حضرت عباسؓ کی حاضری کا دن تھا وہ سپاہی ایک امام باڑے میں جا پہونچے ہر قسم کا کھانا رکھا ہوا تھا اول تو مرثیہ ہوا بعد میں صحابہ کرام کی شان میں کچھ بکنے لگے چاروں یاروں نے گپتیاں نکالیں تمام شیعہ بھاگ گئے امام باڑہ خالی ہو گیا وہ سپاہی سب کھانا اٹھا کے چل دیئے اب مارے خوف کے کوئی شخص ان کے نزدیک نہیں آتا دور دور سے پتھر مارتے ہیں جب یہ حملہ کرتے سب بھاگ جاتے آخر کار لڑتے جھگڑتے چلے آتے تھے کہ رسالہ میں خبر پہونچی چند سوار دوڑے سب کو مار کر بھگا دیا اور دس آدمی گرفتار کر کے لائے انگریز کو خبر ہوئی بہت خوش ہوا اور کہا کہ رسالدار صاحب یہ کھانا ہمارے سامنے تقسیم کر دو اور ہم کو بھی تبرک دو ہمارے سپاہیوں نے خوب بہادری کی ہم بہت خوش ہوئے یہ قابل انعام

marfat.com

ہیں اتنے میں نواب صاحب کے چوبدار پہونچے اور رقعہ دیا کہ ہمارے مجرم تمہارے رسالہ میں ہیں بھیج دو صاحب نے انہی کے دس آدمی متعید حوالہ کئے کہ یہ مجرم ہیں لے جاؤ غرض کسی سے کچھ بھی نہ ہوسکا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم لکھنؤ کی ایک مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے اتفاقاً ایک امیر سیر کو جاتا تھا دیکھا تو سامنے سے سلیمن صاحب انگریز آتا ہے اس خیال سے کہ انگریز کو سلام کرنا پڑے گا وہ امیر جھٹ پٹ مسجد میں چلا آیا جہاں ہم ٹھہرے ہوئے تھے سلیمن صاحب اس بات کو تاڑ گیا وہ بھی پیچھے پیچھے مسجد میں آپہونچا اور جھک کر اس امیر کو سلام کیا اور کہا کہ دیکھو سلام کرنے سے کیا میری توقیر گھٹ گئی یا آپ کا دین واسلام کچھ بڑھ گیا آپنے کیوں منہ چھپایا کیا ہم خدا کے بندے نہیں ہیں وہ امیر بہت شرمندہ ہوا اس کے بعد سلیمن صاحب ہماری طرف کو آیا تو ہم نے اٹھ کر سلام کیا اس نے پھر امیر سے کہا یہ مسافر کیا سلام کرنے سے کافر ہوگیا پھر میری طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں میں نے کہا کہ صاحب یہ تو مجھ کو بھی خبر نہیں کہ میں کون ہوں ؎

کچھ نہیں کھلتا مجھے میں کون ہوں ۔۔۔ صورت حیرت ہوں یا شکل جنوں

پھر پوچھا کہ آپ کی قوم کیا ہے میں نے کہا کہ صاحب جو آدم کی قوم ہے کہا آدم کی کیا قوم ہے میں نے کہا کہ مجھ کو نہیں معلوم یہ آدم سے پوچھئے پھر کہا آپ کہاں سے آئے میں نے کہا کہ جہاں سے سب آئے وہ بہت حیران ہوا اور بولا کہ صاحب جو بات ہم پوچھتے ہیں اس کا الٹا ہی جواب دیتے ہو پھر تو ان کو الفت ہوگئی کبھی کبھی ہمارے پاس آنے لگے ایک روز بڑے تکلف سے دعوت کی غرض فقیر کو چاہئے کہ ہر رنگ کا تماشا دیکھے اور کسی کو برا نہ جانے کیوں کہ ذات باری ہر جگہ برابر ہے ؎

خدا ہر شے کے اندر یوں نہاں ہے ۔۔۔ کہ جوں بو گل کی گل کے درمیاں ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنؤ میں ایک امیرزادہ شیعہ ہمارے پاس آیا کرتا تھا اتفاق سے اس کی تاریخ نکاح قرار پائی برات کے وقت خود آیا اور باصرار تمام ایک ہاتھی پر سوار کرکے ہم کو بھی لے گیا اور جب دعدہ ہم پوچھتے جیدہ

marfat.com

مکان میں اتارا کوئی آدھی رات گذری ہوگی کہ نوشہ کا باپ بزم عقد میں شریک ہونے کے لئے ہم کو لے گیا صیغہ شروع ہونے کو تھا کہ ایک دایہ سر محفل آن کر کہنے لگی کہ اس نیکبخت یار سا لڑکی کو پانچ مہینہ کا حمل بھی ہے مگر حرام کا نہیں بلکہ متاع شرعی کا ہے یہ بات سن کر دولہ چونکا اور بے باکانہ کہہ اٹھا کہ میں نکاح نہیں کرتا ہر چند لوگوں نے سمجھایا ایک نہ مانی اس کے باپ نے ہم سے کہ صاحب یہ آپ کا معتقد بہت ہے کچھ آپ ہی اس کو سمجھایئے ہمارا تو کہنا مانتا نہیں ناچار ہم نے پاس جاکر کہا کہ صاحب زادہ وجہ انکار کیا ہے بولا کہ حضرت یہ بچپن کی چاٹ لگی ہوئی آئندہ کب چھوٹے گی ہم نے کہا کہ میاں جب تمہارے مذہب میں یہ امر جائز و درست ہے تو برا کیوں سمجھتے ہو کہا کہ صاحب ایسے مذہب کو بھی میرا اسلام ہے اس کے باپ نے کہا ہیں کیا تو سنی ہو گیا بولا کہ ہاں پہلے تو نہ تھا مگر اب بیشک ہو گیا یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا محفل درہم برہم ہو گئی ہم بھی اپنے مکان کو چلے آئے صبح کو وہ امیر زادہ آیا کہ حضرت مجھ کو مرید کر لیجئے ہم نے کہا کہ بھائی ہم ہیں قادری اور تم کو ان سے عداوت ہے پھر بات کیوں کر بنے گی ع

اس کی رسوائی ہے ماس جس سے تجھے بیر ہے

جواب دیا حضرت گذشتہ سے توبہ اور آئندہ کو ان کا غلام ہوں جب اس نے بہت اصرار کیا تو مجبور ہم نے بیعت کر لیا زمانہ غدر تک تو اس کے خط آتے رہے پھر کچھ حال نہ معلوم ہوا خدا جانے زندہ بھی ہے یا نہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنؤ سے ہم اپنے وطن کو روانہ ہوئے جب ننھیال گاؤں نور پور میں پہونچے تو مسجد میں جا اترے عصر کے وقت ہمارے ماموں صاحب چریکا بار سر پر رکھے مسجد کے سامنے سے گذرے ایک شخص نے مسجد میں سے پکار کر کہا کہ ہمارے میر صاحب بڑے بھاگوان ہیں جب باہر سے تشریف لاتے ہیں۔ تو بھرے پُرے آتے ہیں آپ ہنستے ہوئے چلے گئے پھر نماز کے واسطے مسجد میں تشریف لائے میاں جی نے کہہ دیا کہ میر صاحب آج ایک مسافر بھی آگیا ہے بعد نماز مغرب ہم کو اپنے گھر لے جا کر بیٹھایا اور خود کسی کام کے لئے باہر گئے گھر میں صرف نانی صاحبہ

marfat.com

بخار کی شدت میں پڑی کراہتی تھیں وقت فرصت کو غنیمت سمجھ کر ہم ان کے پاؤں دبانے لگے فرمایا کون ۔عرض کیا کہ مسافر ہوں اور سید آپ کا نواسا خفا ہو کر بولیں کہ تو میرا نواسا کیوں ہونا خدا جانے کون ہے کون نہیں میرے پاؤں کو ہاتھ مت لگا اتنے میں ماموں صاحب آگئے پوچھا کیا ہے رنانی صاحبہ نے فرمایا کہ یہ نامحرم مسافر کہتا ہے کہ میں تمہارا نواسا ہوں اور پاؤں دبانے کو آبیٹھا ماموں نے کہا کہ خیر نواسا نہ نواسوں کی برابر تو ضرور ہے اگر پاؤں دباتا ہے تو کیا مضائقہ ہے لیکن انہوں نے نہ مانا کھانا کھا کر ہم مسجد میں آئے صبح سویرے اُٹھ کر گھر کو روانہ ہوئے ۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ننھیال کے گاؤں سے چل کر وطن میں پہونچے تو محلہ کی مسجد میں جا ٹھہرے مسجد کے مُلّا نے ہمارے گھر کی خبر کی کہ آج ایک مسافر نووارد مسجد میں آگیا ہے شام کے وقت ہمارا چھوٹا بھائی جیلانی حسن جس کی عمر بارہ برس کی تھی ہمارے لئے کھانا لایا ہم نے اس کا اور باپ دادا کا نام اور قوم پوچھی سب باتوں کا جواب ٹھیک دیا برتن واپس لے کر گھر گیا اور والدہ صاحبہ سے ساری باتیں بیان کیں وہ سن کر چپ ہو رہیں ایک روز ہم نے حجام کو بلایا اور حجامت بنوائی ہمارے سر میں ایک نشان تھا بشکل چلیپا وہ دیکھ کر بولا کہ حضرت اگر قصور معاف ہو تو کچھ عرض کروں ہم نے کہا کہ اچھا کہو بولا کہ یہ نشان جو آپ کے سر پر ہے میرے ہاتھ کا ہے اب یہ نہیں معلوم کہ آپ وہی ہیں یا کوئی اور رہم نے حال پوچھا تو اس نے ہمارا قصہ ہو بہو سنایا کہ سید احمد علی کا ایک لڑکا تھا غوث تن نام اس کے سر میں میں نے ایسا شگاف دیا تھا مدت ہوئی کہ وہ گم ہو گیا آج تک پتہ نہیں ۔ہم نے اس کو لطائف الحیل سے ٹال دیا بھائی جیلانی حسن ہمارے واسطے روز کھانا لاتا اور ہم اس سے کچھ نہ کچھ ہنسی کی بات کہہ دیتے ایک دن ہم نے کہا کہ آؤ بھائی ہمارے ساتھ کھالو اس نے بُرا مانا والدہ سے جا کہا کہ یہ مسافر مجھ کو روز چھیڑتا ہے اور دیکھتا رہتا ہے آج سے روٹی دینے نہیں جاؤں گا اتفاق سے اس دن مُلّا کی کہیں دعوت تھی مغرب کی اذان ہم کو دینی پڑی والدہ صاحبہ نے آواز پہچان لی شام کو جیلانی حسن

marfat.com

بخار کی شدت میں بڑی کراہتی تھیں وقت فرصت کو غنیمت سمجھ کر ہم ان کے پاؤں دبانے لگے فرمایا کون۔ عرض کیا کہ مسافر ہوں اور سید آپ کا نواسا خفا ہو کر بولیں کہ تو میرا نواسا کیوں ہوتا خدا جانے کون ہے کون نہیں میرے پاؤں کو ہاتھ مت لگا اتنے میں ماموں صاحب آگئے پوچھا کیا ہے رنانی صاحبہ نے فرمایا کہ یہ نامحرم مسافر کہتا ہے کہ میں تمہارا نواسا ہوں اور پاؤں دبانے کو آبیٹھا ماموں نے کہا کہ خیر نواسا نہ نواسوں کی برابر تو ضرور ہے اگر پاؤں دباتا ہے تو کیا مضائقہ ہے لیکن انہوں نے نہ مانا کھانا کھا کر ہم مسجد میں آئے صبح سویرے اُٹھ کر گھر کو روانہ ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ننھیال کے گاؤں سے چل کر وطن میں پہونچے تو محلہ کی مسجد میں جا ٹھہرے مسجد کے ملا نے ہمارے گھر کی خبر کی کہ آج ایک مسافر نووارد مسجد میں آگیا ہے شام کے وقت ہمارا چھوٹا بھائی جبل حسن جس کی عمر بارہ برس کی تھی ہمارے لئے کھانا لایا ہم نے اس کا اور باپ دادا کا نام اور قوم پوچھی سب باتوں کا جواب ٹھیک دیا برتن واپس لے کر گھر گیا اور والدہ صاحبہ سے ساری باتیں بیان کیں وہ سن کر چپ ہو رہیں ایک روز ہم نے حجام کو بلایا اور حجامت بنوائی ہمارے سر میں ایک نشان تھا بشکل چلیپا وہ دیکھ کر بولا کہ حضرت اگر قصور معاف ہو تو کچھ عرض کروں ہم نے کہا کہ اچھا کہو بولا کہ یہ نشان جو آپ کے سر پر ہے میرے ہاتھ کا ہے اب یہ نہیں معلوم کہ آپ وہی ہیں یا کوئی اور ہم نے حال پوچھا تو اس نے ہمارا قصہ ہو بہو سنایا کہ سید احمد علی کا ایک لڑکا تھا غوثن نام اس کے سر میں میں نے ایسا شگاف دیا تھا مدت ہوئی کہ وہ گم ہو گیا آج تک پتہ نہیں۔ ہم نے اس کو لطائف الحیل سے ٹال دیا بھائی جبل حسن ہمارے واسطے روز کھانا لاتا اور ہم اس سے کچھ نہ کچھ ہنسی کی بات کہہ دیتے ایک دن ہم نے کہا کہ آؤ بھائی ہمارے ساتھ کھالو اس نے برا مانا والدہ سے جا کہا کہ یہ مسافر مجھ کو روز چھیڑتا ہے اور دیکھتا رہتا ہے آج سے روٹی دینے نہیں جاؤں گا اتفاق سے اس دن ملا کی کہیں دعوت تھی مغرب کی اذان ہم کو دینی پڑی والدہ صاحبہ نے آواز پہچان لی شام کو جبل حسن

کھانا لایا تو یہ پیام دیا کہ کل صبح کو آپ کی دعوت ہے مکان پر چل کے کھانا ہم نے دل میں کہا خدا خیر کرے کہیں بڑی بی نے پہچان تو نہیں لیا صبح کو ہم بلائے گئے پردہ ہوا صحن میں بیٹھے والدہ صاحبہ نے پہلے تو پس پردہ ہم کو خوب دیکھا بھالا پھر باہر نکل ہمارے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور فرمایا کہ ماروں تھپیڑ ہم نے کہا ہیں ہیں!! مائی صاحبہ میرا کیا گناہ ہے گھر میں بلا کر غریب مسافر کو مارتی ہو فرمایا خوب ابھی انکار ہی کئے جاتا ہے ہم نے تجھ کو کھلایا پلایا پالا پرورش کیا ہماری گود میں ہوش سنبھالا چھوٹے سے بڑا ہوا ہم تجھ کو نہ پہچانیں گے اب چوبیس برس بعد آیا تو چوروں کی طرح مسافر بن کر مسجد میں ٹھہرا اس وقت ہم سے کیا بھول ہوئی کہ بے ساختہ زبان سے نکل گیا کیا میں غوثن نہیں ہوں یہ بات منہ سے نکلی تھی کہ انہوں نے ہنس کر فرمایا کہ ہاں تو غوثن نہیں تو اس کا نام کیسے معلوم ہوا اس کے بعد ہم نے قدم بوسی کی انہوں نے ہم کو چھاتی سے لگایا اور زار زار رونے لگیں اتنے میں دوسری والدہ صاحبہ بھی خفا ہوتی آئیں کہ ارے بے مروت بے وفا تو ہم سب کو بھول گیا چوبیس برس میں ایک دفعہ بھی اپنی خبر نہ بھیجی بڑی والدہ نے فرمایا کہ کیا اس نے کہیں شادی کر لی تھی یا کہیں کا بادشاہ بن گیا تھا جو بھول گیا بے چارہ قسمت کا مارا نصیبوں کی گردش سے در بدر پھرتا رہا یہی غنیمت سمجھو کہ آ نکلا اور ہم کو اپنی صورت دکھا دی اگر نہ آتا تو ہم اس کا کیا کر لیتے ۔ المختصر ہم نے منت و سماجت کر کے سب کو راضی کر لیا اور چوبیس روپے جو ہمارے پاس تھے سب کے سامنے رکھ دئے حمید لادحسن سے ہم نے کہا کہ لو اب تو ہم تمہارے بھائی ہیں آؤ ملو تو وہ رونے لگا ہم نے پیار کیا اس کا عجیب حال تھا جماں ہم کو دیکھتا رو دیتا ہم نے بہت پوچھا کہا میں نہیں جانتا کیا بات ہے آپ کو دیکھ کر بے اختیار میرا جی بھر آتا ہے ہمارے آنے کی خبر سن کر نانی صاحبہ بھی تشریف لائیں میں نے کہا اس وقت اپنے پاؤں دبوائے نہیں تھے اب میں بھی آپ سے نہیں ملتا فرمایا کہ تو بڑا دغاباز اور فریبی ہے کیوں نہیں کہا تھا کہ میں غوثن ہوں پھر میں نے قدم بوسی کی انہوں نے بہت پیار کیا چند روز کے بعد ایک دن والدہ صاحبہ فرمانے لگیں کہ بھائی غوثن کیا بیت اللہ شریف میں تم کو خرچ کی تکلیف ہوئی تھی اور کسی ترک نے تم کو پانچ ریال دے کر کہا

marfat.com

تھا کہ خاطر جمع رکھو آیندہ کبھی تکلیف نہ ہوگی میں نے اقرار کیا تو فرمایا کہ وہ تیرا بھائی انوارالحسن تھا اس نے جس وقت تم کو پانچ ریال دیئے تھے اسی وقت آکر مجھ سے یہ حال کہا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ تو غوثن سے ملا کیوں نہیں اس نے کہا کہ اگر ملتا تو وہ میرا پیچھا نہ چھوڑتا محبت جوش کرتی طرفین کے لئے خرابی پڑتی چند روز کے بعد سب گھر والے ہمارے سر ہوئے کہ تمہاری منسوبہ اب تک بیٹھی ہوئی ہے اور کسی سے نکاح نہیں کرتی بہتر ہے کہ اب تم شادی کر لو۔ یہ مضمون سن کر ہم بہت گھبرائے آخر بڑی مشکل سے اس نیکبخت کی شادی بھائی سید الحسن کے ساتھ کرادی کیونکہ ان کی بیوی کا انتقال ہوگیا تھا پھر ایک دن والدہ صاحبہ نے کہا کہ تیرے حصہ کی جائداد موجود ہے مناسب ہے، کہ سید الحسن اپنے حقیقی بھائی کے نام لکھ دیتے میں نے عرض کیا کہ ان سے کیا خصوصیت ہے مجھ کو تو سب بھائی برابر ہیں چنانچہ سب کو برابر تقسیم کردی۔

ایک روز راقم نے عرض کیا کہ حضرت کبھی آپ کو عشق بھی ہوا ہے ارشاد ہوا کہ جب ہم گھر سے چل کر بنارس میں پہنچے تو وہاں ہمارے بھائی فیض الحسن تھانہ دار تھے ان سے مل کر طبیعت بہت خوش ہوئی بھائی نے ہر چند اصرار کیا کہ مکان پر ٹھہرو مگر ہم کو سوائے مسجد کے آرام کہاں تھا گنگا کے کنارہ ایک مسجد تھی اس میں قیام کیا ایک طرف گھاٹ دوسری جانب شارع عام بھائی صاحب بھی روزمرہ وہاں تشریف لاتے کھانا بھی وہی بھیجتے تھے ایک دن بعد نماز عصر دیوار مسجد پر بیٹھے ہم سیر دیکھتے تھے کہ یکایک ایک نازنین مہ جبین غارت گر دنیا و دین چودہ پندرہ برس کا سن و سال قیامت کی چال ڈھال قوم سے برہمن کشمیری ہم جوگیوں کے گروہ میں آفتاب عالمتاب کی طرح نظر کو خیرہ کرتی ہوئی دکھلائی دی اس وقت یہ سراپا کسی شاعر کا یاد آ گیا ؎

چار چتر[۱] بگ[۲] چار کہنگ چار پھول پھل چار کیشو پورن پر تات بن ملے نہ ایسی نار

کَنْوَلْ سِیْ چَرَنْ کَرْ آنْگِرِیْ کَسُنْبہ ہَنْکُ چَنْپَا کِیْ بَرَنْ تَنْ جُوھِیْ گَنْ

گل گلاب پاؤں ہاتھ انگشت کسنبہ چنبیلی جسم نام گل

۱ے چوپایہ ۲ے پرندہ ۱۲

marfat.com

دِیُنُ ہِیُنُ اَیرِی نَارنگی سَرُوجُ سِرِی پَھلُ بنبہ سی اَدھرُ رَ ننُٹ

خوشبودار سر ناریل کدوری لب دانت

ڈَاڑِم بِجینُ ہَیُنُ کِیرُکِی سِی نَاکُ سُوکَمبُوکِی سِی کَنٹھ کَھنجنُ کیسی

انار ولانی مانند طوطا ناک ہنس گردن مولا

چِلُچِلا اَور کوکلاکِی بَینُ ہِیُنُ کَتُ گجراجِ کِی سَوکَٹُ مِرکُ

چلبلاہٹ نام طائر خوش الحان آواز رفتار ہاتھی کمر چیتا

رَاجِ کی سَواھُو کِی سُو گھُو نکھٹ اَورمِرکُ ھُوگی نَینُ ھَینُ

گھوڑا تازی ہرن چشم

کاشمیر کی پیدائش ہندوستان کی زیبائش کاشمیر کی نرگس شہلا ہندوستان کا نازوادا

اَمِی ھلاھلُ مَدُبھرِے سِیتُ شَامُ رَتَنارُ

آبحیات زہر مخمور سفیدی چشم سیاہی چشم سرخی چشم

جِیتُ مَرتُ جھُکُ جھکُ پَرتُ جِی جُتُوتُ اِکبارُ

جی گیا مرگیا مست ہوگیا جوصورت ایک دفعہ

کُوپَہ تَجُ اُوپِہ چَلِی اَچُون اَمِی ھَارُ

سوراخ ناف چھوڑکر اوپر ناگن آبحیات واسطے

مُرُوَادِی بَدیسُ لَکھُو جُورُبِکی مَانُحُ پھاڑ

مور نتھ خیال گیا مٹے درمیان دوپہاڑ

اس وقت حضرت حال بالکل ایسا ہوگیا تھا جیسا کہ ایک فقیہہ کہ قصہ کسی نے نظم کیا ہے۔

بود فقیہی بہ بنارس مقیم — بادل آسودہ زامید و بیم

مرد خرد پرور دفرزانہ کار — در ہمہ فرزانگی آموزگار

صحبت مردانِ خرد بیشہ داشت — پاک دل وپاک کئے اندیشہ داشت

راست بکیش وبکنش ہم درست — ہم بدم وہم بقدم گرم وچست

marfat.com

نقد ورع انچہ کہ در بار داشت | بستر بشا غولۂ دستار داشت
عمرہ بجانش پے بازی نخاست | طرہ پے دست درازی نخاست
دل بطلسم خانہ نیازے نبرد | در خم آبروے نمازے نبرد
بت بسوے سجدہ اشارت نکرد | مغ بچہ تعلیم طہارت نکرد
مختصران مایۂ فرہنگ و فر | بود ز عشق و من او بے خبر
داشت درین منزل بیم و امید | خاطر فارغ ز سیاہ و سفید
رستہ ز زیر نگئے لیل و نہار | شاد ہمی بر دبسر روزگار
یک سحر از در صنم بے حجاب | چوں ز گرہ بیان سحر آفتاب
دلبرے ہندوے مسلمان فریب | بردہ بزلف از دل ایمان شکیب
ناز دران نرگس جادو سرشت | خفتہ چو روح القدس اندر بہشت
نیم نگاہے کہ بدرویش کرد | سینہ خراشید و جگر ریش کرد
غمزہ بران ریش خراشے فزود | لب نمک آورد بران ریش سود
ناوک مژگان سر پیکان کشاد | خون تمنا ز رگ جان کشاد

فرمایا کہ نظر کے دوچار ہوتے ہی ہوش و حواس جاتے رہے ؎

نین چھپائے نا چھپین پٹ گھونگھٹ کی اوٹ
چترنار اور سورما کرین لاکھہ مین چوٹ

مگر ابھی اتنی عقل باقی تھی کہ ہم نے مسجد کے ملا سے کہہ دیا کہ ہمارے بھائی آئیں
ھانا بھجوائیں تو تم کہہ دینا کہ وہ چلہ میں بیٹھے ہیں اور سب سامان مجھ کو دے دیا ہے
ں وقت ضرورت ہو گی میں کھانا تیار کر کے کھلا دوں گا اب کچھ ضرورت وہاں
ے کھانا بھیجنے کی نہیں ہے ملا کو یہ بات سمجھا کر ہم نے حجرہ کا دروازہ بند کیا اور اس
رو کا تصور باندھا اس عرصہ میں نماز روزہ کھانا پینا سب بالائے طاق تھا آٹھویں
ں وہ تصور مجسم ہو کر سامنے آ کھڑا ہوا اسی دن وہ دلبربا اپنے شوہر کے ساتھ
لی میں شیرینی رکھے مسجد کے اندر آ موجود ہوئی ؎

marfat.com

شب اگر بودم با ہزاران کوہ درد
سر بزانوئے غمش نشستہ فرد

جان بلب از حسرت گفتار او
دل پر از نومیدی دیدار او

آن قیامت قامت پیمان شکن
آفت دوران بلائے مرد و زن

فتنۂ دوران و آشوب جہان
خانہ سوزی چون من بے خانمان

از درم ناگہہ درآمد بے حجاب
لب گزان از رخ برافکندہ نقاب

کاکل مشکین بدوش انداختہ
وز نگاہے کار عالم ساختہ

گفت اے شیدا دل محزون من
وے بلاکش عاشق مفتون من

کیف حال القلب فی نار الفراق
گفتمش واللہ حالی لایطاق

اس نے حجرہ زنجیر کھڑکائی ادھر دل نے گواہی دی کہ لو مطلوب آ پہونچا ہم نے کنڈی کھول دی وہ دونوں اندر آئے دیکھا تو اس کا شوہر بھی حسن وجمال میں بے مثال تھا ہم نے پوچھا تم دونوں کس لئے آئے ہو کہا کہ ہم کو اولاد کی تمنا ہے خیر ہم سمجھ گئے کہ یہ سب فساد حضرت عشق کا ہے ورنہ ابھی تو ان کے دن خود سیر و تماشے کے ہیں کیسی اولاد اور کس کی تمنا اس عورت نے ہماری طرف ٹکٹکی باندھ دی اس کے شوہر سے ہم نے کہا ذرا تم باہر جاکر زنجیر لگا دو ہم کو اس سے ایک پردہ کی بات پوچھنی ہے وہ غریب دروازہ بند کر کے باہر ہو گیا اس زمانہ میں ہماری عمر پینتالیس سال کی تھی ہم نے دل سے کہا کہ بولو حضرت اب کیا ارادہ ہے اگر اس کو جورو بنانا چاہتے ہو تو میاں بیوی دونوں راضی ہیں مگر اب وہ عمر جوانی کہاں اور اگر بہن بنانا چاہتے ہو تو اپنی ماں بہن کو کیوں چھوڑا جس کے لئے آٹھ دن سے یہ بے تابی و بے قراری تھی وہ موجود ہے کہو کیا کہتا ہے دل نے جواب دیا کہ یہ بھی ایک کھیل کھیلنا تھا سو کھیل چکے پس اب کوئی خواہش باقی نہیں اس کے بعد ہم نے اس سے دو ایک باتیں پوچھ کر اس کے خاوند کو بلالیا اور ایک تعویذ لکھ کر ان کے حوالہ کیا اور کہا کہ جاؤ خدا حافظ ان کے جانے کے بعد خیال آیا کہ یہ عشق ضرور کچھ نہ کچھ رنگ لائے گا اور طرف ثانی کو بھی ستائے گا یہاں سے چل دینا بہتر ہے یہ سوچ کر ہم آدھی رات کو چلدئے

marfat.com

اور وہاں سے بیس کوس پر جا کر دم لیا دوسرے دن وہ نیکبخت بھی شوہر کو ہمراہ لے ایکہ
میں بیٹھ عصر کے وقت اسی مقام پر آن پہنچے بال پریشان طبیعت اوداس چہرہ پژمردہ
دل افسردہ پاس آن کر لگی زار زار رونے اس وقت ہم کو یہ شعر یاد آیا ؎

لٹ لٹیٹی لپٹا پٹ اٹ پٹ بولت بین — کچھو پیاسی گھٹ پٹ لبھی جوپٹ پٹ ٹپکت نین

اور بار بار کہنا شروع کیا کہ آپ بنارس تشریف لے چلیں جب دونوں نے بہت اصرار
کیا تو کہنا پڑا کہ ہم یہاں ایک کام کے لئے آئے ہیں وہ ہو جائے گا تو دو چار دن میں
خود چلے آئیں گے غرض تسلی و تشفی دے کر ان کو ادھر روانہ کیا اور ہم نے ایکہ کرایہ کر لکھنؤ
کی راہ لی نہیں معلوم اس پر کیا گزری اثناء راہ میں شاہ کڑا کا مزار آیا اس کی زیارت کو
گئے چونکہ پنجشنبہ کا دن تھا اس وقت ایک طوائف مجرا کرتی اور یہ غزل گاتی تھی ؎

مارا بغمزہ کشت و قضا را بہانہ ساخت — خود سوئے ما ندید و حیا را بہانہ ساخت

ناگہاں ایک فقیر لنگوٹی بند لاٹھی ہاتھ میں لئے محفل میں آکودا اور یہ شعر پڑھ کر
ناچنے لگا ؎

رنگس کہ خاک ما را گل کرد خانہ ساخت — خود درمیان در آمد ما را بہانہ ساخت

اس وقت اہل محفل پر ایک عجیب طاری ہو گئی کسی کو کسی کی خبر نہ رہی دو چار
چکر مار کر چل دیا معلوم نہ ہوا کہ کہاں سے آیا اور کدھر گیا کوئی اس کو پہچانتا بھی نہ تھا وہاں
چل کر ہم لکھنؤ پہنچے اور چندے قیام کر کے سنبھل کا ارادہ کیا جہاں ہمارے پیر و مرشد
حضرت مولانا حبیب اللہ شاہ صاحب نقشبندیہ کا مزار ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم کو یہ خبر نہ تھی کہ حضرت مولانا حبیب اللہ
شاہ صاحب نے بوقت انتقال اصحاب و احباب سے فرما دیا تھا کہ غوث علی نام
ایک ہمارا بڑا رفیق و دوست ہے اگرچہ آوارہ گرد آدمی ہے لیکن کبھی ادھر آ نکلے
تو بہت خاطر و مدارت کرنا جبکہ منزل بمنزل سیر کرتے ہوئے ہم سنبھل میں پہنچے تو کسی
نے پہچانا نہیں مگر ایک دن غلام حسین نام ایک شخص نے ہمارا نام دریافت کیا ہم
نے بتلا دیا بولا کہ آپ حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب کے مرید ہیں کہا کہ ہاں

marfat.com

جب یہ بات اس کو معلوم ہو گئی تو سارے شہر میں کہہ پھرا کہ حضرت کے بڑے خلیفہ آگئے ہیں جن کی نسبت حضرت نے وصیت فرمائی تھی پھر تو بہت لوگ شہر کے آنے جانے لگے اور خاطر تواضع شروع ہوئی چند روز بعد وہاں کے اکثر کرو مرادنی اور اعلیٰ مجتمع ہو کر آئے اور کہا کہ حضرت پگڑی باندھ لیجئے ہم نے ان سب سے کہا کہ میاں صاحب قبلہ نے ہماری نسبت کیا الفاظ فرمائے تھے آیا مرید یا رفیق بولے کہ ہاں رفیق کے لفظ سے یاد فرمایا تھا لیکن آپ کو تو مریدی کا اقرار ہے ہم نے کہا تم کو کیا خبر شاید ہم نے روٹیوں کے لئے یہ بات بنائی ہو اور سنو صاحبو آپ لوگ دنیا دنیا دار ہیں یا فقیر سب نے جواب دیا کہ دنیا دار پھر ہم نے پوچھا کہ ہماری نسبت کیا خیال کرتے ہو دنیا دار یا فقیر بولے کہ ہم تو آپ کو فقیر سمجھتے ہیں ہم نے کہا کہ تعجب کی بات ہے کہ ہم فقیر ہو کر دنیا داروں کے ہاتھ پگڑی باندھیں البتہ اگر میاں صاحب قبلہ اپنے دست مبارک سے ہمارے سر پر جوتیاں بھی رکھ دیتے تو ہم کو تاج سلطنت تھا پس اب سب صاحب مجھ کو معاف فرمائیں اور اس قسم کا تذکرہ درمیان نہ لائیں غرض وہ لوگ اپنی پگڑی بغل میں داب کر چل دیئے اور پھر کبھی ایسا ارادہ نہ کیا۔

ایک دن ارشاد ہوا کہ سنبھل میں چھ مہینہ رہنے کا اتفاق ہوا وہاں کے اکثر آدمیوں سے ملاقات ہو گئی ایک دن ہمارے پیر بھائی غلام محی الدین کی والدہ نے ہم کو بلا کر یہ بات کہی کہ تمہارے بھائی کی شادی کو نو برس ہوئے مگر اولاد نہیں ہوتی کچھ اس کی تدبیر کرنی چاہیئے ہم نے کہا کہ بہت اچھا انشاء اللہ کچھ فکر کیا جائے گا پھر مہینہ بعد ہم وہاں سے چل دیئے اور موضع تگری میں پہنچے جو گڈھ کیسر کے مقابل گنگا کے کنارہ واقع ہے یہاں غلام محی الدین گھاٹ پر نوکر تھے ان کے پاس ہم بھی ٹھہر گئے اس زمانہ میں برسات کا موسم اور دریا میں طغیانی تھی اس لئے رات دن صرف ایک کھیوہ بکتا تھا حسن اتفاق سے ایک جوگن وارد ہوئی کشتی روانہ ہو چکی تھی ناچار اس کو ٹھہرنا پڑا چونکہ نہایت حسین و طرحدار و نوجوان تھی لوگ اس کو دیکھنے لگے ہمارے پیر بھائی نے بھی دیکھا تو وہ بولی کیوں صاحب آپ کس برتے پہ دیکھتے

marfat.com

ہیں کیا تمہاری شادی ہو گئی ہے جواب دیا کہ ہاں ہو گئی جوگن نے کہا بھلا وہ غریب تمہاری جان کو کیا روتی ہو گی یہ سن کر وہ سرد ہو گئے تو شرمندہ ہو کر آنکھیں نیچی کر لیں ہم تاڑ گئے کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے ہم نے جوگن سے کہا کہ مائی صاحب آج ہمارے پاس ٹھہر جاؤ کہا کہ بہت اچھا ایک جھونپڑی اس کے واسطے خالی کرا دی۔ پھر ہم نے بھائی صاحب سے پوچھا کہ یہ معاملہ کیا ہے کہ یہ جوگن سچ کہتی ہے میں نامرد ہوں جب شادی کی تیاری ہوئی تو میں نے غل مچایا اور صاف صاف کہہ دیا مگر والد اور خالہ نے جن کے گھر میری شادی ہوئی نہ مانا اور عقد کر دیا شب زفاف کو میں اپنی بیوی کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو گیا اور کہا کہ میں کسی قابل نہیں تیری اور میری ماں نے یہ ظلم کیا اب شرم تیرے ہاتھ ہے اس نیکبخت نے جواب دیا کہ خیر جو تقدیر کا لکھا تھا پیش آیا اب کیوں عزت خراب کی (صبح اٹھ کر دونوں نہا لیا کریں گے)

جَنَکُ سُتَا جَسْرَتُ بَھُوَر ۲ مُرچَنْدُ رَبَرلِیْنُ

سُوُھا ۲ اَچابَا شِلشُٹ کَا کَرَمُ رِیْکَہ دُکھُہ دِیْنُ

لَاکھُہ سِبَانُ پٹُ کُوتُر بِدُ کَرُدِیکھُو سَبُ کُوئِی

اَنُ ھُوَنِی ھُوَنِی نَھِیْنُ ھُوُنِی ھُو سُو ھُوئِی

مگر دیکھنا کوئی اس راز سے آگاہ نہ ہونے پائے ورنہ تمام زمانہ میں رسوائی ہو گی واہ رے عورت اللہ تعالیٰ نے کیا سمجھ اور حوصلہ دیا تھا کہ نو برس تک پردہ فاش نہ ہونے دیا ہے

نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکساں نکرد

یہ ماجرا سن کر ہم جوگن کے پاس گئے اور کہا کہ مائی صاحبہ کچھ اس مرض کا علاج بھی ہے جس کو تم نے ایک نظر میں تشخیص کر لیا اس نے چٹکی بجا کر کہا کہ اتنی دیر میں علاج ہو سکتا ہے لیکن سامان مہیا کرنے کو ایک مہینہ چاہیئے ہم نے کہا کہ مہربانی کر کے آپ بھی ایک مہینہ تک تشریف رکھیں کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے آپ کی خاطر عزیز ہے پہلے تو یہ میاں صاحب ایک مہینہ رخصت لیں پھر ایک سیر گھی ایک سیر

marfat.com

روغن کنجد ایک کڑھائی اور ایک چارپائی اونچی پایوں کی جس میں بجائے بان کے ڈنڈے لگے ہوں تیار کرائیے اور قدرت الٰہی کا تماشا دیکھئے جب اس کے کہنے کے موافق سب سامان مہیا ہوگیا تو اس نے کڑہائی چولہ پر رکھی اور تیل ایک دفعہ ہی ڈال دیا اور اس کے اوپر چارپائی بچھا دی پھر غلام محی الدین کو ایک ذراسی دوا کھلائی جس سے بیہوشی طاری ہوگئی اس وقت ان کو چارپائی پر لٹا دیا اور کڑھائی کے نیچے دھیمی آنچ شروع کی جبکہ اس کی بھاپ ریڑھ کی ہڈی کو لگی تو فوراً چھینکیں آنے لگیں اور غنٹ کے غنٹ ناک سے نکلنے لگے اور قوت شہوانی کو ہیجان ہوا تھوڑی دیر میں آنکھیں کھول دیں جوگن نے فرمایا کہ دیکھو اب ان کی آنکھوں میں اور ہی رس ہے فی الواقع اس وقت مجنوں و متوالوں کی طرح سرخ آنکھیں تھیں پھر تو وہ بیقرار ہوکر پکارے کہ اب طاقت ضبط نہیں رہی آخرکار جوگن نے ایک ترکیب[ل] بتائی اور کہا کہ ایک مہینہ تک اسی ترکیب کو کرتے رہنا مہینہ بھر کے بعد گھر کے آدمیوں کو بلالیا اور خوشی و خورمی سے رہنے لگے۔ ایک روز جوگن نے ہم سے کہا کہ آپ بھی یہ دوا کھالیں ہم نے کہا بہت اچھا بشرطیکہ تم بھی ہمارے ساتھ رہو کیونکہ اس کے اتار چڑھاؤ سے تم خوب واقف ہو کر ہنس کر چپ ہوگئی۔ یہ عورت بڑی خوش مذاق اور با اخلاق تھی لیکن جو شغل اس کو کسی کامل گرو سے پہونچا تھا ہر دم اس میں مشغول رہتی دن بھر سب سے بات چیت کرتی جب رات کا وقت آتا تو اپنی جھونپڑی کا دروازہ بند کرکے صبح تک تنہا بیٹھ کر گزار دیتی تھی ایک روز اس نے بیان کیا کہ میری شادی بھی ہوگئی تھی قضائے الٰہی سے میرا شوہر ہیضہ کرکے مرگیا نہایت حسین و خلیق آدمی تھا اگر آپ دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اسی کے بیراگ میں جوگن کا بھیس بھر کر دیس بدیس پھرتی ہوں چندے جنوں کا زور رہا مگر اب کمی ہوگئی ہے ؎

دیوانہ وار در کمر کوہ گشتہ ۔۔۔ بے اختیار سر بہ بیابان نہادہ

ہم نے کہا کہ تم بڑی مردانہ اور مستقل مزاج عورت ہو کہ لطف دنیا سے واقف ہو کر اس کو ترک کیا اور ہم جو تجرد و تنہائی میں پھرتے ہیں تو بات یہ ہے کہ کبھی اس کوچہ کی سیر ہی نہیں کی بولی کہ آؤ ہمارے ساتھ رہو اور جان پرست ہو جاؤ ہم نے کہا

[ل] بیان ترکیب مفصل عدا ترک کی ۱۲

marfat.com

صاحب بس معاف رکھئے جب ایک مہینہ ہو گیا وہ جوگن رخصت ہوئی ہم نے پچاس روپیہ نذر کئے اس نے نہ لئے اور کہا کہ جو کچھ ہم نے کھا لیا یہی بس ہے اس کے سوا مجھ کو کچھ درکار نہیں ایک دن ہم میاں غلام محی الدین کے گھر گئے اور ان کی بیوی سے کہا کہ مائی صاحب کیا کریں پہلے دو جگہ مرید ہو چکے ہیں ورنہ اس شان ستار العیوبی میں ہم تمہارے مرید ہو جاتے صد آفرین کہ نو برس تک صبر کیا اور کسی پر راز فاش نہ ہونے دیا

صد ہزاراں کیمیا حق آفرید — کیمیائے ہم چو صبر آدم ندید

اس نے کہا کہ سنو میاں صاحب ایک رشتہ تو پہلے سے نکاح کے بعد دوہرے حقوق ہو گئے اور جب ان کی عزت میں فرق آتا تو میں کب بچتی صبر کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت بھی رکھی اور میری بھی لیکن یہ ایسا عذاب تھا کہ دوزخ کا عذاب بھی اس کے سامنے ہیچ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آپ کے قدموں کی برکت سے وہ دن بھی گذر گئے فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور — کلبہ احزان شود روزے گلستان غم مخور
دہر گر دو دل گر دو روزے بر مراد ما نگشت — دائما یکسان نباشد کار دوران غم مخور
گرچہ منزل بس خطرناک ست مقصد ناپدید — ہیچ راہے نیست کان را نیست پایان غم مخور
گر بہار عمر باشد باز بر تخت چمن — چتر گل بر سر کشی اے مرغ خوشخواں غم مخور
در بیاباں گر ز شوق کعبہ خواہی زد قدم — سرزنش ہا گر کند خار مغیلان غم مخور
ہاں مشو نومید چون واقف نہ ز اسرار غیب — باشد اندر پردہ بازیہائے پنہاں غم مخور
ہر کہ سرگرداں بعالم گشت و غم خواری نیافت — آخر الامر او بغم خواری رسد ہاں غم مخور

وہاں سے رخصت ہو کر ہم رامپور میں پہونچے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم دوبارہ رام پور میں گئے تو سرائے میں ٹھہرے اتفاقاً مولوی فضل حق صاحب سے ملاقات ہوئی نہایت محبت و عنایت سے پیش آئے اور اپنے نوکر سے کہا کہ جاؤ آپ کا اسباب اٹھا لاؤ میں نے کہا کہ حضرت برائے خدا مجھے وہیں رہنے دیجئے کہ بہت آرام سے ہوں کہا اچھا

marfat.com

صاحب بس معاف رکھئے جب ایک مہینہ ہو گیا وہ جوگن رخصت ہوئی ہم نے پچاس روپیہ نذر کئے اس نے نہ لئے اور کہا کہ جو کچھ ہم نے کھا لیا یہی بس ہے اس کے سوا مجھ کو کچھ درکار نہیں ایک دن ہم میاں غلام محی الدین کے گھر گئے اور ان کی بیوی سے کہا کہ مائی صاحب کیا کریں پہلے دو جگہ مرید ہو چکے ہیں ورنہ اس شان ستار العیوبی میں ہم تمہارے مرید ہو جاتے صد آفرین کہ نو برس تک صبر کیا اور کسی پر راز فاش نہ ہونے دیا

صد ہزاراں کیمیا حق آفرید   کیمیائے ہم چو صبر آدم ندید

اس نے کہا کہ سنو میاں صاحب ایک رشتہ تو پہلے سے نکاح کے بعد دوہرے حقوق ہو گئے اور جب ان کی عزت میں فرق آتا تو میں کب بچتی صبر کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت بھی رکھی اور میری بھی لیکن یہ ایسا عذاب تھا کہ دوزخ کا عذاب بھی اس کے سامنے ہیچ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آپ کے قدموں کی برکت سے وہ دن بھی گذر گئے فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور   کلبۂ احزان شود روزے گلستان غم مخور

دور گردوں گر دو روزے بر مراد ما نگشت   دائما یکسان نباشد کار دوران غم مخور

گرچہ منزل بس خطرناک ست مقصد ناپدید   ہیچ راہے نیست کا نرا نیست پایاں غم مخور

گر بہار عمر باشد باز بر تخت چمن   چتر گل بر سر کشی اے مرغ خوشخواں غم مخور

در بیاباں گر ز شوق کعبہ خواہی زد قدم   سرزنش ہا گر کند خار مغیلان غم مخور

ہاں مشو نومید چون واقف نۂ ز اسرار غیب   باشد اندر پردہ بازیہائے پنہاں غم مخور

ہر کہ سرگرداں بعالم گشت و غم خواری نیافت   آخر الامر او بغم خواری رسد ہاں غم مخور

وہاں سے رخصت ہو کر ہم رامپور میں پہونچے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم دوبارہ رام پور میں گئے تو سرائے میں ٹھہرے اتفاقاً مولوی فضل حق صاحب سے ملاقات ہوئی نہایت محبت و عنایت سے پیش آئے اور اپنے نوکر سے کہا کہ جاؤ آپ کا اسباب اٹھا لاؤ میں نے کہا کہ حضرت برائے خدا مجھے وہیں رہنے دیجئے کہ بہت آرام سے ہوں کہا اچھا

marfat.com

بہاں آپ خوش رہیں لیکن بھٹیاری کو کہلا بھیجا کہ ان کے خرچ کا حساب ہمارے ذمہ ہے اگر پانچ روز بھی اٹھیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہم دیں گے لیکن یہ شرط ہے کہ میاں صاحب بلا اجازت ہمارے کہیں چلے نہ جاویں ایک روز پچھلی باتوں کا ذکر آ گیا اپنے والد بزرگوار کو یاد کر کے روتے رہے ہم نے کہا کہ مولوی صاحب آپ کو وہ دن بھی یاد ہے کہ مولوی صاحب نے تھپیڑ مارا تھا اور آپ کی دستار فضیلت دور جا پڑی تھی ہنسنے لگے اور فرمایا کہ خوب یاد ہے وہ عجب زمانہ تھا اور وہ قصہ اس طرح تھا کہ مولوی فضل امام صاحب نے ایک طالب علم کو فرمایا کہ جاؤ فضل حق سے سبق پڑھ تو وہ آیا غریب آدمی بدصورت عمر زیادہ علم کم ذہن کند یہ نازک طبع ناز پروردہ جمال صورت و معنی سے آراستہ چودہ برس کا سن و سال نئی فضیلت ذہن میں جودت بھلا میل ملے تو کیسے ملے اور صحبت راس آئے نوکیوں کر آدے تھوڑا سبق پڑھایا تھا کہ بگڑ گئے جھٹ اس کی کتاب پھینک دی اور برا بھلا کہہ کر نکال دیا وہ روتا ہوا مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا حال بیان کیا فرمایا کہ بلاؤ اس خبیث کو مولوی فضل حق صاحب آئے اور دست بستہ کھڑے ہو گئے مولانا صاحب نے ایک تھپیڑ دیا ایسے زور سے کہ ان کی دستار فضیلت دور جا پڑی اور فرمانے لگے کہ تو تمام عمر ریشم کے گنبد میں رہا ناز و نعمت میں پرورش پائی۔ جس کے سامنے کتاب رکھی اس نے خاطر داری سے پڑھایا طالب علموں کی قدر و منزلت تو کیا جانے اگر مسافرت کرتا بھیک مانگتا اور طالب علم بنتا تو حقیقت معلوم ہوتی ارے طالب علمی کی قدر ہم سے پوچھ ؎

درازئ شب از مژگان من پرس | کہ یک دم خواب در چشمم نگشت است

خبردار تم جانو گے اگر آئندہ ہمارے طالب علموں کو کچھ کہا یہ چپ کھڑے روتے رہے کچھ دم نہ مارا آخر قصہ رفع دفع ہوا لیکن پھر کبھی کسی طالب علم کو کچھ نہیں کہا ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی فضل حق صاحب نے ایک قصیدہ عربی زبان میں امراء القیس کے قصیدہ پر کہا اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں لائے شاہ صاحب نے ایک مقام پر اعتراض کیا اس کے جواب میں انہوں نے بیس شعر متقدمین کے پڑھ دئے

marfat.com

مولوی فضل امام صاحب نے فرمایا کہ بس حد ادب۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت یہ کوئی علم تفسیر و حدیث تو ہے نہیں فن شاعری ہے اس میں بے ادبی کی کیا بات ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ برخوردار تو سچ کہتا ہے مجھ کو سہو ہوا تھا غرض ہم رام پور میں مہینہ بھر تک مولوی صاحب کے مہمان رہے۔

ایک بار ارشاد ہوا کہ رام پور میں میاں سبحان شاہ صاحب سے ملاقات ہو گئی انہوں نے نہایت خاطر و مدارت سے اپنے مکان پر ٹھہرایا ہم نے ان کو نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا مگر ہر وقت تسبیح ہاتھ میں اور باوضو درود شریف پڑھا کرتے کرتے تھے ان کی نسبت ایسی تھی کہ جب کوئی مشائخ ان کے کوچہ میں جا نکلتا تو اس کی کیفیت سرد ہو جاتی چنانچہ مشائخوں کا قول تھا کہ اس بدعتی فقیر کے کوچہ میں جانے سے قلب پر تاریکی چھا جاتی ہے ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک نابینا ان کی خدمت میں آیا اور ارادت ظاہر کی شاہ صاحب نے کہا بھلا حافظ جی تم کب سے نابینا ہوئے ہو کہا کہ نو برس کی عمر میں چیچک نکلی تھی جب سے آنکھیں جاتی رہیں ہیں پھر پوچھا آنکھیں کس نے کھوئیں حافظ جی نے کہا اللہ نے شاہ صاحب نے کہا ارے عقل کے دشمن جس نے تیری آنکھیں کھوئیں تیرے ماں باپ کو مارا اور تیرے فکر میں ہے ایسے دشمن کو کیوں تلاش کرتا ہے خبردار اس خبط میں مت پڑ یہ باتیں سن کر وہ گالیاں دیتا چلا گیا ایک دن شاہ صاحب سے کسی نے پوچھا حضرت آپ نماز تو پڑھتے نہیں مگر تسبیح رکھتے ہیں اس کی کیا ضرورت ہے جواب دیا کہ میاں عبرت کے لئے کیونکہ امام کے دو دھاگے ہیں اور مقتدی کے ایک پس میں چاہتا ہوں کہ امامت و اقتدا دونوں سے بچوں وہ شخص لاحول پڑھ کر چلا گیا ایک روز مفتی صدر الدین صاحب صدر الصدور سبحان شاہ صاحب کے پاس تشریف لائے مفتی صاحب کی عادت تھی کہ ہر وقت تسبیح پر نفی و اثبات کا ورد رکھتے تھے حسب عادت یہاں بھی تسبیح پڑھتے رہے شاہ صاحب نے کہا مفتی صاحب کیا اب تک آپ کا شک رفع نہیں ہوا مفتی صاحب نے سکوت کیا کئی بار پوچھا کچھ نہ دیا جب مفتی صاحب تشریف لے گئے تو ہم نے کہا کہ میاں صاحب آپنے کیا لچر

marfat.com

سوال کیا تھا وہ عالم متبحر تھے اگر چاہتے تو ہزار طرح سے جواب دیتے مگر وہ اپنی کسر شان سمجھے ورنہ میدان سخن تنگ نہ تھا ان کی پختگی تو دیکھو آپ بہت ہی سرمارا لیکن انہوں نے اپنی عادت کو ترک نہ کیا اب میں ان کی طرف سے جواب دیتا ہوں یہ تو فرمایئے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کیوں پڑھتے تھے اور ہر نماز کے بعد تین بار استغفار کس واسطے کہا کرتے تھے کیا حضرت کو کچھ شک تھا شاہ صاحب نے جواب دیا کہ حضرت کو کچھ شک نہ تھا بلکہ مراتب اعلیٰ کی ترقی کے لیے طلب ہدایت تھی اور مراتب حاصل شدہ کی نسبت استغفار ہم نے کہا کہ بس یہی مقصد ہمارا بھی ہے اگر ہم نے رسول خدا کی متابعت کی تو کیا قباحت لازم آئی نہ خدا کی کوئی حد نہ اس کی طلب کی کچھ انتہا ہے

مرا کمال محبت ترا کمال جمال   مبادا اینکہ پذیرد زوال این دکمال

یہ بات سن کر شاہ صاحب چپ ہو گئے کچھ جواب نہ دیا۔ ایک روز ہمارے پیر بھائی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہیں بستر لگایا میاں صاحب نے کہا کہ یہاں کا دستور یہ ہے کہ صرف صبح کو روٹی ملتی ہے رات کو نہیں ملتی کہ نیند غلبہ نہ کرے اور یاد خدا میں خلل نہ پڑے ہے

اندرون از طعام خالی دار   تا درو نور معرفت بینی

ہمارے پیر بھائی نے جواب دیا کہ صاحب ایسے خدا کو سلام ہے جو رات کی روٹی سے بھاگ جائے ہم تو دونوں وقت کھائیں گے خواہ آپ اپنے مکان پر رہنے دیں خواہ نہ رہنے دیں شاہ صاحب ہنسے اور بھنڈاری سے کہا کہ بھائی یہ فقیر نہیں مانیں گے ان کو دونوں وقت روٹی دو ہمارے پیر صاحب باوجود خوب کھانے کے محنتی بھی ایسے تھے کہ شام سے بیٹھتے تو صبح کر دیتے تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ رام پور میں بین دروازہ کے باہر باغ میں میاں حبیب اللہ شاہ صاحب ابوالعلائی رہتے تھے ہم بھی ایک دن ان کی ملاقات کو گئے دیکھتے ہی پتھر اٹھایا اور ہماری طرف دوڑے ہم نے کہا کہ تم اپنا پتھر تو رہنے دو

marfat.com

ہم تمہارے پیر اور دادا پیر سے بھی مل آئے ہیں اگر تم نہیں ملتے نہ ملو کوئی مطلب دین و دنیا کا ہے کہ ہم تمہارے پاس نہیں آئے بولے کہ خیر آجاؤ پھر تو آمد و رفت ہو گئی چونکہ مولوی حبیب اللہ شاہ بڑے صاحب ذوق و شوق تھے ان کے پاس طبیعت گرم ہو جاتی تھی اور سبحان شاہ کے پاس سرد۔ ایک دن ایک مسافر طالب خدا میاں حبیب اللہ شاہ کی خدمت میں آیا اور بزرگان دین کی شکایت شروع کی کہ بغداد گیا۔ مدینہ ہو آیا۔ اجمیر کی خاک چھانی زندہ مردہ سب دیکھے نہ کچھ ان میں تھا نہ ان میں ہے

مکے گئے مدینہ گئے کربلا گئے جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آگئے

یہ سن کر ان کو جذبہ آیا ہم نے سوچا کہ اب ان دونوں میں سے ایک کی خیر نہیں یا تو یہ شرمندہ ہوں گے یا وہ مر جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا میاں صاحب نے کہا کہ ہمارے سامنے بیٹھ وہ سوختہ جگر جھٹ آکر بیٹھ گیا نظر جو ڈالی تو اس غریب کا قلب شق ہو گیا ہر بن مو سے خون ٹپکنے لگا اور تیسرے دن مر گیا ہم نے ان سے کہا کہ آپ نے غضب کیا پھر کبھی ایسا نہ کرنا کیونکہ ہر قسم کے سوختہ جگر آتے ہیں اور طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں اگر تعلیم کرنا منظور ہو تو قاعدہ اور طریقہ کے موافق کرو ورنہ بکتے دو خود تھک کے چلے جائیں گے۔

ایک روز ارشاد ہوا ہم دو برس تک رام پور میں رہے وہاں سے چل کر پھر نگری میں آئے دیکھا کہ میاں غلام محی الدین کے دو لڑکے موجود ہیں ایک کھیلتا تھا دوسرا گود میں تھا ہم نے شکر خدا کیا وہاں سے چل کر میرٹھ آئے اور چند روز ٹھہرے یہاں ایک مجذوب شتر خانہ کے قریب رہتے تھے ہم بھی ان کے پاس جایا کرتے تھے ایک دن گوروں کا رسالہ اُدھر سے گذرا ایک افسران میں سے جدا ہو کر میاں صاحب کے پاس آیا اور گلے لگ کر رونے لگا پھر دو چار باتیں کر کے چل دیا ہم نے پوچھا کہ میاں صاحب یہ کیوں روتا تھا اور آپ سے کیا کہتا تھا فرمایا کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک بھید ہے، ہم نے کہا یہ تو ہم خود بھی جانتے ہیں کہ بھید ہے لیکن آپ بتلائیے کہ وہ بھید کیا ہے کہنے لگے کہ یہ افسر کہتا تھا کہ اس رسالہ کے قتل کا حکم ہوا ہے ہم میں سے بہت لوگ مارے جائیں گے

marfat.com

اور بہت کشف و خون ہوگا آپ دعا کریں میں نے کہا کہ حکم قطعی ہو چکا ہے اب دم مارنے کی جگہ نہیں راضی برضا ہو اس وقت تک بالکل امن و امان تھا چند روز بعد ہم وہاں سے باری چلے گئے اس سے ایک مہینے بعد یکایک غدر شروع ہوگیا۔

ایک دن ارشاد ہوا کہ جب کسی قدر غدر رفع ہوا تو مجرموں کو انگریزوں نے پھانسی دینی شروع کی ہم کو بھی ایک انگریز نے جو تحقیقات کرتا تھا بمقام شاملی طلب کیا اور پوچھا کہ جب یہاں لڑائی ہوئی اور تحصیل و تھانہ پر لوگوں نے یورش کی تو تم کہاں تھے؟ ہم نے کہا کہ صاحب گھبرانے کی بات یہ ہے کہ آپ حاکم ہیں آپ نے بلایا ہم فوراً دوڑے چلے آئے اب تک کھانا بھی نہیں کھایا دوسرے یہ اندیشہ ہے کہ دیکھئے آپ کیا حکم دیں بولا کہ سنو صاحب ہم ظلم نہیں کرتا اور خواہ مخواہ کسی کو نہیں ستاتا جس کی نسبت تمہارے بھائی بند قسم کھا کر گواہی دیتے ہیں کہ یہ مجرم ہے اسی کو ہم سزا دیتا ہے اس میں ہمارا کچھ قصور نہیں اگر جھوٹ بولا تو یہ عذاب ان کے سر پر ہوگا پھر آپ نے خانساماں کو بلا کر کہا کہ ان کو کھانا کھلاؤ وہ ہم کو اپنے پاس لے گیا اتفاق سے اس صاحب کا بچہ نہایت بے چین ہو رہا تھا برابر روتا تھا زبان تالو سے نہیں لگتی تھی کسی شخص نے صاحب سے کہہ دیا کہ جس کو آپ نے باری سے بلایا ہے وہ بہت بزرگ آدمی ہے اس بچہ پر دعا پڑھ دے گا تو یقین ہے کہ اس کو جلد آرام ہو جائے گا اس نے آیا کے ہاتھ بچے کو ہمارے پاس بھیجا ہم نے کچھ پڑھ کر دم کر دیا خدا کی قدرت بچہ اسی دم چپ ہوگیا صاحب اور میم دونوں اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے پھر ہم کو بلا کر کہا کہ آپ کو اختیار ہے جہاں چاہو چلے جاؤ کوئی مزاحم نہیں ہم وہاں سے رخصت ہو کر باری آئے اور بعد چندے سونی پت چلے گئے

ایک دن ارشاد ہوا کہ بعد سیر امصار و دیار کے ہم نے سونی پت آکر میر **اعظم علی شاہ** صاحب قبلہ کے مزار پر چھ مہینے تک قیام کیا وہاں مولوی **محب اللہ** صاحب پانی پتی سے ملاقات ہوئی ہم نے کہا کہ مولوی صاحب کسی فقیر کامل کی خبر دو انہوں نے کہا کاشمیر میں **سید احمد شاہ** صاحب نہایت کامل و آزاد منش درویش ہیں میرا بھی جانے کا ارادہ ہے اگر آپ کا عزم ہو تو باتفاق چلے

marfat.com

چلیں ہم نے کہا کہ پہلے اپنے حال کا ایک عریضہ لکھ کر ہم آپ کو دیتے ہیں جو کچھ اس کا جواب آئے گا اس پر عمل کیا جائے گا چنانچہ ...ی صاحب عریضہ لے گئے جس کا جواب شاہ صاحب نے یوں تحریر فرمایا کہ میں تو اس قابل نہیں ہوں ہاں اگر آپ تشریف لائیں تو تو شاید آپ کی ذات سے مجھ کو کچھ فائدہ ہو جائے اس کے بعد ہم نے مصمم ارادہ کر لیا کہ پچیس روپیہ جمع ہو جائیں تو چل دیں مگر یہ کیوں کر ہوتا ہے

قرار در کف آزادگان نگیرد مال نہ صبر در دل عاشق آب در غربال

ایک مدت کے بعد کچھ روپیہ جمع ہوا تو قصد کشمیر کیا سونی پت سے چل کر بستم شعبان ۱۲۷۸ہجری کو پانی پت پہنچے نو دس دن ماہ صیام میں باقی تھے دل میں آیا کہ یہ ایام یہیں بسر کریں رمضان شریف کی پانچویں تاریخ تھی کہ مولوی محب اللہ صاحب اور منشی فضل رسول صاحب کا خط آیا کہ سید احمد صاحب اس جہان فانی سے رخصت ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یہ خبر پاکر ہم نے ارادہ ملتوی کیا اور قلندر صاحب کے حجرہ میں رہنے لگے مشیت ایزدی یہی تھی کہ پانی پت میں قیام ہو

باب چہارم دربیان توحید مشتمل بر چہار فصل

تمہید

تمہید توحید ایسا مسئلہ ہے جو کبھی نسخ پذیر نہیں ہر ایک دین و ملت میں اس کی شہادت موجود ہے کوئی قوم بروئے زمین پر ایسی نہیں جس میں خدا کی یگانگی کے تسلیم کرنے والے نہ ہوں جملہ انبیاء و اولیاء اور ہادیان راہ خدا خواہ کسی سرزمین اور کسی زمانہ میں ہوئے ہوں ان کی تعلیم و تلقین کی بنیاد اسی لازوال مسئلہ پر ہے۔ یہی مسئلہ اسلام کا رکن اور ایمان کی کلید ہے یہی معلومات ظاہر قبلہ اور یہی مکشوفات باطن کا کعبہ ہے۔ شریعت اور طریقت کی جان یہی ہے حقیقت و معرفت کی نردبان ہے یہی طاعات کا راس اور یہی حکمت کی آساس ہے۔ طبعی ریاضی الٰہی سب کے سلسلے اسی پاک مسئلہ سے شروع اور اسی پر ختم ہوتے ہیں۔ اس کی تصدیق دعوت عام ہے اور اسی کی تحقیق ضیافت خاص ہے

marfat.com

یہی مسئلہ ایسا سہل اور ایسا آسان ہے کہ عوام الناس کا ورد زبان ہے اور یہی ایسا دقیق ہے کہ جس کی تحقیق میں خواص کی عقل بھی حیران و سرگردان ہے چونکہ اکثر کلام حضرت مولانا و مرشدنا کا درس توحید پر مشتمل تھا جیسا کہ ارشادات سے جو باب آئندہ میں مذکور ہیں ظاہر ہوگا لہذا راقم حروف کو مناسب معلوم ہوا کہ اول کچھ بیان توحید باری عزاسمہ کا تحریر کیا جاوے تاکہ سالکان طریق و طالبان تحقیق کو ان نکات و اشارات سے حظ وافی حاصل ہو جو باب ارشادات میں ان کی نظر سے گذریں گے۔

فصل اول تعریف و تقسیم توحید۔ توحید کے معنی ہیں شے کے واحد ہونے پر حکم کرنا اور شے کے واحد ہونے کا علم بھی توحید ہے اکابر صوفیہ نے طرح طرح سے اس کی توزیع و تقسیم کی ہے جیسا جس کو علم و انکشاف ہوا اس کے موافق بیان فرمایا

(۱) ایک قول یہ ہے کہ توحید کی چار قسمیں ہیں

اول **توحید شریعت** یعنی اس بات کا یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے قدیم ہے اپنے حیات سے حی۔ اپنے سمع سے سمیع اپنے بصر سے بصیر اپنے کلام سے کلیم یہ توحید ظاہری ہے خواہ تقلید ہو خواہ بدلائل عقلی و نقلی دوم **توحید طریقت** یعنی حق تعالیٰ کی وحدانیت شواہد کو ان و امکان میں نور ایمان سے ملاحظہ کر کے واجب الوجود کا اثبات کرنا۔ اضافت جمیع موجودات کو معدوم سمجھنا۔ ہستی جمیع موجوات کو ذات واحد میں دیکھنا اس میں تقلید و استدلال کی کچھ حاجت نہیں ہے

ہر کہ بیند مر مسبب را عیان کے نہد دل بر سببہائے جہان

اس توحید کے تین مراتب ہیں۔

اول توحید افعالی یعنی جملہ موجودات کو افعال خدا سمجھنا۔

دوم توحید صفاتی یعنی صفات جملہ موجودات کو صفات خدا سمجھنا۔

سوم توحید ذاتی یعنی وجود جملہ موجودات کو وجود باری تعالیٰ یقین کرنا۔ اور مؤثر حقیقی و موجود اصلی ذات حق کے سوائے دوسرے کو نہ جاننا۔

سوم **توحید حقیقت** یعنی نفی غیریت یہاں تک کہ اپنے وجود کا ادراک بھی

marfat.com

نفی ہو جائے اور تعینات موجودات بھی فنا ہستی حق کے سوائے کچھ باقی نہ رہے اپنے اور نیز جملہ موجودات کے وجود میں حق کو مشاہدہ کرے۔ اس توحید میں ۹ مراتب ہیں۔

اول مرتبہ انفسی یعنی اللہ تعالیٰ بکمال اقربیت مطابق آیت وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ذات عارف میں تجلی فرماتا ہے اور نفس وعقل نور الٰہی میں فنا ہو جاتے ہیں اس حالت میں سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ اور اَنَا الْحَقُّ بے اختیار سر زد ہوتا ہے۔

دوم مرتبہ آفاقی یعنی حق سبحانہ تعالیٰ موافق آیۃ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عارف کی نظر میں متجلی ہوتا ہے اور وجود جملہ موجودات واحد نظر آتا ہے اس وقت ہمہ اوست کا نعرہ دل عارف سے نکلتا ہے۔

سوم مرتبہ اسمائی یعنی عارف بکثرت ذکر الٰہی ہر اسم کے رنگ میں اسی ذات پاک کو متجلی دیکھتا ہے اور ذکر سلطان الاذکار وجود عارف میں ظاہر ہوتا ہے اور غیر بالکل مفقود

بنام آنکہ او نامے ندارد   بہر نامے کہ خوانی سر بر آرد

چہارم مرتبہ صفاتی یعنی اللہ تعالیٰ سالک کے اعضائے حسی سمع و بصر وغیرہ پر تجلی فرماتا ہے اور بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ کی کیفیت طاری ہوتی ہے ؎

نیست گشتم من ز ہستی ہائے تو   من برون رفتم درون شد جائے تو

پنجم مرتبہ تمثیلی یعنی سالک کو ہر فرد موجودات جداگانہ عین حق نظر آتا ہے اور اس مقام میں سجدہ بت عین سجدہ حق ہے ع

ندیدم غیر تو در کعبہ و دیر

ششم مرتبہ شیونائی یعنی اللہ تعالیٰ ہر طرف بہ تجلی افعال متجلی و ظاہر ہوتا ہے اور افعال موجودات عین افعال حق نظر آتے ہیں يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ اس مقام میں دہندہ وکشندہ دونوں برابر ہیں لیکن ادراک رنج وراحت باقی رہتا ہے۔

ہفتم مرتبہ شہودی یعنی اللہ تعالیٰ عارف پر اس طرح تجلی فرماتا ہے کہ

marfat.com

حجاب ظلمانی رفع اور کیفیت نورانی منکشف ہو جاتی ہے اور معروف بے کیف و مشاہدہ مدام میں مستغرق رہتا ہے اس مقام میں وجود رنج و راحت کچھ باقی نہیں رہتا۔
ہشتم مرتبہ وجودی یعنی تجلی وجود الہی میں ہستی سالک اس طرح فنا ہو جاتی ہے جیسے نور چراغ ضیاء آفتاب میں اس مقام میں سالک مثل جماد اپنے حرکات و سکنات سے محض بے خبر ہو جاتا ہے اور اس حالت میں مشاہدہ و مشہود بھی کفر ہے
نہم مرتبہ تنزیہی اس مرتبہ میں جملہ کائنات کی ہستی پرتو انوار الٰہی میں ایسی فنا ہو جاتی ہے کہ نظر سالک میں اصلا نہیں آتی جب اس دریائے ناپید اکنار کا شناور صفات موجودات کی تجلیات سے فناء کلی حاصل کرتا ہے اور حدوث و امکان کی آلائش سے مجرد ہو جاتا ہے تو ایک موج قعر دریائے ذات سے سرخفی پر وارد ہوتی ہے جو عارف کو ورطہ عدم میں ڈال دیتی ہے محو در محو اور فنا در فنا ہو جاتا ہے اس مقام میں نہ وجود نہ شہود نہ اسم نہ مسمیٰ نہ قدم نہ عدم نہ فرش نہ عرش نہ اثر نہ خبر نہ علم حق غرض کچھ باقی نہیں رہتا ہے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ دریائے جمع الجمع مستغرق ہو جاتا ہے اس وقت مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے ؎

ہست از پس پردہ این صدائے من و تو
چون پردہ برافتد نہ تو مانی و نہ من

(۴) **چہارم توحید معرفت** اسی کو توحید ازلی ذاتی قدیمی اور الٰہی بھی کہتے ہیں جس وقت عارف کامل مقامات و مراتب سیر الی اللہ و فی اللہ و مع اللہ سے عروج کر کے مقام عین الجمع و جمع میں پہونچتا ہے جو کہ انتہائے مراتب توحید سے ہے اس وقت اپنے آپ کو عدم محض پاتا اور خودی سے بیخود ہو جاتا ہے جیسا کہ پیش از ترکیب اجزاء جسمی بصور اعیان ثابتہ قدیم میں موجود تھا اسی حالت کا بیان ہے اس آیت شریف میں هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا آیا انسان پر زمانوں میں سے کوئی وقت گزرا ہے کہ وہ ایسی چیز نہ تھا جس کا ذکر کیا جائے یعنی ایک وقت انسان کے لئے ایسا تھا کہ وجود خارجی تو کیا وجود ذہنی و لفظی بھی نہ رکھتا تھا

marfat.com

روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق اس آیت کو قاری سے سنتے تو فرماتے یَا اَیَّتُھَا تَمَّتْ یعنی کاش یہ حالت پوری ہو جائے اور جہاں سے ہم نے سفر کیا ہے وہیں جا پہونچیں اور کثرت وحدت میں گم ہو جاوے۔

(۲) ایک قول یہ ہے کہ توحید کے لئے ظاہر باطن اور حقیقت ہے ظاہر توحید تو اسلام ہے اور باطن توحید ایمان اور حقیقت توحید تقویٰ اور عمل صالح پس اسلام کی صحت ایمان سے ہے اور ایمان کی صحت تقویٰ اور عمل صالح سے۔

(۳) ایک قول یہ ہے کہ توحید کے تین مراتب ہیں اول توحید افعال یعنی افعال و مفعولات کل کو باوجود کثرت واختلاف کے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ دوم توحید صفات یہ علم قلب ہے عبارت میں نہیں آسکتا اور جو شخص گمان کرے کہ یہ علم کتابوں سے پورا ہو سکتا ہے وہ ناقص المعرفت ہے۔ علم صفات عارفین کے سوائے کسی کو حاصل نہیں ہوتا ہے البتہ جس نے توحید افعال سے توحید صفات کی طرف ترقی کی ہے اس کی نسبت یہ توقع ہو سکتی ہے کہ اگر خدا کو منظور ہو تو توحید ذات کا علم اس کو ہو جائے اور جو کوئی بغیر اس طریقہ کے مرتبہ ذات میں تکلف کرے گا وہ تشبیہ و الحاد میں جا پڑے گا اس واسطے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَفَکَّرُوْا فِیْ خَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ تعالیٰ اس مقام کے علم کا طریق تفکر فی الافعال اور نظر و استدلال ہے کیونکہ افعال صفات سے صادر ہوتے ہیں اور وہ صفات کی رہنمائی کرتے ہیں جو قائم بالذات ہے۔

(۴) امام محمد غزالی فرماتے ہیں کہ توحید اصل ایمان ہے اور اس میں کلام طویل ہے کیونکہ یہ علم مکاشفہ ہے ہم تھوڑا سا بیان کرتے ہیں ورنہ توحید ایک دریائے ناپیدا کنار ہے نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔ توحید کے چار مراتب ہیں ایک مغز۔ دوسرا مغز کا مغز تیسرا پوست چوتھا پوست کے اوپر کا پوست اور کم فہموں کے سمجھانے کو ہم ایک مثال عرض کرتے ہیں کہ توحید کو ایک اخروٹ سمجھو جس پر دو چھلکے ہوتے

marfat.com

ہیں اور اندر ایک مغز اور مغز میں روغن ہیں توحید کا مرتبہ اول یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے مگر دل اس سے غافل ہو یا منکر مثل منافقین کے مرتبہ دوم یہ ہے کہ اس کلمہ کے معنی کو دل سے سچ جانتا ہو جیسے عوام مسلمان اس کی تصدیق کرتے ہیں مرتبہ سوم یہ ہے کہ بذریعہ نور حق یہ معنی کشف کے طور پر مشاہدہ ہو جائیں یہ مقام مقربین کا ہے اور اس کا حال یہ ہے کہ اشیاء کو کثیر تو جانتا ہے مگر باوجود کثرت ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ مرتبہ چہارم یہ ہے کہ جملہ موجودات کے وجود میں بجز ذات واحد یکتا کے اور کسی کو نہ دیکھے ؎

چو سلطان عزت علم برکشد   جہان سر بجیب عدم درکشد

اور یہ مرتبہ صدیقین کا ہے اسی کو صوفیۂ کرام فنا در توحید کہتے ہیں

(۵) ایک قول یہ ہے کہ توحید کے چار مراتب ہیں۔

اول توحید ایمانی وہ یہ ہے کہ بمقتضائے اشارۂ آیات و اخباروں سے سچ جانے اور زبان سے اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اوصاف میں فرد اور استحقاق عبودیت میں واحد ہے۔

دوم توحید علمی۔ وہ علم الیقین سے حاصل ہوتی ہے از راہ یقین یہ جان لے کہ موجود حقیقی اور موثر مطلق خدا وند عالم کے سوا کوئی نہیں ہے۔ جملہ ذات و صفات و افعال اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال میں محو ہیں جہاں کہیں علم و قدرت و ارادت و سمع و بصر پائے جاتے ہیں یہ صفات مطلق کے پرتو ہیں۔

سوم توحید حالی وہ ہے کہ جمال واحد کے مشاہدہ میں اپنی ہستی پر نظر نہ رہے یہاں تک کہ توحید کو واحد کی صفت دیکھے نہ اپنی بلکہ دید کو بھی اسی کی صفت سمجھے اور اسی طریقہ سے غرق جمع ہو جاوے۔

چہارم توحید الٰہی۔ وہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ ازل الازال میں بوصف وحدانیت و فردانیت موصوف تھا اپنے آپ نہ کسی دوسرے کی توحید سے کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَّعَہٗ شَیْءٌ وَالْاٰنَ کَمَا کَانَ اور ابدالاباد تک اسی وصف پر رہے گا

marfat.com

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ یعنی ہتی اشیا ان کی ہتی ہیں آپ ہی نیست ونابود ہے ۔ یہ ایسی توحید ہے کہ نقصان سے بری ہے اور یہی توحید حق ہے ۔

(۶) **توحید کی قسمیں** ۔ وجودی شہودی اور عینی ۔ وظلی بھی مشہور ہیں ۔ ہر چند کہ یہ مسائل کشف باطن اور وجدان سے تعلق رکھتے ہیں مگر ظاہر عبارت میں اس کی تقریر اسی طرح لکھی ہے کہ وجود یعنی ہتی حقیقی واحد ہے لیکن ایک ظاہر وجود ہے اور باطن باطن وجود ایک نور ہے جو جملہ عالم کے لئے بمنزلہ جان کے ہے اسی نور باطن کا پرتو ظاہر وجود ہے جو ممکنات کی صورت میں نظر آتا ہے ۔ ہر اسم وصفت وفعل کہ عالم ظاہر میں ہے ان سب کی اصل وہی وصف باطن ہے اور حقیقت اس کثرت کی وہی وحدت صرف ہے جیسی امواج کی حقیقت عین ذات دریا ہے حاصل یہ ہے کہ جملہ افراد کائنات تجلیات حق ہیں سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَشْیَاءَ وَھُوَ عَیْنُھَا اور اس کثرت اعتباری کا وجود اسی وحدت حقیقی سے ہے اَلْحَقُّ مَحْسُوْسٌ وَّالْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ ۔ یہ خلاصہ وحدت الوجود کی تقریر کا ہے اور وحدت شہود کا بیان یہ ہے کہ وجود کائنات اور ظہور آثار وصفات مختلفہ واحد مطلق کی ذات وصفات کا ظل وعکس ہے ۔ جو علم میں منعکس ہو رہا ہے اور یہ ظل عین صاحب ظل نہیں ہے بلکہ محض ایک مثال ہے ۔

فصل دوم آیات واحادیث توحید

آیاتؐ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۔ اور تمہارا رب اکیلا رب ہے کسی کو پوجنا نہیں اس کے سوائے بڑا مہربان ہے رحم والا (۲) اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؏ اللہ اس کے سوائے کسی کی بندگی نہیں جیتا ہے سب کا تھامنے والا (۳) شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ؏ اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی

؎ ۴ پارہ ۳۰ ع ؎ ۲ پارہ ۲ ع ؎ ۳ پارہ ۳ ع ۱۰

marfat.com

نہیں اس کے سوائے اور فرشتوں نے اور علم والوں نے وہی حاکم ہے انصاف
کا کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا زبردست ہے حکمت والا (۴) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اور بندگی کسی کو نہیں مگر ایک معبود کو (۵) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم۔ حکم آتا ہے
مجھ کو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے (۶) اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (۷) لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ
اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ؕ اگر ہوتے ان دونوں میں اور حاکم سوائے اللہ
کے تو وہ تو خراب ہوتے سو پاک ہے اللہ تخت کا صاحب ان باتوں سے جو بتاتے ہیں۔
(۸) قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ تو کہہ مجھ کو تو حکم یہی آیا ہے
کہ صاحب تمہارا ایک صاحب ہے (۹) وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ
لَهٗ بِهٖ اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جس کی سند نہیں اس کے پاس۔
(۱۰) فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ؕ سو تو مت
پکار اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم پھر پڑے تو عذاب میں (۱۱) وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ
اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ
تُرْجَعُوْنَ ؕ اور مت پکار اللہ کے سوا اور حاکم کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا ہر
چیز فنا ہے مگر اس کا منہ اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے (۱۲) هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ؕ هُوَ اللّٰهُ
الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ
الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ وہ اللہ ہے جس کے سوائے
بندگی نہیں کسی کی جانتا ہے چھپا اور کھلا وہ ہے بڑا مہربان رحم والا وہ اللہ ہے جس
کے سوائے بندگی نہیں کسی کی وہ بادشاہ ہے۔ پاک ذات چنگا امان دینا پناہ میں

(handwritten margin note) ۴۴ تمہارا صاحب وہی اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی سمائی ہے سب چیز اس کے علم میں

ٍ۴ ۶ پارہ ۱۳ ع ۵ ۱۶ پارہ ۳ ع ۶ ۱۶ پارہ ۳ ع ۷ ۱۷ پارہ ۲ ع ۸ ۱۷ پارہ ۲ ع
۹ ۱۸ پارہ ۶ ع ۱۰ ۱۹ پارہ ۱۹ ع ۱۱ ۲۰ پارہ ۱۳ ع ۱۲ ۲۸ پارہ سورہ حشر۔

marfat.com

لیتا زبردست دباؤ والا صاحب بڑائی کا پاک ہے اللہ اس سے جو شریک بتاتے ہیں (۱۳) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ہ تو کہہ وہ اللہ ایک ہے اللہ نرادھار ہے نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا اور نہیں اس کی جوڑ کا کوئی۔

(۱) احادیث مشتمل بر توحید عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی کَذَّبَنِیْ ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِیْ وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَکْذِیْبُهٗ اِیَّایَ فَقَوْلُهٗ لَنْ یُّعِیْدَنِیْ کَمَا بَدَاَنِیْ وَلَیْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَیَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِیَّایَ فَقَوْلُهٗ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لِیْ کُفُوًا اَحَدٌ۔ وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِیَّایَ فَقَوْلُهٗ لِیْ وَلَدٌ وَسُبْحَانِیْ اَنْ اَتَّخِذَ صَاحِبَةً اَوْ وَلَدًا۔

ترجمہ ۔ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جھٹلاتا ہے مجھ کو بیٹا آدم کا اور نہیں لائق اس کو یہ اور برا کہتا ہے مجھ کو اور نہیں لائق اس کو یہ پس جھٹلانا اس کا مجھ کو پس کہنا اس کا کہ ہرگز زندہ نہ کرے گا مجھ کو بعد مرنے کے جیسا پیدا کیا ہے پہلی بار اور نہیں پیدا کرنا مجھ پر سہل تر پھر زندہ کرنے اس کے سے اور لیکن برا کہنا اس کا مجھ کو پس کہنا اس کا ۔ ٹھہرایا اللہ نے بیٹا اور حال یہ ہے کہ میں ایک ہوں بے پروا وہ ذات کہ نہ جنا میں نے اور نہ جنا گیا اور نہیں واسطے میرے ہم قوم کوئی اور ابن عباس کی روایت میں یوں ہے کہ برا کہنا اس کا مجھ کو پس کہنا اس کا واسطے میرے فرزند اور پاک ہوں میں اس بات سے کہ ٹھہراؤں میں کسی کو جورو یا فرزند بہ ۔ رواہ البخاری ۔

۲ ۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهِ ثَوْبٌ اَبْیَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَیْتُهٗ وَقَدِ اسْتَیْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ

marfat.com

زَنیٰ وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنیٰ وَاِنْ وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنیٰ وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنیٰ وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنیٰ وَاِنْ سَرَقَ عَلیٰ رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ مُتَّفِقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ۔ روایت ہے ابی ذر سے کہا آیا میں پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت پر کپڑا تھا اور وہ سوتے تھے پھر گیا میں پھر آیا میں اس وقت میں کہ جاگے تھے پس فرمایا کہ۔۔۔۔ نہیں کوئی بندہ کہ کہے نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے پھر مرے اسی پر مگر کہ داخل ہوگا جنت میں، کہا میں نے اگرچہ زنا کرے اور چوری فرمایا اگرچہ زنا کرے اور چوری کہا میں نے اگرچہ زنا کرے اور چوری فرمایا اگرچہ زنا کرے اور چوری کہا میں نے اگرچہ زنا کرے اور چوری فرمایا اگرچہ زنا کرے اور چوری اوپر خاک آلودہ ہونے ناک ابی ذر کے۔ روایت کی بخاری اور مسلم نے۔

۳۔ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

روایت ہے حضرت عثمان سے کہا فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی مرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ تحقیق سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں داخل ہوگا بہشت میں روایت کی یہ مسلم نے۔

۴۔ مسلم نے ایک لمبی حدیث بیان کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے مجمع میں سے اٹھ کر باغ بنی نجار میں تشریف لے گئے میں بھی ڈھونڈتا ہوا پہونچا ہر چند دروازہ باغ تلاش کیا نہ ملا نالی کی راہ باغ میں داخل ہوا آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ ہماری دو پاپوشیں لیجا۔ وَمَنْ لَقِیْتَ مِنْ وَرَاءِ ھٰذَا الْحَائِطِ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَکَانَ اَوَّلَ مَنْ لَقِیْتُ عُمَرَ۔ الخ۔ پس جو ملے تجھ سے پیچھے اس باغ کے گواہی دیتا ہو اس کی کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے یقین رکھتا ہو ساتھ اس کے دل اس کا پس بشارت دے اس کو بہشت کی پس سب سے پہلے مجھ سے حضرت

marfat.com

عمر بلے الخ۔

(۵) كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ شَيْءٌ رواہ بخاری۔ یعنی تھا اللہ اور نہ تھی ساتھ اس کے کوئی شے وَالْاٰنَ كَمَا كَانَ اور اب بھی وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تھا۔

(۶) وَعَنْ مَعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

روایت ہے معاذ ابن جبل سے کہا فرمایا میرے واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجیاں بہشت کی گواہی دینا اس کا ہے کہ نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے روایت کی احمد نے۔

(۷) وَعَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قِيْلَ لَهٗ اَلَيْسَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ اِلَّا وَلَهٗ اَسْنَانٌ فَاِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهٗ اَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَاِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ۔ رواہ البخاری۔

روایت ہے وہب بیٹے منبہ کے سے کہ کہا گیا واسطے وہب کے کیا نہیں ہے۔ لا الہ الا اللہ کنجی بہشت کی کہا کہ ہاں ضرور ہے لیکن نہیں ہوتی کنجی مگر واسطے اس کے ہوتے ہیں دندانے پس اگر لاوے تو کنجی کو کہ اس کے دندانے ہیں کھولا جاوے واسطے تیرے اور اگر نہ لایا اس طرح کی کنجی نہ کھولا جاوے گا واسطے تیرے۔ رواہ البخاری۔ دندانوں سے مراد بیاں اقرار، اور تصدیق قلب ہے۔

فصل سوم مقالات اہل توحید

(۱) حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے علم توحید اس کے وجود سے جدا ہے اور اس کا وجود علم سے الگ توحید کیا ہے خدا کا جاننا اور اس کے قدم کو حدوث سے پہچاننا اور توحید کی غایت توحید کا انکار ہے۔

(۲) حضرت ابوبکر واسطی کا قول ہے۔ راہ حق میں خلق نہیں اور راہ خلق میں حق نہیں۔ ایک تو شرع توحید ہے اور ایک حق توحید۔ شرع توحید کا گذر نبوت کے دریا میں

marfat.com

ہے، اور حق توحید بحر محیط ہے۔ شرع کی راہ آلات پر ہے یعنی سمع بصر قال شناخت حال اور یہ سب اثبات چاہتے ہیں۔ اور تیرا اثبات شرک کی نسبت رکھتا ہے اور وحدانیت شرک سے منزہ ہے۔ ایمان جو چلتا ہے تو شرک کی بھیڑ بھاڑ میں چلتا ہے۔ اور ایمان بڑی چیز ہے مگر بے شرک کے بنتی نہیں۔ شرع توحید مانند چراغ ہے اور حق توحید مثل آفتاب پس جہاں آفتاب چمکا نور چراغ عالم عدم کو کھسکا وہ ایک موجود ہے مگر عدم میں اور نور چراغ کو نور آفتاب پر کچھ حکومت نہیں۔ شرع توحید نسخ پذیر ہے لیکن حق توحید نسخ پذیر نہیں۔ زبان نسخ پذیر ہے دل سے منسوخ ہو جاتی ہے اور جبکہ مرد مقام دل میں پہنچتا ہے تو زبان گنگ ہو جاتی ہے اور جان سے دل منسوخ ہو جاتا ہے اور اس وقت جو بولتا ہے مِنْهُ اِلَيْهِ (اسی کی اسی کی طرف) ہوتا ہے اور یہ گفتگو عین میں نہیں ہے بلکہ صفت میں ہے صفت بدل جاتی ہے اور عین نہیں بدلتا۔ جب پانی پر دھوپ پڑی وہ گرم ہو گیا صفت بدل گئی عین آب میں کچھ فرق نہیں پڑا کسی کا وجود توحید کی شناخت کو قبول نہیں کرتا اور کس کی مجال ہے کہ صحرائے وجود میں قدم رکھے چنانچہ بزرگوں نے کہا ہے اِثْبَاتُ التَّوْحِيْدِ فَسَادٌ فِي التَّوْحِيْدِ یعنی توحید کا ثابت کرنا۔ توحید میں خرابی ہے جو شخص اپنے ہوتے اس کی ہستی کا خطبہ پڑھتا ہے وہ اپنے شرک پر گواہی دیتا ہے اور جو شخص اس کے ہوتے اپنی ہستی کا خطبہ پڑھتا ہے وہ اپنے کفر پر مہر کرتا ہے اور جو اس کی ہستی کے سامنے اپنی ہستی دیکھتا ہے کافر ہے۔ اور جو اس کے ہوتے اپنی ہستی ڈھونڈتا ہے اسے پہچان نہیں جس نے آپ کو دیکھا اس کو نہیں دیکھا اور جس نے اس کو دیکھا اپنے آپ کو نہ دیکھا اور اپنی یاد نہ رہی۔ عبارت شنود۔ اور دانست محرم راہ توحید نہیں خیال اور وہم اور گمان گرد حدوث میں آئے ہوئے ہیں اور توحید اپنے عالم قدس میں کشف و شنید سے پاک ہے عبارت و اشارت و دید و صورت و خیال و حس و حیات یہ سب لوث بشریت رکھتے ہیں اور شناخت توحید لوث بشریت سے پاک ہے۔ اسرار مشائخ روضہ توحید

marfat.com

ہیں نہ عین توحید۔ یہ خلقت قدرت میں نمودار ہے اور توحید میں ملیا میٹ! اپنا انکار بھی ناممکن ہے کیونکہ قدرت کا انکار ہے اور اپنے تئیں ثابت نہیں کر سکتے کہ اس میں توحید کا بگاڑ ہے۔ نہ صورت اثبات ہے نہ صورت نفی مثبت بھی ہے اور منفی بھی۔ قدرت تجھ کو دکھاتی ہے اور واحدانیت مٹاتی ہے۔ راہ حق میں نیست ہو جانا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ تجرید اور توحید پہ نظر ہو اور وہاں منزل ہو یا دتوف ہو یا اس کو اپنا مشرب بنا لے۔ حضرت ابو بکر شبلی نے سوال اصحاب کے جواب میں فرمایا جو کوئی عبارت میں توحید کی خبر دے۔ وہ ملحد ہے۔ اور جو کوئی اس کی طرف اشارہ کرے وہ ثنوی[1] ہے اور جو ایما کرے وہ بت پرست اور جو اس کی بات چیت کرے وہ غافل اور جو اس سے چپ رہے وہ جاہل اور جس کو گمان ہو کہ وہ اس تک پہنچا اور کچھ حاصل ہوا وہ بے حاصل ہے اور جو نزدیکی کی طرف اشارہ کرتا ہے وہ دور ہوتا ہے اور جو آپ سے پاتا ہے وہ گم گشتہ ہے اور جو کچھ وہم سے ٹٹولتے یا عقل سے تولتے ہو وہ سب گھڑت ہے جیسے تم خود ہو توحید موحد کے لئے جمال احدیت کا حجاب ہے توحید اس لئے ٹھیک نہیں ہوتی کہ تم اس کو آپ سے طلب کرتے ہو حضرت محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ اگر تو بالتنزیہ کہتا ہے تو قید لگاتا ہے اور جو بدالتشبیہ کہتا ہے تو محدد کرتا ہے ہاں دونوں میں کہتا ہے تو یہ بچی بات ہے جو دو کہتا ہے وہ مشرک ہے اور جو فرد کہتا ہے وہ موحد۔ پس تشبیہ سے بچ اگر تو دوسرا بھی مانتا ہے اور تنزیہ سے بچ اگر الگ جانتا ہے پس تو وہ نہیں ہے تو عین وہی ہے اور تو اس کو عین امور میں مشروح و مقید دیکھتا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ توحید کے واسطے زبان نہیں کیونکہ کوئی مخاطب نہیں۔ (۲) جس نے اسی کے ذریعہ سے توحید کی تو اس کی توحید نہیں کی اور جس نے اپنے ذریعہ سے کی تو اپنے نفس کی توحید کی ۳۔ توحید میں ہوں اور متکلم حق (۴) توحید یہ ہے کہ تو اس میں غائب ہو جائے وہ تجھ میں (۵) توحید کیا ہے احکام کا ثابت کرنا

---

[1] جو دو خدا مانتا ہو ۱۲

marfat.com

اور ذات سے معانی کا نفی کرنا (۶) توحید حیرت ہے (۷) توحید عین ہے نہ کہ علم
جس نے اسے دیکھا توحید کو پہچانا اور جس نے اس کو جانا اسے توحید نہیں (۸) توحید
کو کوئی نہیں پہچانتا مگر جو واحد ہو (۹) توحید کیا ہے توحید کا بھول جانا جلال واحد
کے مشاہدہ میں یہاں تک کہ تیرا قیام واحد کے ساتھ ہو نہ توحید کے ساتھ (۱۰)
توحید کیا ہے توحید کو چھوڑ دینا توحید ہی ہیں (۱۱) توحید کیا ہے نسبتوں کو دور کر دینا

فصل چہارم آثار و اطوار اہل توحید

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک جلوت میں سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ کہا مریدوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا فرمایا کہ اگر اب کے بار ایسا سنو تو بے تامل چھری مارنا اگلے دن پھر وہی کیفیت ہوئی مریدوں نے چھریاں ماریں مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اصحاب نے یہ واقعہ بیان کیا فرمایا کہ بایزید یہ ہے جسے تم دیکھتے ہو وہ بایزید نہ تھا اور فرمایا کہ میں چالیس سال دل کی تاک جھانک میں رہا آخر یہ دیکھا کہ بندگی اور خداوندی دونوں حق کی طرف سے ہیں۔ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی نے فرمایا ہے لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ اِلَّا اللّٰہُ نہیں میری جبہ میں لیکن خدا یہ بھی ان کا قول ہے۔ اَلْفَقِیْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلٰی نَفْسِہٖ وَلَا اِلٰی رَبِّہٖ فقیر وہ ہے کہ نہ اپنے نفس کا محتاج ہو نہ رب کا یعنی دوئی موجود کا وہم مرتفع ہو جائے حضرت ابوبکر واسطی کا قول ہے میں اس خدا سے بیزار ہوں جو میری طاعت کے سبب مجھ سے خوش ہو اور میرے گناہ کے باعث مجھ سے ناراض بھلا وہ خدا کا ہے کہ ہوا جو ایسا میرے بس میں ہو کہ اس کو جیسا چاہوں بنالوں حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز برسر منبر اسرار توحید بیان کرنے شروع کیے حضرت جنید نے عتاب فرمایا اس وقت آپ نے جواب دیا اَنَا اَقُوْلُ وَاَنَا اَسْمَعُ وَھَلْ فِی الدَّارَیْنِ غَیْرِیْ میں کہتا ہوں اور میں ہی سنتا ہوں بھلا میرے سوا دونوں جہان میں ہے کون۔ جب آپ کا

marfat.com

وقت آخر قریب آیا تو لوگ جمع ہوئے اور بولے کہ حضرت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو آپ نے فرمایا کہ جب غیر ہی نہیں تو نفی کس کی کروں لوگوں نے کہا کہ خیر کلمہ پڑھنا تو ضروری بات ہے جواب دیا کہ سلطان محبت فرماتا ہے یہاں رشوت قبول نہیں ہوتی آخر ایک شخص نے باواز بلند شہادت تلقین کی فرمایا کہ واہ مردہ زندہ کو تلقین کرنے آیا ہے بعض اولیاء نے فرمایا ہے لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا یَرَی اللّٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی خدا کو خدا ہی یاد کرتا ہے اور خدا کو خدا ہی دیکھتا ہے حضرت حسین ابن منصور حلاج کا قول مشہور ہے اَنَا الْحَقُّ کَفَرْتُ بِدِیْنِ اللّٰہِ وَالْکُفْرُ وَاجِبٌ لَدَیَّ وَعِنْدَ الْمُسْلِمِیْنَ قَبِیْحٌ میں حق ہوں میں نے دین خدا سے کفر کیا یہ کفر میرے نزدیک تو واجب ہے اور مسلمانوں کے نزدیک برا۔

گفتگوی مہاپرش شنیاس متا

جملہ علما حکما پنڈت گیانی فرماتے ہیں کہ پہلے کچھ نہ تھا فقط ایک الکھ تھا یعنی ذات لاتعین بے نام و بے نشان تعینات حسی سے منزہ و مبرا اسی ذات سے یہ تمام اجسام ارضی و اجرام فلکی یعنی برجاپت دہرن گربھ اور ارواح و نفوس قرآن و انجیل و بید و شاستر پیر و مرشد شاہ و گدا۔ امیر و فقیر وغیرہ ظہور میں آئے اور جبکہ یہ سب موجودات اور کل کائنات فنا ہو جائے گی تو بھی وہ ذات جیسی تھی ویسی ہی قائم و برقرار رہے گی۔ نواب تم غور کرو اور راز روئے انصاف بتاؤ کہ یہ جو کچھ آیا تو کہاں سے آیا اور گیا تو کہاں کو گیا نہ کہیں سے آیا نہ کہیں گیا نہ وجود غیر پہلے تھا نہ اب ہے نہ آئندہ ہوگا۔

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

لیکن باعتبار سنکلپ روپ ہے اور باعتبار نرسنکلپ اروپ! در بصورت جسم فانی ہے اور بہ بطنت روح باقی۔ نہ مرے نہ زندہ ہو۔ جب تک جسم کو اگیان یعنی جہل ہے جیو آتما ہے اور جب گیان ہوا اسی کا نام پرم آتما یعنی ذات خدا ہے اور جب

marfat.com

جسم فنا ہوا تو علم و جہل اور تعلقات محسوسات بھی سب جاتے رہے اور الفاظ جسم و جان وغیرہ اور اضافات و اعتبارات مرتفع ہو گئے تو باقی وہی ایک ذات ہے جو پہلے تھی اور وہ ذات متحرک ہے کہ ہر منزل و مقام میں پہونچی ہے نہیں وہ بے حرکت ہے نہ کہیں سے آئی نہ جدا ہوئی اور صاحب مکان ہے کیونکہ ہر مکان میں موجود ہے اور لامکان ہے کیونکہ کسی مکان میں اس کی گنجائش نہیں وہ بڑا گیانی یعنی صاحب علم ہے کہ ہر شئے کی جزو وکل سے واقف ہے مگر کچھ علم نہیں رکھتا کیونکہ وہ عین علم ہے سوائے اس کے کچھ نہیں پس یہ جو نام ونشاں جہاں میں ہیں یعنی خدا رسول اولیا فرشتے جن وانسان بھوت جبرئیل شیطان ایشر اوتار رشی منی بلیکش سرک نرک بہشت دوزخ یہ سب حضرت انسان کا وہم وخیال اور عقل جزوی کی گھڑت ہے ؎

مالا لکڑ ٹھاکر پتھر تیرتھ ہیں سب پانی　　　راما کرشنا مرگئے دیکھے چاروں وید کہانی

نہ کوئی ساجد نہ مسجود نہ عابد نہ معبود نہ آدم نہ ابلیس صرف ایک ذات قدیم صفات زنگارنگ میں جلوہ گر ہے نہ اس کی ابتدا نہ انتہا نہ اس کو کسی نے دیکھا نہ سمجھا نہ فہم و قیاس میں آئے نہ وہم وگمان میں سمائے جیسا تھا ویسی ہی ہے اور جیسا ہے ویسا ہی رہے گا نہ گھٹے نہ بڑھے نہ اترے نہ چڑھے لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ واحد بے مثال یگانہ و یکتا وہ ایک ہے لیکن ایک بھی نہیں کیونکہ اس کو موجودات سے اور موجودات کو اس سے پرتھک سمجھنا محض ادویا اور نادانی ہے کون طالب کسی کا طالب اور کیسا مطلوب دنیا میں طرح طرح کے کاروبار اور رنگارنگ اشغال مروج ہیں ایسی ہی خدا جوئی اور خداشناسی بھی ایک دھندا ہے جس کا سر ہے نہ پاؤں ع

نام عنقا فاش وذاتش نا پدید!

وہ ذات پاک کہ ارُدپ وامر بیچوں و بے نمون ہے اس کا حصول و وصول خیال محال ہے ع

غایت وہم ست اثبات خدا ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چین　　　کیں جا ہمیشہ باد بدست ست دام را

marfat.com

لیکن انسان جس صنعت جس ہنر جس فن جس کرتب کا ابھیاس کرتا ہے اس میں کچھ نہ کچھ مشق ومہارت حاصل کرلیتا ہے اور ہزار ہا نئی باتیں ایجاد کرکے عقل کو حیرت میں ڈالتا ہے ایسے ہی جو لوگ طاعت وعبادت تپشیا تیاگ محنت ومجاہدہ کرتے ہیں آخر کار اس کا ثمرہ اور پھل پاتے ہیں گوناگون اوصاف وکمال ان کی ذات میں پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ اپنی ہی قوتوں کا کھیل ہے کیونکہ انسان ایک جوہر لطیف ہے جو چاہتا ہے بنا لیتا ہے مثلاً کوئی سنیاسی اپنے انتش کرن گیان اندری اور کرم اندری کو بموجب بیدانت شاستر کے کرم کانڈ میں تیاگی ہوکر کشٹ کرے اور بالفرض وہ صاحب کشف وکرامات بھی ہو جاوے تو ذات نرا کار میں کیا نفع ونقصان کرے اور سود وزیاں ہووے گا۔ اور پہلے کیا نہ تھا اور اب اس کو کیا مل گیا جیسا تھا ویسا ہی رہا جو ذات اس میں ہے وہ سب میں یکساں بلا فرق وامتیاز موجود ہے البتہ ایک کرتب اس نے سیکھ لیا اور جو ریاضت وعبادت کی تھی اس کا پھل پایا پہلے کھلی آنکھ سے دیکھتا تھا اب آنکھیں بند کرکے دیکھ سکتا ہے اور بغیر کانوں کے سن سکتا ہے جہاں چاہے اڑ کے چلا جائے مرے اور جی اٹھے دریا پر چلے اور قدم تر نہ ہو یہ کرتب ہیں جو سیکھے اور اس کے سیکھنے کی قابلیت رکھتا ہو ان باتوں میں کمال حاصل کرسکتا ہے چنانچہ حکماء اشراقین کیسے کیسے کمال رکھتے تھے ہم کو حیرت ہے کہ ان اوصاف کے حصول کو خدا کا حصول اور ان کرتبوں کے جاننے کا نام خدا شناسی کیوں رکھ لیا ہے

ایک کھیل ہے اورنگ سلیماں مرے نزدیک
ایک بات ہے اعجاز مسیحا مرے آگے

جو پہچانا وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے وہ پہچان میں نہیں آسکتا پھر یہ اوصاف ہوئے تو کیا اور نہ ہوئے تو کیا جس میں جس کام کی قابلیت رکھی گئی وہ اس کو ایسا ہی کرسکتا ہے جیسا کہ دوسروں نے کیا۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

وہ سرب بیاپک نفی کرنے سے نفی نہیں ہوتا نہ اثبات سے ثابت نہ مثبت

بندہ اور بندہ کے معنی خدا اس الٹ پھیر کا کیا ٹھکانا ہ

ہست نادانی درین رہ علم نیست   علم را بگذار تا دانی یکے ست

جس کو سامرتھ ہے اتنا ہی کافی کہ اگر در خانہ کس ست یک حرف بس است اور جو اسمرتھ اور مورکھ ہے اس کے سنمکھ تمام بیدانت شاستر اور علم تصوف طوطا کہانی ہے میرے کلام کے ارتھونکا اشٹ اتم گیانی پُرش سمجھیں گے اور من میں پرسن ہوں گے مورکھ اگیانی کیا جانے نہ مجھ کو اس سے کچھ پرایت نہ دوش پس سب کو نمسکار کرتا ہوں۔ یہ گفتگو ہے شنیاسی مہاپرش کی اور اسی قسم کا کلام مواحدان بے قید اور مجردان آزاد کا ہوتا ہے لیکن جناب قبلہ نے بارہا ارشاد فرمایا کہ ایسی باتیں طالبوں کے لئے زہر قاتل کا حکم رکھتی ہیں۔ پس جملہ طالبان حق اور سالکان طریق کو لازم ہے کہ اس قسم کے کلام موحدانہ سے بچیں اور استقلال و استحکام کے ساتھ قدم ثبات طلب و تلاش میں رکھیں اور حصول مقصود میں سرگرم اور ذوق و شوق الٰہی میں شب و روز مشغول و مصروف اور یاد و بود معشوق حقیقی میں مست و مستغرق رہیں اس موقع پہ شنیاس متا کی باتیں مشتے نمونہ از خروارے لکھی گئی ہیں یہ کلام شمشیر بے نیام ہے اور زہر ہلاہل کا جام سن سنا کر اکثر گمراہ اور ملحد و بے باک ہو جاتے ہیں نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا راہ راست اور صراط مستقیم صرف وہی ہے جو کلام الٰہی اور حدیث نبوی سے ثابت ہے پس ہر کلام کو ان معیار کتاب و سنت پر جانچ لینا چاہیئے اور وہی کہنا اور یقین کرنا چاہیئے جو بزرگان دین نے کہا ہے تاکہ عوام کے دل میں انکار و اصرار پیدا نہ ہو چنانچہ حضرت مولانا روم دفتر ششم میں فرماتے ہیں۔

چونکہ جفت احولانیم اے شمن   لازم آمد مشرکانہ دم زدن

آن یکے زانسوے وصف ست و خیال   جز دوئی ناید بمیدان مقال

یا چو احوال این دوئی را نوش کن   یا دہان بر دوز و لب خاموش کن

یا بہ نوبت گہ سکوت و گہ کلام   احولانہ طبل میزن والسلام

marfat.com

یہ پنڈت کون ہے اور وید کیا ہے — یہ مولانا کے اندر بھید کیا ہے
نہ پنڈت ہے نہ مولانا ہے کوئی — نہ اپنا ہے نہ بیگانہ ہے کوئی
یہ سب ہیں نام بے نام ونشان کے — کہاں کے مولوی پنڈت کہاں کے

باب پنجم ارشادات حضرت مشتمل بر سہ صد و سیزدہ ارشاد

ایک روز ارشاد ہوا کہ خاندان نقشبندیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت میر کلال صاحب کی خدمت میں مشرف بہ بیعت ہوئے تو حضرت میر کلال نے ظروف پر اسم ذات لکھنے کی خدمت ان کو سپرد کی۔ اتفاقاً ایک روز برتنوں پر اسم ذات کا لکھنا بھول گئے کسی دشمن نے تمام برتن اٹھا کر میر صاحب کے روبرو پیش کئے کہ حضرت دیکھئے آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کی آپ نے خواجہ بہاؤ الدین کو بلا کر فرمایا کہ تم نے برتنوں پر اسم ذات کیوں نہیں کندہ کیا خواجہ صاحب نے جو برتنوں پر نظر ڈالی تو سب پر اسم ذات کندہ ہو گیا اور عرض کی کہ حضرت میں نے تو اسم ذات لکھ دیا ہے۔ حضرت میر کلال نے جو دیکھا تو اسم ذات کندہ ہے اس وقت میر صاحب نے فرمایا کہ تم نقشبند ہوا انہیں خواجہ بہاؤ الدین سے نقشبندیہ منسوب ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ دارمدار خاندان نقشبندیہ کا لطائف ستہ پر ہے اور وہ یہ ہیں بطریق قدیم از بزرگانِ سلف حقیقت طور لطائف خمسہ کو کسی بزرگ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ وہوا ہذا۔

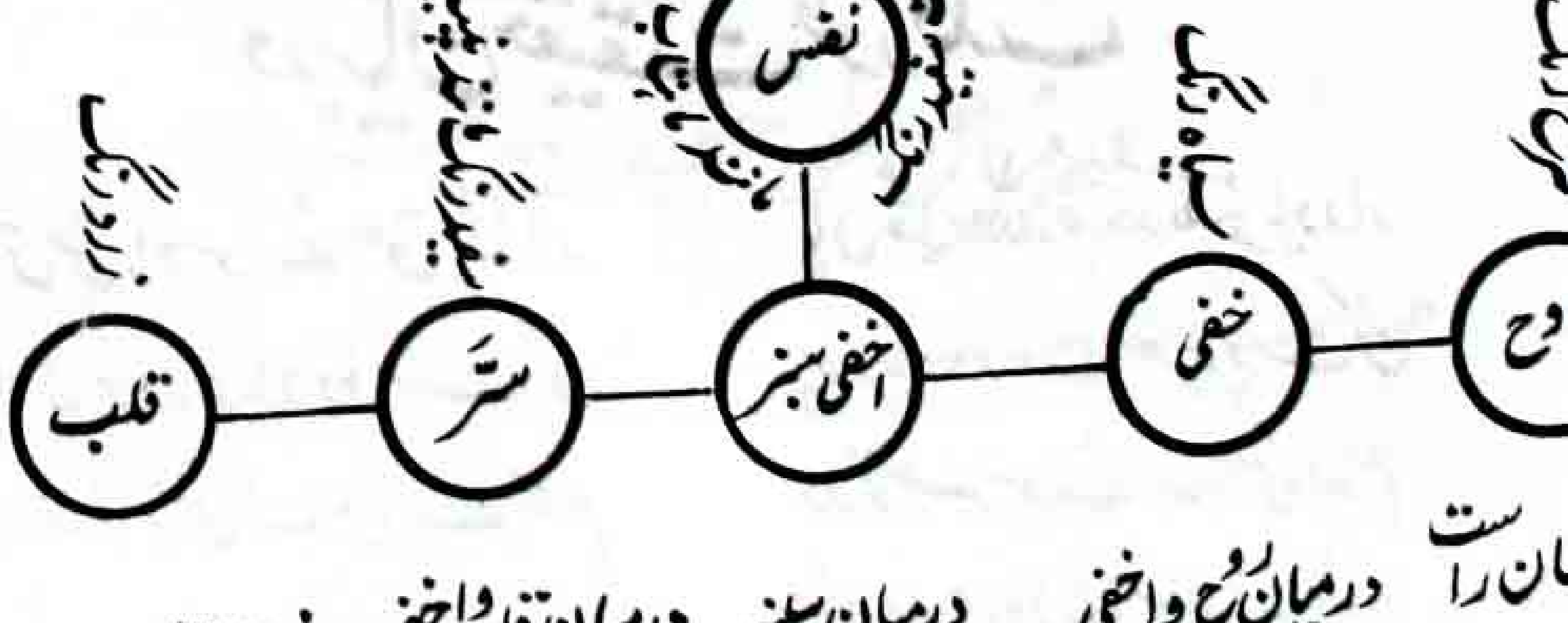

marfat.com

بطریق جدید از مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

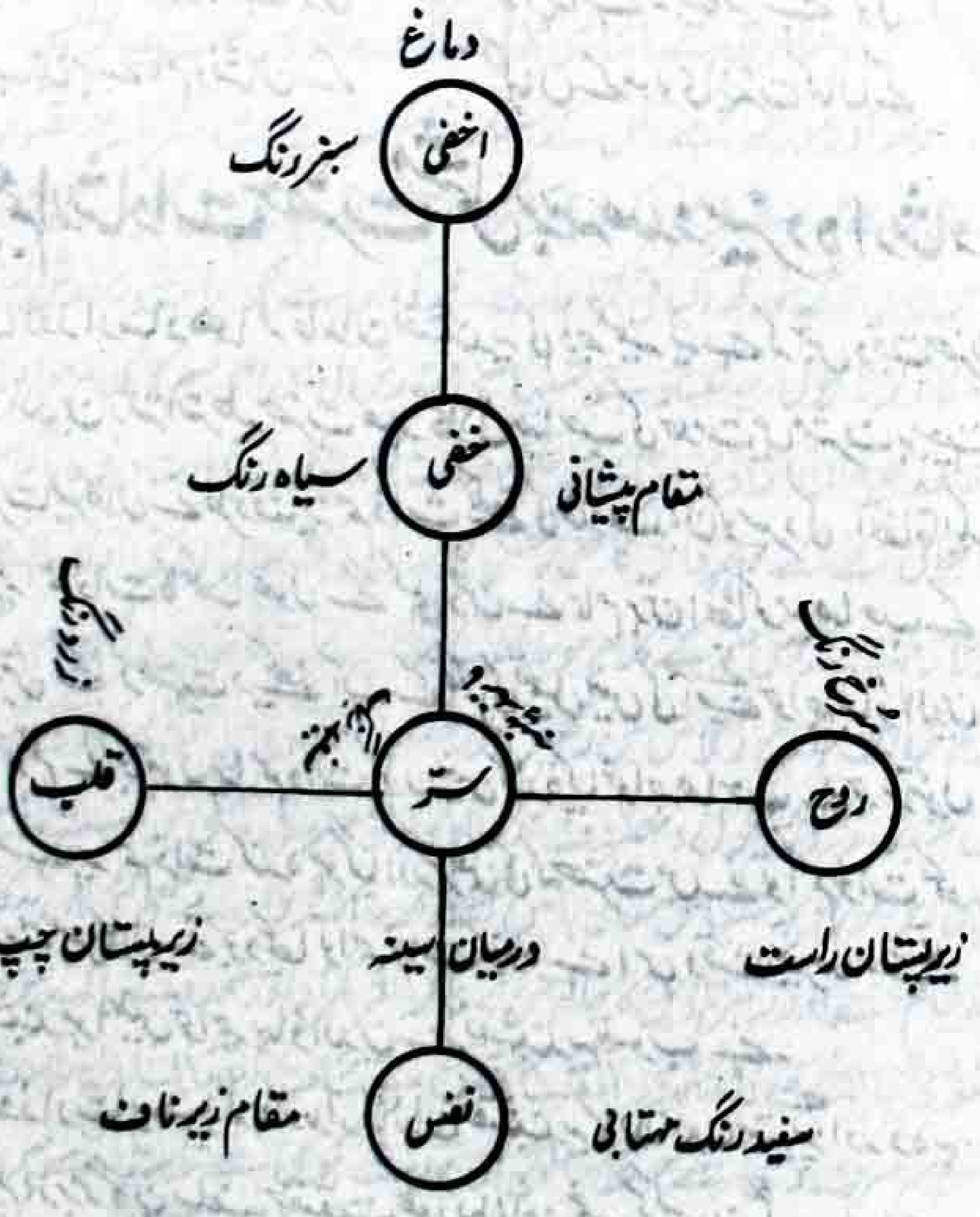

حقیقت طور لطائف خمسہ کو کسی بزرگ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ و ھو ہذا۔

دربیان حقیقت طور قلب

باش خنی را سوائے حق گذار ہاں قُلِ اللّٰہ ثُمَّ ذَرْھُمْ یاد دار
بادل پرور دیا د دوست کن پر ز یاد دوست مغز و پوست کن
چونکہ ذاکر گشتی اے جویائے کام در توجہ سوئے دل باشی مدام
در تصور لفظ اللّٰہ بود تاکہ جاری دل ز اسم اللّٰہ شود

marfat.com

خویش را یابی تو از سر تا بپائے | غرق بحر اللہ اے مرد خدائے
گفت خوش سلطان باہو این سخن | محو ہو شد رست چون از خویشتن
جسم خود در اسم اللہ کن نہان | چون الف در بائے بسم اے نور جان
شو مراقب ان سپس اے تیز ہوش | ہمچو گربہ بر سر سوراخ موش
غرق این دریا چو گردی لا تخف | نور سرخی[2] آوری از وے بکف

در بیان طور حقیقت روح

بعد طور قلب آمد طور روح | قلب کشتی دان رُوح او را چو نوح
صاحب این طور ہست از ممکنات | از توجہ سوئے اسماء و صفات
سالکان را غفلت اینجا کم بود | دل پر آتش چشم شان پر نم بود
حرف و صوت و لفظ اینجا کے سزاست | زانکہ صرف معنی اے صاحب صفاست
یاد کن بے حرف و صوتش اے عزیز | این سخن بشنو تو از عطار نیز
تا بہا و ہو اشارت میکنی | یا بحرف ہا عبارت میکنی
بندہ حرفے نیاید از تو کار | جہد کن تا از رہت خیزد غبار
ہا ز باطن واو از ظاہر بود | معنی ہو اول و آخر بود
ہا بیفگن واو را آزاد کن | بندہ شو بے ہا و واوش یاد کن

بشنو اکنون چون شنیدی این کلام
نور زردی[1] نور روح آمد تمام

در بیان طور حقیقت سر

طور سر آمد ز بعد طور روح | ہست سالک را درینجا صد فتوح

ے۱: بعضے زرد لکھتے ہیں ۱۲۔

ے۲: بعضے نور سُرخ لکھتے ہیں۔

marfat.com

خویش را یابی تو از سر تا بپائے — غرق بحر اللہ اے مرد خدائے

گفت خوش سلطان باہو این سخن — محو ہو شد رست چون از خویشتن

جسم خود در اسم اللہ کن نہان — چون الف در بائے بسم اے نور جان

شو مراقب ان سپس اے تیز ہوش — ہمچو گربہ بر سر سوراخ موش

غرق این دریا چو گردی لا تخف — نور سرخی[۱] آوری از وے بکف

در بیان طور حقیقت روح

بعد طور قلب آمد طور روح — قلب کشتی دان روح اورا چو نوح

صاحب این طور ہست از ممکنات — از توجہ سوئے اسماء و صفات

سالکان را غفلت اینجا کم بود — دل پر آتش چشم شان پر نم بود

حرف و صوت و لفظ اینجا کے سزاست — زانکہ صرف معنی اے صاحب صفات

یاد کن بیحرف و صوتش اے عزیز — این سخن بشنو تو از عطار نیز

تا بہا و ہو اشارت میکنی — یا بحرف ہا عبارت میکنی

بندہ حرفے نیابد از تو کار — جہد کن تا از رہت خیزد غبار

ہا ز باطن واو از ظاہر بود — معنی ہو اول و آخر بود

ہا بیفگن واو را آزاد کن — بندہ شو بے ہا و واوش یاد کن

بشنو اکنون چون شنیدی این کلام
نور زردی[۲] نور روح آمد تمام

در بیان طور حقیقت سر

طور سر آمد ز بعد طور روح — ہست سالک را درینجا صد فتوح

۱؎ بعضے زرد لکھتے ہیں ۱۲۔

۲؎ بعضے نور سرخ لکھتے ہیں۔

marfat.com

اکثر از اعضائے سالک آگہی — باخبر باشند اندر آگہی
چونکہ آگاہی پدید آمد ترا — میشود مشہود در سرت خدا
سر چہ باشد گر سوالت کرد کس — کو مسیلے امی شود مشہود بس
خوش بگفتا مولوی آن محو ہو — قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ
رو کہ بے یسمع و بے یبصر توئی — سر توئی چہ جائے صاحب سر توئی
رنگ او آمد سفید اے یار من — فکر کن در سر اگر داری سخن

در بیان حقیقت طور خفیہ

طور خفیہ آنکہ از سر تا بپائے — مے شود مستغرق بحر خلائے
موے موئت دیدہ گردد در شہود — لیک میباشد شعورت از وجود
زین سبب گفتا جناب مولوی — در کتاب خویش یعنے مثنوی
راست گفتا آن شہ شیرین زبان — چشم گردد موئے موئے عارفان
پس شود نور سیہ بر تو پدید — بر مثال مردم چشم اے سعید
در سیاہی ہست چون آبحیات — زان سیہ مشہود گردد نور ذات

در بیان حقیقت طور اخفا

بعد طور خفیہ اخفا دان و بس — غیر کامل واقف آن نیست کس
حق تجلی میکند بر تو عیان — آنچنان کز تو نمے ماند نشان
زان تجلی چون شدی فانی تمام — طور اخفا آن شد و السلام
سبز آمد نور اخفے اے بس جلی — این چنین کردہ بیان سید علی
شاہ ہمدان آن امام اولیا — ثانی شاہ ولایت مرتضےٰ
بعد سبزی نور بیرنگی عیان — مے شود مشہود تو بس بے نشان
طی الطوار آمدہ چون در قلم — چار سیر سالکان سازم رقم

marfat.com

ہست ایں اطوار اے جویا کام — درج در سیر الی اللہ بالتمام

دربیان چار سیر سالک

بعد ازان سیر فی اللہ مے شود — وانگہاں سیر مع اللہت بود
عاقبت سیر من اللہ ست و بس — جز مکمل واقف آن نیست کس
سیر سالک چون رسید اینجا نگاہ — مرشد کامل شد از فضل الہ
اندرین سیرت بقا بعد از فنا ست — چون فنا گشتی بقا اندر بقا ست
درمیان چار سیرت اے پسر — ہم تجلی چار گردد جلوہ گر
ہست در افعال و آثار و صفات — بعد ازان باشد تجلیات ذات

اور یہ لطائف ستہ شنیا متاین بھی ہیں ۔ کھٹ کنول یا کھٹ جکر بطریق یوگ شاستر یہ ہیں یعنے نابھ کنول ۔ من کنول ۔ ہروے کنول ۔ بھر کٹی ۔ نر کٹی ۔ بھنور گپھا ۔ اور بعض نے یوں بیان کیا ہے ۔ آدھار کنول ۔ لنگ کنول ۔ نابھ کنول ۔ ہردے کنول ۔ کنٹھ کنول ۔ برہ کنول ۔

(راقم) اس اجمال کی تفصیل میں چنانچہ کسی گیانی کا مقولہ ہے ۔

آدھار ۔ لنگ ۔ نابھو ۔ پرکٹت ۔ ہرادئی ۔ تالُ
نشستگاہ اندام نہانی ناف گل شگفتہ دل تالو

مُولِ ۔ للاتی ۔ دوی ۔ پتری ۔ شوٹر ۔ شارای
بیخ پیشانی دو کلی کا کنول سولہ کلی کا کنول

دُوی دش ۔ دش دلی ۔ دُوا دشا دھنی ۔ چتشکی ۔ واسانی
بارہ کلی کا کنول دس کلی کا کنول چھ کلی کا کنول چار کلی کا کنول واو سے س تک

بال مدّاھی ۔ ڈپھہ ۔ کٹھہ ۔ سہتی ۔ کنٹھہ ۔ دیشی
ب سے ل تک ڈال سے پھی تک کر سے ٹھی تک کنٹھہ مقام

marfat.com

سوراسیہ ھواِکھشم ۔ تتوارا تھہ ۔ یُکتَم سَکَل

سولہ سر

تمام اوپر بندکرکے

دل گتم برن راویو نَمَاےِ

والسلام روپ برن پتوں میں

یعنے شگفتہ کنول ادھارکنول ۔ لنگ کنول ۔ نابھ کنول ۔ ہردے کنول کنٹھ کنول ۔ برد کنول ۔ دو کلی برد کنول کے ہیں ۔ اور سولہ کنٹھ کنول کی اور بارہ ہردے کنول کے ہیں ۔ اور نابھ کنول کی ۔ اور چھ لنگ کنول کی چار کلی آدھار کنول کی ۔ پھر حروف شاستر کے ان پتوں میں اس ترکیب سے لکھو کہ واو سے س تک ادھار کنول میں ۔ اور ب سے ل تک لنگ کنول میں اور ڈ سے پھی تک نابھ کنول میں اور ک سے ٹھی تک ہردے کنول میں ۔ اور کنٹھ کنول میں ۱۶ سولہ سر ۔ اور برّد کنول میں ۔ ہم اکھشم لیکن ہر حرف پر نقطہ بھی ضرور لگا دیا جاوے والسلام صورت اس کی یہ ہے ۔

طریق شغل اس طرح پر ہے کہ ہر حرف کو کلی میں سے بتصور اس نلی کے اندر لاوے اور نلی کو ایک ایک دریائے عظیم خیال کرکے برم منڈ تک نیچے سے اوپر لے جاوے اور جب تمام حروف اوپر جمع ہو جاویں تو پھر بترتیب ہر ایک کو اتارے چند روز میں لطائف جاری و تمام جسم منور ہو جاوے گا ۔

marfat.com

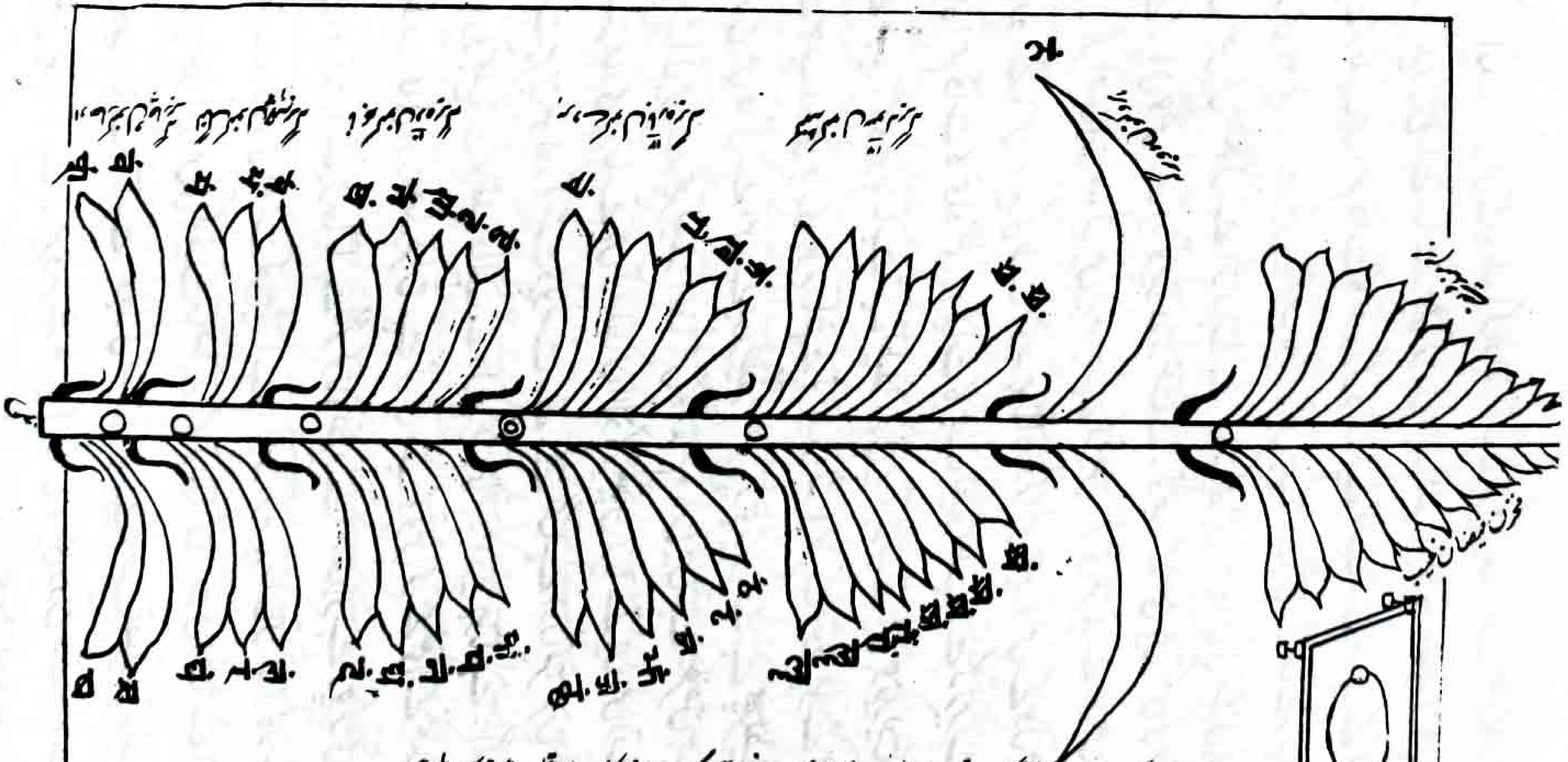

یہان طالب کو تصور کرنا چاہیے کہ گردیا یہ تخت پر بیٹھا ہوا مخزن فیضان غیب سے ایک دریا نور کا میرے قلب مین بھر رہا ہے ۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ طریقہ نقشبندیہ میں بعد بیعت تعلیم کا یہ طرز ہے
کہ مرید کو شیخ اپنے سامنے بیٹھا کر اول لطیفہ قلب کی طرف متوجہ کرتا ہے اور کہتا
ہے کہ قلب میں اسم ذات کا تصور کرو اور اپنے قلب سے مرید کے قلب میں
گرمی پہونچاتا ہے لیکن یہ توجہ پائیدار نہیں جب تک شیخ کے سامنے ہے اور ذکر
میں شغل میں مشغول ہے اثر رہتا ہے ورنہ کچھ بھی نہیں اس کی مثال فوارہ کی سی
ہے کہ پانی حوض سے آیا تو چلا ورنہ خشک ۔ توجہ کے معنی ہیں کسی کی طرف رُخ
کرنا مگر اصطلاح صوفیہ میں یہ مراد ہے کہ فیض و گرمی مرید کے دل میں پہونچانا
از روئے باطن مرید کی طرف متوجہ ہونا اور ذکر الٰہی کا یہ تو اس کے دل میں ڈالنا
خواہ اسم ذات کا خواہ نفی و اثبات کا جب لطیفہ قلب سے کہ زیر پستان چپ
ہے مرید آگاہ ہوجاتا ہے تب لطیفہ روح پہ توجہ کرتے ہیں جو زیر پستان راست
ہے جب وہ بھی جاری ہوجاتا ہے تو لطیفۂ سِر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو قلب
و روح میں حائل ہے اس کے بعد لطیفۂ نفس پر جو زیر ناف ہے پھر لطیفۂ خفی پر
جو پیشانی میں ہے پھر لطیفۂ اخفا جس کا مقام دماغ میں ہے ۔ غرض جب یہ لطائف
ستہ جاری ہوجاتے ہیں تو سلطان الاذکار تلقین فرماتے ہیں اس وقت اسم
ذات ہر بن مو اور گوشت و پوست سے نکلنے لگتا ہے اور اکثر طرح طرح کے
انوار و تجلیات کا غلبہ طالب کے دل پہ بلکہ تمام وجود پہ ہوتا ہے ۔ اگر طالب
کا ظرف عالی اور حوصلہ فراخ ہے تو ان سب کو نوش کر کے نفی کے تحت میں لاتا
ہے اور قدم آگے بڑھاتا ہے اگر کوتاہ نظر و بے استعداد ہے تو چوکڑی بھول کر
کیفیت اذکار کی دولت کھو بیٹھتا ہے ۔ البتہ اگر مرید سلطان الاذکار سے اچھے
طور پہ نکلا اور اس کی کیفیت حاصل کر چکا تو لطائف ستہ کی اثنائے اجرائے
میں وجد و جذب ہوتا ہے ۔ وجد کی حقیقت یہ ہے کہ جب تصفیہ و تزکیۂ باطن
حاصل ہوجاتا ہے تو پیر و مرشد مرید کی روح کو اپنی روح کے ہمراہ لے کر عرش
و کرسی کی جانب پرواز کرتا ہے وہاں گوناگون انوار و عجائب اسرار مرید کے دل

marfat.com

پر غلبہ کرتے ہیں اور اس کو مدہوش بنا دیتے ہیں۔ جب کہیں سوائے انوار کے کچھ نظر نہیں آتا تو مرید حیران و سرگردان ہو کر واپسی کا ارادہ کرتا ہے لیکن راہ نہیں پاتا ناچار ہائے ہو مچاتا ہے اور نالہ و زاری کرتا ہے۔ تب پیر و مرشد توجہ افاقیہ دیتا ہے اس وقت اوسان درست ہو جاتے ہیں۔

اذکار و مراقبات

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرات مشائخ میں لطائف ستہ کی بیداری کے واسطے طرح طرح کے اذکار مروج ہیں، مثلاً، حدادی۔ ندافی۔ دوضربی۔ سہ ضربی۔ شش ضربی۔ پاس انفاس۔ حبس دم۔ اسم ذات۔ نفی اثبات۔ نظر بر قدم ہوش دردم وغیر ذالک بعد از آں مراقبات و مکاشفات جو معمول خاندان ہوں تعلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے کچھ حد و حصر نہیں ایک مراقبہ یہ ہے کہ مرید کو فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ہر حال و قال میں بصیر و خبیر سمجھو تاکہ ظاہر و باطن میں کوئی حرکت نازیبا سرزد نہ ہو، ایک مراقبہ یہ ہے کہ خدا کو اقرب و نزدیک سمجھو تاکہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ کے معنی ظاہر ہو جاویں ایک مراقبہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو بحر میں تصور کرو یعنے سب جگہ راست و چپ زیر و زبر۔ دریا ہی دریا ہے اور میں اس میں غرق ہوں اس کو مراقبہ بحری کہتے ہیں ایک مراقبہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو لق و دق بیابان میں خیال کرو اس کو مراقبہ بری کہتے ہیں، ایک مراقبہ یہ ہے کہ اپنے تئیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تصور کرو تاکہ فنائیت و نسبت آں حضرت کے حاصل ہو غرض اسی قسم کے مراقبے اور مکاشفے طالبین سے کراتے ہیں، مراقبہ کے معنی یہ ہیں کہ خطرات و خیالات فاسد سے خاطر کی نگہداشت کرے اور مکاشفہ کے معنی یہ ہیں کہ ظلمات کے پردے سامنے سے اٹھا دیئے اس کی تفصیل کتب مشایخ میں بہت کچھ ہے۔

سلوک مشائخین زمانہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے زمانہ کے مشائخین کی سیر و سلوک یہ ہے کہ ذات شیخ سے نسبت و فنائیت حاصل ہو جاوے جب ان کو کوئی بات معلوم کرنی منظور

marfat.com

ہوتی ہے تو اپنے شیخ کی برزخ یعنی صورت کی طرف متوجہ ہوکر استعانت واستمداد اپنے کاموں میں کرتے ہیں۔ اور اسی کو کمال فقر جانتے ہیں مگر ذات باری تعالیٰ کی تشبیہات وتنزیہات میں نہ ان کو کچھ دخل نہ اس سے سروکار۔ رہی معرفت وحقیقت کی چاشنی سو اس کی لذت وکیفیت کا حصول معلوم۔ نہ یہ جانتے ہیں کہ ہم کون ہیں کیا ہیں کہاں سے آئے ہیں ہماری اصل کیا ہے اور ذات خداوندی کیا چیز ہے۔ اگر کوئی عالی حوصلہ ہوا تو اس کو برزخ رسول الثقلین حاصل ہوجاتی ہے ورنہ خیر ؎

خود شناسی کار باشد اے فلان　　　کار دیگر ہیچ و پوچ و ہیچ دان

تا نیفتد بر تو مردے را نظر　　　از وجود خود کجا یابی خبر

طریقہ تعلیم کملا ایک روز ارشاد ہوا کہ گروہ کاملین تین قسموں پر منقسم ہے۔ کامل۔ اکمل۔ مکمل۔ کامل اس کو کہتے ہیں جو خود تو صاحب کمال ہو مگر کسی کو فیض وفائدہ نہ پہونچا سکے اس کو لازمی بھی کہتے ہیں اکمل وہ ہے کہ خود بھی صاحب کمال ہو اور فیضان باطنی وہدایت ظاہری سے اوروں کو فائدہ پہونچاوے۔ یہ شخص اول سے بدرجہا بزرگ ہوتا ہے مکمل اس کو کہتے ہیں کہ اوروں کو مشیئت ایزدی اور تقدیر الٰہی کے موافق خواہ گھنٹہ میں خواہ مہینہ میں خواہ سال میں کامل ومکمل بنادے اور جو کرامات اور مکاشفات اپنی ذات میں رکھتا ہے مرید کو عطا فرماوے ایسا شخص مذکورہ بالا سے بھی نہایت معظم ومکرم ہوتا ہے گروہ کملا کے تعلیم وتلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اول طالب کو خاندان کے موافق بیعت کرکے ذکر ارشاد فرماتے ہیں خواہ اسم ذات خواہ نفی واثبات مگر اس زمانہ کے مشائخین کی طرح سامنے بیٹھا کر توجہ نہیں دیتے۔ البتہ قلبی توجہ دیتے ہیں جہاں کہیں مرید ہو چاہے ہزار فرسنگ چاہے میل بھر اپنا برزخ اس کے دل میں حلول کردیتے ہیں اور اس توجہ کا اثر طالب کے دل سے زائل نہیں ہوتا شراب پیئے یا زنا کرے گویا کہ پتھر کی لکیر ہے اس کو گھسو یا رگڑو بدستور موجود ہے

اقسام توجہ اس گروہ کی توجہ تین طرح کی ہوتی ہے۔ اصلاحی۔ القائی

marfat.com

اتحادی ۔ اصلاحی توجہ یہ ہے کہ مرشد اپنی برزخ ہمت کے صابون سے دل مرید کو پاک وصاف کردے اور اس کے آئینہ دل کا غبار اپنے دل کی حرارت سے مٹا دے اور اپنی ہمت باطن کو مرید کی تہذیب وآراستگی میں مصروف رکھے۔ القائی توجہ یہ ہے کہ جب ضمیر مرید کی صفائی نہایت کو پہونچ جاوے تو حالات پوشیدہ کی دریافت واستدراک کے واسطے القا کرے یعنی جو کچھ کہنا ہو مرید سے برزخ میں کہے خواہ مرید دور ہو خواہ نزدیک لیکن بعض ہی طالب اس توجہ تک پہونچتے ہیں۔ اتحادی توجہ یہ ہے کہ مرشد یک لخت بغیر تصفیہ وتزکیہ قلب کے مرید کو فیضان باطنی عطا کرے اور خاصہ اس توجہ کا یہ ہے کہ طالب کا برزخ مرشد کی صورت بابرکت کے مشابہ ہو جانا ہے مگر اس قسم کی توجہ شاذونادر ہوتی ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے ایک نان بائی کو دی تھی جو کم ظرفی اور بے استعدادی کی وجہ سے تیسرے دن مرگیا کیونکہ تصفیہ باطن اس کو حاصل نہیں ہوا تھا اگر صفائی ہوتی تو اس توجہ کو برداشت کرتا اور جیسے اس توجہ کے دینے والے خال خال ہوتے ہیں ایسے ہی طالب بھی اس قدر حوصلہ وعالی ظرف کم ہوتا ہے جو اس توجہ کا متحمل ہو ورنہ بیم ہلاکت ہے۔ جب طالب تذکر میں ٹھیک ہو جاتا ہے تو پیرومرشد اس کو تفکر ارشاد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ صانع حقیقی کی صنائع وبدائع میں متفکر ہو مثلاً قالب انسان کیسی حکمت وفراست سے بنایا اس کے اندر صدہا بیماریاں اور سینکڑوں آرام رکھے۔ آسمان بغیر ستون قائم کردیا۔ زمین کو پانی پر پھیلا دیا مینہ کا برسنا نباتات کا اگنا پھول پھل کا پیدا ہونا یہ سب اس کے کمال صنعت کا تماشا پیش نظر ہے اور مرتبہ تفکر میں اکثر طالب کو استغراق وسکر حاصل ہوتا ہے ۔

استغراق کے معنی ہیں پانی میں ڈوب جانا اور یہاں یہ مراد ہے کہ حقیقت ومعرفت کے دریا میں قصد ونیت کے ساتھ غرق ہونا اور سُکر کے معنی ہیں۔ بیہوشی ومدہوشی۔ جب طالب مرتبۂ تفکر وتذکر میں ٹھیک ہو گیا

عرفان :۔ تو اب عرفان کی تعلیم کرتے ہیں کہ ان تمام ممکنات وموجودات

marfat.com

کو واجب الوجود سے خیال کرنا اور ان فروعات کو اصل اصول سے سمجھنا چاہئے اور تمام وسیلے اور واسطے درمیان سے اٹھا ڈالنے چاہیں اور جو کرو جان لو کہ اسی کی مشیئت سے کرتے ہیں اور جو آفت وراحت کسی سے پہونچے منجانب اللہ سمجھے جیسے کتے کو کوئی پتھر مارے تو وہ پتھر کو نہیں دیکھتا بلکہ جان لیتا ہے کہ مارنے والا کوئی اور ہے پتھر خود نہیں لگا۔ اسی واسطے پتھر مارنے والے کی طرف دوڑتا ہے

رہ عقل بیچ بر بیچ نیست   بر عارفان جز خدا ہیچ نیست

عرفان میں بھی استغراق ہوتا ہے لیکن استغراق وسکر منازل مروجہ ومقررہ سے نہیں ہیں۔ بلکہ منازل کے شعبے ہیں جیسے کسی شخص کا ارادہ دلی جانے کا ہے اور جہاں سے چلا ہے دلی سات منزل ہے اب ان منازل کے بیچ میں جو دیہات واقع ہوتے ہیں ان کو منزل نہیں کہہ سکتے بلکہ شعبۂ منازل ہیں۔

توحید مرید نے یہ تین مقام طے کر لئے تو حضرت پیر ومرشد توحید کی ہدایت فرماتے ہیں یعنی اپنے تمام اعمال وافعال احوال واقوال حرکات وسکنات کو تقدیر الٰہی اور مشئت ایزدی سے سمجھنا چاہئے۔ لیکن یہ تعلیم بتدیوں کے واسطے ہے منتہیوں کی تعلیم یہ ہے کہ تمام ممکنات وموجودات کو مظہر الٰہی بلکہ عین ذات نا متناہی جاننا چاہئے جیسے ایک چراغ دوسرے چراغ سے روشن کریں تو وہ بھی روشنی میں پہلے کی برابر ہے کچھ فرق دونوں میں نہیں ہے، کیونکہ حدوث نے قدم کی خواہش سے کوئی وجودی لباس پہنا اور صورت اختیار کی پھر حدوث قدم سے الگ کس طرح ہو سکتا ہے کیونکہ روز ازل سے حدوث وقدم میں یگانگی واحدیت کا واسطہ ہے اور ایک لحظہ یا ایک ساعت بھی اس سے جدا نہیں۔ معنی توحید میں ہیں کہ باری تعالیٰ کو بے ہمتا اور یکتا جانتا ہر حال وہر مقام میں اگرچہ جلایا جاوے یا قتل کیا جاوے

چیست توحید آنکہ از غیر خدا

فرد آئی در خلا و در ملا

marfat.com

اقسام موحدین

توحید کے جاننے والے کو موحد کہتے ہیں اور موحدین کی دو قسمیں ہیں ایک موحد حنیف دوسرا موحد تابع۔ موحد حنیف اسے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ایک جانے بلا واسطہ انبیا علیہم السلام کے اور نبی و رسول کی اطاعت اس کے لئے اختیاری ہوتی ہے اور اس قسم کے موحد اکثر جوگیوں کے فرقہ میں ہوتے ہیں اور اگر شاذ و نادر زمرۂ اسلام سے ہوتے ہیں تو دین و اسلام کی پیروی کبھی کبھی کرتے ہیں البتہ دل سے انبیاء علیہ السلام کی رسالت و نبوت کا اقرار و اعتراف رکھتے ہیں لیکن توحید کے غلبہ میں ہوش بجا نہیں رہتے جب سمجھ بوجھ ٹھکانے آتی ہے تو شرع مبین کی حبل متین سے سہارا لیتے ہیں۔ اور موحد تابع وہ ہے۔ کہ اپنے تمام عبادات و معاملات کو شریعت غرا اور ملت بیضا کے موافق رکھے اور کبھی سر مو تجاوز نہ کرے اور اپنے دل میں خداوند تعالیٰ کو از روئے ذات وصفات یگانہ و بے ہمتا سمجھے اور بے چون و بیچگون خیال کرے اور یہ بھی یاد رکھو کہ موحد تابع کو مقام توحید میں اتنی مدہوشی و بیہوشی نہیں ہوتی کہ بے اختیار ہو جائے البتہ اس پر باری تعالیٰ کی واحدانیت اور یگانگی کا غلبہ رہتا ہے۔ جب طالب ان چار مقامات کو طے کر چکا تو مرشد مقام استغنا سے اس کو مشرف فرماتا ہے۔

مقام استغناء

استغناء کے معنی ہیں بے پروا ہو جانا گردہ جن و انسان سے اور سب کام خدا کو سونپ دینا۔ اس مقام میں طالب کو استغناء اور بے پروائی اس قدر ہو جاتی ہے کہ بہشت و دوزخ کا خیال بھولے سے بھی اس کے دل میں نہیں آتا اور شادان و فرحان رہتا ہے اور امیر و غریب کو یکساں خیال کرتا ہے۔ جب طالب ان پانچوں مقامات کو طے کر چکا تو حضرت پیر و مرشد اس کو مقام فنا سے معزز و ممتاز کرتے ہیں۔ اور ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام حیوانات و جمادات و زمین و آسمان کو اور میں اور ہم اور یہ اور وہ سب کو نیست و ہالک و منعدم خیال کرو کہ بجز ذات لا یموت کے سب معدوم و ناپیدا ہیں صرف ذات واجب الوجود اسی صفت پر جیسی کہ ازل

marfat.com

سے قائم ہے جلوہ گر د ہویدا ہے۔ اول طالب کو اس مقام میں دو دو گھڑی تک بیہوشی رہتی ہے اور ایسا حال بہت دنوں تک ہوتا ہے جب طالب کو نفی بحت حاصل ہوئی اور اس کو سہ گیا تو پھر حضرت پیر و مرشد اس کے حوصلہ اور ظرف کے موافق اس مقام کی انتہا تعلیم کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی حد نہیں لیکن جس وقت یہ حالت درجہ غایت کو پہونچ جاتی ہے تو اسی کا نام محویت ہے۔ الحاصل مرشد کامل کی توجہ و مدد سے جب یہ چھ مقام طالب کو طے ہو جاتے ہیں۔ تو اس کو بقا کی طرف متوجہ کرتے ہیں یعنے فنا و محویت سے نکال کر بقا و صحو کی طرف لاتے ہیں اور بقا کے معنے ہیں فنا سے نکل کر قائم ہونا۔ ان مقامات کے بعد مرتبہ وصل کا ہے لیکن اس کا حصول محض عنایت الٰہی پر منحصر ہے اس میں مرشد کی توجہ اور طالب کی کوشش کو کچھ دخل نہیں۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ

چون حسن عاقبت نہ برندی و زاہدی ست — آن بہ کہ کار ہا بہ عنایت رہا کنند

غرض یہ سات مقام ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اور ہر ایک مقام کے ساتھ ایک شاخ بھی ہے چنانچہ طلب کی شاخ ذکر ہے کہ بے اس کے کچھ ثمر نہیں ملتا دوم مقام عشق اس کی شاخ تفکر ہے کہ بغیر اس کے کچھ کیفیت نہیں آتی۔ سوم مقام عرفان ہے۔ اس کی شاخ استغراق و سکر ہے کہ بغیر اس کی معرفت کے حقیقت نہیں کھلتی مقام چہارم توحید اس کی شاخ بیداری ہے۔ پنجم استغنا اس کی شاخ خوشی ہے۔ ششم فنا اس کی شاخ محویت ہے۔ ہفتم۔ بقا اس کی شاخ صحو ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ مکاشفہ کی دو قسمیں ہیں ایک کونی اور ایک ذاتی مکاشفہ کونی میں انسان پر کل موجودات کا حال علیٰ قدر استعداد کھلتا ہے اور اس میں بآہستگی ترقی ہوتی ہے کہ اول تو لوگوں کے دلوں کا حال معلوم ہونے لگتا ہے پھر اگر استعداد کامل ہے تو تمام جہان کا حال آئینہ ہو جاتا ہے مکاشفہ

marfat.com

ذاتی اسے کہتے ہیں کہ ذات بحت کی جستجو میں قدم رکھے اور جو انوار و تجلی پیش آئے سب کو ہیچ سمجھے اگرچہ اس میں حیرت و عظمت بہت پریشان و سرگردان کرتی ہے مگر قدم ہمت آگے کو بڑھائے اور صفات ذاتیہ پر کبھی قناعت نہ کرے اسی لئے طالب تنزیہ ہمیشہ سراسیمہ رہتا ہے اور اس کی آتش طلب کبھی فرو نہیں چنانچہ حضرت شبلی کا مقولہ تھا ؎ رَبِّ زِدْنِي تَحَيُّرًا۔ لیکن اس قسم کے طالب فی زمانہ بہت کم ہیں اور جو ہیں تو حیران و پریشان ہیں اور آج کل کے مشائخوں کو تو اس کی ہوا بھی نہیں لگی ؎

راز درون پردہ ز رندان مست پرس ۔۔۔ کیں حال نیست صوفی عام مقام را

سچ تو یہ ہے کہ ان مقامات کی حقیقت و ماہیت جب سمجھ میں آتی ہے کہ طالب کسی اہل اللہ سے بیعت ہو کر تصفیۂ باطن حاصل کرے پھر نقل مطابق اصل خود ظاہر و عیان ہو جائے گی جب تک کہ طالب عین الیقین میں ہے ۔کیفیت حق الیقین کہاں اور جب تک کہ علم الیقین میں ہے تو منزل مقصود بہت ہی دور ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ اولیاء اللہ کی بہت سی قسمیں ہیں اگرچہ ٹھیک ٹھیک سوائے ذات پاک کے کوئی بھی نہیں جانتا لیکن مشہور یہ ہیں ۔قطب ارشاد ۔قطب مدار ۔ قلندر ۔خضر وقت غوث ۔ ابدال ۔ اوتاد ۔ صوفی ابوالوقت صوفی ابن الوقت ۔قطب لغت میں چکی کی کیلی کو کہتے ہیں ۔جس پر تمام چکی کا مدار ہے ایسے ہی اگر قطب دنیا میں نہ ہوں تو انتظام عالم تباہ و خراب ہو جائے اور ارشاد کے معنی رہنمائی پس قطب ارشاد سے خلق اللہ کو ہر طرح کا نفع ظاہر اور باطن کا بے حساب پہونچتا ہے قطب مدار وہ ہے کہ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور بذات خود کامل و اکمل ہو مدار کے معنے ہیں جائے گردش یعنی ساری مخلوقات اس کی بگرویدہ ہو اور اپنے کاموں میں اس سے مدد چاہے ۔ اور اسی کو قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں اور اس کے بدن میں کسی جگہ ناسور سائل بھی ہوتا ہے

marfat.com

قلندر وہ ہے کہ تجرید و تفرید میں یکتا اور بے پروا ہو اور تمام عالم کا حال اس پہ آئینہ ہو اور جو وصف کہ عارفوں میں ہونا چاہیئے اس میں بے مثل ہو اور شرط یہ ہے کہ مجذوب بھی ہو اور سالک بھی جیسے حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر تھے یا اس زمانہ میں حضرت جنگو شاہ گذرے ہیں۔ خضر وقت وہ ہے کہ مثل حضرت خضر علیہ السلام کے اس پہ علم الدنی منکشف ہو اور اسرار سے واقف ہو اور ایک نظر جس پہ ڈالے اس کو کامل کر دے مگر ایسا شخص کسی خوش نصیب ہی کو ملتا ہے۔ اور غوث یا فرد رس کو کہتے ہیں یعنی جو بندگان خدا کے معاملات میں ظاہراً اور باطناً عدل و انصاف فرماتے ہیں ان کی شناخت مشہور ہے کہ جب چاہیں اپنے اعضا جدا کر لیتے ہیں ابدال اگر یہ گروہ نہ ہو تو تمام عالم مسخ ہو جائے اور یہ ستر تن ہوتے ہیں چالیس تو ملک شام میں اور تیس تمام ممالک میں متفرق رہتے ہیں مگر ان سے کچھ کام نہیں نکلتا نہ کچھ فائدہ حاصل ہاں وہ بھی اپنی خدمت پہ مامور رہتے ہیں اور ابدال اس لئے کہلاتے ہیں کہ اگر کوئی ان میں کم ہو جاتا ہے تو اوتاد میں سے بدل ان کا مقرر ہوتا ہے۔ اوتاد جمع ہے وتد کی اور وتد کے معنی ہیں میخ یعنی یہ لوگ مثل میخ آہن اپنے اپنے مقام پر جمے رہتے ہیں اگرچہ ظاہر و باطن کا فائدہ ان سے محسوس نہیں ہوتا مگر ان کی برکات تمام عالم میں محیط و منتشر رہتی ہیں۔ صوفی ابوالوقت وہ ہے کہ وقت پہ قادر ہو یعنے حالت اس کے اختیار میں ہو جب چاہے۔ طاری کرے جب چاہے دور کر دے اور ہوش میں آجائے یہ صوفی ابن الوقت سے بدرجہا اعلیٰ ہوتا ہے مگر ایسے لوگ اس زمانہ میں نہیں ہیں البتہ اگلے زمانہ کے قدما مثل حضرت بایزید بسطامی ان مراتب پر پہونچے ہیں اب ایسے لوگ نظر نہیں آتے اور اگر ہوں گے تو خال خال ہوں گے اس زمانہ کے صوفی اکثر ابن الوقت ہوتے ہیں صوفی ابن الوقت وہ ہے کہ ظاہر و باطن کی صفائی رکھتا ہو اور وقت کا پابند ہو یعنی جب کوئی حال باری تعالیٰ کی طرف سے اس پہ وارد ہو تو مدہوش و بے ہوش ہو جاوے جیسے کسی کو بخار یا لرزہ چڑھتا اور وہ بے اختیار ہو کر اس کو دور نہیں کر سکتا۔

marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ مجاذیب کی دو قسمیں ہیں ایک تو ازلی و وہبی دوسرے کسبی و بے اختیاری مجذوب ازلی وہ ہے کہ روز ازل میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی ندا سن کر اور بلیٰ کہہ کر حضرت رب العزت کے مشاہدہ جمال لایزال سے مست ہوگیا اور تمام شہوات و لذات دینوی و اخروی کو دل سے دور کر دیا جب عالم ارواح سے عالم اجسام میں آیا تو اسی طور پر بے خبر رہا اور نیز عالم برزخ میں بھی مست الست جاوے گا۔

پندار اینکہ حیرت از دل عاشق رود ہرگز چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

مگر یہ مجذوب مقامات مشہورہ سے بے خبر اور سیر و سلوک سے ناواقف ہوتا ہے ہاں جس قدر روز ازل سے اس کو معلوم ہوگیا اسی منزل پر مستقل رہتا ہے اور اکثر مجذوبوں کو مکاشفہ کونی ہوتا ہے نہ مکاشفہ ذاتی۔ بے اختیاری مجذوب وہ ہے کہ عالم اجسام کے اندر بالکل ہوشیار آیا اور مدت تک سمجھ بوجھ میں رہا لیکن اتفاقاً کسی کامل کا مرید ہوا اور مرشد نے اپنے خاندان کے موافق اس کو تعلیم و تلقین فرمائی جب نوبت سلطان الذکر تک پہونچی اور ہر جانب سے غلبہ انوار ہوا تو بے اختیار ہو کر ہوش و خرد کے جامہ سے باہر نکل گیا اگر سلطان الذکر کا متحمل ہو جاتا تو سالکوں میں سے ہوتا یا اس طرح پر کہ کسی مست و مجذوب کی نگاہ دفعتہً پڑ گئی اور بے قرار ہو کر مست و مدہوش ہوگیا۔ بس اگر اس کا حوصلہ بلند اور توفیق الٰہی رفیق حال ہے تو مکاشفات کی بہار اور مقامات کی سیر دیکھتا ہے اور تمام منازل کو طے کرتا اور کبھی کبھی ہوش میں آکر ہوشیاری گفتگو کرتا ہے۔ ع

کہ دیوانہ ہے لیکن بات کہتا ہے ٹھکانے کی

اور ایسے مجذوب کو مکاشفۂ صفائی از حد ہوتا ہے اور اس کی طبیعت تشبیہ کی طرف راغب رہتی ہے کہ سالک کا مرتبہ مجذوب سے کہیں بڑھ کر ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کی ان رباعیات کا ورد واسطے دفع وسواس اور ازدیاد محبت الٰہی کے بوقت تہجد موجب

marfat.com

منافع کثیر ہے۔

رباعی

یارب زگناہ زشت خود منفعلم — وز قول بد و فعل بد خود خجلم
فیضے بدلم زعالم قدس بریز — تا محو شود خیال باطل زدلم

رباعی

تسبیح ملک را و صفا رضوان را — دوزخ بد را و بہشت مرنیکان را
دنیا جم را و قیصر و خاقان را — جانان مارا و جان ما جانان را

رباعی

اے آنکہ بملک خویش پایندہ توئی — از دامن شب صبح نمایندہ توئی
کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ — بکشائے خدایا کہ کشایندہ توئی

ایک روز ارشاد ہوا کہ خاندان قادریہ وچشتیہ میں ذکر جہر معمول و مختار ہے۔ کیونکہ اس میں ترقی ذوق و شوق ہے لیکن اگر نقشبندی یا سہروردی ذکر جہر کریں تو پہلا ذوق و شوق بھی جاتا رہتا ہے بقول شخصے۔

کا ہو کے من کچھو یسے کا ہو من کچھ نہ سہائے — اگ پھونک سے بل اٹھی دیا پھونک بجھ جائے
درحق او مدح درحق تو ذم — درحق او شہد درحق تو سم

ایک روز ارشاد ہوا کہ اس شعر میں ایک شغل بیان کیا ہے ؎

مے خورد مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن — ساکن بتخانہ باش و مردم آزاری مکن

مے سے مراد عشق ہے اور مصحف جسم انسان کعبہ دل اور بت خانہ تصور شیخ یا رسول یا معشوق اور مردم آزاری سے مراد ہے پلک مارنا۔ اسی طرح اس شعر میں ایک شغل ہے ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سر حق بر ما بخند

یہی مضمون کبیر صاحب نے فرمایا ہے ؎

marfat.com

دیکھ ری دیکھ تجھ میں تیرا دھنی دم کو روک دیدار پاوے
(راست سوراخ بینی)

دم کو روک اور مول کو بند کر چاند سورج گھیر ایک آوے

نابھ کے سانس سے منتر جپ جپ کرے (معقد) اور کنول کی کلی پر بھنور رجھاوے (چپ سوراخ بینی ۱۲)

کہیں کبیرا گم کی پیڑیاں سن کی سیج کوئی سنتھ جاوے

سلوک منا طاء ۱۲

یہ اشعار پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ تم اس شغل کو سمجھے یا نہیں میں نے عرض کیا کہ حضرت میری سمجھ میں نہیں آیا آپ نے ترکیب مذکورہ کے بموجب مجھ کو اپنے سامنے بیٹھایا اور فرمایا کہ سورج تو ناک کا داہنا نتھنا ہے اور چاند بایاں اور مول سے مراد مقعد ہے اور یاد رکھو کہ جس طرح گھوڑے کی دونوں باگیں برابر ہوتی ہیں تو سیدھا جاتا ہے اسی طرح جب دونوں نتھنوں سے سانس برابر اور یکساں جاری ہوتا ہے تو دل بھی قائم و ثابت ہو جاتا ہے اور تحرک وسواس و خطرات میں کل الوجود دور ہو جاتا ہے اس کے بعد ترکیب دونوں سروں کی متساوی کرنے کے بتلائے تو فوراً دونوں برابر ہو گئے اور حقیقت میں دل قائم ہو گیا اور ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور پھر فرمایا کہ اسی باب میں کمال پسر کبیر کرنے بھی فرمایا ہے۔

آنکھ ناک منہ ڈھاپ کے نام نرنجن لے
اندر کے پٹ جد کھلیں جد باہر پٹ دے

ایک روز ارشاد ہوا یہ بھی ایک شغل ہے ؎

سن مکھ کر دیدار محل میں پیارا ہے
تربینی کے گھاٹیں مانجھ دھارا ہے

تربینی اس مقام کو کہتے ہیں جہاں تین دریا جمع ہو جائیں اور یہاں مراد ہے دماغ سے یعنی جس وقت انسان اس شغل کو کرتا ہے تو مقام دماغ میں جس کا نام ہندی

ؔ یعنی دیکھ اپنے آپ میں اپنے مالک کو اس ترکیب سے کہ دم اور مقعد کو بند کر تاکہ سانس ہر دو سوراخ بینی کا برابر چلنے لگے اور نابھ کنول سے کھینچ کر من کنول پر ایسی ضرب لگاؤ جیسے پھول پر بھونرا گونجتا ہے تاکہ ذات الٰہی کا ظہور ہو۔ یہ راہ سلوک ہے اور توحید کے میدان میں جانا مردوں کا کام ہے ۱۲ ۔

marfat.com

برم منڈ یعنی اخفیٰ ہے تین آنکھیں یکجا جمع ہو جاتی ہیں دو چشم ظاہر اور ایک چشم دل جس کا نام سویدا ہے اس شغل کا نام ترکٹی ہے اور اسی کو نصیر المحمود بھی کہتے ہیں ترکیب یہ ہے کہ اول دونوں آنکھوں کی نظر سر بینی پر قایم کرے چند روز کے بعد پتلی بطرف دماغ چڑھ جائے گی اور چشم دل بھی اسی طرف رجوع کرے گی جب ہر سہ چشم دماغ میں مجتمع ہو جاتے ہیں تو روح کو صعود حاصل ہوتا ہے اور اس صعود کا انجام تین حال سے خالی نہیں اگر طالب کم ظرف اور مرشد ناقص ہے تو پردہ دماغ پھٹ جائے گا اور روح نکل جائے گی اور اگر طالب خود قوی ہے تو پرم ہنس یعنی مجذوب بن جائے گا اور اگر مرشد کامل ہے تو روح اس صعود سے نزول کرے گی اور انوار روحانی سے تمام جسم روشن اور منور ہو جائے گا لیکن غذا اس عمل میں نہایت لطیف ہونی چاہئے جیسے دودھ چاول اور مسکہ گاؤ کا استعمال بھی ضرور ہے ابتدا میں آنکھوں پر بڑا زور پڑتا ہے بتدریج اس کی مشق بڑھایا کرتے ہیں۔

ایک روز جناب قبلہ کے حضور میں منشی فضل رسول صاحب نے دو سوال پیش کئے جو میر عباس علی صاحب نے بغرض حصول جواب ارسال کئے تھے۔ سوال اول یہ تھا کہ کامل کی کیا شناخت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اول تو کامل کوئی ہوا ہی نہیں سب مبتدی رہے یہاں تک کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی چنانچہ خود فرمایا ہے وَمَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ پس جب سب کے پیشوا ایسا ارشاد فرمائیں تو اوروں کی کیا حقیقت ہے ؎

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر   ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

اور عرف میں جو کامل و مکمل کہا جاتا ہے سو ہندوستان بھر میں ایک ہی دو کامل ہوں گے اور شناخت نسبت کی اہل نسبت کر سکتا ہے۔ رہا عرفان وحق تناسی اس کو کوئی کیا پہچان سکتا ہے اور یہ امر سائل سے پوچھنا چاہیئے کہ وہ کس بات کو کمال سمجھتے ہیں تو اس کا حال بیان کیا جاوے دوسرا سوال یہ تھا کہ کامل کی سیر

marfat.com

کہاں تک ہے اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ سدرۃ المنتہی تک تو خودی قائم رہتی ہے اس کے بعد حال قابل بیان نہیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ لوگوں کے عقائد تین قسم کے ہوتے ہیں ایک فرقہ کہتا ہے کہ جو کچھ ہے خدا ہی کے اختیار سے ہے بندہ کا کچھ اختیار نہیں۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ کچھ تو بندہ کا اختیار ہے باقی خدا کا۔ تیسرا گروہ قائل ہے کہ نیکی خدا کی طرف سے ہے اور بدی اپنی طرف سے اگرچہ یہ بات کہی جاتی ہے مگر اصل میں محض جھوٹ ہے جو کچھ ہے اسی کی طرف سے ہے بھلا شیطان کو کس نے پیدا کیا اور اس کو تعلیم کس نے کی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے پیدا کیا اور کس نے تعلیم کی کسی کو شانِ مذلی کی تعلیم دی اور کسی کو شان معزی کی تعلیم فرمائی استاد دونوں کا ایک ہے۔ مصرعہ

بحر وحدانی ست جفت وزوج نیست

ایک روز ارشاد ہوا کہ فقرا کے دو فرقہ ہیں ؎

قومے بجد وجہد نہادند وصل دوست | قومے دگر حوالہ بتقدیر مے کنند

لیکن جد وجہد بھی بدون کشش سرکاری نہیں ہو سکتی کیونکہ ہر امر تقدیر الٰہی سے وابستہ ہے۔ لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اور اگر انسان غور کرے تو سب کچھ اپنے آپ میں موجود ہے۔

پاس کہوں تو پاس ہے اور دور کہوں تو دور | جان اجان جہان میں سب میں ہے بھرپور

خدا بندہ میں آکر یوں نہاں ہے | کہ جوں بوگل کی گل کے درمیان ہے

اس میں مجھ میں ربط ہے اک ذوق مثل بُو و گل | وہ رہا آغوش میں لیکن گریزاں ہی رہا

بعض توحید وجودی کے قائل ہیں بعض شہودی کے بعض اتحادی ہیں بعض حلولی کوئی عینی ہے کوئی ظلی کوئی اوست کا قائل ہے کوئی از دوست کا کوئی ہمہ اوست کا چنانچہ شیخ عطار فرماتے ہیں۔

او چو خورشید است ما چوں سایہ ایم | ہمچو نور و سایہ ما ہمسایہ ایم

marfat.com

لیکن بہتر یہ ہے کہ جو کچھ عبادت و طاعت زہد و ریاضت انسان کرتا ہو اسی میں نگا رہے اہل شریعت کو ورع و تقویٰ اور صوم و صلوٰۃ اور اہل طریقت کو اپنے ذکر و فکر میں مشغول رہنا چاہیئے کیونکہ راز بطون نہ کسی پر ختم ہوا اور نہ ہو حدیث از مطرب دمے گوئی و راز دہر کمتر جو کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمارا۔

نیست کس را از حقیقت آگہی　　جملہ میسرند باد ست تہی

ایک روز ارشاد ھوا کہ اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ کے کیا معنی ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور ہی بیان فرماویں فرمایا کہ نہیں تم بیان کرو تاکہ تمہارے ذہن کی رسائی معلوم ہو۔ اس وقت کمترین نے عرض کیا کہ میرے قیاس میں تو یہ معنی آتے ہیں کہ ہر ایک کے لئے ایک کام مقرر ہے اور وہی کام اس کے واسطے طریق موصل الی المطلوب ہے ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند　　میل آن اندر دلش اندر اختند

یعنی جس کام میں مشغول ہے وہی کام کرتے کرتے فنا ہو گیا جہان سے آیا تھا وہیں جا پہونچا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؎

حباب وار زبہر نظارہ آمدہ ایم　　کہ سر زنیم و تماشا کنیم و باز رویم۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۝ یعنی نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انس کو مگر واسطے عبادت کے۔ پس کون ہے جو خلاف مرضی خدا کر سکے یعنی خدا نے تو واسطے عبادت کے پیدا کیا اور وہ برخلاف کرے کہ نقش نقاش سے خلاف نہیں کر سکتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص جس کام میں ہے، اس کے واسطے وہی عبادت ہے ؎

از انم کہ برسر نوشتی ز پیش　　نہ کم کردم اے بندہ پرور نہ بیش

رباعی

گر در عملند خلق و گر معزولند　　چون در نگری جملہ بحق مشغولند

در مذہب تست بر گزینی کردن　　اینجا کہ منم جملہ جہان مقبولند

marfat.com

کما قال اللہ تعالیٰ۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ یعنی کوئی جنبندہ نہیں ہے مگر اس کی چوٹی خدا کے ہاتھ میں ہے بدرستی کہ میرا پروردگار راہ مستقیم پر ہے یعنی جس کے ہاتھ میں سب کی چوٹی ہے وہ راہ راست پر ہے تو ظاہر ہے کہ سب راہ راست پر اور سب کا منتہیٰ حق ہے۔ وَاِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۔

چون از و بود ابتدائے ہمہ ہم بدو باشد انتہائے ہمہ
چون ہمہ راہ اوست از چپ و راست تو بہر رہ کہ میروی ادراست
کس کشاند میکشد کانا الیہ راجعون چون روی جائے دگر فکر غلط باشد جنوں

آپ نے فرمایا کہ تم خوب سمجھے یہی معنی ہیں۔

ہر چند اس کی سمت سوا راہ ہی نہیں تس پر بھی حیف یہاں کوئی آگاہ ہی نہیں
کتنے ہوئیں کہ ہے وہی ہادی وہی مضل تو راہ پہ ہیں سب کوئی گمراہ ہی نہیں

حضرت جنید سے کسی نے پوچھا کہ مَا مُرَادُ الْحَقِّ بِالْخَلْقِ یعنی اللہ کی مراد خلقت کے پیدا کرنے میں کیا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مَا عَلَيْهِمْ جَرَتْ یعنی یہی مراد حق ہے جو خلق پہ گذر رہا ہے۔

مومن و ترسا جہود و گبر و مغ جملہ را رو سوئے آن سلطان الغ
مومن و ترسا جہود و نیک و بد جملہ گان راہست و سوئے احد
صورت از بیصورتی آمد برون باز شد انا الیہ راجعون

ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ ایک طالب خدا تھا۔ جہاں کسی فقیر کو سنتا اس کی خدمت میں حاضر ہوتا اسی وتیرہ پہ بزرگان دین کی خدمت میں پھرتے پھرتے ایک مدت گذر گئی لیکن حصول مقصود کے آثار کچھ نظر نہ آئے ناچار سب سے امید منقطع کی اور جنگل میں ایک درخت کے تلے اس نیت سے جا بیٹھا کہ بس اب خدا کو خدا سے طلب کریں گے ۔

سر مدا گرش وفاست خود مے آید در آمدنش رواست خود مے آید

marfat.com

بیہودہ چرا درپے اوے گردی نبشین اگر او خدا است خود مے آید

مالا[1] چیون نہ کر جیون لور لکھ کہوں نہ رام مور ارام مہ کو جپے تو میں پاؤں بسرام

مراقب ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ زمانہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا حضرت کے پاس ایک گھوڑی تھی خیال آیا کہ اس کو پانی پلانا چاہیئے اس لئے سوار ہو کر دریائے دجلہ کی طرف چلے لیکن گھوڑی نے جنگل کی راہ لی ہر چند روکا نہ رکی گمان کیا کہ کچھ سر الٰہی ہے اس کو مطلق العنان کر دیا چلتے چلتے پہر بھر کے بعد اس درخت کے پاس پہنچے جہاں وہ طالب دل سوختہ بیٹھا تھا اس وقت حضرت کو دریافت ہوا کہ اسی طالب کی کشش تھی ایک نگاہ میں مقصد اس کا پورا کیا۔ ؎

سالہا بردند مردان انتظار تا یکے را بار شد از صد ہزار

پھر حضرت جنید نے اس طالب سے ارشاد کیا کہ تم جانتے ہو میں کون ہوں اس نے جواب دیا آپ میرے پیر و مرشد اور رہنما ہیں حضرت نے فرمایا اگر تم کو اس راہ میں پھر کبھی قبض واقع ہو اور حیرانی پیش آوے تو بغداد میں میرے پاس چلے آنا اس نے جواب دیا کہ حضرت اب میں آپ کے پاس آیا ہوں یا آپ میرے پاس میں تو ایسے کا دروازہ پکڑ کے بیٹھا ہوں کہ اگر اس قسم کا معاملہ پھر پیش آیا تو کسی اور کی گردن پکڑ کے بھیج دے گا۔ مجھ کو کسی کی پروا نہیں آپ نے فرمایا کہ شاباش اس راہ میں طالب کو ایسا ہی چاہیئے، یک در گیر محکم گیر ؎

ہم مٹ گئے تو صورت ہستی نظر پڑی ویران جب آپ ہو گئے بستی نظر پڑی

دیکھا تو خاکسار ہی عالی مقام ہیں جوں جوں بلند ہم ہوئے پستی نظر پڑی

حضرت جنید حقیقت میں بڑے فیاض تھے اور آپ سے بہت کچھ فیض ہوا ہے چنانچہ نقل ہے کہ ایک روز مسجد میں تھے ایک شخص آیا اور کہا کہ حضرت آپکا وعظ شہر ہی میں کام کرتا ہے یا جنگل میں بھی کچھ تاثیر بخشتا ہے آپنے حال پوچھا

---

[1] مالا تسبیح جیون یاد کردن کرہاتھ۔ لکھ منہ۔ رام خدا۔ بسرام۔ آرام آرام یعنی نہ تسبیح پڑھوں نہ ہاتھ پر نہ منہ سے خدا کہوں بلکہ میرا خدا مجھ کو یاد کرے تو میں آرام پاؤں۔

marfat.com

اس نے عرض کیا کہ چند اشخاص فلاں مقام پر جنگل کے اندر راگ رنگ میں مصروف اور دور شراب سے سرمست ہیں آپ اسی دم تنہا کھڑے ہو گئے اور منہ لپیٹ کر جنگل کی راہ لی جب قریب پہنچے تو وہ لوگ بھاگنے لگے فرمایا کہ بھاگو مت میں بھی تمہارا ہم مشرب ہوں اور اسی واسطے آیا ہوں وہ لوگ جمع ہو کر بیٹھ گئے آپ نے فرمایا کہ یارو ہمارے واسطے بھی لاؤ شہر میں تو پی نہیں سکتے آج حال سُن کر پوشیدہ طور پہ یہاں آئے ہیں کہ یاران ہم مشرب میں چل کر پئیں گے ان لوگوں نے کہا کہ حضرت ہم کو یہ معلوم ہوتا تو ہمیشہ آپ کو پلایا کرتے افسوس ہے کہ اس وقت کچھ بھی شراب باقی نہیں ہے، فرمائیے تو شہر سے منگائی جاوے حضرت نے فرمایا تم کو کوئی ایسی بات نہیں آتی کہ شراب خود بخود آجایا کرے وہ بولے کہ صاحب یہ کمال تو ہم میں نہیں ہے فرمایا کہ آؤ میں تم کو ایک ایسی بات سکھلا دوں کہ شراب خود آجائے پھر شراب کا مزا دیکھو وہ سب مشتاق ہوئے کہ یہ کمال تو ضرور بتلا دیجئے کہا کہ اچھا اوّل نہاؤ پھر کپڑے بدل کر میرے پاس آؤ سب نے غسل کیا کپڑے دھوئے اور پاک وصاف ہو کر آموجود ہوئے تب فرمایا کہ سب دو دو رکعت نماز پڑھو جب وہ نماز میں مشغول ہوئے تو آپ نے دعا مانگی کہ یارے خدایا میرا تو اتنا ہی اختیار تھا کہ آپ کی حضور میں ان کو کھڑا کر دیا اب تم کو اختیار ہے۔ یُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ ۔ ہمت مردان مدد خدا حضرت کی دعا منظور ہوئی اور وہ سب کامل ہو گئے ؎

نار ابراہیم را لالہ کند	فصل ساعت کار صد سالہ کند
از ہزاران کوشش طاعت پرست	ذرہ سایۂ عنائت بہتر ست

کہتے ہیں کہ حضرت جنید کے **۱۹ خلیفہ** ہوئے ہیں کہ ہر ایک ان میں سے بہتر و برتر تھا اور سوائے ان کے **اور** بہت لوگوں کو حضرت سے فیض پہنچا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ ایک بار مع اپنے **رفقا** کے جہاد میں گئے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو آپ نے دیکھا کہ گیارہ

marfat.com

محافہ لئے ہوئے فرشتہ کھڑے ہیں اور حوریں ان کے گرد ہیں خیال آیا کہ ہم گیارہ شہید ہوں گے چنانچہ ایک رفیق شہید ہوا تو ایک محافہ غائب ہوگیا پھر تو یقین ہوا کہ بالضرور ہمارے واسطے بھی شہادت ہے، غرضکہ اسی طرح دس یار تو شہید ہو گئے اب حضرت جنید کی باری آئی ایک یہودی آکر مقابل ہوا اور ان کو پہچان کر بولا کہ حضرت آپ کہاں طالب خدا کو لڑائی جھگڑے سے کیا سروکار فرمایا۔ کہ میاں تم دیکھتے نہیں کہ ایک محافہ لئے ہوئے فرشتے موجود ہیں دس محافہ تو میرے رفیقوں کو لے کر غائب ہو گئے یہ ایک میرے واسطے باقی ہے اس نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو مجھے بھی ایمان تلقین کرو وہ مسلمان ہو کر اسی دم کفار سے لڑا اور شہید ہو کر اس بقیہ محافہ میں روانہ بہشت ہوا حضرت کو الہام ہوا کہ جاؤ تم اپنا وہی گھر یا جالی سنبھالو ناچار واپس تشریف لائے اور اپنی تسبیح پھرانے لگے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پہلے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیعت ہوئے دو جگہ ان کی بیعت اور ثابت ہے اور تین سو ساٹھ بزرگوں سے ملے ہیں لیکن باوجود اس جہد و کوشش اور ملاقات کا ملین کے مقصود دلی کو نہ پہنچے جب پھرتے پھرتے ناچار ہوئے اور اس بے نشان کا کہیں نشان نہ پایا تو یہ خیال آیا کہ خیر خدا نہ ملا تو چلو خانہ خدا ہی کی زیارت کریں چنانچہ مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

سوئے مکہ شیخ امت بایزید — از برائے حج و عمرہ میدوید
او بہر شہرے کہ رفتی از نخست — مر عزیزان را بکردی باز جست
گرد میگشتی کہ اندر شہر کیست — کو براز کان بصیرت متکی ست
گفت حق اندر سفر ہر جا روی — باید اول طالب مردے شوی
قصد گنجی کن کہ این سود و زیان — در تبع آید تو انرا فرع دان
بایزید اندر سفر جستی بسے — تا بیاید خضر وقت خود کسے
دید پیرے با قدے ہمچوں ہلال — بود درو ے فر و گفتار رجال

marfat.com

دیدہ نابینا دلے چون آفتاب   ہم چو پیلے دیدہ ہندوستان بخواب

چشم بستہ خفتہ بیند صد طرب   چون کشاید آن نہ بیند ایں عجب

پس عجب در خواب روشن میشود   دل درون خواب روزن میشود

وآنکہ بیدارست و بیند خواب خوش   عارف ست و خاک او در دیدہ کش

بایزید او را چو از اقطاب یافت   مسکنت بنمود و در خدمت شتافت

پیش او بنشست و پرسید حال   یافتش درویش و ہم صاحب عیال

گفت عزم تو کجا اے بایزید   رخت غربت را کجا خواہی کشید

گفت قصد کعبہ دارم از پگاہ   گفت ہیں با خود چہ داری زاد راہ

گفت دارم از درم نقرہ دویست   نک ببستہ سخت بر گوشہ ردیست

گفت طوفی کن بگردم ہفت بار   وین نکوتر از طواف حج شمار

وان درمہا پیش من نہ اے جواد   دانکہ حج کردی و حاصل شد مراد

عمرہ کردے عمر باقی یافتے   صاف گشتی بر صفا بشتافتے

حق آن حقے کہ جانت دیدہ است   کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است

کعبہ ہر چندے کہ خانہ برّ اوست   خلقت من نیز خانہ سرّ اوست

تا بکرد آن خانہ را در وے نرفت   واندرین خانہ بجز آن حی نرفت

چون مرا دیدی خدا را دیدۂ   گرد کعبہ صدق برگردیدۂ

خدمت من طاعت و حمد خداست   تا نہ پنداری کہ حق از من جداست

چشم نیکو باز کن در من نگر   تا ببینی نور حق اندر بشر

کعبہ را یکبار بیتے گفت یار   گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار

بایزیدا کعبہ را دریافتے   صد بہا و عز و صد فر یافتے

بایزید آن نکتہ ہا را ہوش داشت   ہمچو زرین حلقہ اش در گوش داشت

آمد از وے بایزید اندر مزید   منتہی در منتہی آخر رسید

غرض یہ ہے کہ حضرت بایزید سالہا سال جد و جہد میں رہے اور طلب و تلاش

marfat.com

بیں عمر گذاری اور کچھ حاصل نہ ہوا لیکن قسمت بیں تو یوں تھا کہ ایک مرد خدا آنکھوں کے اندھے گانٹھ کے پورے مل جاویں گے اور دم زدن بیں ان کو کامل بنا دیں گے ؎

علم انور است در جان رجال — نے ز راہ دفتر و نے قیل و قال

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی سہارنپور تشریف لے جایا کرتے تھے اس زمانہ میں جلال الدین تھانیسری بڑے متبحر عالم تھے اکثر آپ کے مریدوں سے باین کلام خطاب کرتے کہ تمہارا پیر نچنیا آیا ہے ایک بار مریدوں نے حضرت کے روبرو یہ شکایت پیش کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر پھر کبھی مولوی صاحب یہ بات فرماویں تو یوں کہنا کہ ہمارے پیر ناچتے بھی ہیں اور نچا بھی دیتے ہیں اتفاقاً اس محفل میں سے ایک شخص باہر نکلا اور مولانا جلال الدین سے ملاقی ہوا تو انھوں نے حسب عادت یہی سوال کیا کہ کیوں میاں تمہارے پیر نچنیے آ گئے اس نے جواب دیا کہ ہاں صاحب ہمارے پیر ناچتے بھی ہیں اور نچا بھی دیتے ہیں اتنا کلام سنتے ہی مولوی صاحب نے کپڑے پھاڑ جنگل کی راہ لی کئی دن کے بعد ہوش آیا تو یہ شعر لکھ کر حضرت کی خدمت میں بھیجا ؎

کر[۱] کانپے لیکھن ڈگے اور روم روم تھرائے۔

سدھ آوت چھاتی پھٹے۔ جو پاتی لکھی نہ جائے۔

حضرت نے اس کے جواب میں لکھا ؎

پتیم[۲] بتیاں جب لکھوں کر جو تم ہو بدیس۔

تن مون من مون نین مون تن کو کیا سندیس

اسی وقت جلال الدین صاحب حاضر ہو کر مرید ہوئے اور خلافت حاصل کر کے گوشہ صحرا میں جا بیٹھے۔

۱؎ کر۔ ہاتھ۔ لیکھن۔ قلم۔ ڈگے گر جیسے روم بال تھرا ہی کانپے۔ سُدھ۔ ہوش۔ آوت آئے۔ چھاتی سینہ یعنی ہاتھ اور تمام بدن لرزہ میں ہے۔ قلم ہاتھ سے گرا جاتا ہے خط لکھوں تو کس طرح لکھوں جب ہوش آتا ہے تو فراق میں سینہ شق ہوتا ہے ۱۲ ۲؎ پتیم دوست بتیاں خط۔ بدیس دور یعنی اے دوست خط اس کو لکھا کرتے ہیں جو دور ہو اور جو تن من اور آنکھوں میں ہو اُس کو کیا پیغام دیا جاوے پہلے مصرع میں حرف ندا مقدر ہے ۱۲

marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت عبد القدوس گنگوہی کا ایک مرید دہلی کو جانے لگا بوقت روانگی عرض کیا کہ حضرت دہلی کے شاہ ولایت کا پتا بتلا دیجئے ان سے ملوں آپ نے فرمایا کہ عصر کے وقت فلاں بازار میں لکڑیوں کا ایک گٹھڑ لے کر آئے گا اور یہ شکل و شباہت ہے، جب یہ شخص دہلی پہنچا بموجب نشان کے پایا اور دور سے کھڑا ہوا دیکھتا رہا اتنے میں ایک سپاہی نے گٹھے کی قیمت پوچھی یہ بولے کہ چار ٹکے اور چار کوڑی وہ بلا کر لے گیا لکڑیاں ڈلوالیں اور چار ٹکے حوالے کئے چار کوڑی پر تکرار ہوئی سپاہی نے مار پیٹ کر نکال دیا ناچار گھر پہنچے اور وہ چار ٹکے بیوی کو دئے وہ جھلائی اور ان کی خوب درستی کی تھوڑی دیر بعد سر سہلاتے ہوئے باہر نکلے تو اس مرید گنگوہی نے جو اس تمام معاملات سے متعجب کھڑا تھا پوچھا کہ حضرت آپ کا ایسا تو عالی مرتبہ اور یہ کیفیت اوقات کیا بھید ہے، جواب دیا کہ میاں یہ رتبہ ہم کو اسی نیک بخت تند مزاج بیوی کے طفیل سے نصیب ہوا ہے کیونکہ ہمیشہ اس کے ظلم سہتا اور صبر کرتا ہوں ۔میرا یہ دستور ہے کہ جب لکڑیاں لاتا ہوں تو اس سے دریافت کر لیتا ہوں کہ بول آج کتنے کو بیچوں جو کچھ وہ کہہ دیتی ہے۔ تعمیل کرتا ہوں اگر اس میں فرق پڑا تو میرا یہ حال ہونا ہے جو تم نے دیکھا آج چار ٹکے اور چار کوڑی کی فرمائش ہوئی تھی جس کے لئے دو جگہ کی مار بھگتنی پڑی ؎

راجہ دکھیا پرجا دکھیا جوگی کو دکھ دونا ری۔
کہے کبیر سنو بھائی سادھو کوئی مند نہیں سوناری

ایک روز فرمایا کہ جب شیخ جلال تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ بعد حج مدینہ منورہ میں پہنچے اور بوقت معاودت حصول رخصت کے واسطے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے تو آواز آئی کہ اپنے پیر بدعتی کو ہمارا اسلام کہہ دینا جب شیخ جلال اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں پہنچے تو عرض کی کہ بوقت رخصت روضہ رسول مقبول سے یہ آواز آئی تھی کہ اپنے پیر سے ہمارا اسلام کہہ دینا یہ سن کر حضرت عبد القدوس بولے کہ نہیں جس طرح ارشاد ہوا ہے وہی الفاظ کہو آپ نے بحکم

marfat.com

الامر فوق الادب اسی طرح بیان کیا یہ سنتے ہی حضرت کو ایک حالت وجد پیدا ہوئی اور بار بار حافظ کے اس شعر کو پڑھتے رہے ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نیکو گفتی جواب تلخ مے زیبد لب لعل و شکر خارا

تین روز تک یہی عالم رہا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب مولانا رکن الدین خلف حضرت عبد القدوس گنگوہی نے علوم ظاہر کی تحصیل سے فراغت پائی اور دستار فضیلت بندھی تو ایک شخص نے حضرت عبد القدوس کو مبارکباد دی فرمایا کہ کیا تم اس بات کی مبارک باد دیتے ہو کہ رکن الدین کسی خاکروبہ پر عاشق ہوا ہے، اور ان کی نسبت نہایت ناراضی اور غصہ کے الفاظ فرمائے شیخ جلال الدین صاحب نے ادب سے عرض کیا کہ حضرت صاحبزادہ کے حال پر بجائے خفگی ایسی عنایت ہی کیوں نہیں ہوتی کہ پاک وصاف ہو جاویں غرض صاحبزادہ بلائے گئے حکم ہوا کہ ہمارے پاؤں دباؤ جب وہ پاؤں دبانے بیٹھے تو حضرت نے اپنے کف پا کو انکے سینہ پر ملنا شروع کیا وہ بولے کہ حضرت حدیث میں آیا ہے کہ حافظ قرآن اور عالم کے سینہ پر مہر نبوت ہوتی ہے فرمایا کہ ہاں میں اس کو مٹاتا ہوں پھر آپ نے نقاب اٹھا کر ایک نظر ان پر ڈالی تو لوٹ پوٹ ہو گئے اور بے ساختہ یہ رباعی زبان پر جاری ہوئی۔ رباعی

عاشق و عشق و بت و بتگر و عیار یکے است کعبہ و دیر و مساجد ہمہ جا یار یکے ست

گرد رائی بچمن وحدت و یکرنگی بین کہ دراں عاشق و معشوق و گل و خار یکے ست

جب یہ حال دیکھا تو حضرت عبد القدوس نے شیخ جلال کو جو کہ آپ کے خلیفہ تھے ارشاد کیا کہ رکن الدین کو ہر روز گوشت مرغ کھلاتے رہو تاکہ حالت فرو ہو جاوے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

گر تو سنگ خارہ و مرمر بوی چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

marfat.com

نا سکھ[1] گھوڑے پالکی نا چھتر کی چھانہہ — یا سکھ ہر کی بھگت میں یا سکھ سنتوں مانہہ
سر پہ[2] زیر ناگ پہ تینوں پرون سکھ نہہ — یا سکھ ہر کی بھگت میں یا سکھ سنتوں مانہہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک طالب عبدالقادر نام کسی رسالہ میں ملازم تھے انہوں نے اپنے مرشد سے دریافت کیا کہ مجھ کو کچھ فیض ہوگا یا نہیں مرشد نے ایک ترکیب استخارہ کی بتلائی تو ان کو معلوم ہوا کہ ایک شیر نے میرا پیٹ چاک کیا اور تمام آنتیں وغیرہ کھا گیا صبح کو پیر کے سامنے حال بیان کیا انہوں نے کہا کہ تم کو کسی مجذوب سے فیض ہوگا اتفاقاً کچھ مدت بعد ان کا رسالہ پانی پت میں آیا بعد عشاء خیال ہوا کہ قلندر صاحب کی زیارت کر لینی چاہئے ایسا نہ ہو کہ کل کو رسالہ کا کوچ ہو جاوے کوئی بارہ بجے کے قریب آئے اس وقت مزار کا دروازہ مقفل تھا باہر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھنے لگے آواز آئی کہ عبدالقادر اندر چلے آؤ۔ عرض کی کہ حضرت دروازہ مقفل ہے پھر آواز آئی کہ تمہارے واسطے نہیں ہے آجاؤ ہاتھ لگایا تو قفل کھل گیا اندر جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ قلندر صاحب قبر پر بیٹھے ہیں اور ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا رکھا ہے اول اس میں سے قلندر صاحب نے خود پیا پھر ان کی طرف اشارہ کیا کہ لو عبدالقادر پیو یہ پی گئے قریب صبح باہر نکلے تو ایک جاروب کش نے جو کہ بارہ برس سے مزار فیض آثار کی جاروب کشی میں مصروف تھا چشم بصیرت سے ان کی حالت کو دیکھا اور بولا کہ دہائی ہے خدا کی کہ بارہ برس والے کا تو خیال نہ ہوا اور ایک رات والا دولت قلندری لوٹ لے چلا عبدالقادر کی زبان سے نکلا کہ داتا دے اور بھنڈاری کا پیٹ پھٹے کہنا تھا کہ جاروب کش کا پیٹ پھٹا اور وہ مر گیا قلندر صاحب نے ان کو پھر بلایا اور فرمایا کہ کیوں صاحب پہلے ہمارے ہی آدمی پر وار کیا اب تمہاری زبان پہلی

---

[1] سکھ۔ آرام چھانہہ۔ سایہ۔ خدا۔ بھگت یاد۔ سنت۔ فقیر۔ یعنی آرام نہ گھوڑے پر نہ پالکی میں۔ نہ سایہ چتر میں آرام ہے تو خدا کی یاد میں ہے یا صحبت فقرا میں ۱۲۔

[2] سر پہ۔ عالم بالا زیر عالم ملک یعنی زمین ناگ پر تحت الثریٰ یعنی عالم بالا اور زمین اور تحت الثریٰ ان تینوں جگہ میں آرام نہیں اگر ہے تو خدا کی یاد میں یا فقرا کی صحبت میں ۱۲

marfat.com

سی نہیں رہی ذرا سوچ سمجھ کر بات کیا کرو انہوں نے عرض کیا کہ حضور سے تلوار عنایت ہوئی تو اس کی آزمائش بھی ضرور تھی پھر عبدالقادر قلندر ایک گوشہ صحرا میں جا بیٹھے اور جاروب کش دفن کیا گیا چنانچہ اس کی قبر قلندر صاحب کے والدین کے مقبرہ میں شکم چاک موجود ہے بند کرنے سے بند نہیں ہوتی۔

ایک روز کسی شخص نے عدم حصول کی شکایت پیش کی تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی کہ حضرت عبدالحق رودولوی رحمۃ اللہ علیہ تشنگی طلب میں جا بجا پھرتے رہے مخدوم جلال الدین کبیر الاولیا کا نام سن کر پانی پت میں آئے اس وقت مخدوم صاحب قوالی سن رہے تھے چونکہ حضرت عبدالحق عالم باعمل اور متبع شریعت غرا تھے یہ بدعت دیکھ کر واپس چل دئے دن بھر قطع مسافت کی شام کو پہنچے تو وہی پانی پت تین روز یہی کیفیت رہی چوتھے دن چلے تو جنگل میں ایک آدمی نظر آیا اس سے پوچھا میاں ہم راہ بھول گئے ہیں ہم کو راہ بتا دو وہ بولا کہ صاحب راہ تم ڈھونڈتے ہو وہ تو مخدوم جلال الدین کے دروازہ پر ہے آخر واپس ہوئے اور مخدوم صاحب کی خدمت میں آکر بیعت کی مخدوم صاحب نے اسی دم خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور رخصت کیا شاہ عبدالحق صاحب نے عرض کی کہ حضرت مجھ کو تو کچھ بھی علم وانکشاف نہ ہوا فرمایا کہ صاحب جو حکم تھا ہم اس کی تعمیل کر چکے آگے کھلنا نہ کھلنا خدا کے اختیار ہے ہمارے بس کی بات نہیں ؎

حکم اُو را یفعل اللہ مایشا ۔ اوست مر ہر بادشہ را بادشا

اس کے بعد شاہ عبدالحق صاحب چالیس برس تک فقیروں کے پاس پھرتے رہے لیکن کچھ حصول نہ ہوا ناچار مرنا اختیار کیا اور ایک قبر کھود کر اس کے اندر بیٹھ گئے صرف ایک سوراخ آمد ہوا کے لئے رکھا باقی تمام منفذ بند کر کے چلہ کیا بفضل خدا کشایش مقصود ہوگئی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ؎

آب کم جو تشنگی آور بدست ۔ تا کہ جوشد آب از بالا و پست

marfat.com

پس اسی پر قیاس کر لو ہم کو جو بتلانا تھا بتلا چکے اگر تم کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوا تو چھوڑ دو نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری کے ایک مرید نے بےحاصلی کا گلہ کیا آپ نے فرمایا جو کچھ پڑھتے ہو سب چھوڑ دو ؎

بارے سرو پائم تو ہم بے سرو پا باش   بگذار نمد تکیہ و بے تکیہ گدا باش

اس نے سب ورد وظائف ترک کئے لیکن عشاء کی نماز کے صرف چار فرض پڑھ کر سو رہا خواب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی فرمایا کہ گھبراؤ مت اور اپنے پیر قطاع الطریق سے کہدو کہ تم لوگوں کو گمراہ کرتے ہو یا ہدایت صبح دم کیفیت معاملہ حضرت ذوالنون سے گذارش کی بولے کہ شاید تم نے فرض پڑھے تھے ارے کمبخت اگر فرض بھی نہ پڑھتا تو خود سرکار تشریف لاتے خیر اب ہم کچھ نہیں کہہ سکتے زبردست کا واسطہ درمیان ہے تم جانو اور وہ جانیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جہانگیر بادشاہ کو شاہ حسین ڈھڈھا کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا جو لکڑی کا ایک گھوڑا بنائے اس پر سوار پھرا کرتے تھے وزرا نے کہا کہ حضور وہ تو لڑکوں میں کھیلتا رہتا ہے اس کے پاس جانا مناسب نہیں۔ اتفاقاً رات کے وقت وہ فقیر محل شاہی کے جھرو کے کے تلے آ نکلے کسی نے بادشاہ کو خبر دی اس نے جھٹ پٹ کمند لٹکادی اور شاہ صاحب کو اوپر کھینچ لیا اس وقت بادشاہ نے پوچھا کہ بھلا خدا آپ کو کیسے ملا کہا جیسے تو بادشاہ بولا میں کیسے ملا کہا کہ جیسے خدا تب بادشاہ نے کہا کہ اس معما کا مطلب سمجھائیے فرمایا کہ سنو اگر میں تم سے ملاقات کرنی چاہتا تو پہلے دربانوں سے ملتا پھر اہلکاروں کی التجا کرتا پھر امیروں وزیروں کی خوشامد کرتا نہا دھو کے معقول لباس پہن کر حاضر ہوتا پھر نہیں معلوم کہ اس وقت کے بعد بھی آپ کا جی ملنے کو چاہتا یا نہ چاہتا لیکن جب خود تمہارا جی چاہا تو بے راہ گھسیٹ لیا کسی کو خبر نہ ہوئی ؎

کیسی گلی رقیب کی کیا طعن اقربا   تیرا ہی جی نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

اس حکایت کے بعد جناب وقبلہ نے فرمایا کہ اسی طرح فقرا کی دو قسمیں ہیں۔

marfat.com

ایک اکتسابی جو درجہ بدرجہ سلوک طے کرتے ہیں اور ایک وہبی کہ جذبہ غیبی ان کو آن میں کھینچ لیتا ہے ؎

جب[۱] لاگیں برسن کے چاؤ ! — پچھوا دیکھیں نہ پروا باو !

ایک روز ارشاد ہوا کہ میاں کلن شاہ حضرت میرزا جان جانان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بلکہ خلیفہ تھے۔ جب حج کو چلے تو راہ میں خیال آیا کہ مرد خدا کو تلاش کرنا چاہئے ؎

گفت حق اندر سفر ہر جا روی — باید اول طالب مردے شوی
گر سفر داری بدین نیت برو — در حضر باشد ازیں غافل مشو
در بدر میگرد و مے رو کر بکو — جستجو کن جستجو کن جستجو
رو بجست اندر پناہ مقبلے — بو کہ آزادت کند صاحبدلے
تا توانی زاولیا رو بر متاب — جہد کن واللہ اعلم بالصواب

غرض جہاں جاتے یہ ہی تلاش رہتی جب مکہ اور مدینہ کی زیارت سے واپس ہو کر سورت میں پہنچے تو جنگل میں ایک بزرگ سے ملے جو خضر وقت تھے۔

ہیچو اسرافیل کا وازش بفن — مردگان را جان در آرد در بدن
اولیا را در درون ہم نغمہ ہاست — طالبان را زان حیات بے بہاست
ہین کہ اسرافیل وقت اند اولیا — مردہ را زیشان حیاتست و نما
جان ہائے مردہ اندر گور تن — بر جہد ز آواز شان اندر کفن
یک زمانے صحبتے با اولیا — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
گر تو سنگ خارہ و مرمر بوی — چون بصاحب دل رسی گوہر شوی
مہر پاکان درمیان جان نشان — تن مدہ الا بمہر دل خوشان
دل ترا در سوئے اہل دل کشد — تن ترا در حبس آب و گل کشد

۱؎ یعنی جب عشق کی برسات ہونے لگتی ہے تو پروا پچھوا کی ہوا سے نہیں رکتی فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۱۲

marfat.com

ہین غذا ئے دل بدہ از ہمدلی رو بجو اقبال را از مقبلی
دست زن در ذیل صاحب دولتے تازا فضا نش بیابی دولتے
صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

کئی مہینے تک ان کے پاس رہے ایک دن ان بزرگ نے فرمایا کہ آج تمہارے پیر کو ایک شخص نے قرابین سے شہید کیا ہے جنازہ کی طیاری ہے اگر نماز پڑھنی چاہو تو ہم پہنچادیں میاں کلن شاہ نے عرض کیا کہ بہت اچھا انہوں نے سر پر ہاتھ رکھا تو شاہ صاحب دہلی داخل ہوئے یار دوستوں سے ملے جنازہ کی نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو انہوں نے سر پر سے ہاتھ اٹھالیا پھر وہیں موجود تھے چند روز کے بعد عرض کیا کہ حضرت میرا ارادہ وطن کا ہے فرمایا کہ اچھا رخصت تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کرو اگر اپنے جیسا بننا چاہتے ہو تو دہلی تک پہنچتے پہنچتے ہو جاؤ گے اور جو مجذوب ہونا چاہتے ہو تو ابھی لو اور اگر ہم جیسا ہونا چاہتے ہو تو ایک سال ہمارے پاس رہو اب تم سمجھ لو یہ تیر لگا ہوا پھر کسی سے نکلنے کا نہیں میاں کلن شاہ نے جواب دیا کہ حضرت جو ہونا ہے اسی وقت عنایت ہو جائے کہا بہت اچھا لو۔ دفعتہً جو القا کیا تو ہوش و حواس جاتے رہے ؎

ست گر ایسا چاہئے جو صفلی گر سا ہو جنم جنم کے مورچے جو پل میں دوے کھو
نین چھپائے نا چھپیں پٹ گھونگٹ کی اوٹ چتر نار اور سورماں کریں لاکھ میں چوٹ
ست گر میرا سورما کرے شبد کی چوٹ مارے گولہ پریم کا ڈھے بھرم کا کوٹ
سات پانچ گر کیجئے لوئی بھرم مٹائے ست گر سوئی
چشم بتو آفتاد وجودم ہمہ حک شد ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد
پریم گلی میں گھل گیو جیسے نیر میں لون لون گلا پانی بھیا منہہ بتاوے کون
چلے پوتلی لون کی تھاہ سندھ کا لین آپنا تھ آپون ملے پھر کو کہے جو بین
این چنین جو بائے درگاہ خدا چون خدا آید شود جوینده لا
سالکان دانند در میدان درد تا فنائے عشق با مردان چہ کرد

marfat.com

سالہا بردند مردان انتظار تا یکے را بار شد از صد ہزار
چون پس از عمرے بمقصودے رسید غرق حیرت گشت مقصودے ندید

میاں کلن شاہ کے ساتھی ان کو لے کر دہلی میں آئے حکماء سے علاج کرایا کچھ نہ ہوا ۔

مرزا صاحب کے خلفاء جمع ہوئے تاکہ نسبت کو سلب کریں ؎

اندرون جوش جنون ہے تیرے دیوانہ کو لوگ ہر سو سے چلے آتے ہیں سمجھانے کو

ہر چند کوشش کی مگر کیا ہوتا تھا بلکہ الٹا اثر پڑنے لگا یعنی میاں کلن شاہ کی نسبت ان پر غالب آنے لگی پھر تو سب ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہیں ہمارا بھی یہی حال ہووے ناچار ان کو خانقاہ سے باین حیلہ نکال دیا کہ یہ پابندِ شرع نہیں رہا ایک شخص ان کو کوٹ پوتلی لے آیا اور وہیں آپ کا انتقال ہوا فقط ۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شاہجہاں پور میں ایک بزرگ بالاخانہ پر رہا کرتے تھے تعویذ گنڈے پر گذر اوقات تھی اکثر عورتیں بچے ان کے پاس آتے ایک سپاہی بھی ان کے ہمسایہ میں رہتا تھا وہ ہمیشہ ان کو برا کہتا اور گالیاں دیتا کہ یہ فقیر بڑا ٹھگ مکار فریبی بدمعاش ہے کچھ عرصہ کے بعد فقیر صاحب کو عارضہ اسہال لاحق ہوا سپاہی نے بیماری کا حال سنا دل میں سوچا کہ میں اس فقیر کو ہمیشہ گالیاں دیتا رہا لیکن اس نے مجھ کو اپنی زبان سے کبھی کچھ نہیں کہا چلیں اس کی خدمت گذاری کریں اور اپنا قصور معاف کرالیں خیر گالیاں ہم نے دیں تو خدمت بھی ہم کو کرنی چاہئے اول تو عذر تقصیر کیا پھر خدمت شروع کی اور جیسا کہ چاہئے حق خدمت ادا کیا آخر اس فقیر کا دم آخر آپہنچا تو سپاہی سے فرمایا کہ ہمارا صندوق کھولو اس نے کھولا ۔ ایک صدری ایک تہ بند ایک ٹوپی نکال سپاہی کو حوالہ کی اور کہا کہ یہ تین چیزیں مرشد نے ہم کو دی تھیں سو ہم تم کو دیتے ہیں اتنا کہہ کر حق بحق ہوئے کفن دفن کر کے فارغ ہوا تو سپاہی کو نہایت رنج ہوا بروز سوم بہت آدمی جمع ہوئے بعد فاتحہ لوگوں نے کہا میاں صاحب نے جو چیز تم کو دی ہے ۔ اس کو ایک دفعہ پہن لو پھر اتار کر رکھ دینا یہی طریقہ بزرگوں سے چلا آتا ہے سپاہی نے غسل کیا اور وہ خلعت پہنا تو کچھ اور ہی رنگ نظر آیا ۔

marfat.com

نکل گئی پربت کو رائی سرسوں پھولی آنکھوں میں واہ گرو جی خوب پلائی سرسوں پھولی آنکھوں میں

اپنا گھر بار چھوڑ کر اسی بالاخانہ پہ جا بیٹھے اور کام جوان کے پیر کرتے تھے وہی میاں سپاہی کرنے لگے ؎

لے
تن بھسم لگائی جٹا بڑھائی دودھادھاری نکن کہری راکھ۱۲

بن کشٹ کایا کھوج نپایا جنم جنم کئے بار مری

بھونیرتھ سیوی گنگ پھوٹی بن ستگر نہیں کاج سرے

گر کے بلہاری نمون ہمارے جن بھوساگر پار کرے

ایک دوہرا ارشاد ہوا کہ شہر دہلی میں ایک کسبی نہایت حسینہ و جمیلہ کسی امیر کی ملازم تھی ایک بار گرمی کے موسم میں آدھی رات کے بعد اس کے مکان کے نیچے کوئی شخص پکارا کہ ہے کوئی ایسا خدا کا بندہ جو ہم کو سرد پانی پلادے، اس آواز سے کسبی بیدار ہوئی اور ایک صراحی برف آب کی اور مصفا گلاس ہاتھ میں لئے نیچے اتری۔ فقیر تشنہ کو پانی پلایا جب وہ سیراب ہوا تو جرعہ باقی ماندہ اس کو دیا کہ تو بی لے اس نے پیا اور پیتے ہی حالت دگرگون ہوگئی وہ فقیر تو پیالہ پلا کر چل دئے کسبی اسی جگہ بیٹھ گئی امیر کی جو آنکھ کھلی تو آرام دل کو پہلو میں نہ پایا ؎

دائیں دیکھا نظر نہ آئی بائیں دیکھا کہیں نہ پائی

بے قرار ہو کر ہر جانب تلاش کرنے لگا دیکھتا کیا ہے کہ وہ در یتیم خاک پر غلطاں ہے اٹھا کر لایا اور سمجھایا دریافت کیا تو وہ بولی کہ اب ہم سے تم سے کچھ رشتہ نہیں تم نہیں تمہارے کام کی نہ تم میرے مطلب کے ؎

عقل گوید دنیا و عقبیٰ بجو عشق میگوید بجز مولیٰ مجو

لے بھسم راکھ۔ جٹا بال دودھ دھاری ایک قسم کے فقراء ہنود رین کشٹ ثواب کرنے والا۔ کایا جسم کھوج پتا بھوبت تیرتھ زیارت گاہ سیوی پوجا کری۔ کام کاج سری نکلی۔ گر دم شد بلہاری قربان نمون سلام۔ بھوبت ساگر دریا۔ یعنی اگر کوئی شخص راکھ لگاوے اور بال بڑھاوے اور دودھ دھاری بنجاوے اور جسم سے ثواب کرے ہر قسم کے اور پوجا کرے زیارتگاہوں میں مثل دریائے گنگ وغیرہ تالاب ہوئی کے اور ہزاروں دفعہ مر کر زندہ ہو مگر بغیر کامل کے کام نہیں نکلتا قربان جاؤں پیر کے اور سلام کرتا ہوں میں ان کو کہ بہت دریاؤں سے پار کر دیا ۱۲

marfat.com

عقل میگوید کہ خود را پیش کن　　　عشق میگوید کہ ترک خویش کن

اتنی مہربانی کرو کہ مجھ کو ایک الگ مکان دے دو نہ میں کسی کے پاس جاؤں نہ کوئی میرے پاس آوے چنانچہ سب سے الگ بیرون شہر ایک مقبرہ پر رہنا اختیار کیا ایک طالب خدا کسی درویش کے پاس گئے انہوں نے پتہ دیا کہ فلاں مقام پر ایک عورت رہتی ہے تم اس کے پاس جاؤ وہ طالب وہیں پہنچا اور اپنا مطلب بیان کیا وہ بولی میں تو کسبی ہوں اگر کچھ تمہارے پاس ہو تو لاؤ اس کے سوا میں کچھ جانتی نہیں اس نے کہا آپ کچھ ہی فرمادیں میں تو ایک بھیدی کا بھیجا ہوا ہوں ٹالے سے ٹلتا نہیں تب کہا خیر تم اس قابل تو نہیں ہو کہ دفعتہً تم کو تعلیم کر دی جاوے البتہ روزمرہ صبح و شام میرے پاس آکر بیٹھا کرو لیکن کوئی پوچھے تو کہہ دینا کہ ہم سے اس سے آشنائی تھی۔ ہمیشہ اسی طرح آتے رہے چھ مہینے میں تعلیم کر کے رخصت کیا ؎

دوار کا مکہ عبادت گاہ ہیں　　　آپ کے ملنے کی لاکھوں راہ ہیں

اس کے بعد جناب وقبلہ نے فرمایا کہ جس زمانہ میں ہم مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے پڑھتے تھے تو ہم بھی چند بار اس عورت کے پاس گئے تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص کسی بزرگ کی خدمت میں واسطے طلب کیمیا کے جایا کرتا تھا ایک دن وہ بزرگ بولے کہ ہم تجھ کو کچھ دیں گے چونکہ وہ دنیادار تھا سمجھا کہ شاید کیمیا بتلادیں گے فقیر صاحب اس کو غسل کرا کپڑے پہنا جنگل میں لے گئے اور ایک جگہ بیٹھا کر کہا تو بیٹھا رہ ہم آتے ہیں یہ کہہ کر چل دئے اور ایک مہینہ تک نہ آئے وہ ان کو صادق الوعد سمجھ کر وہیں بیٹھا رہا بعد مہینہ بھر کے آئے اور کہا کہ اب تو ذرا کھڑا رہ ہم آکر اکسیر دیں گے سات روز تک اسی مقام پر کھڑا رہا پھر آئے اور کہا کہ اچھا بیٹھ جا اس سے بمشکل بیٹھا گیا اس کے بعد تعلیم و تلقین فرمائی اور وہ شخص نہایت صاحب کمال ہو گیا۔ ع

طلب کس چیز کی تھی اور ملا کیا ؎

خود بخود آں بت عیار بر مے آید !　　　نہ بزور نہ بزاری نہ بزر مے آید

marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک طفل ماہی گیر شکار کو گیا شام تک کوئی مچھلی ہاتھ نہ آئی مایوس بیٹھا تھا کہ سلطان محمود گھوڑے پر سوار اس کے پاس آ پہنچا پوچھا کہ او لڑکے غمگین کیوں ہے بولا کہ حضور ہم چار یتیم لڑکے اور ایک ہماری اپاہج ماں ہے اگر کوئی مچھلی مل جاتی ہے تو ہم غریب پیٹ بھر لیتے ہیں سلطان نے فرمایا کہ اے لڑکے مجھے اپنا ساجھی کر لے وہ راضی ہو گیا بادشاہ نے خود شست پھینکی اس کے نصیب سے سو مچھلیاں شکار ہوئیں لڑکا خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا کہا کہ اپنا حصہ بانٹ لو سلطان نے کہا کہ خیر آج کا شکار تو سب تمہارا کل جو شکار ہوگا وہ ہم لیں گے یعنی خود تجھی کو شکار کریں گے چنانچہ اگلے دن سپاہی بھیج کر اس کو بلایا اور اپنے برابر تخت شاہی پر اس غریب لڑکے کو بٹھلایا لوگوں نے کہا بھی کہ حضور کیا کرتے ہیں سلطان نے جواب دیا کہ یہ کیسا ہی غریب وحقیر سہی لیکن ہمارا ساجھی ہے جبکہ ایک بار اس کو قبول کر لیا تو اب رد نہیں کر سکتے چنانچہ اس کو بھی بادشاہ بنا دیا لوگوں نے اس لڑکے سے پوچھا کہ میاں تجھ میں ایسا کیا کمال ہے کہ اس مرتبہ کو پہنچا

گفت شادی آمد و شیون گذشت   زانکہ صاحب دولتے بر من گذشت

غرض یہ ہے کہ جس کو پیا چاہے وہی سہاگن ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ زمانہ ماضیہ میں بموجب حکم اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ یعنی قتل کرو مشرکین کو جس حال میں پاؤ جہاد میں ایک غازی کا کسی مشرک سے مقابلہ ہوا بڑی دیر تک جدال وقتال میں مصروف رہے کوئی کسی پر غالب نہ ہو سکا نماز کا وقت آیا غازی نے کہا کہ اب مجھے تھوڑی دیر کے واسطے مہلت دے تاکہ نماز ادا کر لوں اس نے مہلت دی بعد از نماز پھر مشغول حرب و ضرب ہوئے اتنے میں مشرک کی پوجا کا وقت ہو گیا اس نے بھی مہلت چاہی اور اپنے دھندے میں لگا مسلمان کو خیال آیا کہ اب وقت نصرت ہے اس کا کام تمام کروں ناگاہ غیب سے ندا آئی کہ او بیوفا کیا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ کے یہی معنی ہیں اس معاملہ میں تجھ سے تو مشرک ہی افضل نکلا یہ ندا سنتے ہی مسلمان رونے لگا اور گر پڑا

marfat.com

جب مشرک اپنی عبادت سے فارغ ہوکر غازی کے مقابلہ میں آیا تواس کو زار و بیقرار پایا حال پوچھا اس نے کیفیت واقعہ سنائی کہ اس طرح تیرے سبب سے مجھ پر عتاب ہوا مشرک کے دل پر اس بات نے تاثیر کی اور سمجھا کہ بے شک ان کا دین سچا ہے کہ خدا نے عہد شکنی کو جائز نہ رکھا فوراً غازی سے کہا کہ مجھ کو ارکان اسلام تعلیم کر اور مسلمان ہوگیا۔ ایسے ہی آجکل کے مسلمان بھی بے وفائی میں یکتا ہیں لیکن ہاتف غیب کی ندا ان کو سنائی نہیں دیتی اور قرآن شریف کو دیکھتے نہیں اگر دیکھتے ہیں تو عمل نہیں ؎

برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر این چنیں تسبیح کے دارد اثر

ایک روز ارشاد ہوا کہ بڑا پیر اور رہبر کامل تو بخت جوان ہے۔ اگر مقسوم میں نہ ہو تو کسی پیر فقیر سے کچھ نہیں ہو سکتا اور قسمت میں ہے۔ تو پیر خود تعلیم کرنے گھر آجاتا ہے چنانچہ نقل ہے کہ ایک مرد خدا کا وقت رحلت قریب ہوا تو بستی میں آئے دیکھا کہ ایک لڑکا جولاہے کا تانی کی پان کر رہا ہے فقیر نے اپنی ٹوپی اتار اس کے سر پر رکھ دی اور کہا کہ مجھ کو سرکار نے طلب کیا ہے تو میری تجہیز و کر دینا اتنا کہہ کر چادر تان کے لیٹ گئے اور رخصت ہوئے ان کے کفن و دفن کے بعد وہ لڑکا سب سے الگ تھلگ قطع تعلق کر کے بیٹھ رہا اس کے وارث رونے پیٹنے لگے اس نے کہا کہ سنو نہ میں کہیں گیا نہ کسی سے کچھ طلب کیا نہ میں اس کوچہ سے واقف تھا خدا نے گھر بیٹھے اپنی نعمت عطا فرمائی۔

ایکن کو دیت پھرائے کے ایکن کو بیٹھے دیت ہے ایکن کو مانگے دیت ایکن کو دیت نہ لیت ہے

اب میں تمہارے کام کا نہیں رہا نہ تم میرے مطلب کے ہو جاؤ اپنا اپنا کام کرو۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مہاراج کبیر کے گھر ایک بار چند سادھو مہمان آئے اتفاقاً اس وقت کچھ سامان کھانے پینے کا نہ تھا اپنی بیوی سے کہا اب کیا علاج اس نے کہا کہ ایک بقال مجھ پر عاشق ہے اگر کہو تو اس سے کچھ سودا لے آؤں کہا کہ اچھا تسکار کرو۔

marfat.com

چون سلامت ہست کو صیدے بگیر | تا بدو شانیم از صید تو شیر
قوس ابرو تیر غمزہ دام کید | بہر چہ دادت خدا از بہر صید
رو پے مرغے شگرفی دام نہ | دانہ بنما لیک در خوردش مدہ
کام بنما و کن اورا تلخ کام | کے خورد دانہ چو شد محبوس دام

کبیر کی بیوی جو نہایت حسین تھی بقال کی دوکان پر گئی اور کہا کہ مہمانوں کے لئے اتنا سامان مطلوب ہے بقال نے کہا کہ اس شرط پر دیتا ہوں کہ تورات کو میرے پاس رہے یہ اقرار کر کے سودا لے آئی اور مہمانوں کو پکا کر کھلا دیا جب رات زیادہ گئی تو کبیر نے کہا کہ لو اب کپڑے بدلو اور زیور پہنو دیکھو تو اس بنیے کی کیا گت بنتی ہے سنگار کرا اپنی چدھی چڑھا بنیے کے دروازہ پر جا اتارا بنیا اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور چونکہ بارش اور کیچڑ ہو رہی تھی اس سے پوچھا کہ تمہاری جوتیاں کیوں صاف ہیں ذرا کیچڑ نہیں لگی جواب دیا کہ کبیر اپنی چدھی چڑھا کر مجھ کو لایا ہے یہ بات سنتے ہی بنیے کی حالت بدل گئی قصور معاف کرایا اور کہا کہ یہ تو میری ماں ہے غرض کبیر نے بقال کو تعلیم کی اور آٹے دال کا بھاؤ سب بھلا دیا۔

ایک روز حاضر خدمت ہوا راقم کی یہ عادت تھی کہ جس وقت کلام فیض انجام کے سننے کا اشتیاق ہوتا تو یہ شعر زبان پر لاتا ؎

باز گو از نجد و از یاران نجد | تا در و دیوار را آری بوجد

میں نے یہ شعر پڑھا تو ارشاد ہوا کہ ؎

جا کی جیسی لگن ہے وائی واکو رام[1] | روم روم میں رم رہی نہیں اور سے کام
پاس کہوں تو پاس ہے اور دور کہوں تو دور | جان اجان جہاں میں سب میں ہے بھرپور
دور کہوں تو دور ہے اور پاس کہوں تو پاس | روم روم میں رم رہی[2] جون پھولن میں باس

---

[1] جس شخص کی کسی سے جس قدر محبت ہوتی ہے اسی قدر اس کا وہ مطیع ہے اور ہمارے تو بال بال میں بس گیا ہے دوسرے سے مطلب ہی نہیں رہا۔

[2] یعنی ہمارے بال بال میں ایسے بسے ہوئے جیسے گل میں خوشبو۔

marfat.com

نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ یعنی ہم قریب ترین بندے کی طرف رگ گردن سے ۔

یار نزدیک ترا ز من بمن است | ویں عجب تر کہ من ازدے دورم
چہ کنم باکہ توان گفت کہ او | در کنار من و من مہجورم

نقل ہے کہ ایک راجہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ آخر کار مرنا اور دنیا کو ترک کرنا ہے جیون مکت[۱] ہو جانا چاہئے ۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق | ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

لَا یَنۡفَعُ[۱] مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ تمام برہمنوں کو جمع کیا اور کہا کہ کوئی ایسی بات بتلاؤ کہ جس سے جیون مکت ہو جاوے برہمنوں نے بچار کے جواب دیا کہ مہاراج ایک تو گائے بناؤ سونے کی اور اتنا اتنا مال دھن برہمنوں کو دو چونسٹھ تیرتھ کرو تو بھگوان کی دیا سے جیون مکت ہو جاؤ گے راجہ نے یہ سب کرم کئے مگر کچھ بھی نہ ہوا تب جوگیوں کی طرف رجوع کی انہوں نے اول تو کان پھاڑے پھر چار پرکار کی تعلیم کی پہلا پرکار بدھ[۳] چدیہ دوسرا پرکار بان پرست[۴] تیسرا پرکار ڈنڈ کمنڈل چوتھا پرکار بھیکھیا[۵] ہوم اور بعض کے نزدیک اول برہم چرج دوم گرہست سوم بان پرست چہارم بھیکھیا ہوم پہلے تین پرکار تو چیلے اختیار میں ہوتے ہیں راجہ نے سب کر لئے چوتھا پرکار گرو کی توجہ پر تھا یعنی پرم ہنس[۶] بنا دینا سو کچھ نہ ہوا پھر علماء اسلام کو جمع کیا اور اپنا سوال پیش کیا انہوں نے جواب دیا کہ صاحب اگر دین اسلام قبول کرو تو یہ بات ہو سکتی ہے راجہ راضی ہوا۔ کہ

---

[۱] نہ نفع دے گا مال اور نہ اولاد مگر جو شخص کہ لاوے اللہ کے پاس قلب سلیم یعنی وہ دل کہ جس میں محبت غیر خدا مطلقاً نہ ہو یعنی محبت دنیا ۔۔ وغیرہ ۱۲ [۲] جیون مکت یعنی جیتے جی آزاد ہو جاوے امید بہشت و خوف دوزخ جاتا رہے [۳] علم دین خوب حاصل کرکے اس پر عمل جیسا کہ چاہیے کرے ۱۲ [۴] جوان و خوبصورت عورت کے ساتھ خفت و خیز کرے کوئی مانع بھی نہ ہو اور خود بھی ہتیاروں سے درست ہو پھر حملہ نہ کرے بلکہ خیال بھی نہ آوے ۱۲ [۵] جہان کا رہنے والا وہاں گھر گھر بھیک مانگی [۶] توجہ اتحادی یعنی پیر اپنے جیسا بنا دے جیسے حضرت باقی باللہ صاحب نے نان بائی کو بنا دیا تھا ۱۲ ۔

marfat.com

بہت اچھا عالموں نے اس کو مسلمان کیا ختنہ کر ڈالے نماز روزہ حج زکوٰۃ کے ارکان سکھلائے جب خوب واقف ہوگیا تو کہا کہ جاؤ اب حج کرو مدینہ منورہ جاؤ یہ بھی کیا جب اپنے ملک میں پہنچا تو پھر علماء کو مجمع کیا اور کہا کہ اب کیا فرماتے ہو مجھے تو کچھ بھی حاصل نہ ہوا ؎

مکہ گئے مدینہ گئے کربلا گئے ۔ جیسے گئے تھے ویسے ہی پھر پھر آ گئے

ان سب نے جواب دیا کہ جو کچھ ہمارے دین کی باتیں تھیں ہم تم کو بتلا چکے اور ہم کچھ نہیں جانتے جب کہ سب طرف سے جواب ملا اور یاس کلی ہوگئی تو راجہ کو جنون پیدا ہوا ایک ہاتھ سے کان پکڑا اور دوسرے سے دوسرا اور رجا بجا کہنا شروع کیا کہ یہ ہندو یہ مسلمان میں کون ہوں ؎

ظاہر میں گرچہ بیٹھا لوگوں کے درمیان ہوں ۔ پر جانتا نہیں ہوں میں کون ہوں کہاں ہوں

آخر جوئندہ یابندہ وَمَنْ دَقَّ بَابًا وَلَجَّ وَلَجَ ۔

ہر کہ چیزے جست بے شک یافت او ۔ چون بجد اندر طلب بشتافت او

چوں نہادی در طلب پا اے پسر ۔ یافتی و شد میسر بے خطر

ہیں مباش اے خواجہ یکدم بے طلب ۔ تا بیابی ہر چہ خواہی اے عجب

عاقبت جوئندہ یابندہ بود ۔ چونکہ در خدمت شتابندہ بود

در طلب چالاک شو این فتح یاب ۔ مے طلب و اللہ اعلم بالصواب

سایۂ حق بر سر بندہ بود ۔ عاقبت جوئندہ یابندہ بود

گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے ۔ عاقبت زان در برون آید سرے

چوں نشینی بر سر کوئے کسے ۔ عاقبت بینی تو ہم روئے کسے

چوں ز چاہے میکنی ہر روز خاک ۔ عاقبت اندر رسی در آب پاک

ناگاہ ایک مرد خدا مع چند مریدوں کے وہاں آ پہنچے راجہ کو دیکھا اور پوچھا کہ کیا کہتا ہے اس نے کہا یہ ہندو یہ مسلمان میں کون مرد خدا نے مریدوں کو اشارہ کیا کہ اس کو جوتیاں مارو مارتے مارتے بے چارے کو بیدم کردیا جب ہوش ہوا تو پھر وہی

marfat.com

درہن غرض کہ اس مرد خدا نے چار دفعہ پٹوایا اور ہر بار وہی حال پایا پس معلوم کیا کہ عشق اپنے مدپر آگیا ہے ایک نگاہ پاک اس پر ڈالی نگاہ کا پڑنا تھا کہ گم صم ہوگیا ؎

ست گر پورا ملگیو جو کھول دکھلائے نین[۱] — جگ جھوٹا دکھن لگا جوڑے پر یکے سین
بجیں جھوجا و سن[۲] اور سنے سو گد بڈ ہوئی — بہتے سر تا پج رہے بھر نہ نکسا کوئی
درین ورطہ کشتی فروشد ہزار — کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

پھر مرد صاحب دل نے دریافت کیا کہ بولو اب تم کون ہو جواب دیا کہ اب میں کچھ کہہ نہیں سکتا کہ کون ہوں ؎

کچھ نہیں کھلتا مجھے میں کون ہوں — صورتِ حیرت ہوں یا شکل جنون
در بشر رو پوش آمد آفتاب — فہم کن واللہ اعلم بالصواب
چندا[۳] جھلکی سب گھٹ مائیں — اندھری آنکھ کو دیکھت نا ہیں
اب[۴] جپ تپ کون کرے موے بھائی — بھوے مایا گھٹ میں پائی
بھلا میں دیکھا ست گر سنتھ سپاہی[۵] — رام نام کا پٹا لکھائی ابھی جاگیر پائی
سرت[۶] سنیکھڑی ساج سمجھ کا تن کی تیک بنائی — جوگ جا گی بدھ کا مندا پریت پیالی پی آئی
ست[۷] کا سیل جگت کا جمدہر چھما ڈھال ڈھل کا ہی — موہ مور چھ پہلے مارا و بد امار ہٹائی
آپا[۸] مار جگت سب مارا تیغ رام پر باہی — بھرم کے منڈے کاٹ کے سادھو تب ہم بھئے سپاہی

---

۱ یعنی پیر کامل مل گئے کھولدیں آنکھیں تمام جہان جھوٹا معلوم ہوا جب انہوں نے دور سے اشارہ کیا ۱۲۔
۲ لڑائی کے نقارے بج رہے ہیں جو سنتا ہے وہی مست ہو جاتا ہے بہت بہادر اس جنگ میں گئے ہیں اور ایک بھی باہر نہیں نکلا ۱۲ ۳ چاند کی روشنی سب جگہ موجود ہے لیکن اندھی آنکھ کو کچھ نظر نہیں آتا ۱۲۔ ۴ اب کوئی عبادت میں محنت کرے جب کھوئی ہوئی نعمت اور مال اپنے ہی میں مل گیا ۱۲ ۵ یعنی میرے پیر پورے سپاہی ہیں خدا کے نام کا پروانہ لکھ کر ابھی جاگیر دلوائی ۶ اور یہ ہتھیار عنایت کئے ہیں چالاکی سینکھری یعنی کپی باروت کی اور سارا سامان سمجھ کا اور تن کی بندوق اور فقر کی جاگی جو دیسی بندوقوں میں ہوئی ہے جس کو توڑا کہتے ہیں اور عقل کا مندرا جس پر جا نگی لگائی جاتی ہے اور اس میں محبت کا پیالہ ہے ۱۲ ۷ صلاحیت یعنی جتی ستی ہونے کا نیزہ اور محنت کی تلوار صبر کی ڈھال دے گی ان ہتھیاروں سے کیا کام واقع مورچہ ماسوا اللہ کا مار لیا اور شک کو ڈر کر مٹا دیا ۸ پھر اپنے آپ کو مار دیا جب اپنے آپ کو مار لیا گیا اور ایک تلوار کا کام بھی تمام کر دیا اور انانیت کی گردن کاٹ کے اب ہم ہوئے سپاہی۔

marfat.com

ل پانچوں پکڑی کام دھام سے پکڑی ممتا مائی ۔ داس کبیر چڑھے گڑھ اپر ابھی نشان گھرائی

ایک روز فرمایا کہ سالک راہ رو کو کہتے ہیں اور سلوک یہ ہے کہ جو کچھ مقسوم میں ہے بزرگوں کی تعلیم و تلقین سے آہستہ آہستہ حاصل ہو جاتا ہے جیسے رہ رو چلتا چلتا اپنی منزل مقصود کو پہنچتا ہے اور یہ جو دفعتہً کسی کو کچھ ملا ہے یہ بات اور ہے سلوک کے خلاف ہے بعض طالب جو اسی امر کے خواہاں رہتے ہیں کہ دفعتہ مل جائے سو یہ بات ہر شخص کے واسطے نہیں ہو سکتی لاکھوں کروڑوں میں خدا نے کسی ایک کے لیئے یہ بات مقرر کر دی تو ہوئی ورنہ سالک کا یہی کام ہے کہ بزرگوں سے جو کچھ ان کو پہنچا ہے طالب کو بتلا دیا آگے ہونا نہ ہونا اس کے مقسوم پر منحصر ہے اس میں کسی کا اختیار نہیں اور خدا کو جب کسی پر رحمت منظور ہوتی ہے تو جس طور سے چاہتا ہے کر دیتا ہے چنانچہ ایک شخص تھا اس کے خیال میں یہ سمائی کہ ایسے پیر کا مرید ہوں گا جو ذات کا شریف صورت کا اچھا عالم با عمل و صاحب کمال ہو اور جملہ اوصاف حمیدہ سے موصوف ہو پس ایسے شخص کا ملنا دشوار مدت تک تلاش میں رہا جب کوئی نہ ملا تو ایک دن ناچار دل میں ٹھانی کہ آج صبح کو جو راہ میں مل جائے اسی کو پیر بنانا چاہیئے ۔ اتفاقاً ایک چور ملا اس نے ارادت ظاہر کی اس نے کہا بھائی میں تو نہ پیری سے واقف نہ مریدی سے آگاہ ؎

صلاح کار کجا و من خراب کجا ۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

جتنا اس کو انکار تھا اتنا اس کو اصرار تھا غرض یہ بے پیر ایسا دامن گیر ہوا کہ چور غریب کو پیچھا چھوڑانا مشکل ہو گیا دیکھا کہ کسی ڈھب سے باز نہیں آتا تو کہا کہ فلاں پہاڑ پر جا اور دو رکعت نماز کی نیت باندھ جب دوسری رکعت کے سجدہ کی نوبت آئے تو جب تک تجھ کو الہام نہ ہو سر نہ اٹھانا اس نے ایسا ہی کیا آخر بحکم خداوندی خضر آئے اور کہا سر تو اٹھا پوچھا تو کون ہے جواب دیا کہ میں خضر ہوں اور تیری تعلیم کے لیئے آیا ہوں تو نے جس کو پیر بنایا وہ تو ایک چور تھا طالب نے جواب دیا کہ حضرت پہلے تو

ل پانچوں یعنی حواس خمسہ جو دشمن تھے ان کو بھی پکڑ لیا اور خواہشیں جو قوی دشمن تھیں ان کو بھی گرفتار کر لیا اب کبیر د اس نے قلعہ فتح کر کے نشان کو پھرایا ہے ۱۲ ۔

marfat.com

کبھی آپ بھی تشریف نہ لائے جب وہ چور پیر ملا تو آپ بھی ملے ہیں آپ کا کہنا ہرگز نہ مانوں گا تب حضرت خضر کو جناب باری سے حکم ہوا کہ جاؤ اول اس چور کو تعلیم کرو خضر جا پہنچے اور اس کو سرکاری سبق پڑھا دیا۔

خضر نے گم گشتہ راہ کو آلیا حاصل مطلب کا مطلب پا لیا
پوتھی سب تھوتھی بھی پنڈت بھیا نکوئی ڈھائی انچھر پریم کے پڑھے سو پنڈت ہوئی

تب اس پیر غارت گر کو خیال آیا کہ آہا ایک شخص ہمارا مرید ہوا تھا دیکھیں اس کا کیا حال ہے آئے اور اس کو تعلیم دی اب یہ اس کے قدم لیتے ہیں اور وہ اس کے قدم لیتا ہے کیونکہ پیر نے مرید کی بدولت ہدایت پائی اور مرید نے پیر کے توسل سے مراد حاصل کی اس کے بعد جناب و قبلہ نے ارشاد کیا کہ ان کی تقدیر میں اسی طرح تھا اب اگر ہر شخص اسی طور سے چاہے تو نہیں ہوسکتا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ نوابی لکھنؤ میں ایک شخص ناظم پرگنہ تھا اتفاقاً ایک کسبی سے اس کو تعشق ہوگیا جو کما تا اس کو کھلاتا یہاں تک کہ سرکاری روپیہ بھی اڑا دیا جب نواب کو خبر ہوئی تو موقوف کئے گئے جو کچھ اندوختہ تھا وہ بھی کھلا چکے۔ تو کسبی سے کہا کہ اب ہمارے پاس صرف ایک صندوق رہ گیا ہے اس میں جو کچھ ہے وہ بھی لے اور رات کو مجرا کر اس نے سمجھا کہ صندوق میں بہت کچھ مال ہوگا تمام شب ناچی اور صبح کو صندوق لے گئی وہ امیر بھی ہمراہ گئے جب اس نے گھر جا کر صندوق کھولا تو ایک تہ بند نکلا ایک ٹوپی ایک کرتہ ایک رنگین رومال کسبی کو حیرت ہوئی۔ کہ اس نے یہ کیا کیا اس وقت امیر خانہ خراب نے کہا اب تم مجھ کو اپنا مرید کرو اور یہ خرقہ پہنا دو وہ بولی میاں اللہ اللہ کرو اگر تم کو اپنی مال و دولت کا قلق ہے تو جو کچھ میرے گھر موجود ہے سب لے جاؤ وہ بولا کہ نہیں نہیں میں تو مال و متاع تیری نذر کر چکا ایک جان ہے سو یہ بھی حاضر ہے لیکن خدا کے لئے مجھ کو اپنا مرید کرلے ہر چند اس نے سمجھایا مگر دیوانہ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا ناچار کسبی نے اپنی تمام برادری کو جمع کیا اور کہا کہ اس سڑی کو سمجھاؤ اگر دونا مال لے کر بھی پیچھا چھوڑے تو میں راضی ہوں۔

marfat.com

ہر ایک نے سمجھایا کسی کی نہ سنی آخر سب نے کسی کو یہ صلاح دی کہ تیرا کیا بگڑتا ہے اسی کی خوشی کر مرید بنا کپڑے پہنا رخصت کر غرض پیر دلبر نے خود بھی غسل و وضو کیا اور مرید مستقل کو بھی نہلا دُھلا کر پہلے خود دو رکعت نماز پڑھی اور رو رو کر جناب باری میں دعا کی کہ بار خدایا تو ہمارے اعمال و افعال سے خوب واقف ہے مجھ گنہگار میں اس کام کی قابلیت کہاں اب شرم تیرے ہاتھ ہے بیعت کر کے کفنی گلے میں ڈال دی یکایک رحمت الٰہی کا دریا جوش زن ہوا اور فیضان غیر متناہی کا طوفان اُمڈا پھر تو کچھ اور ہی رنگ پیدا ہوا وہ امیر چل دیا عورت کو بھی جذب دل نے کھینچا اسی کے ساتھ ہولی اب مرید آگے آگے اور پیر پیچھے پیچھے پھرتے پھرتے دونوں گنگوہ میں پہنچے حضرت عبد القدوس گنگوہی کا عرس ہو رہا تھا مشایخین کبار کا مجمع اور قوالی کی مجلس گرم تھی یہ دونوں بھی آ بیٹھے ذرا دیر بعد اس امیر کو ذوق و شوق پیدا ہوا وجد کی حالت میں الا اللہ کا نعرہ لگایا اور دھم سے ایک کنوئیں میں جا گرا لوگ سہم گئے نکالنے کو دوڑے عورت بولی کہ تم کیسے مشائخ ہو ڈر گئے اگر اس کا وجد و حال صحیح ہے تو خود نکل آئے گا کچھ جائے اندیشہ نہیں ورنہ ایسے کا ڈوب مرنا بھلا ہے ہاں قوالی ہونے دو اور وہی غزل جاری رہے غرضکہ کنویں کے کنارے پھر غزل شروع ہوئی صاحب وجد نے پھر جوش و خروش کیا اور پانی امنڈ کر لب چاہ تک آگیا وہ شخص سطح آب پر رقص کرتا ہوا باہر نکل آیا ایک شخص جو حضرت شاہ عبد القدوس کے مزار پر مدت سے معتکف تھے ان کو رشک پیدا ہوا اور سوچا کہ لونڈی کا مرید نہ زہد نہ عبادت نہ آگا نہ پیچھا نہ جد اور یہ زور و شور کی حالت ہم کو خراب ہوتے اتنی مدت گذری جوار حضرت میں عمر گذاری اور کچھ بھی اثر تاثیر نہ پیدا ہوا یہ سوچ کر اپنا جبہ و دستار اتار قبر پر ٹپک دیا اور کہا کہ حضرت بس ہمارا تو سلام ہے اس مشائخی کو۔

آسن[1] مارے کیا ہوئے جو گئے نہ من کی آس　　جوں تیلی کے بیل کو گھر گھر کوس پچاس

---

[1] آسن طریق نشست من دل۔ آس حرص یعنی اس نشست عبادت سے کیا حاصل ہو جو حرص دل نہ گیا گویا تیلی کے بیل کی طرح اپنے گھر ہی گھر میں پچاسوں کوس کا سفر ہے ۱۲۔

marfat.com

مالا[۱] پھیرے جگ گیو اور گیا نہ من کا پھیر — کر کا منکا چھوڑ کے من کا منکا پھیر
موڑ منڈائے[۲] کیا ہوا جو گیا گھوم گھوٹ — منوا تو موڑا نہیں جس کا سگرا کھوٹ

اس شخص کو ندا آئی کہ تم اس امیر کی حرص مت کرو اس کے لیے یہی مقدر تھا۔ اور یہ نادرات سے ہے ؎

کیمیا گر بغصہ مردہ ورنج — ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

اپنا کام کرتے رہو جو خدا کو منظور ہے وہ ہو جاوے گا کیوں گھبراتے ہو۔ ع

ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت لقمان حکیم سے کسی شخص نے کچھ زر و دینار قرض حسنہ لیے ایک مدت کے بعد اس شخص نے لکھا کہ صاحب مجھے فرصت نہیں معتبر آدمی ملتا نہیں صاحبزادہ کو بھیج دیجیے تاکہ قرض لے جائیں حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو تین نصیحتیں فرما کر روانہ کیا ایک یہ کہ پہلی منزل میں ایک بڑ کا درخت آتا ہے اس کے تلے نہ سونا دوسری منزل میں ایک بڑا شہر واقع ہوگا اس کے اندر قیام نہ کرنا کھا پی کر جنگل میں جا رہنا تیسرے یہ کہ اس مقروض کے گھر نہ ٹھہرنا اس کے بعد یہ بھی اجازت دی کہ راہ میں اگر کوئی واقف راہ و تجربہ کار زیادہ ملے اور ہماری نصیحت کے برخلاف ارشاد کرے تو کچھ مضائقہ نہیں ویسا ہی عمل میں لانا جب پسر لقمان نے کچھ راہ طے کی تو ایک بوڑھا مسافر ملا پوچھا کہ میاں لڑکے کہاں جاتے ہو سب حال کہہ سنایا بڑے میاں بولے خیر مجھ کو بھی اسی شہر میں پہنچنا ہے خوب ہوا کہ ہمارا تمہارا ساتھ ہوگیا جب پہلے منزل میں وارد ہوئے تو بڑے میاں نے کہا کہ اس درخت کے نیچے رہیں گے تاکہ شبنم سے بچیں لڑکا بولا کہ صاحب مجھ کو والد نے منع کیا ہے کہا کہ بھلا کچھ اور بھی کہہ دیا تھا بولا کہ ہاں یہ بھی فرمایا ہے

---

[۱] مالا تسبیح جگ مدت من دل۔ پھیر کجی۔ کر ہاتھ یعنی تسبیح کو پھراتے ہوئے ایک مدت گذر گئی لیکن دل کی کجی دور نہ ہوئی ہاتھ کا منکا یعنی ریاکاری کو چھوڑ کر دل سے خدا کو یاد کر [۲] یعنی ظاہری صورت بنانے سے کچھ حاصل نہیں کیونکہ نفس تو سیدھا ہوا ہی نہیں جس کا یہ سارا فساد ہے ۱۲ ۱۲

marfat.com

کہ اگر کوئی اس راہ کا واقف ترملے تو ان کا کہنا مانو کہا کہ ہم اس راہ سے خوب واقف وآگاہ ہیں ہمارا کہنا مانو۔

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید — کہ سالک بیخبر بنود زراہ ورسم منزلہا

غرض دونوں نے درخت کے نیچے بستر کیا آدھی رات گئی ایک سانپ درخت پر سے اترا بڑے میاں نے سانپ کو مار ڈھال تلے ڈھانک دیا جب صبح ہوئی تو کوچ کی ٹھری لڑکے کے دل میں یہ خیال آیا کہ جناب والد ماجد نے خواہ مخواہ منع فرمایا تھا یہ درخت تو بڑے آرام کا مقام ہے پیر روشن ضمیر نے معلوم کیا کہ لڑکا باپ سے بدظن ہوا جاتا ہے رات کا ماجرا سنایا اور ڈھال کے نیچے سے نکال کر سانپ دکھلایا اس وقت لڑکے کی تشفی ہوگئی پھر بڑے میاں نے ارشاد کیا کہ صاحبزادہ سانپ کا سر کاٹ کر اپنے پاس رکھو داشتہ آید بکار گرچہ بود سر مار اس نے فوراً تعمیل کی اور چل نکلے دوسرے دن ایک بادشاہی شہر میں پہنچے بڑے میاں نے کہا کہ اسی شہر میں رات کو رہیں گے لڑکے نے کہا بہت اچھا میں تو اب آپ کے فرمانے کی تعمیل کروں گا دونوں ایک مسافر خانہ میں جا ٹھہرے اس شہر کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی جوان مسافر آجاتا تو بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کردیتا اور صبح کو وہ مسافر مردہ نکلتا بحسب دستور بادشاہ کو خبر پہنچی اور نوجوان مسافر کی طلبی ہوئی نکاح ہوگیا جب لڑکا دلہن کے پاس جانے لگا تو پیر دانا نے فرمایا کہ پہلے سانپ کے سر کو جو تمہارے پاس ہے آگ میں رکھ کر اپنی بیوی کو اس کی دھونی دیجو اس لڑکے نے ایسا ہی کیا عورت کے رحم میں ایک مرض تھا جو مرد اس کے پاس جاتا جیتا نہ آتا اس دھونی کی تاثیر سے وہ مرض جاتا رہا اور صبح کو وہ لڑکا صحیح وسلامت محل سے باہر آیا بادشاہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی دو چار دن کے بعد روانہ ہوئے تیسری منزل طے کی اب بڑے میاں بولے کہ اسی مقروض کے گھر ٹھہریں گے۔ چنانچہ شب کو وہیں قیام کیا میزبان کی نیت بگڑی کہ رات کے وقت ان دونوں کو مار ڈالوں تاکہ روپیہ بچ جاوے مہمانوں سے پوچھا کہ صاحبو اندر سوؤ گے یا باہر

marfat.com

بڑے میاں بولے کہ گرمی ہے ہم تو باہر سوئیں گے چنانچہ یہ دونوں باہر رہے اور اندر صاحب خانہ کے دو لڑکے سوئے جب آدھی رات گذری تو بڑے میاں نے پسر لقمان کو جگایا کہ اب سردی لگتی ہے اندر چلو یہ دونوں تو اندر پہنچے اور میزبان کے لڑکوں کو جگا کر کہا کہ بھائی تم ہماری جگہ جا لیٹو ہم کو یہاں سونے دو جب تیسرا پہر رات کا ہوا تو مالک مکان آیا اور باہر کے سونے والوں کو قتل کر دیا صبح کو دیکھا تو اپنے لڑکوں کو مردہ پایا نہایت صدمہ ہوا مگر چپ رہ گیا کہ خود کردہ را چہ علاج چار و ناچار مہمانوں کو روپیہ دے کر رخصت کیا دونوں صاحب منزل بمنزل واپس ہوئے جب اس مقام پہ پہنچے ۔ جہاں بڑے میاں سے ملاقات ہوئی تھی پیر بزرگوار نے کہا کہ لو صاحب خدا حافظ اب ہم تو جاتے ہیں اپنے والد سے ہمارا اسلام کہنا لڑکے نے نام پوچھا کہا کہ تمہارے باپ خوب جانتے ہیں غرضکہ باپ کی خدمت میں پہنچے اور ماجرا سفر گذارش کیا اور پوچھا کہ حضرت یہ بزرگوار کون تھے انہوں نے کہا کہ یہ خضر علیہ السلام تھے واقعہ غرض اس بیان سے یہ ہے کہ لقمان تو اصل اصول ہے ۔ کل شئ یرجع الی اصلہ اور مسافر سالک اور منازل راہ منازل سلوک بڑے میاں پیر کامل سانپ نفس و شیطان ، شاہزادے دنیا خانہ متقرومن جہان دنیا متقروض انسان وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۔ اور پسران متقروض اہل دنیا اور روپیہ محبت و عشق الٰہی ہے ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

دوسری غرض اس نقل سے یہ ہے کہ جو مرد کامل ہوتے ہیں وہ طالب خدا کو دوسرے شیخ کامل کی خدمت میں جانے سے مانع نہیں ہوتے بلکہ اوروں کی خدمت میں جانے اور ان سے استفادہ ۔۔۔۔ کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں چنانچہ جناب وقبلہ بھی طالبانِ راہ خدا کو ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی مرد کامل مسلمان یا ہندو سالک یا مجذوب ملے اس سے بے تکلف ملو اور جو کچھ از راہ توجہ یا القایا اور کسی طرح سے فیض و فائدہ پہنچا دے اور تعلیم و تلقین کرے اس کو مت چھوڑ دو یہ مرتبہ نبوت

marfat.com

نہیں ہے کہ جو ختم ہو چکا مرتبہ ولایت ہے ایک سے ایک افضل و اعلیٰ پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں فَضَّلْنَا بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۱ اور جو کوئی مرید کسی طرف کو جاتا یعنی سفر کرتا تو اس کو یہ ارشاد ہوتا ہے

گفت حق اندر سفر ہر جا روی ۔ باید اول طالب مردے شوی

چنانچہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں جو اکابر تھے خواجہ صاحب اپنے معتقدوں اور مریدوں کو ان کی خدمت میں بھیج دیا کرتے اس میں یہ حکمت تھی کہ مبتدی کو شیخ کی تعلیم و تلقین کا ابتدا میں علم نہیں ہوتا جو اکابر جوہر شناس تھے وہ چشم باطن سے جوہر کو پہچان کر فرماتے تھے کہ کسی نے خوب جوہر بھرے ہیں یعنی تعلیم خوب کی ہے تو ان کی جوہر شناسی سے طالب کی تسلی ہوتی تھی اور شیخ کا کمال معلوم ہوتا تھا اور اس زمانہ میں اگر کوئی طالب خدا کسی فقیر کی خدمت میں چلا بھی جاوے تو حضرات مشائخ اس مرید کو فوراً مردود کر دیتے ہیں ۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ خلیفۂ بغداد حضرت شبلی علیہ الرحمہ کا مرید تھا اور از راہ حسن ارادت اپنے ملازمین کو حکم دیا تھا کہ اگر کسی مجرم کی نسبت ہزار بار حکم قتل صادر ہو اور حضرت پیر و مرشد اس کی رہائی کے لئے ایما فرماویں تو بلا اطلاع سلطانی فوراً رہا کر دو چنانچہ ایک بار ایک چور کے حق میں سزائے موت کا حکم صادر ہوا حسب الحکم سلطانی اس کو قتل گاہ میں لے گئے اتفاقاً حضرت کا بھی اس راہ سے گذر ہوا کیفیت واقعہ دریافت فرمائی مجرم سے اقرار لیا کہ پھر ایسا کام نہ کرنا اور رہا کرا دیا چند روز کے بعد وہ شخص پھر چوری کی علت میں ماخوذ ہوا اور حکم قتل صادر ہوا حضرت کو پھر خبر ہوئی اور رہا کرا دیا چند بار یہی کیفیت گذری کہ وہ چوری سے باز نہ آتا اور حضرت براہ ترحم رہا کرا دیتے ہے

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ۔ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

این درگہ ما درگہ نومیدی نیست ۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ !

marfat.com

غرض کہ پھر ایک بار اس چور کے لئے قتل کا حکم ہوا ملازمین سلطانی نے سوچا کہ یہ باز نہیں آتا اور حضرت پھر چھوڑ دیں گے ایک اور مقام پہ لے گئے جہاں کہ حضرت کی گذر نہ تھی اور اس کو دار پہ کھینچ دیا جب حضرت کو اس کی خبر ہوئی تو لاش پر تشریف لائے اس کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ شاباش ہے

طالب راہ را ادب دادی　　جان خود را درین طلب دادی

مرے پیچھے بست ملو کیے کبیرا رام　　لوہا ماٹی ہوگیا پھر پارس کس کام

بھوکھ گئی بھوجن ملے اور جاڑ لگے تیا　　جوبن گئے تریا ملی جو تینوں دیو جرائے

وقت پر قطرہ بہتر ہے ابر خوش ہنگام کا　　جل گیا جب کھیت مینہ برسا تو پھر کس کام کا

ایک روز ارشاد ہوا کہ منشی امیر علی صاحب کو کیمیا کا شوق بدرجہ غایت تھا چنانچہ مرض الموت میں حاجی فریدالدین صاحب کو بلا کر وصیت کی کہ یہ سینتیس دن تو کہرل ہو چکی ہے تین روز اور بچوں کے پیشاب میں کہرل کر کے پان سیر اپلوں کی آگ دے دینا اکسیر اعظم بن جائے گی خیر یہ تمہارے نصیب میں تھی ہم تو محروم ہی چلے ہے

امید بستہ بر آمد ولے چہ فائدہ زانکہ　　امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید

اس کے بعد کچھ اور ترکیب تبلائی اور اسی حالت میں جاں بحق ہو گئے۔ دم آخر تک اپنے مطلوب کا خیال نہ چھوڑا اسی کے دھیان میں جان گئی بھلا طالب کو خدا کے ساتھ اتنی تو محبت ہو ورنہ کاذب ہے ہے

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بودا　　گوئی گشتن بہر او اولیٰ بودا

ایک روز کسی شخص پانی پتی نے عرض کیا کہ سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ منصور حلاج کو مردود لکھا ہے جناب قبلہ نے پوچھا کہ کس طور سے لکھا ہے۔ میر عباس علی لدھیانوی نے عرض کیا کہ یہ بات نہیں ہے، بلکہ مردود دست لکھا ہے یعنی پہلے بیعت خیر علی انساج سے تھے پھر حضرت جنید بغدادی سے کی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کچھ بات نہیں ہے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں ہے

گفت حق اندر سفر ہر جا روی　　باید اول طالب مردے شوی

marfat.com

بایزید اندر سفر جستی بسے — تا بیابد خضر وقت خود کسے
دید پیرے با قدے ہمچوں ہلال — بود در وے فر و گفتار رجال
دید نابینا و دل چون آفتاب — ہمچو پیلے دیدہ ہندوستان بخواب
بایزید اورا چو از اقطاب یافت — مسکنت بنمود و در خدمت شتافت

فرمایا کہ حضرت بایزید نے اوّل امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی چونکہ ہمّت بلند اور حوصلہ فراخ رکھتے تھے تسلّی نہ ہوئی بہت سے کاملین کی خدمت میں گئے اور فائدہ اٹھایا پھر بھی تسکین نہ ہوئی آخر اس نابینا سے تشفی ہوئی کہ جس کا ذکر مثنوی میں موجود ہے میر عباس علی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ شاہ منصور کی حالت انا الحق کے وقت اگر ہم ہوتے تو ان کو اس منزل سے نکال دیتے لیکن مجھ کو بوجوہات تامل ہے اوّل یہ کہ خود حضرت جنید موجود تھے دوسرے اور بہت سے اکابر ایک سے ایک اعلیٰ اس زمانہ میں تھے کیا ان کو اس قدر تصرف نہ تھا۔ اس پر جناب قبلہ نے فرمایا کہ ہاں حضرت غوث الاعظم نے ایسا لکھا ہے لیکن یہ صرف کہنا ہی کہنا ہے جو حالت شاہ منصور کی تھی خود حضرت جنید کو نہ تھی جب حضرت جنیدؒ کو قریب مرگ حالتِ توحید طاری ہوئی ہے تو روتے اور کہتے تھے کہ افسوس تمام عمر قیل و قال میں گذری یہ حال کھلتا تو عمر ضائع نہ کرتے۔ شاہ منصور نے مجاہدہ بھی نہایت سخت کیا تھا۔ کہیں روم کہیں شام کہیں چین جا بجا چلّہ کشی کرتے رہے۔ جس وقت آپ کے لئے سولی تیار ہوئی اور جبّہ اتارا گیا۔ بغل میں ایک بچھو بقدر دس مثقال برآمد ہوا لوگ مارنے لگے تو آپ نے منع فرمایا کہ یہ ہمارا بیس برس کا رفیق ہے اس کو مت مارو پھر جب شاہ منصور کو دار پر کھینچ دیا۔ جسم کو جلایا خاکستر کو دریائے دجلہ میں بہایا تو دریا جوش میں آگیا لوگوں نے امام محمد کو خبر دی امام صاحب دجلہ کے کنارے آئے اور کہا کہ سن منصور ہم جانتے ہیں کہ تو طریقت میں سچا تھا لیکن ہمارا قلم اگر خلاف شرع چلا ہو تو شہر کو غارت کر ورنہ تجھ سے کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔ اسی وقت دریا کا جوش فرو ہو گیا۔ غرضکہ منصور ہر گز مردود دست نہیں ہو سکتا کیونکہ مردود دوست وہ شخص ہوتا ہے جب پیر سے انکار کرے اور پیر اسکو مردود کر کے نکال دے

marfat.com

انہوں نے نہ پیر سے انکار کیا نہ پیر نے مردود کیا اور جو با صفا پیر ہوتا ہے بعد تعلیم کے اپنے مرید کو اجازت دیتا ہے کہ اگر زیادہ حوصلہ ہو تو اور بزرگ کی خدمت میں جاؤ ایسا شخص مردود نہیں کہلاتا اور جو حالت منصور پر طاری ہوئی تھی اس نے منصور کو من کل الوجوہ فنا کر دیا تھا اگر منصور کچھ باقی رہتا تو کوئی اُس حالت سے نکالتا اور خود حضرت جنید موجود تھے اُن سے بھی کچھ نہ ہو سکا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب منصور حلاج کی خاکستر میں سے صدائے انا الحق آتی تھی اس وقت ایک عاشق آیا اور کہا کہ اب تو حق ہی حق ہے پھر انا الحق کہنا کیا ضرور ہے ؎

عاشقے آمد مگر چوبے بدست | بر سرِ آن مشت خاکستر نشست
پس زبان بکشاد ہمچوں آتشتے | بازمے شوریدہ خاکستر خوشے
وآنگہے می گفت برگوینده راست | کانکہ میز داد انا الحق او کجاست
آنچہ گفتی آنچہ بشنیدی ہمہ | آنچہ دانستے تو و دیدے ہمہ
ان ہمہ جز اول افسانہ نیست | محو شد جانب دریں ویرانہ نیست
اصل باید اصل مستغنے و پاک | گر بود فرع و اگر نبود چہ باک
ہست خورشید حقیقی بر دوام | گو نہ ذرہ ماند نہ سایہ والسلام

کہتے ہیں کہ بعد اس کے آواز نہ آئی۔ اس کے بعد جناب قبلہ نے یہ شعر فرمایا ؎

آں شعلہ رو بغمزہ دلم را کباب کرد | مارا چہ کرد خانۂ خود را خراب کرد

ایک روز ارشاد ہوا کہ فقیری ایک بات ہے کان میں کہنے کی یا تو انسان ادھر تھا یا اُدھر ہو گیا گویا کہ آگ میں پھونک ماردی نہ اس کے لئے وقت نہ زمانہ درکار ہے نہ نماز روزہ نہ درود وظائف کی شرط ؎

داد او را قابلیت شرط نیست | بلکہ شرط قابلیت داد دست

کسی شخص نے سوال کیا کہ حضور جب فقیری ایسی آسان ہے، تو پھر مشقت و مجاہدہ کیوں کراتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک شخص کے پاس تیل کے دو ہنڈے تھے نہایت میلے کچیلے اور تیل میں چکٹے ہوئے ایک ہنڈا ایک کاریگر کو دیا

marfat.com

اور پوچھا اس کو کتنے عرصہ میں صاف کردو گے کہا کر پورے چالیس روز میں ۔ دوسرا ہنڈا ایک اور کو دیا۔ اس نے کہا کہ لو میں آج ہی صاف کئے دیتا ہوں پہلے شخص نے کیا کیا کبھی تو اس ہنڈے کو کھرچا اور کبھی کھار دے کر دھوتا کبھی نرم آنچ میں اس کو گرم کرتا اسی طرح چالیس روز میں صاف و شفاف کر دیا اور ٹھوک بجا کر حوالہ کیا دوسرے شخص نے کیا ترکیب کی کہ ہنڈے کے چاروں طرف اپلوں کا انبار چنا اور آگ لگادی۔ ہنڈا جھٹ پٹ صاف ہو گیا لیکن کسی کام کا نہ رہا جہاں ذرا ٹھیس لگی اور چور چور ہو گیا بے شک صاف تو دونوں ہو گئے مگر ایک کار آمد رہا اور دوسرا نکما ہو گیا۔ چنانچہ نقل ہے کہ خواجہ باقی باللہ صاحب کی خدمت میں ایک نان بائی ہمیشہ حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک روز خواجہ صاحب کے پاس چند مہمان عزیز آئے کھانا کچھ موجود نہ تھا آپ متفکر ہوئے یہ دیکھ کر نان بائی اپنی دکان سے چند قسم کا کھانا لے آیا اور حضرت کے مہمانوں کو کھلایا۔ آپ خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچھا مانگ کیا مانگتا ہے اس نے عرض کی کہ حضور مجھ کو اپنا جیسا بنا دیجئے خواجہ صاحب اس کو حجرہ کے اندر لے گئے اور ایک نگاہ کی جس کو اتحادی توجہ کہتے ہیں اسی وقت بالصورت والعلم ایک ہو گیا جب حجرہ سے برآمد ہوئے تو کسی کو تمیز نہ ہوتی تھی کہ خواجہ صاحب کون سے ہیں اور نان بائی کون سا ہے صرف اتنا فرق تھا کہ خواجہ صاحب ہوشیار تھے اور وہ مدہوش لیکن تین روز کے بعد وہ شخص مر گیا کیونکہ دفعتہً تعلیم ہوئی تھی۔

تیر نگاہے نشست مسکن خود جان گذاشت — طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت

بس اسی واسطے دفعتہً تعلیم نہیں دیتے اور محنت و مجاہدہ کراتے ہیں کہ حوصلہ بڑھ جاوے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ رامپور میں ایک امیر کے مکان پر کوئی کیمیا گر آئے اُس امیر نے غریب فقیر سمجھ کر خوب خدمت کی چھ مہینہ بعد جانے لگے تو کہا کہ ہم کو اکسیر یاد ہے جی چاہے تو سیکھ لو امیر نے کہا کہ صاحب مجھ کو اس کی حاجت نہیں فقیر نے کہا کہ خیر تم کیمیا نہیں سیکھتے تو ہمارے ہاتھ کی پکی ہوئی ایک چیز چالیس روز کھالو امیر نے کہا بہت

marfat.com

اچھا چالیس دن تک کھلا کر رخصت ہوا اور بولا کہ لو تم نے کیمیا نہیں سیکھا مگر ہم نے تم کو اکسیر بنا دیا ہے کچھ عرصہ کے بعد انقلاب روزگار نے ایسی خانہ خرابی کی کہ اس امیر کو فقیر بنا دیا۔ فاقہ کشی کی نوبت پہنچی ایک پرانی دیگچی بازار میں بیچنے گیا خوبی قسمت سے وہ بھی نہ بکی۔ دوپہر کا وقت گرمی کے دن نہایت حیران و پریشان ہو کر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا اور افسوس کرنے لگا کہ اگر اس فقیر سے کیمیا سیکھ لیتے تو آج کام آتی۔ اس وقت خیال آیا کہ فقیر نے یہ بھی تو کہا تھا کہ میں تم کو اکسیر بنا چلا ہوں فوراً اپنا پسینا لے کر اُس دیگچی کو مل دیا اور جنگل میں اُپلے جمع کر کے اس کو آگ دے دی دیگچی کندن ہو گئی لیکن اس پر ایک ایسی حالتِ حیرت طاری ہوئی کہ تین روز تک متحیر بیٹھا رہا آخر چوتھے دن غائب ہو گیا چونکہ دفعۃً اپنی تاثیر اس پر ظاہر ہوئی متحمل نہ ہو سکا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شاہ بھیک صاحب نے بابا سیتل پوری کی خدمت میں جو کہ حضرت شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیاب تھے یہ شعر لکھ کر ارسال کیا ؎

چلتے چلتے جگ گیو اور بھیک دواری دور ۔۔۔ خرچی نبری پگ تھکے جا کوئی کہے حضور

اس کے جواب میں بابا سیتل پوری نے یہ شعر تحریر کیا ؎

جن بیٹھن تم جات ہو اُن بیٹھن ہیں دُور ۔۔۔ ست نام سیتل پوری جو سن کھ رہے حضور

مطلب یہ ہے کہ راہ سلوک تو ایک نہایت دُور دراز راہ ہے۔ جوں کی چال چلنا راہ و رستہ کا اتار چڑھاؤ بھگتنا اور گاؤں گاؤں میں منزل و مقام کرنا صعوبات سفر اور عقبات رہ گذر اور عجائبات منازل اور طلسمات راہ کی سیر دیکھنا اس طور سے سفر طویل اور منزل مقصود بعید ہو جاتی ہے جیسے کوئی شخص دہلی سے کلکتہ کا سفر پیادہ پا قطع کرے مگر راہ قلندری میں سیر منازل اور تماشا مراحل کچھ نہیں جیسے کوئی آدمی ریل میں سوار ہو کر جھٹ پٹ کلکتہ میں جا اترے ؎

صنارہ قلندر سزد ار بمن نمائی ۔۔۔ کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی

ان دونوں میں ہر طرح بڑا فرق ہے۔

ایک روز کسی طالب نے شکایت کی کہ حضور آج تک ہم کو کچھ حصول نہیں ہوا

marfat.com

ہنوز روز اوّل ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میر پنجہ کش صاحب دہلوی سے ہم نے بھی مشق خط کی تھی اس وقت ان کی نقل یاد آئی ہے۔ میر صاحب کا دستور تھا کہ جب کوئی لڑکا ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اوّل روز اس کے ہاتھ سے ایک وصلی لکھواتے اور اپنے پاس رکھ لیتے جب کوئی شاگرد شکایت کرتا کہ حضرت اتنی مدت گذری لیکن میرا خط درست نہیں ہوا تو اس کی پہلی لکھی ہوئی وصلی نکال کر سامنے رکھ دیتے کہ اس سے مقابلہ کر لو کتنا فرق ہوا ہے جب کہ پہلی تحریر دیکھتا تو فرق بین معلوم ہوتا اور شاگرد کی تسکین ہو جاتی۔ ایسا ہی حال طالبان طریق کا ہے کہ جب تعلیم بتدریج حاصل ہوتی ہے تو امتیاز حال نہیں ہوتا اور طالب کو تشنگی طلب بدستور رہتی ہے اور خیال کرتا ہے کہ ابھی کچھ حاصل نہیں ہوا حالانکہ مرد کامل کی صحبت اپنا کام کرتی رہتی ہے اگر اس میں بھی وصلی لکھی جاتی تو ہم بھی لکھوا رکھتے آج مقابلہ ہو جاتا۔ لیکن تبدیل خیالات میں کچھ فرق ہوا یا نہیں پہلے کی نسبت خود ہی کمی و بیشی معلوم ہوتی ہوگی رہا انکشاف اگر اس کو منظور ہے تو وہ بھی ہو جاوے گا ؎

در بلا صبر ے بباید مرد را   صبر خود کے باشد اہل درد را

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شہزادہ بام محل پر ہر طرف سیر کر رہا تھا ناگاہ اس کی خالہ کی بیٹی بھی اپنے بالاخانہ پر جلوہ افروز ہوئی شہزادہ اس کو دیکھتے ہی بیہوش ہو گیا ؎

اِنہہ دکھیا انکھیں کو سکھ سر جو ہے نائیں   دیکھت بنی نہ دیکھتیں بن دیکھے اکلا نین[۱]

غلام و کنیز اس کو اُٹھا کر محل سرائے میں لائے جب لخلخہ سونگھایا تو ہوش میں آیا لیکن مرض عشق اپنا اثر کر چکا تھا روز بروز دل ہی دل میں گھلنے لگا ہر چند علاج و معالجہ کیا شفا نہ پائی آخر ایک حاذق طبیب معالج ہوئے راز مخفی ان پر منکشف ہوا بادشاہ کو اطلاع کی بادشاہ نے فوراً شادی کا پیام دیا منظوری کے بعد دھوم دھام شروع ہوئی اس وقت طبیب روشن ضمیر نے بادشاہ سے کہا کہ ابھی شادی میں توقف کرو کہ جس کو دیدار کی تاب نہیں وہ وصال کا کب متحمل ہو سکتا ہے، ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے دو مکان بنوائے جاویں

---

[۱] یعنے ان زخمی آنکھوں کو کسی طرح چین نہیں دیکھنے کے وقت تاب نہیں بغیر دیکھے قرار نہیں ۱۲

marfat.com

جن میں ایک دیوار حائل ہو اور روزن دیکھ بھال کے لئے رکھے جاویں اور دونوں جدا جدا مکان میں رہیں شہزادی کبھی کبھی اپنے دیدار کی جھلک دکھادیا کرے جب شہزادہ متحمل ہو جاوے پھر مضائقہ نہیں اس وقت شادی کرنی چاہیئے یہ بات سب نے پسند کی کیونکہ دفعتہً وصال ہوتا تو شہزادہ شادی مرگ ہو جاتا غرض تجویز کے موافق مکان تیار ہوا دونوں جدا جدا رہنے لگے۔ شہزادہ ہر وقت شوق دیدار میں بیقرار ہو کر تاک جھانک کرتا اور شہزادی نے یہ انداز اختیار کیا کہ کبھی روزن دیوار سے ذرا انگلی دکھائی کسی روز انگوٹھا کبھی پنجہ نگارین ساعد سیمین چمکا دیا۔ کبھی چشم مخمور کے جام سے مست کیا کبھی شمع رخسار و صبح جبین کی جھلک دکھلائی کبھی گیسوئے عنبر بار کا لخلخہ سونگھایا۔ کبھی سرو قامت کی خرام سے قیامت برپا کی کبھی آواز جان نواز سُنا کر جلا دیا۔ القصہ رفتہ رفتہ شہزادہ کے دل بیقرار کو یہاں تک تحمل ہونے لگا کہ دیر دیر تک معشوقہ کے دیدار کی بہار دیکھا کرتا اور جلوہ حسن سے بیخود نہ ہوتا اس وقت وصال کی ٹھہری۔ ایسے ہی پیر دانا طالب کے ظرف کا انداز کر کے اس کی استعداد کے مناسب تعلیم و تلقین بتدریج فرماتے ہیں۔ ورنہ طالب مبتدی اور کم حوصلہ کو دفعتہً تعلیم کرنا موجب زیان جان ہوتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شاہجہان پور میں ایک خاں صاحب تھے ان کی بیوی نہایت حسینہ و جمیلہ تھی ؎

پتری[1] سی تت پائے دا گھر کے جو پاس   نت بیت پونو ہے رہت آنن اوپ پیاس

جب خاں صاحب سفر میں ہوتے تو وہ بیوی خط لکھنے پڑھنے کے واسطے محلہ کی مسجد کے امام کو بلا لیتی تھی چنانچہ ایک بار وہ ٹیک بخت پس پردہ بیٹھتی تھی اور امام صاحب لکھنے کو تیار پوچھا کہ کیا لکھوں اتنے میں ہوا نے پردہ اُٹھا دیا اور اتفاقاً مولوی صاحب کی نگاہ اس پردہ نشین سے دوچار ہو گئی ہوش و حواس جاتے رہے اس کے بعد عورت نے

---

[1] پتری جنتری تت تاریخ نت پرت ہمیشہ۔ پونو شب چہار دہم یعنے وہ معشوق کہ مانند چاند چودس کے ہے اور اس کے گھر کی جو طرف روشنی چودہویں رات کی سی ہے تو شاعر کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے گھر کے پاس جاوے تو تاریخ بھول جاویگا تاریخ اس کو جنتری میں ملے گی کیونکہ وہاں تو ہر وقت روشنی چودہویں رات کی سی رہتی ہے ۱۲

marfat.com

مضمون بتانا شروع کیا مولوی صاحب لکھنا تو بھول گئے بار بار کہتے تھے کر کیا لکھوں اب عورت جو کچھ کہتی ہے مولوی صاحب کی زبان پر یہی جاری ہے کہ کیا لکھوں آخر وہ عورت سمجھ گئی کہ ملاءِ غریب آفتاب حسن کی تاب نہ لا سکا ایک ہی جلوہ میں چکا چوند ہو گئی شہباز عشق نے طائر عقل کے پر نوچ لئے ؂

در دل عاشق چو عشق آتش فروخت   ہر چہ جز معشوق بود از ابسوخت

اپنی کنیز کو اشارہ کیا کہ جا مولوی صاحب کو جلدی سے مسجد میں پہنچا دے کنیز ان کو مسجد میں چھوڑ گئی۔ لیکن خور و خواب آرام و قرار سب فراموش ہوا اس لفظ کے سوا کچھ یاد نہ رہا ہر وقت یہی وظیفہ تھا کہ کیا لکھوں آخر راز فاش ہوا چند روز کے بعد خان صاحب بھی آن پہنچے مولوی صاحب کا احوال سن کر بہت افسوس کیا ایک روز اپنی بیوی سے کہہ گئے کہ تم اس وقت اچھا لباس اور عمدہ زیور پہن کر آراستہ ہو جاؤ کہ مولوی صاحب کی آج دعوت ہے عصر کے وقت اس دیوانہ عشق کو اپنے گھر میں لائے اور کھانا سامنے رکھا مولوی صاحب کو تو وہی ایک بات یاد تھی بولے کیا لکھوں۔ اس وقت خان صاحب نے بیوی کو اشارہ کیا کہ پردہ سے باہر آجاؤ اس کا سامنے آنا اور نگاہ کا دو چار ہونا تھا کہ دونوں بغل گیر ہو کر فنا ہو گئے ؂

عشق یوسف را از آن سازد غلام   تاکہ آرد مر زلیخا را بدام!

عشق موسیٰ را بکوہ طور برد   بہر دید دوست سوئے نور برد

عشق احمد را بود معراج دین   تا مقام او شود حق الیقین

عشق چہ بود قطرہ دریا ساختن   از دو عالم با خدا پرداختن

عشق از ہستی خود وارستن ست   در مقام سرمدی پیوستن ست

غرض دونوں شہید خنجر عشق اسی طرح ہمکنار دفن کئے گئے لوگوں نے چاہا بھی کہ جدا کریں لیکن خاں صاحب نے منع کیا کہ جن کو خدا نے ملایا اُن کو ہم کیوں جدا کریں ؂

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی   تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری!

چونکہ حسن پردہ در اور عاشق کم حوصلہ تھا اور وصال یک بیک ہو گیا نہ عشق رہا نہ

marfat.com

عاشق نہ معشوق یہ بھی ندارد اور وہ بھی ندارد فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا۔

زبسکہ حسن فزود و غمش گداخت مرا   نہ من شناختم اورا نہ او شناخت مرا

ایک بار مولوی محمد عبدالحکیم صاحب و محمد اسمٰعیل صاحب میرٹھ سے اور سید غلام محمد صاحب وکیل لدھیانہ سے واسطے قدمبوسی جناب وقبلہ کے حاضر ہوئے تھے سب صاحبوں نے راقم سے کہا کہ حضرت کے کلام کے ہم بہت مشتاق ہیں آج کسی طور سے تحریک کرو چنانچہ بعد نماز عشاء ہم سب حاضر خدمت مبارک ہوئے اور تسلیم بجالاکر بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد راقم نے یہ شعر عرض کیا ؎

باز گو از نجد واز یاران نجد   تا در و دیوار را آرے بہ وجد

اس وقت جناب وقبلہ اُٹھ بیٹھے اور فرمایا ؎

ارے او میکدہ کے جانے والے   ذرا کہدیجو پیر مغاں کو
شراب شوق کی کم ہو گئی کیف   پلا ایسی کہ بھولے دو جہاں کو!

ایک فقیر دل خستہ کسی شہر میں وارد ہوا اور نان بائی کی دوکان پر جو پادشاہی محل کے قریب تھی روٹی خریدنے کے لئے گیا اتفاقاً شہزادی صاحب جمال حور تمثال سیر بازار میں مصروف تھی۔ فقیر کی اس پر نگاہ جا پڑی شہزادی شوخی و ناز سے انگوٹھا دکھاکر ہنستی ہوئی چل دی اُس ناز و ادا کو دیکھ کر فقیر بیچارہ کا دل قابو میں نہ رہا تیر نگاہ سینۂ بے کینہ کے پار اور تیغ اَبرو سے جگر فگار ہو گیا ؎

دل بسوئے آن مہ غرفہ نشین حیران بماند   شمع در فانوس شد پروانہ سرگردان بماند
تا بگلشن سرو سیمین را خرامان ساختے   رونق از گل رفت و بلبل را پریشان ساختے
تا سمند ناز را سرگرم جولان ساختے   شور محشر بر سر گور غریبان ساختے
پریم کہانی بس بھری مت سنیو کوئی آئے   باتوں باتوں بس چڑھی دیکھت ہی ڈس جائے
نین پیا دے پھنس رہے پریم کیچ کے بیچ   من گو بند کار ڈھن گئے وہ بھی رہ گئے بیچ

جب ہوش آیا تو محل شاہی کے نیچے دھونی لگا کے بیٹھ گیا رفتہ رفتہ تمام شہر میں

marfat.com

اس کے عشق کا شہرہ ہوا اور یہ خبر بادشاہ کے کان تک بھی پہنچ گئی وزیروں سے پوچھا اب کیا تدبیر ہے انہوں نے عرض کی کہ حضور والا کسی شخص کو کہہ دینا چاہیئے کہ اس فقیر کو قتل کر ڈالے یہ مشورہ شہزادی نے بھی سنا رات کے وقت اس عاشق زار کو بلوایا اور پس پردہ اُن کے اس سے کہا کہ سن فقیر تیرے قتل کا سامان ہو رہا ہے بہتر یہ ہے کہ تو یہاں سے نکل جاو ورنہ مارا جائے گا فقیر بولا کہ اے شہزادی میں تو اسی دن مر چکا تھا جب تم نے ناز و انداز سے انگوٹھا دِکھایا اب مردہ کو جو چاہیں سو کریں میری جان تو پہلے ہی تم پر قربان ہو چکی ہے ہم کو رنج و راحت دونوں برابر ہیں ع

زندہ کنی عطائے تو در بکشی رضائے تو

آپ کسی طرح کا فکر نہ کریں میں تو اپنی جان آپ کے قدموں پر پہلے ہی تصدیق کر چکا اگر یہ بات صحیح ہے اس سے زیادہ میرے لئے سعادت کون ہے سچ تو یہ ہے کہ رنج و راحت دونوں ہمارے واسطے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ راحت تو ہمارے لئے ہو اور رنج کوئی اور اٹھاوے اگر یہ جان آپ پر قربان ہو جاوے تو عاشقوں کا عین دین و ایمان ہے ؎

از محبت تلخہا شیریں شود! از محبت مسہا زریں شود!
از محبت دردہا صافی شود از محبت دردہا شافی شود!
از محبت خارہا گل مے شود از محبت سرکہا مل مے شود
از محبت دار تختی مے شود از محبت بار بختی مے شود
از محبت سجن گلشن مے شود از محبت روضۂ گلخن مے شود
از محبت حزن شادی مے شود از محبت غول ہادی مے شود
از محبت نار نوری مے شود از محبت دیو حوری مے شود
از محبت سنگ روغن مے شود بے محبت موم آہن مے شود
از محبت نیش نوشی مے شود از محبت شیر موشی مے شود
از محبت سقم صحت مے شود از محبت قہر رحمت مے شود

marfat.com

از محبت مردہ زندہ مے شود / از محبت شاہ بندہ مے شود
چوں خلیل از آسمان ہفتمی / بگذرد کہ لا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ!
آب کم جو تشنگی آور بدست / تا بجوشد آب از بالا و پست
تا سقاہم ربّہم آید خطاب / تشنہ باش اللہ اعلم بالصواب
آب رحمت بایدت رو پست شو / وانگہاں خور خم رحمت مست شو
رحمت اندر رحمت آید اے پسر / بر یکے رحمت فرد ما اے پسر
چرخ را در زیر آور اے شجاع / بشنو از فوق فلک بانگ سماع
پنبہ وسواس بیروں کن ز گوش / تا بگوشت آید آں بانگ خروش
دفع کن از مغز واز بینی زکام / تا کہ ریح امید آید در مشام

پھر شہزادی نے کہا کہ اچھا ہم تیرے ساتھ چلنے کو راضی ہیں تو بھی چل اور ہم کو بھی لے چل فقیر نے کہا کہ ؎

من شمع جان گدازم تو صبح دل کشائی / سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی!
نزدیک ایں چنینم دور آنچنانکہ گفتم / نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

میں اس کی قابلیت نہیں رکھتا کجا تم کہاں میں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ بوجھ تو مجھ سے ہرگز اٹھایا نہ جاوے گا میری تاب و طاقت سے باہر ہے جب فقیر اس بات پر راضی نہ ہوا اور مرنا ہی اختیار کر لیا تو شہزادی نے پردہ اٹھا کر کہا کہ آؤ معانقہ ہی کر لو زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ؎

من ازاں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم / کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

دونوں معانقہ کرتے ہی جان بحق ہو گئے۔

بیا ساقی کہ من مردم کفن از برگ تاکم کن / باب مے بدہ غسلم دریں میخانہ خاکم کن!
بس فاتحہ بد مرحوم وگر گورم ازیں ترکن / کہ روزے عاقبت مارا بیک جرعہ نجاتم کن
سالکان دانند در میدان درد / تا فنائے عشق با مرادان چہ کرد
تا نباشی مدتے زیر و زبر / کے توانی یافت زآسائش خبر

marfat.com

سالہا بردند مردان انتظار — تا یکے را بار شد از صد ہزار

اگر انسان کو اتنی بھی محبت خدا سے نہ ہو تو وہ انسان کیا حیوان ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بادشاہ کو وزیرزادہ سے ایسی محبت پیدا ہوئی کہ بغیر اس کے ایک دم چین نہ تھا اتفاق سے کچھ مدت کے بعد وہ وزیرزادہ کسی عورت پر عاشق ہو گیا ہر وقت اسی کے ذکر و فکر اور اسی کی تاک جھانک میں رہنے لگا پادشاہ کے پاس آنا جانا کم ہو گیا ہر چند بادشاہ خفا ہوتا مگر وہ کب سنتا تھا۔

نہ میری سنے وہ نہ ہیں ناصحوں کی — نہیں مانتا کوئی کہنا کسی کا!

ایک شب وزیرزادہ بادشاہ کے پاس تھا جب دیکھا کہ بادشاہ کی آنکھ لگ گئی، چٹ وہاں سے اڑا اور اپنی معشوقہ کے پاس پہنچا بادشاہ اتنے میں جاگ اٹھا دیکھا تو محبوب ندارد گھبرا کے بیقراری اور غصہ کی حالت میں جستجو شروع کی آخر پتہ لگاتے لگاتے وہیں پہنچا جہاں وہ دونوں دلدادہ عیش و نشاط میں مصروف تھے دیکھتے ہی آتش غضب بھڑک اٹھی اور کہا کہ او وزیرزادہ میں نے تجھ کو اس قدر ناز و نعمت سے بالاتمام ملک کی حکومت تجھ کو عطا کی تمام خزانوں کی کنجیاں تجھ کو دیں جو تیرا جی چاہتا ہے سو کرتا ہے ہر قسم کی عزت ہر طرح کا اقتدار تجھ کو حاصل ہے پھر تو میرا مطلوب ہو کر غیر کی طرف کیوں مائل ہوا يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۔ یعنی اے انسان کس چیز نے تجھ کو فریفتہ کیا جو کافر ہوا تو ساتھ خداوند اپنے کے وہ خدا تعالیٰ کہ تجھ کو پیدا کیا پس درست کئے اعضا تیرے اور متمیز کیا تجھ کو غیر سے جس صورت میں چاہا۔ اس جوش غضب میں بادشاہ نے غلاموں کو حکم دیا کہ اس نابکار کی کھال کھینچ کر سولی پر چڑھا دو تا کہ اور لوگ عبرت پکڑیں اور بہت جلد تعمیل حکم کر کے ہم کو خبر دو اتنے میں وزیر کو خبر پہنچی دوڑا ہوا آیا اور غلاموں کو بہت کچھ زر و جواہر دے کر کہا کہ تم جانتے ہو بادشاہ کو اس سے کس قدر محبت ہے یہ حکم شان غضب میں دے دیا ہے جب غصہ فرو ہو جاوے گا تو پھر تم پر الٹا غضب نازل ہوگا اس وقت اس کو کہاں سے لاؤ گے اور

marfat.com

اپنے بچنے کی کیا تدبیر کرو گے بہتر یہ ہے کہ اس کو چھپا دو اور کسی واجب القتل مجرم کو سولی پر لٹکا دو، غلاموں نے ایسا ہی کیا جیسے کہ وزیر نے صلاح دی اگلے دن بادشاہ نے غلاموں سے حال دریافت کیا سب نے عرض کیا کہ ہم کو جیسا حکم ملا تھا اس کی تعمیل کی گئی پس چنانچہ ابھی تک وہ دار پر آویزاں ہے، بادشاہ یہ سن کر نہایت خوش ہوا، اور سب کو خلعت و انعام دیا اور کہا کہ خوب کیا اس کو اسی طور سے رہنے دو تاکہ خلقت اس کے حال سے عبرت حاصل کرے، تمام شہر میں غوغا ہو گیا ہر ایک شخص اس کی نعش پر آتا اور اس کی حالت غیر پر غور کر کے روتا تھا چند روز گذرے تو بادشاہ کی آتش خشم سرد ہو گئی اور عشق و محبت کی سوز و گداز کا زور شروع ہوا اپنے کئے سے نہایت پشیمان ہوا، اس کی صورت اس کی باتیں یاد کر کے زار و زار رونے لگا اس کی عزاداری میں ماتمی لباس پہنا ؎

از فسونِ نرگس شہلا میدرس	مے کشد پنہاں دمے پو شد کبود

رات کے وقت جب کہ دار اغیار سے خالی ہوتے تو وہاں جاتا اور صبح تک اس کے فراق میں تن تنہا خاک و خون میں لوٹتا اور رو پیٹ کر واپس چلا آتا چالیس روز تک بادشاہ پر یہی کیفیت گذری ؎

آں پسر را دید یک ساعت بخواب	از بس چل روز آں بیخورد و خواب
از قدم در خوں نشستہ تا بفرق	روئے ہمچوں ماہ او در مشک غرق
از چہ تو غرقے بخوں سر تا بپا	شاہ گفتش اے لطیف جانفزا
ایں چنیں از بے وفائی تو ام	گفت در خوں ز آشنائے تو ام
از وفاداری نبود اے بادشاہ	باز کردی پوست از من بے گناہ
کافر گر ہیچ کافر ایں کند	یار خود با یار آخر ایں کند
سر بری و سر نگوں سارم کنی	من چہ کردم تا تو بر دارم کنی
در قیامت داد بستانم ز تو	روئے اکنوں مے بگردانم ز تو
داد من از تو ستاند کردگار	چوں شود دیوان داور آشکار

marfat.com

جب بادشاہ نے یہ خواب دیکھا اور لڑکے سے بے وفائی کا دردناک گلہ سنا تو اور بھی زیادہ بیقرار ہوا آنکھ کھل گئی دل کی بے چینی اور طبیعت کی بے تابی اس قدر بڑھی کہ بیہوش ہو گیا جب وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ کی بُری حالت ہے تو لڑکے کو اشارہ کیا وہ تیغ و کفن لے کر بادشاہ کے قدموں پر جا گرا اور دونوں بیخود ہو گئے ؎

شاہ چوں شد از فراق او خلاص — ہر دو خوش رفتند در ایوان خاص
بعد ازاں کس واقف اسرار نیست — زانکہ آنجا موضع اغیار نیست
آنچہ آن یک گفت آن دیگر شنید — کو ردید آں حال گوش کر شنید

پھر فرمایا کہ خواب میں یہ شکایت بادشاہ سے کس نے کی وزیر زادہ تو زندہ تھا۔ بات یہ تھی کہ بادشاہ کا جو تخیل تھا وہ ہی پیش آیا ؎

پندار اینکہ مہرت از دل عاشق رود ہر گز — چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی اپنے بندہ کے ساتھ ایسا ہی ہے انسان کو لازم ہے کہ سوائے خدا کے غیر کو دل میں جگہ نہ دے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شہزادی اپنے غلام پر عاشق ہو گئی جب کہ جنون عشق کا غلبہ ہوا اور عصمت و حیا کا پردہ چاک ہونے لگا تو ناچار اپنی دس کنیزوں کو جو فن موسیقی میں کامل تھیں اور لحنِ داؤدی سے تاثیر سحر دکھلاتی تھیں اپنے پاس بلایا اور راز دل ظاہر کیا کہ اب مجھ میں تاب جدائی باقی نہیں کوئی تدبیر کرو کہ اس غلام پری پیکر کو خبر نہ ہو اور لطف وصال حسب دلخواہ میسر آوے ورنہ میری جان اس غم میں گھل جاوے گی ان سب نے عرض کیا کہ یہ کیا بڑی بات ہے لو آج ہی سہی ایک عیاران میں سے گئی اور غلام کو ایک جام داروئے بیہوشی پلا دیا اور اس حالت بے خبری میں اس کو لا کر شاہزادی کے پلنگ پر لٹا دیا جب نصف شب کے بعد اس کو ہوش آیا تو اپنے تئیں بہشت میں پایا ؎

نیم شب چو نیم مستی آں غلام — چشم نرگس بر کشود از غم تمام
دید قصرے ہمچو فردوس از نگاہ — تخت زریں از کنارش تا کنار

marfat.com

اس بزم عیش و سامانِ نشاط کو دیکھ کر غلام متحیر اور شاہزادی کے حسن باکمال و جمال بیمثال میں محو ہو گیا ؎

انگ انگ[1] پرتی بنت پری درپن سب گات
دوہری تہری بو ہری بھوگن جانے جات

کنیزان سحر فن گانے بجانے میں مصروف ہوئیں اور شہزادی مشاہدۂ جمال اور لطف وصال میں مشغول رات بھر وہ غلام یہ عجیب سانگ دیکھتا رہا قریب صبح سو گیا تو شہزادی کی چالاک کنیزوں نے اس کو اٹھا کر پھر اسی جگہ پر جا ڈالا جب آنکھ کھلی تو وہ نہ محفل نہ وہ سامان وہی جگہ وہی مکان اب غلام حیرت کے دریا میں ڈوب گیا کہ یہ کیا حال تھا خواب تھا یا خیال تھا رونا پیٹنا اور آہ و زاری شروع کی لوگوں نے حال دریافت کیا تو کہا کہ میں کچھ بیان نہیں کر سکتا ایک خواب تھا بیداری سے بہتر ایک بیداری تھی خواب سے پریشان تر نہ خواب تھا نہ بیداری ؎

ہیچ نشنیدم چو بشنیدم ہمہ
من ندیدم گرچہ من دیدم ہمہ

جب عارف دریائے توحید میں غوطہ لگا کر باہر آتا ہے تو اس پر یہی حالت طاری ہوتی ہے غ

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک فقیر روشن ضمیر ایک شاہزادے پر عاشق ہو گیا اور اس کے عشق و محبت میں دیوانہ ہو گیا ہے، بادشاہ آتش غیرت میں سوختہ ہو گیا اور وزیر کو حکم دیا کہ اسی دم گدائے شوخ چشم کو سولی دے دو وزیر بموجب فرمان شاہی کے درویش دلریش کو زیر دار لایا اس وقت اس سوختہ جگر نے کہا کہ اگر تھوڑی مہلت دو تو دوگانہ پڑھ کر کچھ دعا کر لوں چنانچہ وزیر نے اتنی مہلت دی اور فقیر نے نماز شروع کی ؎

پس بیاں مسجدہ گفتا کائے الٰہ
چوں بخواہد گشت شاہم بے گناہ

پیش ازاں کز جان برآیم بے خبر
روزیم گردان جمال آں پسر

---

[1] انگ انگ ہر عضو۔ پرتی نیب عکس درپن آئینہ دگات جسم بھوگن زیور۔ یعنی تمام جسم معشوق کا مانند آئینہ کے شفاف ہے زیور کا عکس جو اس کے ہر عضو میں پڑتا ہے تو دوہرے تہرے چوہرے زیور معلوم ہوتے ہیں ۱۲

marfat.com

تیر دعا نشانہ مدعا پر جا لگا فقیر کی دعا نے وزیر کے دل پر اثر کیا اس نے فوراً بادشاہ سے اس کے عشق صادق کا حال بیان کیا بادشاہ کا بھی دل نرم ہو گیا شہزادہ سے کہا کہ جاؤ اور نہایت خاطر و مدارات سے اس دلدادہ کو ہمارے پاس لاؤ شہزادہ گیا اور فقیر کا سر اپنے زانوں پر رکھا فقیر سوختہ نے دیکھا تو آپ کو کنار معشوق میں پایا جمال یار پر جان نثار کی ؎

سورج کے سامنے نہیں شبنم کو کچھ قرار	ہم پاس تم ہو آئے تو پھر ہم کہاں رہے
نعرۂ زد جان بہ بخشید و بمرد	ہمچو شمعی باز خندید و بمرد
چوں وصال دلبرش معلوم شد	خانۂ مطلق شد و معدوم شد
سالکان دانند در میدان درد	تا فنائے عشق با مردان چہ کرد
جملہ مردان فنائے رہ شدند	در فنائے حق بحق آگہ شدند
تا نباشی مدتے زیر و زبر	کے توانی یافت ز آسائش خبر
عاشقاں جان باز ایں رہ آمدند	ورنہ عالم دست کوتاہ آمدند!
کس دریں وادی بجز آتش مباد	وآنکہ آتش نیست عشقش خوش مباد
عاشق آں باشد کہ چوں آتش بود	گرم رو سوزندہ و سرکش بود
مرد کار افتادہ باید عشق را	مردم آزادہ باید عشق را
نے تو کار افتادۂ نے عاشقی	مردۂ تو عشق را نے لائقی

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دن قوالی سن رہے تھے آپ کو جوش آیا اور جوش میں وہ حال ہلا کر فرمایا کہ افسوس ہم دھوبی کے لڑکے کے برابر بھی نہ ہوئے اس وقت تو کسی خادم کو تاب نہ ہوئی کہ دریافت کرے لیکن دو تین دن کے بعد حضرت امیر خسرو نے وقت فرصت میں عرض کیا کہ اس روز جو حضور کی زبان الہام بیان سے یہ الفاظ صادر ہوئے تھے اس راز سے آگاہ فرمائیے آپ نے فرمایا کہ بادشاہی دھوبی کا لڑکا بن دیکھے بھالے شہزادی پر شیفتہ ہو گیا ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد

marfat.com

وہ لڑکا تمام دن شہزادی کے کپڑے دھوتا اور طرح طرح سے ان کو درست کرتا اور غائبانہ اس کے حسن و جمال کی یاد میں نالہ و فریاد کرتا ہے

رخنہ ہائے بیعدد ہجر تو در دل ساختہ عشق چوں زنبور در ہر خانہ منزل ساختہ

انؐ گن چھین کر ہج میں جو پی بچھڑت دین برہ تتیا ہوئے کے چھین چھین گھر لین

چند روز تو یہ راز پوشیدہ رہا آخر طشت از بام ہوا لڑکی کے گھر والوں کو یہ بھید کھل گیا ہے

عشق نہ آنست کہ ماند نہاں! گرچہ بود پردہ جہاں در جہاں

اس کے والدین کو فکر و اندیشہ پیدا ہوا کہ بڑی عزاتی کی بات ہے اگر شاہزادی کو خبر ہو گئی تو یہ مارا جائے گا اور اگر یہ چپ چاپ اس غم و حسرت میں مبتلا رہا تو مرجائے گا ع

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل!

ایسی جگہ اس نے کمند ڈالی ہے کہ جہاں رسائی دشوار ہے ہم دھوبی وہ شاہ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ آخر یہ خیال آیا کہ کسی طور سے لڑکے کی طبیعت کو بدلنا اور اس کے دل سے یہ خیال مٹانا چاہیئے اس کی ماں نے کیا سوانگ بھرا کہ ایک دن اُداس صورت اور غمگین چہرہ بنا کر بیٹے کے پاس جا بیٹھی اور سرد آہیں بھرتے لگی۔ اس نے پوچھا کہ اے اماں خیر تو ہے آج تمہارا کیا حال بہت ہی اصرار کے بعد کہا کہ بیٹا کیوں کچھ کہا نہیں جاتا کلیجہ منہ کو آتا ہے یہ کہہ کر آنسو بہانے لگی اور بولی کہ جس شہزادی کے تو کپڑے دھویا کرتا تھا آج اس کا سوم تھا اس نے مضطرب ہو کر تین بار دریافت کیا کہ کیا وہ مرگئی پھر نعرہ مار کر جان بحق ہو گیا ہے

ابتدا ہی میں اُٹھ گئے سب یار عشق کی کون انتہا لایا!

اب تو جاتے ہیں میکدہ سے میر پھر ملیں گے اگر خدا لایا

ؐ آن گن بیشمار چھین سوراخ۔ کر ہج دل پی محبوب بچھڑت فراق برہ عشق یعنے دل میں بیشمار سوراخ معشوق کے فراق میں ہو گئے ہیں تو عشق نے تتیاں کے ہر سوراخ کو اپنا گھر بنالیا ہے ۱۲

marfat.com

سوچا کچھ تھا ہو گیا کچھ رونا پیٹنا شروع کیا۔ اب کیا ہوتا تھا آخر رو دھو کے بیٹھ رہے چوتھے روز دھوبن شہزادی کے کپڑے لے گئی اس نے دیکھ کر کہا یہ کپڑے آج کس نے دھوئے ہیں پہلے سی صفائی نہیں وہ تو کچھ محبت کی صفائی معلوم ہوتی تھی یہ بات سن کر دھوبن غمزدہ زار و قطار رونے لگی پہلے تو جھوٹا رونا تھا اب سچ مچ کا رونا ہو گیا ؎

جھوٹ موٹ کھیلے سچ مچ ہوئے!   سچ مچ کھیلے برلا کوئے

شہزادی نے پوچھا کہ کمبخت بتاؤ تو سہی روتی کیوں ہے کچھ منہ سے بول اس نے تمام حال اپنے لختِ جگر کی رحلت کا رو رو کے بیان کیا اور کہا کہ وہ نامراد جو تمہارے کپڑے دھوتا تھا اس طرح جہان سے اُٹھ گیا یہ اس کا پیغام ہے ؎

اتنا پیغام درد کا کہنا   گر صبا کوئے یار میں گذرے
کون سی رات آن ملئے گا   دن بہت انتظار میں گذرے

شہزادی بولی کہ اچھی دھوبن ہم کو بھی اپنے لڑکے کی قبر دکھلا دے ؎

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی   مارا خراب کردی و خود مبتلا شدی!

یہ کہہ کر کھڑی ہو گئی اور .... دھوبن کو ساتھ لے قبرستان کی طرف روانہ ہوئی ؎

وہ چلا جو آتا ہے دوستو اس سے ذرا بچتے رہا کرو   کیا قتل جس نے نظیر کو یہ ہی تو خانہ خراب ہے
مرے پیچھے مت ملو کہے کبیرا رام   لوہا ماٹی ہو گیا پھر پارس کس کا!

چلتے چلتے قبر پر پہنچی اور اس کو نہایت درد و حسرت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کیا فوراً قبر شق ہو گئی شہزادی نے کہا ؎

شق ہوا بجا ہے آہ یہ کس کا مزار ہے   شاید کہ اس میں دفن دلِ بیقرار ہے

پھر بیتاب ہو کر شہزادی اسی قبر میں سما گئی ؎

اس چمن کی سیر میں آیا رہ بیویں مل کے گل   کیا بنائے صانع قدرت نے رنگین گل کے گل
یہ نہ وہ دریا کہ جس سے گذرے پل باندھ کر   موج چشم عاشقاں دے توڑ پل میں پل!

ایک شور مچ گیا بادشاہ کو خبر ہوئی وہ بھی آیا قبر کھودی گئی دیکھا کہ جسم ایک ہے

marfat.com

اور سرود ہے

نکلے باہر وہ لے موئے نکلے	دونوں دست و بغل ہوئے نکلے
ربط پنہاں بہم ہویدا تھا	مر گئے پر بھی شوق پیدا تھا
ایک کا ہاتھ ایک کے بالیں	ایک کی لب سے ایک کو تسکین
جو نظر اُن کو آن کرتے تھے	ایک قالب گمان کرتے تھے

بعد اس قصہ کے سلطان جی نے فرمایا کہ میاں ایسا عشق ہم کو نہ مرشد سے ہوا نہ رسول سے نہ خدا سے ورنہ ہمکو بھی وصل نصیب ہو جاتا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب مجنون عاشق ہوا اور عشق مشتہر ہوا تو امتحان کے لئے لیلیٰ نے ایک آدمی بھیجا کہ مجنوں سے ایک پارہ گوشت مانگ لاؤ اس نے مجنوں کو یہ پیام سنایا پوچھا کہ کہاں کا گوشت طلب کیا ہے اس نے لیلیٰ سے پوچھا کہا کہ ابھی کچا ہے مرتبۂ ناسوتی میں ہے۔ چند مدت کے بعد پھر ایک آدمی گوشت کی طلب میں پہنچا تو مجنوں نے جواب دیا کاٹ کر لے جاؤ اس نے آن کر لیلیٰ سے بیان کیا کہا کہ ہاں اب عشق میں آیا ہے اور یہ مرتبہ ملکوتی ہے کچھ عرصہ کے بعد آیا لیلیٰ کہنے لگا جس طرح شاہ منصور نے انا الحق کہا تھا یہ مرتبہ جبروتی اور فنافی العشق ہے چند روز کے بعد صرف لیلیٰ لیلیٰ کہنا شروع کیا یہ مرتبۂ لاہوت و توحید ہے، بعد اس کے گم گشتگی پیدا ہوئی نہ لیلیٰ یاد رہی نہ مجنوں یہ مرتبہ ہاہوت ہے نہ خود نہ خودی نہ خدا کچھ باقی نہ رہا نہ ذکر نہ ذاکر نہ مذکور ہے

دلدار طلب مکن کہ دلدار نماند	بے یار بسر کہ در جہان یار نماند
دامن درکش خوش بنشین یک نفسے	انگار کہ در زمانہ دیار نماند
سر برہنہ نیستم دارم کلاہ چار ترک	ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک

ایک روز ارشاد ہوا کہ عشق حقیقی ہو یا مجازی آثار و اطوار عشق بہر صورت یکساں ظہور کرتے ہیں شاہ منصور کو بھی غلبۂ عشق تھا اور مجنوں کو بھی لیکن ان کو تو مرتبۂ انا الحق میں عشق کے زور شور نے مار رکھا مگر مجنوں کو لیلیٰ سے گذر گیا شاہ منصور کی حالت اس شعر

marfat.com

کے مطابق تھی ؎

بعد از فنا بھی لے نہ گئے کوئی یار میں
کیا بار تھا صبا مری مشت غبار میں

اور مجنوں صحرا نورد و خانماں برباد کی کیفیت اس شعر کے موافق تھی ؎

آوارگان عشق کا پوچھا جو میں نشاں
مشت غبار لے کے صبا نے اڑا دیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں ایک سقا تھا ایک دن اس کو آپ کی زیارت ہوئی حضرت نے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے اس نے جواب دیا کہ درد و محبت چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو خود ہمارے اختیار و حوصلہ سے باہر ہے تجھ کو کیا تعلیم کریں خیر ہم تجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں وہاں تو اپنا مدعا پیش کر۔ چنانچہ اس نے مجلس شریف آنحضرت میں بار پایا اور اپنی آرزو گذارش کی آنحضرت نے اس کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا آپ نے سقے سے ارشاد فرمایا کہ تو درد محبت کیوں چاہتا ہے۔ تیرا ظرف اس کے قابل نہیں اس نے بمنت عرض کی کہ خیر جو ہو سو ہو اگرچہ میں قابلیت نہیں رکھتا لیکن یہ آرزو تو آخر میرے دل میں کسی وجہ سے پیدا ہوئی ہے غرض اس کی تمنا کے موافق حضرت علی رضا نے اس کو تعلیم فرمایا تو اس کا جسم مثل مجذوبوں کے جا بجا سے شق ہو گیا جناب و قبلہ سید اعظم علی شاہ صاحب بابری نے ان کو دیکھا تھا اکثر اوقات زخموں پر خاکستر ڈالا کرتے تھے درد محبت کا سوز و گداز بھی غضب ہے آتش دوزخ بھی اس کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتی جس کے ظرف و حوصلہ میں یہ استعداد رکھی گئی وہ ہی متحمل اس کا ہوتا ہے۔ چنانچہ عطا فرماتے ہیں ؎

من نخواہم مال و جاہ و طمطراق
سوز خواہم درد خواہم اشتیاق!

تا نباشی مرد صاحب درد تو
در صف مردانِ نباشی مرد تو

قدسیاں را عشق ہست و درد نیست
درد را جز آدمی درخورد نیست

ذرۂ درد خدا درد دلِ ترا
بہتر از ہر دو جہاں حاصل ترا

کفر کافر را و دین دیندار را
ذرۂ دردے دل عطار را

marfat.com

ذرۂ درد دہ اے درمانِ من
زانکہ بے درد بمیرد جانِ من

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا

تحقیق ہمنے پیش کیا تھا امانت کو آسمان اور زمینوں اور پہاڑوں پر پس انکار کیا یہ کہ اٹھاویں گے اُس سے اور اٹھالیا اور اس کو انسان نے البتہ تھا وہ ظلم کرنے والا نادان کہتے ہیں کہ وہ امانت عشق و محبت الٰہی تھی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بزرگ تھے مدت تک مجاہدہ میں مصروف رہے ایک دن ان کو الہام ہوا کہ اچھا بتاؤ کیا مانگتے ہو ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا طلب کروں عرض کی کہ آٹھ دن کی مہلت ملے تاکہ میں کسی دانا سے مشورہ کروں وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ۔ چنانچہ وہ ایک بزرگ یر شیخ کی خدمت میں گئے جو کہ اس زمانہ میں مشہور و معروف تھے اور تمام حال بیان کیا انہوں نے جواب دیا کہ میں اس قابل نہیں ہوں ہاں ایک مرد خدا فلاں جگہ میں پڑا ہے بھاڑ جھونکا کرتا ہے اس کی خدمت میں جاؤ یقین ہے کہ وہ تمہارے سوال کا جواب دے سائل ان کے پاس گیا اور کیفیت عرض کی فرمایا کہ اچھا کل آؤ تو اس کا جواب دیں گے دوسرے روز حسب وعدہ وہ بزرگ سائل وہاں گیا تو شور و غل کی آواز سنی دریافت کیا معلوم ہوا کہ رات کے وقت کسی نے اس کو قتل کر ڈالا دھڑ ایک سنڈاس میں پڑا ہوا ملا اور سر ایک کوڑی پر پایا۔ حاکم تک مقدمہ گیا وہاں سے حکم ہوا کہ یہ بدمعاش تھا پاؤں میں رسی باندھ کر کشاں کشاں بیرون شہر پھینک دو تاکہ کوئی کتے اس کی نعش کو کھا جاویں یہ بزرگ اس تماشہ کو دیکھ کر نہایت حیران ہوئے کہ اس بزرگ کے ساتھ یہ کیا معاملہ ہو رہا ہے اور مجھ سے اس نے غلط وعدہ کیوں کیا تھا آخر سوچا کہ مردوں کا وعدہ خلاف نہیں ہوتا اس بے تن سر سے جاکر سوال کیا کہ آج کا وعدہ تھا۔ اب جواب عنایت ہو الکریم اذا وعد وفا اس سر میں سے آواز آئی کہ میاں صاحب تمہارے سوال کا یہی تو جواب ہے جو تم نے تماشا دیکھا ہمارے اُوپر سرکار کی بڑی عنایت اور ہمارے ساتھ نہایت محبت اور بڑا پیار تھا لیکن ساری عمر نہ پیٹ بھر کے کھانا ملا نہ پہننے کو کپڑا نصیب ہوا ہمیشہ لنگوٹی باندھی اور بھاڑ جھونکا

marfat.com

زندگی کی یہ صورت تھی کہ موت کی کیفیت تم نے خودی دیکھ لی کہ کیا عمدہ گت ہوئی نہ گور ملی نہ کفن میسر ہوا سر کہاں دھڑ کہاں عمر بھر کبھی غسل کرنا نصیب نہ ہوا نماز و روزہ سے ہمیشہ محروم رہے آخر غسل میت اور نماز جنازہ بھی ہاتھ نہ آئی باقی رہا ایمان اور عاقبت بخیر اس کا بھی پتہ نہ ملا نہ کوئی حساب کتاب کا فرشتہ آیا نہ کسی نے مردود مقبولیت کی خبر دی۔ اشعار حضرت علی رضؓ

رضیت بما قسم اللہ لی! | وفوضت امری الی خالقی!
لقد احسن اللہ فی ما مضیٰ | کذا یحسن اللہ فی ما بقےٰ

الغرض اہل محبت و عشق کے ساتھ تو یہ سلوک ہوتا ہے جو کہ بیان کیا گیا پس اگر تم کو مانگنا ہے تو مراتب میں سے کوئی مرتبہ مثل ولایت و غوثیت و قطبیت وغیرہ مانگ لو مزے میں رہو گے محبت کا نام کبھی بھول کر بھی نہ لینا ؎

عشق را ہرگز نشاید ناتواں | مرد کامل باید و آں پہلواں
پہلواں باید دریں راہ شگرف | نکتہ داں رانگنگ باید شد ز حرف

یہ بات سن کر اس بزرگ کی آنکھیں کھلیں اور دل میں کہا کہ بھلا جب دینے والے کو کچھ دینا منظور ہوتا ہے تو کہیں پوچھ پوچھ کے دیا کرتا ہے میں تو کچھ نہیں مانگتا جو اس کو دینا منظور ہوگا بغیر دریافت عطا کرے گا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے اور جناب باری میں عرض کی کہ الٰہی دوست خاص کا طلب گار ہوں حکم ہوا کہ اے موسیٰ تجھ سے زیادہ خاص دوست کون ہوگا تو بھی تو ہمارا خاص دوست ہے۔ پھر دوبارہ سہ بارہ عرض کیا حکم ہوا کہ جاؤ فلاں پہاڑ میں ہمارا خاص دوست تم کو ملے گا۔ آپ پہاڑ میں پہنچے ایک شخص نظر آیا تمام بدن جزام سے گل سڑ گیا تھا اور بدبو کے مارے دماغ پھٹا جاتا

لہ یعنی راضی ہوں میں ساتھ اس چیز کے جو حصہ لگایا اللہ نے واسطے میرے میں نے اپنے کام سپرد کئے اپنے خالق کو تحقیق بہتر کیا اللہ نے جو کچھ کہ گذرا اسی طرح بہتر کرے گا۔ اللہ اس میں جو کچھ کہ باقی ہے ۱۲

تھا حضرت موسیٰ کو نفرت ہوئی واپس چلے اس شخص نے پکارا کہ اے موسیٰ آئے تو ایسی گرمجوشی و محبت سے اور بھاگے ایسی سرد مہری و نفرت سے

راما نام کشٹے بھلے جو ٹپ ٹپ ٹپکے چام دارد کنچن دیہہ کو جا مکھ نا ہیں رام!

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معلوم کیا کہ وہ یہی شخص ہے ملاقات کی اور پوچھا کہ تم ایسے دوست خدا اور تمہارا یہ حال کہا کہ حضرت عاشقوں کا یہی حال ہوتا ہے اور ہم اسی میں خوش ہیں ع

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہے

پھر پوچھا کہ آپ کو کچھ طلب بھی ہے کہا کہ دو چیز کی آرزو تھی سو ایک تو حاصل ہو گئی یعنی آپ کی ملاقات دوسری یہ ہے کہ ہم کو کہیں سے لا کر سرد پانی پلا دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پانی کی تلاش میں گئے بعد میں ایک شیر آیا اور اس نے فقیر کو پھاڑ ڈالا آپ پانی لے کر آئے تو یہ حال دیکھا بہت افسوس کیا اور اس کو دفن کر دیا بعد فراغت کوہ طور پر پہنچے اور درخواست کی کہ یہ بھید کیا تھا حکم ہوا کہ اس شخص نے دو خطائیں کیں اوّل یہ کہ ہمارے عشق کا دم بھرا اور طلب غیر کی کی دوسرے یہ کہ ہمارے پاس کیا سرد پانی نہ تھا جو تم سے مانگا اگر ہم سے کہتا تو اسی دم دریا بہا دیتے وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ اور نہیں یقین لاتے بہت لوگ اللہ پر مگر ساتھ شریک بھی کرتے ہیں۔

تارہیر تبست عادت خویش مردود و منافقے نہ درویش

غیر را گر در دلت جائے بود عشق نبود ہرزہ سودائے بود

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب موحّد مقام توحید میں پہنچتا ہے تو وہاں نہ موحد رہتا ہے نہ توحید نہ واحد نہ بسیار نہ خودی نہ خدا نہ عابد نہ معبود نہ ہستی نہ نیستی نہ ذات نہ صفات نہ جبرئیل نہ قرآن نہ ولی نہ ولایت نہ صفت نہ موصوف نہ اسم نہ مسمیٰ نہ اول نہ آخر نہ ظاہر نہ باطن نہ بہشت نہ دوزخ نہ روشنی

لہ یعنی با خدا جز اسی جس کے بدن سے خون ٹپکے وہ بہتر ہے قربان کروں اس تندرست خوبصورت جسم کو کہ جو بے یاد خدا ہے ۱۲

marfat.com

نہ تاریکی نہ نفی نہ اثبات نہ آسمان نہ زمین نہ منزل نہ مقام نہ طلب نہ طالب نہ مطلوب نہ عشق نہ عاشق نہ معشوق نہ آدم نہ ابلیس نہ کفر نہ اسلام نہ کافر نہ مسلمان نہ مومن نہ ایمان نہ حلال نہ حرام نہ وجود نہ عدم اَلتَّوْحِیْدُ تَرْكُ التَّوْحِیْدِ فِی التَّوْحِیْدِ ۝

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ یہ کلام حضرت کا درست ہے مگر اس مقام میں حضرت ٹھہرے نہیں چنانچہ نقل ہے کہ ایک بار حضرت غوث الاعظم رح پر ایک نور عظیم متجلّی ہُوا اور اس میں سے ندا آئی کہ اے عبد القادر ہم نے تجھ کو نماز معاف کی چونکہ صاحب فضل وکمال تھے سمجھ گئے کہ یہ شیطان کا فریب ہے فوراً لاحول پڑھی وہ نور غائب ہو گیا اور شیطان نے مجسم ہو کر کہا کہ تم خوب بچے ورنہ میں نے بڑے بڑوں کو غارت کر دیا ہے اگر حضرت اس وقت شان جلال وجمال میں تمیز نہ فرماتے اور اس کا کہنا مان لیتے تو ملحد ہو جاتے لیکن بڑے ہوشیار تھے بچ گئے شرع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا علم راہ نما ہو گیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک مولوی صاحب طالب علموں کو حدیث کا درس دے رہے تھے اس وقت یہ حدیث پڑھی گئی عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِيْنَ تُوُفِّىَ فَلَمَّا صَلّٰى عَلَيْهِ صلعم فَسَبَّحْنَا طَوِيْلًا ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ وَوَضَعَ فِىْ قَبْرِهٖ وَسَوّٰى عَلَيْهِ فَسَبَّحَ رَسُوْلُ اللهِ صلعم قَالَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللهُ عَنْهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلعم هٰذَا الَّذِىْ تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَشَهِدَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ رَوَاهُ النَّسَائِىُّ اِنْتَهٰى۔

یعنی فرمایا ہے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طرف سعد بن معاذ انصاری کے جب کہ فوت ہوئے پس پڑھی آپ نے اُن پر نماز جنازہ اور رکھا قبر میں اور دفن کیا تو آپ نے تسبیح پڑھی یعنی سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ پس ہم نے بھی تسبیح کہی دراز پھر آپ نے تکبیر کہی یعنی

marfat.com

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔ پس ہم نے بھی تکبیر کہی پس بعض صحابیوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیوں آپ نے اول تسبیح کہی اور بعد میں تکبیر فرمایا کہ تحقیق تنگ ہو گئے تھے اس بندۂ صالح پر قبر اس کی حتی کہ کشادہ کیا اللہ نے قبر ان کی کو روایت کیا ہے اس حدیث کو احمد نے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ سعد بن معاذ ایسا شخص تھا کہ جنبش میں آیا عرش اور کھل گئے دروازے آسمانوں کے اور ستر ہزار فرشتے واسطے نماز جنازہ کے حاضر ہوئے تحقیق دبالیا قبر نے جو حق دبانے کا تھا پھر فراخ ہوئی روایت کیا ہے اس حدیث کو نسائی نے ۔ اس حدیث شریف کو بیان فرما کر مولوی صاحب .... رونے لگے کہ بڑے خوف کا مقام ہے جب رسول خدا کے صحابی کا یہ حال ہو تو عوام امت کا کیا ٹھکانا ہے میں نے عرض کیا کہ جناب مولوی صاحب یہ تو رونے کا محل نہیں ہے بلکہ بڑی خوشی کا مقام ہے کہ اس خبر عبرت اثر سے ارباب فہم کو نہایت عمدہ نصیحت حاصل ہوتی ہے یہ بجائے غور ہے کہ حضرت سعد ابن معاذ انصاری ایسے ذی رتبہ اور بزرگ صحابی کہ ان کے جنازہ کی نماز رسول خدا نے پڑھی ان کے لئے عرش کو جنبش ہوئی آسمانوں کے دروازہ کشادہ ہو گئے ستر ہزار فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی پھر کیا سبب تھا کہ زمین قبر نے ان کو تنگ کیا ظاہر ہے کہ ان کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و عنایت پر ناز تھا اپنی مغفرت و نجات کا ذریعہ رسول خدا کو سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ ہمارے ہادی و شفیع تا بہ دفن ہمارے ساتھ ہیں پس یہی خیال ان کا کہ خالصاً تکیہ رحمتِ الٰہی پر نہ تھا بلکہ رسول مقبول کی عنایت کا سہارا بھی لگا ہوا تھا تنگی قبر کا باعث ہوا غیرت کبریائی اور عظمت الٰہی نے ان کو دکھلا دیا کہ تم نے ہماری ذات پر تو اعتماد نہ کیا اب ایسا بڑا حامی تمہاری قبر پر کھڑا ہے دیکھیں تو وہ کیا مدد کر سکتا ہے اور کیونکر بچا سکتا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ رسول خدا نے راہ خدا بتلائی خدا پرستی سکھائی توحید ربانی کا نعرہ بلند کیا خدا پر توکل کرنا ذات حق پر بھروسہ رکھنا اور اُس ذات کو فاعل مطلق اور لاشریک سمجھنا

marfat.com

تعلیم فرمایا پس جو کوئی خلاف ان ہدایات کے غیر خدا پر نظر رکھے خواہ نبی پر یا ولی پر بے شک وہ مستحق عذاب و سزاوار عتاب ہے، اور جس قدر اس کے دل میں تعلق ماسوا اللہ ہے اسی قدر تنگی قبر کا باعث ہے جب کہ خداوند ذوالجلال نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ سے انسان کو پیدا کیا جان دی جسم دیا پالا پرورش کیا زن و فرزند مال و متاع کا مالک بنا دیا ان سب کاموں میں کوئی نبی یا ولی خدا کے ساتھ شریک نہ تھا سفارشی نہ تھا کسی کی خاطر و مروّت سے اللہ تعالیٰ نے یہ عنایتیں نہیں کیں تھیں پھر حیف کی بات ہے کہ ایسی ذات کو چھوڑ کر نجات و مغفرت اور معاملۂ آخرت کے لئے کسی دوسرے کی حمایت اور سفارش پر آدمی نظر ڈالے اور کوئی وسیلہ اور واسطہ تلاش کرےلہ۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

من نخواہم رحمتی جز رحم شاہ — من نخواہم غیر آن شہ را پناہ
غیر شہ را بہر آن لا کردہ ام — کہ بسوی شہ تولا کردہ ام
من نخواہم آفریں ہیچ کس — مدح من دشنام لیلی باد و بس
گر ترا سنگے زند معشوق مست — بہ کہ از غیرے گہر آرد بد مست
حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است — رفتن بپائے مردے ہمسایہ در بہشت!

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہی میری امت کے افعال میرے روبرو پیش ہوا کریں حکم ہوا کہ یہ بات ہم کو ہی سزاوار ہے تم سے اس کا تحمل نہ ہو گا تین بار درخواست کی اور یہی جواب ملا آخر حکم ہوا کہ اچھا، اس زمانہ میں رسول علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ جب کسی لڑائی پر جاتے تو دو صحابیوں کے درمیان بنائے اخوت فرماتے یعنے دینی بھائی بناتے ایک صحابی کو لڑائی میں اپنے ہمراہ لے جاتے اور دوسرے صحابی کو گھر میں چھوڑ جاتے تاکہ وہ اپنے گھر اور اپنے

لہ یعنی مثال ان لوگوں کی جنہوں نے پکڑا سوائے خدا کے مددگار مانند مکڑی کے ہے کہ بناتی ہے گھر کو اور البتہ کمزور تر گھروں میں، ہے مکڑی کا گھر اگر تم جانو ۱۲

marfat.com

دینی بھائی کے گھر کی خبر گیری کرتا رہے غزوہ[1] تبوک میں درمیان ثعلبہ انصاری اور سعید بن عبدالرحمان کے بھائی چارہ ہوا سعید بن عبدالرحمٰن تو لڑائی میں گیا اور ثعلبہ کو گھر میں چھوڑا ایک روز ثعلبہ نے اپنے بھائی کی بیوی کی آواز خوش الحان سنی اور عاشق ہو گیا دوسرے روز بے تحاشا بارادۂ فاسد اپنے بھائی کے گھر میں چلا گیا اس پاک دامن بیوی نے کہا کہ اے ثعلبہ تجھ کو کیا ہوا۔ خدا و رسول سے شرم نہیں کرتا کہ اپنے بھائی کے گھر میں ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی میں ہے فاسد ارادہ سے آیا خدا اور رسول کو کیا جواب دے گا اتنی بات کے سنتے ہی خوفِ خدا ان کے دل پر غالب ہوا اور نعرہ مار کر آہ و زاری جنگل میں چلا گیا یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے۔ اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ جب قافلۂ تجارت یا لشکر فتح پیکر واپس آتا تو دوست و یگانے اپنے دوست و یگانوں کے استقبال کے لئے جاتے اور اس قافلہ یا لشکر کو بعزت و اکرام خوشی کے نعرہ مارتے ہوئے لاتے۔ سب آدمیوں نے اپنے یگانوں کے استقبال کیا ان کی ملاقات سے مسرور ہوئے لیکن سعید بن عبدالرحمٰن اپنے دینی بھائی ثعلبہ کا منتظر رہا اور بہت افسوس کیا اور کہا کہ خدا خیر کرے بھائی ثعلبہ کیوں نہیں آیا آخر گھر میں آن کر اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ بھائی ثعلبہ کہاں ہے اس نیک بخت نے تمام قصہ بیان کیا یہ حال سن کر ان کو نہایت رنج و قلق ہوا کہ ہائے میرے بھائی کو کیا ہو گیا۔ القصہ اس کی جستجو میں جنگل کی راہ لی ڈھونڈتے ڈھونڈتے دیکھتا کیا ہے کہ ایک صحرا میں نعرے مار کر روتا پھرتا ہے سعید نے کہا کہ بھائی ثعلبہ تجھ کو کیا ہوا چل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہاں تیری تقصیر معاف ہو جاوے گی ثعلبہ نے کہا کہ اچھا میرے ہاتھ باندھ اور گردن میں رسی ڈال کر لے چل۔ اسی حیثیت سے سعید ان کو مدینۂ منورہ میں لایا اول حضرت ابوبکر کے گھر گیا پھر حضرت عمر رضہ کے گھر پھر حضرت عثمان رضہ کے گھر پھر حضرت علی رضہ کے گھر گیا اور کہا کہ میری کوئی نجات کی صورت ہے۔ چاروں اصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ تم نے گناہِ عظیم کیا ہے ہمارے سامنے سے چلے جاؤ ایسا نہ ہو کہ تمہارے سبب سے ہم کسی آفت

---

[1] یہ قصہ تفسیر الجواہر میں ہے ۱۲

میں گرفتار ہو جاویں آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بحالت زار پہنچا اور اپنا حال پُرملال و کیفیت ناگفتنی گذارش کر کے طالب شفاعت و مغفرت ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے لئے کوئی صورت بخشش کی نہیں او خبیث یہاں سے نکل جا ایسا نہ ہو کہ ہمارے شہر پر غضب الٰہی نازل ہو ے

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد!

آخرالامر تمام وسائل سے مایوس ہو کر پھر جنگل کی راہ لی اور جناب الٰہی میں نعرہ مار کر فریاد کرنے لگا کہ الٰہی تیرے محبوب پر بھروسہ تھا انہوں نے صاف صاف جواب دے کر شہر سے باہر نکال دیا۔ اب تیرا در چھوڑ کر کہاں جاؤں ے

راندۂ عالم و سوئے تو مے آیم باز — میخرد کاغذ باطل شدہ را کاغذ ساز

جب کہ اس کا درد حد سے زیادہ ہوا۔ اور سب طرف سے اس کا تعلق ٹوٹا بجز خدا کے کسی کا بھروسہ باقی نہ رہا دل سوختہ کو یکسوئی حاصل ہوئی تو دریائے رحمت کاملہ نے ایک جوش مارا اور ایک ندا عالم غیب سے اس کے گوش جان میں وارد ہوئی کہ اے بندۂ عاصی میری رحمت سے ناامید مت ہو میں مالک ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں لیکن تو نے یہ بڑی بیوقوفی کی جو اپنے گناہ پر ایسے اولوالعزم رسول کو گواہ کر لیا یا تو واقف تھا یا ہم دوسرے کو کیوں مطلع کیا ہمارے سوا غفور الرحیم کون ہے ے

بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی بازآ — گر کافر و گبر و بت پرستی بازآ

ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست! — صد بار اگر توبہ شکستی بازآ

یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت استغفار نازل ہوئی۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَاۗؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۔

اور وہ لوگ جب کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ یا برا کریں اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش

marfat.com

مانگیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے گناہ بخشتا سوائے اللہ کے اور اڑ رہیں اپنے کئے پر جانتے ہوئے ان کی جزا بخشش ان کے رب کی اور باغ جن کے نیچے بہتی نہریں رہا کریں انہی میں اور خوب مزدوری ہے کام کرنے والوں کی یعنی ہم نے اس کا گناہ معاف کیا بلاؤ اس کو اور یہ خوشخبری دو۔ اس آیت کے نازل ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض اور حضرت سلمان فارسی رض کو بھیجا کہ ثعلبہ فلاں درخت کے تلے رات کے وقت اس طرح فریاد کیا کرتا تھا وہاں سے ڈھونڈھ لاؤ۔ دونوں صاحب ان کی تلاش کو چلے اور عشار کے وقت اس درخت کے تلے فریاد کرتے پایا دونوں صاحبوں نے باآواز بلند فرمایا کہ مبارک مبارک تمہارے گناہ معاف ہوئے چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو بلایا ہے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آیت مغفرت نازل فرمائی اُٹھ کے ہمراہ ہوا مسجد نبوی میں آیا اس وقت نماز عشا ہو رہی تھی اور سورۃ تکاثر شروع تینوں صاحب شامل ہوئے پہلی آیت میں ثعلبہ نے نعرہ مارا کہ تمام جماعت پر ایک اثر ظاہر ہوا دوسری آیت میں بے ہوش اور تیسری میں بحال بحق ہوا۔ ان کے جنازہ کے ساتھ فرشتوں کی یہ کثرت تھی کہ آنحضرت پنجوں کے بل چلتے تھے ثعلبہ کی ایک بیٹی تھی وہ رو کر کہنے لگی کہ اب میں باپ کس کو کہوں گی آپ نے فرمایا میں تیرا باپ ہوں اور فاطمہ رض تیری بہن ہے کسی طرح کا غم مت کر غرض برے وقت میں بجز خدا کوئی ساتھی نہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک شہر میں پہنچے دیکھا کہ ایک بوڑھا ضعیف لکڑیوں کا گٹھا سر پر رکھے چلا آتا ہے اس کے حال زار پر رحم آیا تمام دریافت فرمایا کہا کہ سلیمان حضرت کو خیال آیا کہ سبحان اللہ ایک میں سلیمان ہوں کہ تمام ملک زیر نگیں ہے اور ایک یہ سلیمان ہے کہ پیری میں ایسی سخت مصیبت جھیلتا ہے فوراً اپنے تاج میں سے ایک لعل اس کو حوالہ کیا اور کہا کہ لے تجھے بلکہ تیری اولاد کو بھی کفایت کرے گا منا سب ہے کہ آئندہ اس محنت کو چھوڑ دے اور آرام سے بسر کر بڈھے نے لکڑیوں کا بار سر سے پھینک دیا اور لعل کو لے کر شاد و خرم گھر کو چلا بار بار لعل کو دیکھتا اور حیران ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا قدر و قیمت اس سنگریزہ کو عطا کی ہے یکایک ایک چیل نے اس کو گوشت سمجھ کر

marfat.com

جھپٹا مارا اور صاف لے اڑی بڈھا ہاتھ ملتا رہ گیا اب یہ فکر پڑی کہ آج زن و فرزند کو کیا کھلاؤں گا چلو پھر آپ نے گٹھے کو سنگواڈ اور بیچ کھوچ کے پیٹ پالو وہاں جا کر دیکھا تو گٹھا بھی کوئی اٹھا لے گیا تھا ناچار شرم کے مارے رات جنگل ہی میں کاٹی صبحدم پھر لکڑیاں چننے لگا اتنے میں حضرت سلیمانؑ کی سواری آئی سوچا کہ یہ حریص بڈھا اب بھی اپنی معمولی مشقت میں مصروف ہے دریافت کیا تو اس نے قصہ سنایا حضرت کو پھر رحم آیا اور دوسرا لعل عنایت کیا آج بڈھے نے نہایت احتیاط سے مٹھی میں بند کر گھر کی راہ لی رستہ میں ایک ندی تھی جب منجدھار میں پہنچا تو پاؤں اکھڑ گئے دو چار ایسی ڈبکیاں کھائیں کہ ڈوبتے ڈوبتے بچا اور لعل ہاتھ سے نکل گیا پھر حسرت و افسوس کے ساتھ واپس گیا اور لکڑیاں چننے لگا حضرت سلیمانؑ کے لشکر کا کوچ ہوا تو پھر دیکھا کہ وہی بدقسمت بڈھا لکڑیوں کا پشتارہ باندھے چلا جاتا ہے۔
پھر طلب فرمایا اور حال پوچھا اس نے کیفیت واقع عرض کی اور کہا کہ آج تیسرا دن ہے خدا جانے زن و فرزند پر کیا گذری ہوگی۔ حضرت کو بہت ہی رحم آیا اور تیسرا لعل جو نہایت ہی گراں بہا تھا اس کو دیا اب کی دفعہ خوب کس کے پگڑ میں باندھا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا اس نے تاڑ لیا کہ اس بڈھے کی پگڑی میں لعل چمکتا ہے گھوڑا دوڑا کر قریب آیا اور پگڑی اچک یہ جا وہ جا جھٹ نظروں سے غائب ہو گیا بڈھا روتا پیٹتا حضرت سلیمانؑ کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ اے پیغمبر خدا آپ نے خوب میری راہ کھوٹی کی خدا نے جو کچھ میرے نصیب میں لکھا تھا میں اس پر راضی تھا آپ نے چاہا کہ مجھ کو فقر سے نجات ہو سو یہ بات خدا کو منظور نہ تھی آپ کے چاہنے سے میں امیر تو نہ بنا البتہ اس کے عوض میں مجھ کو اور میرے بال بچوں کو تین دن فاقہ کشی کرنی پڑی حضرت نے فرمایا کہ سلیمان کیا کرے جب خدا ہی نہ چاہے غرض بڈھا بدستور لکڑیاں لاتا اور کنبے کو پالتا قضارا حضرت سلیمان کی انگشتری گم ہو گئی ماہی گیر کے گھر جا کر رہے جب دوبارہ تخت سلطنت ملا اور لشکر کا گذر اس لکڑہارے کی بستی میں ہوا تو آدمی بھیج کر اس کو طلب فرمایا اس نے جواب دیا کہ اب تو بغیر سواری کے ایک قدم بھی نہیں چل سکتا حضرت کو تعجب ہوا سواری بھیج کر بلوایا اور حال دریافت کیا اس نے عرض کیا کہ جب آپ کے

marfat.com

دیئے ہوئے لعل گم ہو گئے اور میری آس ٹوٹ گئی تو میں نے بے اختیار خداوند کریم کی جناب میں گریہ وزاری شروع کی کہ خدایا تیرے نبی نے بہت کوشش کی مگر تو نے نہ چاہا تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوا اب سوائے تیرے کسی کا آسرا نہیں تو ہی اپنے خزانہ غیب سے وہ کھوئے ہوئے لعل عنایت کر اتفاقاً ایک دن حسب عادت لکڑیاں توڑنے کو درخت پر چڑھا وہاں چیل کا گھونسلا تھا دیکھا تو وہی تینوں لعل رکھے ہیں ان کو پا کر اب میں امیر کبیر بن گیا۔ جب تک سلیمان علیہ السلام پر بھروسہ تھا تو محروم رہا جب خدا کی طرف خلوص دل سے متوجہ ہوا تو مالا مال ہو گیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب کہ آپ کی عمر بارہ برس کی تھی۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ کے دل میں کس کی محبت ہے فرمایا کہ تمہاری پھر پوچھا کہ بھائی حسین کی فرمایا کہ ان کی بھی پھر پوچھا کہ اماں جان کی فرمایا کہ اُن کی بھی پھر پوچھا کہ نانا جان کی فرمایا کہ ہاں ان کی بھی پھر پوچھا کہ اللہ میاں کی فرمایا کہ ہاں ان کی بھی تب حضرت امام حسن بولے کہ ابا جان آپ کا دل ہے یا کوئی مسافر خانہ ہے دل میں تو صرف ایک کی محبت رہ سکتی ہے نہ ہزاروں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو چھاتی سے لگایا اور فرمایا کہ بیٹا تم سچ کہتے ہو محبت تو ایک ہی کی رہے گی سبحان اللہ جب بچپن میں یہ سمجھ تھی تو بڑے ہو کر کیا کیفیت ہوئی ہوگی سچ ہے ؎

بچۂ بط اگر چہ تبینہ بود　　　آب دریا ش تا بسینہ بود

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جو تعلیم فرمائی ہے ہم کو نہایت ہی پسند ہے وہو ہذا یَا وَلَدِیْ فِکْرُکَ فِیْکَ یَکْفِیْکَ دَاءُکَ وَدَاءُکَ فِیْکَ لَیْسَ شَیْءٌ خَارِجًا مِّنْکَ اَنْتَ اُمُّ الْکِتَابِ یَا وَلَدِیْ اَنْتَ جِسْمٌ صَغِیْرٌ وَفِیْکَ عَالَمٌ اَکْبَرُ

ترجمہ:۔ اے میرے فرزند تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے تیرا درد اور تیری دوا تجھ میں ہے کوئی چیز باہر نہیں تجھ سے تو ام الکتاب ہے اے میرے فرزند تو ایک چھوٹا جسم ہے اور تیرے اندر ایک بڑا جہان ہے۔

تو بمعنی جان جملہ عالمے　　　ہر دو عالم خویش تو ہی بنگر دمے

marfat.com

در حقیقت خود توئی ام الکتاب — خود ز خود آیات خود را باز یاب
صورتِ نقشِ الٰہی خود توئی — عارفِ اشیاء، کما ہی خود توئی
آنچہ مطلوب جہان شد در جہان — ہم توئی باز جو از خود نشاں
ہم ملک ہم نہ فلک بشنا ختے — گر بکنہ خویشتن رہ یا ختے

ایک روز ارشاد ہوا اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایمان ایک تیسری چیز ہے درمیان میں خوف اور رجا کے یعنے نہ تو خوف ایمان ہے نہ رجا بلکہ انکا وسط ایمان ہے اور قلندر صاحب فرماتے ہیں ؎

آب رحمت چیست گو پاک از ہمہ — مرد عارف کیست بیباک از ہمہ

اور یہ مرتبہ اولیاء اللہ کا ہے کما قال اللہ تعالیٰ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ یعنے سن رکھ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق اولیاء اللہ نہ خوف ہے ان پر اور نہ وہ غم کھاویں اور حضرت شمس تبریزؒ نے رسالہ مرغوب القلوب میں فرمایا ہے ؎

لباس زہد و تقویٰ تمان پوشی — شرابِ معرفت را کے تو نوشی
سخن در معرفت چوں رفت اکنون — بروں آرم ز دریا دُرِّ مکنون
میاں کفر و ایماں راہ فقر است — ازاں رہ دور بودن ہم کفر است
نشاید خوف غالب نے رجا را — میاں ہر دو باید بود مارا!

ایک روز گفتگوئے توحید شروع ہوئی دریائے معرفت پر خروش اور بحر حقیقت کا جوش تھا ارشاد ہوا کہ میاں سچ پوچھو تو توحید بھی شرک ہے ایک یا احد تو محدود ہے اور وہ ذات بھی نہایت بے غایت حد و حصر اور عدد و شمار سے پاک و منزہ ہے پس ایک کہنا بھی درست نہیں اور اگر یہ کہو کہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کیوں فرمایا اس کا حال یہ ہے کہ کہنے اور کلام کرنے کے واسطے احد سے بہتر کوئی لفظ نہیں ہے، اگر سب کو چھوڑ چھاڑ کر آدمی ایک کے سر ہو رہے تو سبحان اللہ اور اگر ایک سے بھی پاک و صاف ہو جاوے تو پھر کیا کہنے ہیں۔ چنانچہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک فقیر سنیاسی جس نے چوبیس

marfat.com

گرو کئے تھے منجملہ ان کے ایک عورت بھڑ بھوجن بھی تھی جب اپنی سسرال میں آئی تو وہاں کوٹنی کا اتفاق پڑا۔ ہاتھوں میں چوڑیاں تھیں ان کے جھنکار سے اس کو شرم آئی کہ سسرال کے مرد سنتے ہیں یہ سوچ کر ایک ایک چوڑی توڑ دی پھر بھی آواز قائم رہی اور ایک ایک توڑی آخر کار سب کو توڑ پھوڑ کے صرف ایک ایک چوڑی دونوں ہاتھوں میں باقی رہ گئی اس وقت آواز بالکل بند ہو گئی۔ فقیر شبلی نے اس کیفیت سے توحید کی تعلیم پائی اور اس عورت کو اپنا گرو مانا لیکن ہمارے نزدیک تو اگر یہ ایک بھی توڑ دی جائے تو بالکل بکھیڑا پاک ہے اَلتَّوْحِيْدُ تَرْكُ التَّوْحِيْدِ فِي التَّوْحِيْدِ ؎

نیستم من ہر چہ ہستی بس توئی چوں یکے نبود کجا باشد دوئی

ایک روز ارشاد ہوا کہ فرعون کی ایک عزیز چیز گم ہو گئی تھی اُس نے ہزار غلاموں کو حکم دیا کہ تم میں سے جو کوئی ڈھونڈ لاوے گا ہزار دینار انعام و خلعت پاوے گا اور آزاد بھی کیا جاوے گا۔ سب نے کوشش کی بڑی جستجو کے بعد وہ چیز ایک غلام کو ملی سب غلام فرعون کے سامنے حاضر ہوئے جس نے وہ چیز پائی تھی نہایت شاد و خنداں تھا باقی مایوسی کی حالت میں کھڑے تھے فرعون نے پوچھا کہ یہ لوگ ملول اور افسردہ کیوں ہیں ہامان نے جو وزیر تھا کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ طلب شے میں تو برابر تھے مگر یافت میں ناکام رہے بادشاہ نے کہا پہلے انہی کو انعام دے کر آزاد کرو وہ غلام جس نے چیز پائی تھی بولا کہ حضور مجھ میں اور ان سب میں فرق کیا رہا فرعون نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک تو کچھ فرق نہیں غلامی میں سب تمہارے ہم رتبہ طلب میں برابر مگر چیز چونکہ ایک تھی اس لئے ایک ہی کو ملی سو اب ہم یہ فرق بھی اٹھائے دیتے ہیں یہ کہہ کر اس چیز کو زمین پر دے مارا اور توڑ دیا لو بس اب تم سب برابر ہو گئے تم کچھ اس کے کھوئے جانے سے ہمارا نقصان تھا نہ پانے سے کچھ فائدہ ہوا۔

عجب دربار ہے اللہ کا اے طور میں صدقے ہنرمندوں سے پوچھے جائیں گے وہاں بے ہنر پہلے

ایک روز ارشاد ہوا کہ سلطان محمود کے پاس ایک جام بیش بہا تھا ارکین دولت کو حکم دیا کہ اس کو توڑ دو سب نے عذر کیا کہ حضور نایاب چیز کو توڑ ڈالنا مناسب نہیں

marfat.com

آخر ایاز کو اشارہ کیا اس نے بے تامل چورا کر دیا اہل دربار نے اس کو ملامت کی کہ آہ ایسی جنس عزیز تو نے ضائع کر دی ؎

گفت فرماں بردن ایں شہ مرا | بر تر از ما ہے بود تا مہ مرا
توبسوئے جام انگندی نگاہ! | من نیم جز بندۂ فرمان شاہ

لیکن ہم کو یہ بھید نہیں کھلتا کہ نافرمان کون ہے اور فرمان بردار کون یُضِلُّ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؎

نہ مستغنی از طاعتش پشت کس | نہ بر حرف او جائے انگشت کس

ایک روز ارشاد ہوا کہ نواب لکھنؤ کا ایک دوست تھا اور ان کی خدمت میں رہتا تھا ایک دن نواب صاحب نے کہا کہ اگر کوئی عہدۂ جلیلہ یا منصب چکلہ داری وغیرہ چاہیئے تو تم علی نقی خاں سے جاکر ملو کیونکہ اہل مناصب و مراتب کے تقرر وغیرہ کا اختیار ہم نے اس کو دے رکھا ہے وہ وزیر ہے اور اس قسم کے کام وزیر ہی سے تعلق رکھتے ہیں اور اگر ہمارے پاس پڑے رہو گے تو خیر یہاں صرف دوستی ہی دوستی ہے اور کچھ فائدہ یہاں حاصل ہونا معلوم اس شخص نے جواب دیا کہ حضور میں کوئی جاہ و منصب علی نقی خاں کی وساطت اور توسّل سے نہیں چاہتا مجھ کو وزیر کی اطاعت منظور نہیں آپ کے دربار میں بیکار پڑا رہنا بھی منظور ہے کیونکہ آپ کا قرب اور آپ کی صحبت پھر کہاں میسر ہوگی نواب نے فرمایا کہ اچھا تمہاری خوشی علی نقی خاں کو یہ بات ناگوار گذری اور چاہا کہ اس شخص کو نواب کے دربار سے نکلوا دے نواب کو بھی قرینہ سے یہ بات معلوم ہوگئی کہلا بھیجا کہ یہ تمہارا ماتحت نہیں تم سے کسی منصب و مرتبہ کا طالب نہیں خاص ہماری صحبت کا آرزو مند ہے یہ تمہارے نکالنے سے نہیں نکل سکتا تمہارے اختیارات ملازمان ملک پر ہیں ہمارے خاص آدمیوں کے معاملہ میں تم کو کیا دخل۔ اگر اس کی نسبت پھر ایسا خیال کرو گے تو تمہارے واسطے اچھا نہ ہوگا (راقم) دانشمند آدمی اس میں سے بہت سے مقاصد و مطالب نکال سکتے ہیں حاجت بیان نہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ کلکتہ کے نواح میں ایک بزرگ تھے دس بیگہ زمین ان کی درجہ

marfat.com

معاش تھی جب کہ بندوبست اراضی شروع ہوا تو حاکم نے اس زمین کی ضبطی کا حکم نافذ کیا فقیر صاحب نے بہت واویلا کی مگر کسی نے نہ سنی تب حاکم کے لئے بددعا کی وہ مر گیا دوسرا حاکم آیا تو اس کے سامنے اپنا رونا رو دیا اس نے بھی کچھ نہ سُنا جو حکم ہو چکا تھا وہی بحال رہا اس کے واسطے بھی تیر دعا لگا یا وہ بھی مر گیا تیسرا حاکم آیا وہ بھی اسی طرح بددعائے فقیر کا شکار ہوا جب چوتھے حاکم کو کرسی حکومت ملی تو اس نے فہم وفراست سے معلوم کیا کہ جو حاکم آتا ہے وہ مر جاتا ہے کچھ اس کا سبب ہے پوچھا تو کسی نے تمام حال فقیر کا سُنا دیا نئے حاکم نے فقیر کو بلایا اور کہا کہ سنو صاحب جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا میں اس حکم ضبطی کو منسوخ نہیں کر سکتا لیکن تم صبر کرو میں پکا وعدہ کرتا ہوں کہ اتنے عرصہ میں تمہارے لئے معافی زمین کی سند منگا دوں گا اس وعدہ سے فقیر کی تسلی ہو گئی حاکم نے حسب وعدہ منجانب سرکار سند بنام فقیر منگائی اور جا کر اس کے حوالہ کی کہ لیجئے اپنی زمین کی سند لیکن مجھ کو اس بات کا جواب دیجئے کہ یہ تین خون جو دس بیگہ زمین کے واسطے آپ نے کئے یہ کس کے سر ہوئے گو عدالت ظاہری اس کا مواخذہ نہ کرے لیکن خدائے غیب داں کے سامنے تو اس کی باز پرس ضرور ہو گی اور آپ تو فقیر خدا پرست ہیں خدا پر توکل نہ ہو سکا کیا اسی دس بیگہ زمین کو اپنا رزاق سمجھتے ہو جس کے واسطے مخلوق خدا میں سے تین آدمیوں کو غارت کر دیا اس وقت فقیر کی آنکھیں کھلیں رونے لگا اور بولا کہ صاحب ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ ہم نے خدا کو بھول کر اس زمین پر نظر رکھی اور در حقیقت تم تو ہمارے مرشد در اہتا ہی نکلے کہ ہم کو خواب غفلت سے بیدا کر دیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ دنیا بھی شیخ چلی کا گھر ہے جب بوجھ سر سے پھینک دیا پھر کچھ بھی نہیں شیخ چلی سے ایک شخص نے کہا کہ یہ تیل کا مٹکا میرے گھر پہنچا دے تو میں تجھ کو ایک ٹکہ دوں گا اس نے کہا کہ بہت اچھا مٹکا سر پر رکھا اور چلا رستہ میں خیال آیا کہ اس ٹکے کی مرغی لوں گا وہ انڈے بچے دے گی ان کو بیچ کر ایک عمدہ نسل کی بکری خریدوں گا جو ایک بار میں دو دو تین تین بچے دے گی چند روز میں بکریوں کا ایک ریوڑ میرے پاس ہو جاوے گا اس وقت بکریاں بیچ کر ایک گائے نہایت اچھی خریدوں گا جو

marfat.com

بہت سا دودھ دے گی اور ہر سال بیا وے گی کچھ عرصہ میں گائے بکریوں کے میرے گھر میں افراط ہو جاوے گی اور میں ایک امیر اور خوشحال آدمی بن جاؤں گا اس وقت شادی کروں گا پھر میرے بیٹا ہو گا پھر وہ چلنے پھرنے بات چیت کرنے لگے گا جب میں باہر سے آیا کروں گا تو وہ پکارے گا آبا جان آبا جان ہمارے لئے کیا لائے اس وقت میں خفا ہو کر کہوں گا (دُ) یہ کہنا تھا کہ تیل کا مٹکا سر پر سے گر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اب شیخ چلی ہیں کہ رو رہے ہیں مٹکے کے مالک نے کہا ارے یہ کیا کیا میرا تیل کا مٹکا کیوں پھوڑ دیا۔ خفا ہو کر بولا کہ واہ صاحب تم کو اپنے مٹکے کی فکر ہے میرا تو سارا بنا بنایا گھر بگڑ گیا ہے

اے مصحفیؔ میں روؤں کیا پچھلی صحبتوں کو — بن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں

اگر اس مثل میں غور کرو تو عرفان بھی ختم ہے وہ ٹکا شیخ چلی کا نام خدا ہے جو تعلیم شیخ سے حاصل ہوتا ہے اس کی بدولت تمام انڈے بچے گائے بکری پیدا ہوتے ہیں یعنی سالک راہ کو منازل و مقامات اور کشف و کرامات ذکر و فکر ذوق و شوق سوز و گداز علم و انکشاف کیفیت و حالت یہ سب امور پیش آتی ہیں انجام کار جہاں مٹکا پھوٹا یہ سب بکھیڑا تمام ہوا ہے

انت پھوٹ سب مائی ہوئی — لیسنا ایک نہ دینا دوئی!

ایک روز حکیم احتشام الدین کا خط آیا جس کا مضمون یہ تھا کہ میری طبیعت حسنات سے نفور اور سیئات کی طرف راغب ہے کچھ اس کا علاج فرمایا جاوے اس پر ارشاد ہوا کہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۞ کبھی دریائے شیریں جوش میں آن کر لہریں مارتا ہے کبھی دریائے شور کی طغیانی طلاطم برپا کرتی ہے۔ لیکن دونوں میں ظہور ایک ہی ذات پاک کا ہے تُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۞ سیاہی سفیدی دونوں سرکاری ہیں جب دلی میں فوجی قواعد کا کیمپ مقرر ہوا تو نصف فوج کا نام سرکاری اور دونوں کے باہم جنگ و پیکار ہوئی باغی فوج غالب آئی سرکاری فوج مصنوعی جنگ میں مغلوب ہو گئی باغیوں کی فتح سرکار کی شکست ہوئی لیکن درحقیقت ہر صورت میں سرکار ہی کی فتح تھی کیونکہ باغی کیا اور سرکاری کیا دونوں لشکر سرکار کے محکوم اور دونوں کو سرکار ہی سے

marfat.com

رسد و مدد پہنچتی تھی دونوں کے حال پر سرکاری الطاف و عنایت برابر تھی نہ باغی گروہ کے واسطے کچھ کمی تھی نہ سرکاری فریق کے لئے کچھ زیادتی ہر دو جانب یکساں معاملہ تھا کوئی جیتے کوئی ہارے نہ سرکار کو شکست کا غم نہ فتح کی خوشی سرکاران دونوں باتوں سے پاک تھی اور دونوں طرف سرکاری کھیل تھا بغاوت و اطاعت حسنات و سئیات خیر و شر دونوں کی تعمیل حکم سرکاری کے مطابق ہو رہی تھی اور دونوں ملازم سرکار رہتے ۔

گر در عملند خلق و گر معزول اند — چوں وزگری جملہ بحق مشغولند
در مذہب تست بہ گزینی کردن — اینجا کہ منم جملہ جہاں مقبولند

حسنات و سیئات ہدایت و ضلالت ایک شان جمال ہے ایک شان جلال ہے خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی سرکار کی تعمیل سے کوئی خارج نہیں مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ یعنی نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انسان کو مگر واسطے عبادت کے ۔

ہر چہ آید در نظر از خیر و شر — جملہ ذاتِ حق بداں اے بے خبر

ایک روز حاضر خدمت ہوا جناب و قبلہ نے زبان فیض ترجمان سے یہ اشعار ارشاد فرمائے ؎

لَا اٰدَمَ فِی الْکَوْنِ وَلَا اِبْلِیْسَ[1] — لَا مُلْکُ سُلَیْمَانَ وَلَا بِلْقِیْسَ
فَالْکُلُّ[2] عِبَارَۃٌ وَّ اَنْتَ الْمَعْنٰی — یَا مَنْ ھُوَ لِلْقُلُوْبِ مِقْنَاطِیْسَ
آثار تعینات چوں یافت حکے — کثرت ہمہ واحد سب بے شبہ و شکے
چوں نقطۂ صفر شد نہاں از رقمت — بنگر کہ دہ و صد ہزار است یکے
مسی[3] ایک ہوانگ اینک ہوا بھن بھن سب ہن کا روپ ہے جی !!
بے[4] مات کوئی سنگ مات ملئے مس سب ہی میں تد روپ ہے جی

---

[1] نہ آدم ہے جہاں میں نہ شیطان نہ ملک سلیمان کا ہے نہ بلقیس کا ۱۲

[2] پس تمام جہان عبارت ہے اور تو معنی ہے اے جو شخص کہ وہ واسطے ہر دل کے مقناطیس ہے ۱۲

[3] یعنی سیاہی جو ایک ہے اور حروف مختلف اور ہر ایک کی صورت جدا جدا ہے ۱۲

[4] کوئی حرف ہے اور کوئی حرکت والا لیکن سیاہی سب میں برابر ہے ۱۲

marfat.com

ایسے[1] کہاں چرون چیدہ نند ہے میں چیدہ نند دیکھو سب تھوڑ ہے۔ جی!

کبیر[2] ببیگ۔ سے جان لیجئے نام روپ تو من کی ڈور ہے۔ جی

آپ لگا تا آپ میں آپ ہی ڈھونڈن یار　　　اور ہو وے تو پائے یہ تو آپ ہی آپ

اس مرتبۂ توحید میں عذاب و ثواب پاپ یا پن کچھ باقی نہیں رہتا۔

گیان دھیان سب اُٹھ گیو سجھا بھئی سب سن　　　اونچ نیچ انتر نہیں نہیں پاپ نہیں پن!

ایک شخص نے اس وقت سوال کیا کہ حضرت جب عذاب و ثواب نہیں تو بہشت و دوزخ کیوں ہے۔ فرمایا کہ ہے بھی اور نہیں بھی اگر غیریت ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں جیسا سمجھو گے ویسا پیش آئے گا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مجھ کو والدۂ ماجدہ نے خفا ہو کر فرمایا کہ جا یہاں سے کالا منہ کر میں نے کہا کہ بہت اچھا اس زمانہ میں میری دس برس کی عمر تھی چپکے سے چلدیا وطن سے بیس کوس چل کر ایک مولوی صاحب کے پاس جو کہ ہمارے خاندان سے واقف تھے ٹھہر گیا یہاں تمام بستی میں تلاش ہوئی پتہ نہ لگا مہینہ بھر کے بعد گھر والوں کو خبر ملی کہ فلاں مقام پر قیام پذیر ہے چچا صاحب تشریف لائے میں نے کہا کہ صاحب میں تو گھر نہیں جاتا یہیں پڑھوں گا مولوی صاحب نے بھی کہا کہ کیا مضائقہ ہے یہ بھی گھر ہے وہ بھی گھر ہے یہاں پڑھنے دیجئے غرض چچا صاحب واپس چلے گئے چند روز کے بعد والدہ صاحبہ نے ایک میراثی بھیجا اور پیغام دیا کہ اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو بچّہ چپکے سے چلے آؤ ورنہ میں خود ان کے تمام رستے جوتیاں مارتے لاؤں گی جب یہ پیغام وعید پہنچا تو چاروناچار اس کے ہمراہ ہو لئے جب گھر پہنچے تو خوف کے مارے روبرو نہیں جاتے آخر قہر درویش بر جان درویش جی سخت کر کے گئے اور جھٹ والدہ صاحبہ

---

[1] اس چار طرف کی پیدائش میں یعنی اوّل انددج جو بیضہ سے جانور پیدا ہوتے ہیں دوم خیرج جو شیمہ سے پیدا ہوتے ہیں سوم ایدرج یعنی حشرات الارض چہارم شیودج یعنی جو پانی میں پیدا ہوتے ہیں ذات سب میں ایک ہے ۱۲

[2] اے کبیر عقل سے دریافت کر لے کہ یہ جو اختلاف صورت سے نام ہر شے کا جدا جدا مقرر ہوا ہے یہ نقط دل کی بناوٹ ہے ورنہ ذات الٰہی سب میں یکساں ہے اس میں کچھ کمی و بیشی نہیں ۱۲

marfat.com

کے قدموں میں جا گرے اب غصہ تو بھول گئیں چھاتی سے لگا کر رونے لگیں اور بہت پیار کیا غرض یہ ہے کہ جب محبت مادری کی یہ نوبت ہو تو کیا خداوند حقیقی کو اتنی محبت بھی نہ ہوگی نہیں بلکہ کروڑوں درجہ والدین کی محبت سے زیادہ ہے کھلانا پلانا سلانا جگانا اٹھانا بیٹھانا ہر طرح کی پرورش ہر قسم کی خبر گیری رنگا رنگ کی ناز برداری یہ ہر وقت کون کرتا ہے

اے ترا با ہر دلے رازے دگر　　ہر گدا را بر درت نازے دگر

رُبابِ عشق ما رے بیش نیست　　ہست ہر جا نغمہ و سازے دگر

جس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے کفار کے حق میں بددعا کی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اے پروردگار میرے مت چھوڑیو زمین پر کافروں میں سے بسنے والا۔ تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ اچھا ایک کشتی بنا لے اور جو بیٹھے اس کو بٹھا لے حضرت نوح کا بیٹا کشتی میں سوار نہ ہوا اور ڈوب گیا تو حضرت نے عرض کی الٰہی مجھ سے تو یہ وعدہ تھا کہ تیری اہل کو نہیں ڈبوؤنگا۔

وعدہ کردی مر مرا تو بارہا　　کہ بیابد اہلت از طوفان رہا

دل نہادم بر امیدت اے سلیم　　پس چرا برد سیل از من کلیم

حکم ہوا کہ اے نوح ہم نے تمہاری خاطر سے اپنی تمام مخلوق کو ڈبو دیا ہماری بندگی سے تو خارج نہ تھے گو بت پرستی کرتے تھے ہمارا کیا حرج تھا البتہ تمہارا کہنا نہیں مانتے تھے سو ہم نے تمہاری دعا قبول کی اور سب کو غرق کر دیا تم کو ذرا بھی خیال نہ ہوا اپنی ایک بیٹے کے واسطے ایسا جی کڑا کیا ہم کو اپنی مخلوق کی جن کو پالا پرورش کیا اتنی بھی محبت نہ تھی اور ہمارا وعدہ تو ٹھیک ہے کیونکہ وہ تمہارے اہل میں سے کب تھا۔

گفت او از اہل و خویشانت نبود　　خود ندیدی تو سپیدی از کبود

لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۝ وہ نہیں تیرے گھر والوں میں سے اس کے کام ہیں ناکاری اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے لئے بددعا کی تو وہ زمین میں دھنسنے لگا مضطرب ہو کر تین بار پکارا کہ اے موسیٰ مجھ کو بچاؤ لیکن حضرت موسیٰ صاحب جلال تھے ایک نہ سنی اس وقت بارگاہ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تم سے قارون

marfat.com

نے اس قدر التجا کی اور تم نے کچھ رحم نہ کیا اگر وہ ہم کو ایک بار بھی پکارتا تو ہم اس کو فوراً بچا دیتے مخلوق کی قدر تم کیا جانو نہ تم نے پیدا کیا نہ پالا یہ رتبہ ہمارے ہی واسطے زیبا ہے ع

جہاندار داند جہاں داشتن!

پس جس کو اپنی مخلوق کی محبت انبیاء سے ماں باپ سے کروڑہا مرتبہ زیادہ ہو پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ عذاب کرے گا ؎

حق جہاں را از محبت آفرید ہر دو عالم از محبت شد پدید

اور دوسری بات یہ ہے کہ ہر ایک اپنی شکل و حوصلہ کے موافق کام کرتا ہے چنانچہ قرآن شریف میں وارد ہے قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ یعنی کہدے اے محمد ہر ایک کام کرتا ہے اپنی شکل پر اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰى غَضَبِيْ یعنی بڑھ گئی میری رحمت میرے غضب سے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا نام ارحم الراحمین ہے پھر ہم کو کس طرح یقین آوے کہ اللہ تعالیٰ عذاب کرے گا یہ بات اس کی شان سے عیاں ہے لیکن شرع شریف کے موافق جو عذاب و ثواب ہے وہ ایک دوسرے کی نسبت اور اختلاف حالت کے اعتبار سے ہے جس کو جس حالت میں رکھے گا، اس کا وجود بھی اسی کے مناسب بنا دے گا ایک کی حالت دوسرے کے لئے عذاب اور بجائے خود اپنی اپنی حالت ثواب ہوگی ؎

بدریا نخواہد شدن بط غریق سمندر چہ داند عذاب الحریق

دریا والے خشکی سے ڈرتے ہیں اور خشکی والے دریا سے ہوائی آگ سے اور آتشی ہوا سے چنانچہ سفر حج میں ہم نے خود دیکھا کہ ایک روز دریائے شور کی مچھلی کے منہ میں جہاز والوں نے میٹھا پانی ڈالا وہ فوراً مر گئی ایسی ہی آب شیریں کی مچھلی دریائے شور کے اندر نہیں جی سکتی ایک کا دوزخ آب شیریں ہے ایک کا دوزخ آب شور ایک بار جبرئیل علیہ السلام خوف عظمت و جبروت الٰہی سے رونے لگے اور ڈرے کہ مبادا دوزخ میں مجھ کو ڈال دے حکم ہوا کہ جاؤ دوزخ کے سامنے سے سیر کرتے ہوئے گذرو وہ گئے اور دوزخ کے مقابل پہنچے تو دیکھا کہ مالک دوزخ بیٹھے ہوئے زار زار رو رہے ہیں اور

marfat.com

شان بے نیازی کی ہیبت طاری ہے حضرت جبرئیل نے پوچھا کہ مالک تم کیوں روتے ہو تم کو کس بات کا ڈر ہے دوزخ جو مقام عذاب ہے وہاں تم خود رہتے ہو اس سے زیادہ خوف کی چیز ہے کیا وہ بولے کہ حضرت رونا تو یہ ہے کہ کہیں مجھ کو دوزخ سے نکال کر خلد بریں میں نہ بھیجدے ورنہ دوزخ تو ہمارا عشرت کدہ ہے سبحان اللہ ہر ایک کے دل میں کیا ڈر بیٹھا رکھا ہے ؎

در حدیث آمد کہ مومن در دعا　　　چون امان خواہد ز دوزخ از خدا

دوزخ از وے ہم امان جوید بجان　　　کہ خدایا دور دارم از فلاں

ایک روز ارشاد ہوا کہ سلطان محمود غزنوی غزائے ہندوستان میں ایک ہندو بچہ کو گرفتار کر کے لے گیا اس کو نہایت شفقت و محبت سے رکھا اور یہاں تک التفات اس کے حال پر کیا کہ ایک حصہ لشکر سلطانی کا اس کے جلو میں مقرر ہوا اور وہ کسی مقام کا حاکم بنایا گیا اس وقت وہ نہایت غمگین ہو کر رو پڑا سلطان نے دریافت کیا کہ یہ موقع تہنیت وانبساط کا تھا نہ گریہ وزاری کا کیا سبب ہے کہ تو روتا ہے وہ بولا جب میں بچہ تھا اور گھر میں شوخی کیا کرتا تھا تو میرے ماں مجھ کو ڈرایا کرتی تھی کہ دیکھ تو جانہار تجھ کو محمود لے جاویگا میں یہ نام سن کر سہم جاتا اور اپنے دل میں سوچتا کہ خدا جانے محمود کیا آفت اور کیسی بری بلا ہے جس سے مجھ کو ڈراتے ہیں لیکن اب مجھ کو محمود سے کام پڑا تو منکشف ہوا کہ محمود تو ماں سے زیادہ شفیق اور باپ سے زیادہ مہربان ہے کاش اس وقت میری ماں ہوتی جو مجھ کو ڈرایا کرتی تھی اور اس لطف کو دیکھتی کہ محمود نے کیا کیا عنایتیں میرے حال پر کی ہیں وہ حالت جو میری ماں کی نزدیک اسفل السافلین سے بدتر تھی اس وقت میرے واسطے اعلیٰ علیین سے بہتر ہے الغرض بھلائی برائی کسی شے کی اپنی حالت کی مناسبت پر موقوف ہے پس حقیقت میں اپنی حالت ہی بری یا بھلی ہے چنانچہ نقل ہے کہ ایک بزرگ نے اپنے مرید کو حکم دیا کہ چلم بھر اس نے کہا کہ آگ نہیں اس نے کہا کہ جاؤ دوزخ میں سے لے آؤ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک چٹیل میدان ہے آگ کا پتا بھی نہیں مالک دوزخ سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ میاں یہاں تو کچھ بھی نہیں جو کوئی آتا ہے اپنا دوزخ اپنے ساتھ

marfat.com

لاتا ہے یعنی وہی اس کی حالت اور اس کے خیالات آتش دوزخ ہیں لیکن ہر ایک کی حالت چونکہ اس کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے اس کے لئے موجب راحت ہے اور دوسری کی حالت کے اعتبار سے باعث کلفت ہے سرد خطہ کے رہنے والے گرم ملک کو دوزخ جانتے ہیں اور گرم ملک والے سرد خطوں کو بلائے جان سمجھتے ہیں لیکن جو شخص گرمی و سردی کے بکھیڑے سے پاک ہو اس کے لئے سب مقام برابر ہیں اسی لئے توحید و یک رنگی کے عالم میں نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے کیونکہ موحد نہ بخوف دوزخ طاعت و عبادت کرتے ہیں نہ بامید بہشت جب تم یہ سمجھتے ہو کہ خدا جبار و قہار بھی ہے اور غفور و رحیم بھی ہے پس ان دونوں میں جس طرف تمہارا خیال و وہم پختہ ہوگا وہی پیش آوے گا انا عند ظن عبدی بی - چنانچہ دو بھائی تھے برہمن ان کے گھر میں ایک بت تھا ایک بھائی جو کہ متقی اور عابد تھا وہ ہمیشہ اس کی پوجا کرتا دوسرا رند تھا وہ ہر صبح کو اس بت کے سر پر پانچ جوتیاں لگاتا ایک روز متقی برہمن نے سپنا دیکھا کہ ٹھاکر جی کہتے ہیں کہ یا تو اپنے بھائی کو اس فعل سے روک ورنہ ہم تیری گردن توڑ دیں گے اس نے کہا کہ مہاراج میں تو آپ کی پوجا کرتا ہوں میری گردن کیوں توڑتے ہو اُسی کی گردن نہ توڑو جو بے ادبی کرتا ہے کہا کہ وہ تو ہم کو مانتا ہی نہیں ~~~ توڑ سکتے لیکن تو مانتا ہے اس لئے تیری خبر ضرور لیں گے حاصل یہ ہے کہ جس صفت کو کوئی شخص موجب نفع و نقصان خیال کرتا ہے وہ اس پر موثر ہوتی ہے ۔ مانو تو دیو نہیں تو بھینت کا لیو۔ ایسی ہی مختلف مذاہب کے لوگ ایک دوسرے کے بزرگان دین کو برا کہتے اور ایک دوسرے کے تبرکات کی توہین کرتے ہیں کچھ کسی پر اثر نہیں ہوتا لیکن جن پر وہ یقین رکھتے ہیں اور جن کو مانتے ہیں ان کی شان میں گستاخی کریں تو فوراً اثر ہوتا ہے ۔ پس موحد خدا پرست جو قہاری و رحمت یعنی ہر ایک شان میں ذات واحد کو سمجھتے ہیں نہ غیر کو ان کے لئے عذاب ہے نہ ثواب ؏

اللّٰہی را رحیم و رحمٰن چہ بلاست!

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک آنکھوں والا اندھے کو اپنے ساتھ باغ میں لے گیا اس کو کھڑا کیا اور اس کے کندھے پر چڑھ کر سیب توڑے خود بھی کھائے اور اُس کو بھی کھلائے

اس کی گردن نہیں ہم

marfat.com

اتنے میں مالک باغ کو آتے دیکھا اور اس اندھے کو وہیں چھوڑ چھاڑ آنکھوں والا چنپت ہوگیا اب ہم شرعی مسئلہ پوچھتے ہیں کہ آیا اس اندھے کا کچھ قصور ہے اور اس کو از روئے شرع کچھ سزا ملنی چاہیئے ایسے ہی روح کے اعمال و افعال کے سبب جسم کیا آتش دوزخ میں جلایا جاوے گا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ چار مسافر سفر کو چلے ایک بخار ایک درزی ایک سنار ایک فقیر چلتے چلتے جب رات ہوگئی تو جنگل میں قیام کیا باہم صلاح کی کہ ہر ایک آدمی ایک ایک پہر رات کو پہرہ دے تاکہ کوئی صحرائی جانور چوٹ نہ کرے اور خیریت سے رات کٹ جائے پہلا پہرہ بخار کا تھا تینوں یار سو گئے اور وہ جاگتا رہا سوچا کر خالی سے بیگار بھلی کوئی شغل کرنا چاہیئے اپنے اوزار نکال کر ایک درخت کاٹا اور اس کی لکڑی سے ایک نہایت نازنین شکل عورت کی گھڑی دوسرا پہرہ درزی کا تھا اس نے پہلے یار کی کارگزاری دیکھ کر اپنی صناعی شروع کی اور ایک عمدہ پوشاک تیار کرکے اس تصویر نازنین کو پہنادی اور تیسرے پہرہ پر سنار کو جگایا اس نے دیکھا کہ پہلے دو یاروں نے تو خوب کارستانی کی ہے مجھ کو بھی کچھ کام کرنا چاہیئے سونے چاندی کے تاروں کا بہت خوشنما زیور بنایا اور اس دلپذیر تصویر کو آراستہ کردیا۔ چوتھے پہرہ پر فقیر اٹھا اور دیکھا کہ سابقین حریفوں نے تو عجب فتنہ برپا کیا ہے اب ہم کیا کریں کوئی ہنر کوئی صنعت کرتب تو ہم کو آتا نہیں خیر کچھ تو کیا چاہیئے وضو کرکے قاضی الحاجات کی جناب میں التجا شروع کی کہ الٰہی ان تینوں یاروں نے تو اپنی اپنی ہنرمندی ظاہر کی مجھ بے ہنر کو رفیقوں کی نظر میں حقیر نہ کر اور اس جسم بے جان میں اپنی قدرت کاملہ سے روح پھونک دے اس کی دعا مستجاب ہوئی صبح کو اٹھ کر سب یاروں نے دیکھا کہ ایک معشوقہ پری جمال حور تمثال آراستہ و پیراستہ بیٹھی ہے تیر غمزہ چاروں کے جگر سے پار ہوا اور ہر ایک اس کا دعویدار ہوا باہم بحث و تکرار ہونے لگی آخر یہ ٹھہری کہ عدالت میں چلو قاضی جو فیصلہ کردے اسی پر سب راضی ہوجائیں عدالت میں پہنچے اور قصہ بیان کیا قاضی جی اس کی صورت دیکھ کر پھسل پڑے بولے کہ تم چاروں جھوٹ بولتے ہو یہ تو ہماری لونڈی تھی چند روز ہوئے کہ گھر سے بھاگ گئی تھی۔ اب یہ پانچوں

marfat.com

مدعی بن کر بادشاہ کے روبرو گئے بادشاہ کی نیت بھی اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر بگڑ گئی اور کہا یہ تو ہماری حرم ہے تم پانچوں فریبی ہو ؎

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کرینگے فریاد وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا

ایک فقیر نے یہ حال سنا وہاں آیا اور کہا کہ تم سب ناحق جھگڑتے ہو یہاں سے قریب جنگل میں ایک درخت ہے جس کو شجرۃ الحکم کہتے ہیں اس کے پاس جاؤ اور اپنا اپنا دعویٰ دعویٰ بیان کرو جو مستحق ہوگا اس کو مل جائے گی۔ اس ہدایت کے بموجب چاروں مسافر اور بادشاہ اور قاضی سب جمع ہو کر مع اُس عورت کے شجرۃ الحکم کے پاس پہنچے اور سب نے اپنا دعویٰ بیان کیا یک بیک وہ درخت پھٹا اور وہ نازنین اس میں سما گئی ؎

صورت از بے صورتے آمد بروں باز شد انا الیہ راجعون

صورتے از پردۂ آمد عیاں باز اندر پردہ خواہد شد نہاں!

یہی کیفیت انسان خاکی نژاد کی ہے کہ اس جہاں میں قدم رکھتے ہی انواع اور اقسام کے دعویدار اس کے کھڑے ہو جاتے ہیں ماں باپ کو پرورش کا دعویٰ استاد کو تربیت کا پیر کو ہدایت کا آقا کو حق نمک کا حاکم کو حفاظت کا رشتہ داروں کو قرابت کا دوستوں کو محبت کا صاحب امّت کو ابلاغ رسالت کا مثلاً ہر مسلمان کو ضرور ہے کہ صبح و شام نبی علیہ السلام پر درود بھیجے اور ان کی آل و اصحاب کی خیر مناوے یا ہندو ہے تو رام و کرشن کی آرتی کرے دیوتاؤں کے نام کی مالا جپے لیکن ایک روز یہ تمام رشتے قطع جملہ حقوق باطل اور سب دعویٰ رد ہو جاتے ہیں کسی کو پتا نہیں لگتا کہ کہاں سے آیا تھا اور کدھر گیا یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ لِکُلِّ امْرِءٍ مِّنْھُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْہِ ۝ اب فرمائیے کس کی فرمانبرداری کریں ؎

رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست بر عارفاں جز خدا ہیچ نیست!

ایک روز ارشاد ہوا کہ سات مسافر ہم سفر تھے راہ میں ایک ندی آئی جب پار ہو گئے تو سب کو خیال ہوا کہ گنتی کر لینی چاہئے کوئی ہم میں سے کم تو نہیں ہوا ایک شخص نے گنتی کی اپنے سوا باقیوں کو گنا تو چھ ہوئے فکر ہوا کہ لو بھئی ایک کم ہو گیا دوسرے نے کہا میاں

marfat.com

تم کو حساب نہیں آتا میں شمار کرتا ہوں اس نے بھی اپنے کو نہ گنا تو وہی چھ ہوئے اسی طرح ہر ایک نے حساب کیا وہی چھ کے چھ جب تو یقین ہو گیا کہ بے شک ایک آدمی ندارد ہے ضرور غرق ہو گیا سب جمع ہو کر رونے لگے اتنے میں ایک سوار آیا پوچھا ارے تم پر کیا آفت نازل ہوئی انہوں نے تمام قصہ بیان کیا سوار نے کہا اگر میں تمہارے سب آدمی جتنے بھٹے پورے کر دوں تو کیا دو گے بولے کہ صاحب اگر ہم پورے سات ہو جاویں تو سات روپے آپ کی نذر کریں گے اس نے کوڑا سنبھالا اور کہا کہ لوگ گنتے جاؤ ایک ایک کے کوڑا مارتا گیا اور الگ کھڑا کرتا گیا ساتوں پورے ہو گئے بہت خوش ہوئے اور شکرگذاری کر کے نذرانہ پیش کیا اسی طرح انسان کا حال ہے کہ اپنے آپ کو نہیں دیکھتا ادھر ادھر خیال دوڑاتا اور جا بجا ٹٹولتا ہے دربدر مارا پھرتا ہے یہ نہیں جانتا کہ جو کچھ ہے میرے اندر ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔

پیڈ[۱] ہمارا بھید ہے ہم سب بید نکے ہاتھ   بھید بتاوے اور کو ہمیں بتاویں ناتھ

لیکن یہ بات نہایت مشکل ہے اس کے لئے بڑا جگرا اور حوصلہ درکار ہے کیونکہ یہ جہاد اکبر ہے ؎

دُھجا بھڑک کے سن میں اور باجیں انہد طور   تکیہ ہے میدانیں اور پہنچیں گے کوئی سور

پہنچیں[۲] کیے جد کہیں گے اور اب کچھ کہا نہ جائے   اس من کا پورہ نہیں لڑے کہ بھاگا جائے

سہل شیران ست صفہا بشکند!   شیر آن راد ان کہ خود را بشکند

تمسی[۳] رن میں جوجنا گھڑی ایک کا کام   نت اُٹھ من سے جوجنا بن کھانڈے سنگرام

---

[۱] یعنی ... بھاگیں گے مرد بھائی اپنے سے اور ماں اپنی سے اور باپ سے اور عورت اپنی سے اور فرزند اپنے سے ہر شخص کو ان میں سے ایک فکر لگا ہے جو اس کو بس ہے ۱۲

[۲] یعنی جس وقت اس میدان میں پہنچ جاویں گے اس وقت کہیں گے اب کچھ کہہ نہیں سکتے کیونکہ اس دن کا کچھ اعتبار نہیں لڑے یا بھاگ جاو ۱۲

[۳] یعنی اے تمسی میدانِ جنگ میں قتل ہو جانا کچھ بڑی بات نہیں ایک گھڑی کا کام ہے لیکن ہر روز نفس سے جنگ کرنا بہت مشکل اور بے تلوار کے مرنا ہے ۱۲

marfat.com

ایک روز حاضر خدمت مبارک ہوا اُس وقت بے ثباتی دنیا کا ذکر تھا ارشاد ہوا کہ یہ دنیائے بے بقا ایک خواب و خیال ہے اس میں دل لگانا عقل سے بعید ہے ایک نقل یاد آئی کسی شہر میں ایک راجہ تھا اس نے اپنے کھانے پکانے والوں سے کہا کہ جلد کھانا تیار کرو بھوک لگی ہے غرض کھانے کی تیاری ہونے لگی اور راجہ کو نیند آگئی سپنے میں دیکھا کہ شکار کے واسطے مع لشکر کے جنگل کو روانہ ہوا ایک جانب سے ہرن نکلا راجہ نے اس کے پیچھے گھوڑا ڈالا لشکر سے جدا ہو گیا بہت دور پہنچ کر اس کو شکار کیا اور واپس چلا لیکن مارے پیاس کے بیتاب تھا اِدھر اُدھر پانی کی تلاش کی ؎

ہر کجا دردے دوا آنجا رود　　ہر کجا فقرے تو آنجا رود
ہر کجا مشکل جواب آنجا رود　　ہر کجا پستی ست آب آنجا رود
آب کم جو تشنگی آور بدست　　تا بجوشد آبت از بالا و پست
تا نگرید طفلک نازک گلو　　کے رواں گردد ز پستان شیر او
زرع جاں را کش چو ابر مضمر است　　ابر رحمت پر ز آب کوثر است،
تا سقاہم ربہم آید خطاب　　فہم کن واللہ اعلم بالصواب

ناگہاں ایک گاؤں نظر آیا اور اس کے قریب ایک کنواں دیکھا ایک ناکتخدا لڑکی بھنگی کی پانی بھر رہی تھی راجہ نے آتے ہی پانی مانگا لڑکی نے اوکھ سے پانی پلا دیا جب پی چکا تو پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا کہ میں بھنگی کی لڑکی ہوں راجہ کو بڑا افسوس ہوا اور کہا کہ ہائے میرا دھرم بھشٹ ہو گیا وہ لڑکی اپنا گھڑا لے کر گھر کو روانہ ہوئی راجہ پیچھے ہو لیا اس کے گھر والوں نے پوچھا کہ مہاراج آپ کیسے تشریف لائے راجہ نے کہا کہ میرا تو دھرم بھرشٹ ہو گیا اس کے ہاتھ کا پانی پی لیا۔ اب میں تم لوگوں میں رہوں گا بھنگی نے تمام برادری جمع کی اور اس کو بھنگیوں میں داخل کر کے لڑکی کی شادی راجہ سے کر دی اب راجہ بھنگی بن گئے ٹوکرا اٹھانا اور جھاڑو دینا اختیار کیا اور اولاد بھی پیدا ہوئی بارہ برس تک اسی حال میں گذرے آخر بیمار پڑا ہر چند علاج کیا کچھ سود مند نہ ہوا اسی بیماری میں مر گیا یہاں خواب میں تو مرا اور وہاں آنکھ کھل گئی اب راجہ کو ایک جنون پیدا ہوا اور چت بھنگ ہو گیا یعنے متحیر کہ یہ کیا معاملہ تھا پوچھا کہ ہم کتنی

marfat.com

دیر سوئے لوگوں نے جواب دیا کہ صاحب ابھی تو آپ نے کھانے کی تیاری کا حکم دیا ہے کچھ یوں ہی آپ کی آنکھ جھپک گئی تھی اب کھانا تیار ہوا جاتا ہے حکم دیا کہ خیر کھانا موقوف لشکر تیار ہو ہم شکار کو چلیں گے غرض اسی طرح جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا شکار کے لیے روانہ ہوئے۔ وہی صحرا وہی میدان وہی کنواں آیا اور اسی طور کی بستی دیکھی بھنگیوں کے محلہ میں پہنچا وہاں رونے کی آواز سنی جا کے دیکھا تو اس کی صورت کا ایک آدمی مرا پڑا ہے اور اس کی جورو بچے رو پیٹ رہے ہیں حال دریافت کیا بھنگیوں نے پچھلی سرگذشت وہی بیان کی جس طور سے راجہ نے خواب میں دیکھا تھا یہ سن کر اور بھی حیران ہوا کہ یہ تمام کیفیت تو مجھ پر گذری اور میں ہنوز زندہ ہوں پھر میں کون ہوں اور یہ مردہ کون ہے بہت دیر تک سوچتا رہا آخر یہ سمجھ میں آیا کہ یہ دنیائے فانی ایک خواب و خیال ہے راج پاٹ چھوڑ کر فقر اختیار کیا اور باقی عمر گوشہ نشینی میں گذاری ؎

این عمر کہ بیتاب بہ بینی آں را — نقشے است کہ بر آب بہ بینی آنرا
دنیا خوابست کہ زندگانی در وے — خوابے ست کہ در خواب بہ بینی آنرا
مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ یا بتخانہ تھا — ہم بھی مہماں تھے ایک تو ہی صاحب خانہ تھا
وائے نادانی کہ بعد از مرگ یہ ثابت ہوا — خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
سپن یہ سنسار بھائی رے سپن یہ سنسار — سپن ماتا سپن پتا سپن گرو دوار
سپن گھوڑا سپن ہاتھی سپن ست اور نار — سپن راجا سپن پرجا سپن سب بیوپار
عالم دنیا کہ حلم قائم است — خفتہ پندارد کہ ایں خود قائم است

ایک روز ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی گردن میں طوق لعنت ڈال کر اپنا مقید کر لیا دوسرے کی اطاعت و فرمانبرداری کے کام کا نہیں رکھا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو سال بھر تک اپنے پاس رکھا تھا۔ حضرت یوسف کے بھائی بن یامین خرید غلہ کے واسطے کنعان سے مصر میں آئے چونکہ ان کو بھائی کی محبت زیادہ تھی اس لئے چاہا کہ کسی ڈھب سے ان کو جانے نہ دوں چنانچہ یہ تدبیر کی کہ بن یامین کے بار میں سرکاری پیمانہ پوشیدہ رکھوا دیا جب پیمانہ کی جستجو ہوئی تو ان کے اسباب میں سے

marfat.com

برآمد ہوا اور جرم ان پر ثابت ہوگیا اس لئے اس زمانہ کے قانون شریعت کے موافق سال بھر ان کو حضرت یوسف کی خدمت میں رہنا پڑا ۔ اسی طرح شیطان کو بھی سجدہ کے نہ کرنے سے اپنا قیدی کر لیا اور طوق لعنت اس کے گلے میں ڈال دیا تاکہ لوگ اس سے نفرت کریں جیسے کہ خوبصورت بچہّ کی پیشانی پر نظر بد کے لئے اس کی ماں سیاہی کا ٹیکا لگا دیتی ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مولانا روم نے اپنی مثنوی میں یہ قصہّ لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ ایک دن ایسے سوئے کہ نماز صبح کا وقت تنگ ہوگیا شیطان نے آن کر بیدار و ہوشیار کیا امیر معاویہ نے پوچھا کہ تیرا کام تو گمراہ کرنا ہے نہ ہدایت مجھ کو کیوں بیدار کیا اس نے جواب دیا کہ ایسا نہ ہو آپ کی نماز قضا ہو جاوے آپ نے فرمایا کہ ہرگز میں تیرا کہنا نہ مانوں گا سچ بتا شیطان نے کہا کہ پہلے تمہاری ایک نماز قضا ہوگئی تھی اس کی فوت سے تم کو ایسا سوز و گداز پیدا ہوا کہ اللہ نے اس کے عوض میں ستر مقبول نمازوں کا ثواب عطا کیا مجھ کو یہ امر گوارا نہ ہوا اس لئے میں تم کو جگاتا ہوں تعجب ہے کہ مردود کو تو سب کا حال معلوم و منکشف ہو جاوے اور مقبول کو اپنی بھی خبر نہ ہو۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ یہ شعر جو کسی نے کہا ہے ؎

در مذہب عاشقاں یک رنگ ابلیس و محمدؐ ست ہم سنگ

بدرجۂ غایت گستاخانہ کلام ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی بیباکی مناسب نہیں اگرچہ اس کلام کی تاویل ہو سکتی ہے کہ اللہ جل جلالہ کی دو شانیں ہیں جلال اور جمال ایک شان کا مظہر تو پیشوائے ضلالت یعنی ابلیس لعین ہے اور دوسری شان کے مظہر سرتاج ہدایت یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن مقام توحید و یک رنگی میں یہ دونوں شانیں یعنی ابلیس لعین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سنگ و ہم وزن ہیں اور وہ ذاتِ واحد ہر ایک شان میں یکساں نمودار رہے لیکن ایسا کہنا راہ ادب سے بعید ہے ؎

با خدا دیوانہ باشد و با مصطفےٰ ہوشیار باش

کیونکہ ذات احد و صمد بے نیاز و مستغنے الآن کما کان ہے وہاں نہ کفر و اسلام نہ ہدایت و ضلالت نہ طاعت و عصیان نہ اعتبار و امتیاز رہے لیکن ظہور صفات میں فرق مراتب اور

marfat.com

اور لحاظ مدارج اور آداب و قواعد بہت ضروری ہیں پس ایسے کلام سے کہ جو خلاف ظاہر اور فہم سامعین سے بعید ہو کیا حاصل ؎

در عالم فقر بے نشاں اولیٰ | در قصۂ عشق بے زبانے اولیٰ
زآنکس کہ نہ اہل ذوق و اسرار بود | گفتن بطریق ترجمانے اولیٰ

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک بزرگ کامل تھے انہوں نے اپنے ایک خلیفہ سے ارشاد کیا کہ تم بایزید رحمۃ اللہ کی زیارت کو جایا کرو وہ مرید چپ ہو رہے لیکن ان کے مرشد نے تین بار یہی اشارہ کیا تب وہ بولے کہ حضرت میں ذات کا دیکھنے والا ہوں صفات کو کیا جا کر دیکھوں شیخ نے فرمایا کہ جب تم صفات کا جلوہ دیکھو گے تو حقیقت معلوم ہوگی آخر یہ بتعمیل حکم اس غار پر پہنچے جہاں حضرت بایزید رہتے تھے وہ غار سے برآمد ہوئے ایک نگاہ ان کی طرف کی فوراً قلب پھٹ گیا اور مر گئے ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا بات تھی کہ ذات کے دیکھنے والے اور صفات کے متحمل نہ ہو سکے آپ نے فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر آفتاب کو دیکھو تو دیکھ سکتے ہو چنانچہ بعض آدمی شغل آفتابی کیا کرتے ہیں لیکن شیشہ آتشی میں اگر کوئی آفتاب کو دیکھے تو آنکھیں پھٹ ہو جاویں صفات کا متحمل ہونا ہر ایک کا کام نہیں اس میں بڑے بڑے خراب ہو گئے ہیں۔ عام کا تو کیا حوصلہ ہے۔ ایک روز کسی شخص نے اس آیت کے معنی دریافت کئے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى[1] اس وقت ارشاد ہوا کہ بعض علماء نے تو ہر نماز کو صلوٰۃ وسطیٰ کہا ہے مگر اکثر نے نماز عصر پر اتفاق کیا ہے اور فقرا کے نزدیک وسط مقام قلب ہے نہ یہ قلب کہ ایک پارہ گوشت ہے بلکہ ایک عالم ہے عوالم غیب سے۔ ایک روز حافظ عبدالرحمٰن نابینا حاضر خدمت ہوئے اور دو مولویوں کے مجادلہ اور مکاتبہ کا ذکر کیا اور کہا کہ ایک دوسرے کا انکار کرتا ہے اور ایک دوسرے کی کتاب پر معترض ہیں آپ نے فرمایا کہ قَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ هُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اگر غور کرو تو دونوں سچے بھی ہیں اور جھوٹے بھی اور بنظر تحقیق دیکھو

---

[1] خبردار ہو نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے ۱۲

marfat.com

گے تو نہ کوئی جھوٹا ہے نہ سچا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ یعنے اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے مومنو تم بھی اُس پر درود اور سلام بھیجو اور شیطان لعین کے حق میں ارشاد ہوا اِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْٓ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ یعنے تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک یہاں کسی فرشتہ یا پیغمبر اور مومن کو اپنے ساتھ شامل نہیں کیا اس میں یہ بھید ہے کہ ہم جو چاہیں سو کہیں لیکن ہمارے عاشق کو کوئی اور نہ چھیڑنے پاوے اگر دشمن ہوتا تو سب کو اس کے پیچھے لگا دیتے صلوٰۃ اور لعنت دونوں سرکاری خطاب ہیں ایک محبوب کے لئے ایک عاشق کے لئے ؎

عشق را با کافرے نسبت بود | عاشقاں را ایں چنیں قسمت بود
رحمت آں تست لعنت آں تو | من کیم فرمان ہمہ فرمان تو

ایک روز ارشاد ہوا کہ دیکھو قسمت کے دھنی حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے تھے آگ لینے مل گئی پیغمبری۔ قصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر وطن کو چلے تو اندھیری رات میں جنگل اور پہاڑ کے اندر راہ بھول گئے ناگاہ ایک پہاڑی پر آگ جلتی نظر آئی بیوی سے فرمایا کہ تم بیٹھو میں آگ لاتا ہوں جب قریب پہنچے تو درخت روشن تھا اس میں سے آواز آئی یا موسی الی انا ربک فخلع نعلیک انک بالوادی المقدس طوی اے موسیٰ میں تیرا پروردگار ہوں پس اتار ڈال اپنی دونوں جوتیاں کہ تو وادی مقدس طویٰ میں ہے۔ یہاں نعلین سے ظاہری جوتیاں مراد نہیں بلکہ نعلین عبارت ہے دین و دنیا سے کیونکہ اکثر جوتی پیزار انہی دو کے لئے ہوا کرتی ہے اور وادی مقدس سے عشق و محبت کا میدان مراد ہے جس کے اندر دین و دنیا دونوں کو جوتیوں کی طرح اتار کر پھینک دینا واجب ہے یعنی اس ذات پاک کی محبت میں دین و دنیا دونوں کو ترک کرنا چاہیئے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور یہود نے کہا نہیں نصاری کچھ راہ پر اور نصاریٰ نے کہا یہود نہیں کچھ راہ پر اور وہ سب پڑھتے ہیں کتاب ۱۲

marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر تجلی الٰہی ہوئی اور بیہوشی سے ہوش میں آئے تو شیطان نے کہا کہ پھر رَبِّ اَرِنِیْ کہو حضرت نے کہا کہ میں جل بھن جاؤں گا اس نے کہا کہ اپنے عاشق کو کوئی نہیں جلاتا اگر جلانا ہوتا تو پہلی ہی تجلی میں جلا دیتے لیکن ہیبتِ الٰہی سے ڈر گئے اور دوبارہ درخواست نہ کی آخر یہ بھی تو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے انہوں نے بھی رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کہہ کے اپنی جان چھڑائی تھی یہ حوصلہ ہر ایک کا نہیں گستاخی تو شیطان لعین ہی پر ختم ہے یہ بات دوسرے کو کہاں نصیب ہوتی ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی کہ تیری بارگاہ میں میرا کونسا فعل پسند ہے تاکہ میں اس کو زیادہ کروں حکم ہوا کہ تمہارا یہ فعل ہم کو بہت پسند آیا کہ زمانہ طفلی میں جب تمہاری ماں مارا کرتی تھی تو تم مار کھا کر بھی اسی طرف دوڑتے تھے پس طالب خدا کو بھی یہی لازم ہے کہ گو کیسی ہی مصیبت و سختی ذلت و خواری پیش آوے لیکن بہرحال خدا کی طرف متوجہ رہے۔

غم نہ کیجئے غم کا اور شادی نہ کیجئے عیش کی — دونوں حالت دیکھئے منہ سے کچھ فرمائیے!

قومے بہ تمنائے زر و مال خوش اند — قومے بتماشائے خط و خال خوش اند

اینہا ہمہ اسباب خرابی دارند — خوش حال کسانیکہ بہرحال خوش اند

اور یہ بات تو شیطان ہی پر ختم ہے کہ اتنی ذلت و خواری اٹھائی طوق لعنت پہن لیا مگر بھول کر بھی غیر کا نام نہیں لیتا رہا ہی

سرمد تو حدیث کعبہ و دیر مکن — در وادیٔ شک چو گمرہاں سیر مکن

رو شیوۂ بندگی ز شیطان آموز — یک قبلہ گزین و سجدہ بر غیر مکن!

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کو جاتے تھے راہ میں شیطان ملا کہا کہ اے موسیٰ میری طرف سے بھی عرض کرنا کہ الٰہی سب لوگ گمراہی کا اتہام مجھ پر لگاتے ہیں لیکن میں کس کا نام لوں مجھ کو کس نے گمراہ کیا ہے جب کلیم اللہ اپنی گذارش سے فارغ ہوئے تو پیام شیطان بھی عرض کیا حکم ہوا کہ وہ سڑی ہے اس کی بکواس پر خیال مت کرو پھر

marfat.com

جناب وقبلہ نے فرمایا کہ ہاں یہ تو اپنے گھر کو لگتی تھی اس کا جواب ہی کیا دیتے ؎

کہتے ہو یوں کہ ہے وہی ہادی وہی مضل — تو راہ پر ہیں سب کوئی گمراہ ہی نہیں!

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شیطان ملا آپ نے فرمایا کہ او ابلیس تو نے کیوں حکم نہ مانا اور حضرت آدم کو کیوں سجدہ نہ کیا ؎

گفتا سخن تو حل کنم من — خود قبلہ چرا بدل کنم من!!

یہ تو فرمائیے کہ آدم کی سجدہ سے کیا حاصل ہوتا بہت ہوتا تو تم جیسا ہو جاتا فرمایا کہ دیکھ ہم کو نبوت عطا ہوئی کہا کہ ہاں نبوت تو ہوئی لیکن فتوت آپ کو نہیں ملی اگر فتوت ہوتی تو پہاڑ کی طرف نہ دیکھتے ؎

دعوائے تو گر تمام بودے — بر کہہ نظرت حرام بودے

صد بار ندا بر آمد آدم — مائل نشدم بسوئے آدم

حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تو نے اپنی سرکشی کا مزہ بھی تو خوب چکھا وہ بولا کہ واہ حضرت جو بھید کی بات یاروں کو معلوم ہوئی اس کی تو کسی کو ہوا بھی نہیں لگی ہیں تو جیسا تھا ویسا ہی ہوں لوگوں کو دھوکہ میں ڈال دیا ورنہ میرے نزدیک جہاں سے حکم تھا وہیں سے انکار وسرکشی بھی تھی ؎

بسیار کسان کہ رہ سپر دند — یک نکتہ ازیں بسر نبر دند!

پھر حضرت نے سوال کیا کہ کیا تو خدا کو اب بھی یاد کرتا ہے کہا کہ بھلا جس نے مجھ سے یہ دھوم دھام اور شور و غل مچوایا ہے اس کو کسی لحظہ اور کسی دم بھول سکتا ہوں ؎

اینجا نہ طمع نہ علت آمد — نے مذہب و کیش و ملت آمد

در راہ حقیقی و مجازی — ایں ست کمال عشق بازی

در فقر مزن دم اے مزلق — ایں ست سواد رحیمہ مطلق!

طاؤس تو پر بریزد اینجا — سر چشمۂ کفر خیزد اینجا

اے رہ رو تیز گام چالاک — ایں مرتبہ الیست بس خطرناک

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک مرد خدا جذامی بے دست وپا شل مضغۂ گوشت تھا

marfat.com

اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام دیا کہ میری طرف سے جناب باری میں عرض کرنا کہ میں تو محض بیکار ہوں بھلا مجھ کو کس لئے پیدا کیا حضرت نے یہ بات عرض کی حکم ہوا کہ اس سے کہہ دو کہ دوزخ کے درک اسفل میں ایک بدررو ہو گی جس سے تمام طبقات دوزخ کا پیپ اور خون جاری ہو گا اس موری میں تجھ کو ٹھونسیں گے اور اس کی ڈاٹ تجھ کو بناویں گے۔ حضرت موسیٰ نے یہ جواب سنا دیا متعجب ہو کر بولا کہ او ہو میں ایسے بڑے کام کے لئے پیدا ہوا ہوں آہا میں تو بڑے کام کی چیز ہوں اس خوشی اور مسرت میں ایسا بے تاب ہوا کہ لوٹ گیا اور تڑپ تڑپ کے شادی مرگ ہو گیا۔

چاشنی درد عشق قابل ہر سفلہ نیست — زہر زخوان شہاں نامورے را دہند

یکے پیش شوریدہ حالے نبشت — کہ دوزخ تمنا کنی یا بہشت!!

بگفتا مپرس از من ایں ماجرا — پسندیدم آنچہ او پسند و مرا

ایک روز ایک امیر آدمی حاضر خدمت ہوا اسی وقت ایک بیچارہ غریب شکستہ حال بھی اسی امیر کے برابر آ بیٹھا وہ امیر اپنے کپڑے سمیٹ کر علیحدہ ہو گیا حضرت نے یہ تماشا دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مکان میں بیٹھے تھے اوپر سے کچھ قطرے حضرت کے کپڑوں پر گرے دیکھا تو چھپکلی تھی جناب باری میں عرض کیا کہ خدایا اس کو کیوں پیدا کیا یہ کس مرض کی دوا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ یہ چھپکلی بھی ہر روز یہی سوال کیا کرتی ہے کہ خدایا موسیٰ کو کیوں پیدا کیا اس سے کیا فائدہ ہے؂

نے ز آدم ہرگزت سودے رسد — نے ز ابلیست زیاں بودے رسد

نے مرا ہم ہرگزت سودے رسد — نے ز نمرودت زیاں بودے رسد

نے ز موسیٰ ہرگزت سودے رسد — نے ز فرعونت زیاں بودے رسد

نے ز احمد ہرگزت سودے رسد — نے ز بوجہلت زیاں بودے رسد

مومن و کافر بخون اغشتہ اند — یا ہمہ سرگشتہ و برگشتہ اند

گر بخوانی ایں بود سرگشتگی! — در برانی ایں بود برگشتگی

marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص نے شیطان سے دوستی پیدا کی اور پوچھا کہ یار تم کو لوگ کیوں بدنام کرتے ہیں اس نے کہا کہ میرا تو کچھ بھی قصور نہیں صرف دشمنی سے بُرا بھلا کہتے ہیں ؎

برانداختم بیخ شاں از بہشت　　　　کنونم بکیں مے نگارند زشت

آؤ میں تم کو ایک تماشا دکھاؤں مگر خاموش دیکھتے رہیو کچھ دم نہ ماریو ایک شہر میں لے گیا اور کہا کہ آج اس کی بربادی کا حکم ہے اب دیکھو کیا ہوتا ہے حلوائی کی دکان میں چاشنی پک رہی تھی شیطان نے اس میں سے انگلی بھر کر دیوار سے لگادی فوراً مکھیوں کا جمگھٹ ہوگیا چھپکلی نے ان کی تاک لگائی حلوائی کی بلی نے چھپکلی پر داؤ لگایا کہ جھپٹا مارے ناگہاں ایک فوج کا سپاہی اُدھر سے گزرا اس کے ساتھ نہایت تیز شکاری کتا تھا اس نے جو بلی بیٹھی دیکھی جھٹ اس کو جادبوچا بلی چاشنی کے اندر گری اور جھلس گئی حلوائی کو غصہ آگیا کتے کے سر میں ایسا کفچہ مارا کہ وہیں لوٹ گیا پھر سپاہی کو کہاں تاب بگڑ گیا اور حلوائی کا مارتے مارتے خون کردیا حلوائیوں نے جمع ہوکر سپاہی پر یورش کی وہ بھی دہیں کھیت رہا لشکر میں جو سپاہی کے قتل کی خبر پہنچی تو لگا کے توپ خانہ تمام شہر کو اڑا دیا جب یہ ماجرا گذر چکا تو شیطان اس شخص کی طرف متوجہ ہوا کہ کہو دوست اب اس میں میرا کیا قصور ہے صرف انگلی چاشنی میں نے لگادی تھی باقی بکھیڑا کس نے کیا لیکن کرنے والے کا نام کوئی نہیں لیتا مجھی کو نشانہ بنا رکھا ہے ؎

آپ کرتے ہیں جہاں کا نام ہے　　　　آپ کے ہاتھوں میں سارا کام ہے

مجھ کو کچھ اختیار نہیں جو کام ہونے والا ہے اسی کو میں کرتا ہوں ورنہ میری کیا مجال ہے ؎

اوبہ صنعت آذرست و من صنم　　　　آلتے کو سازدم من آں شوم!
گر مرا ساغر کند ساغر شوم　　　　ور مرا خنجر کند خنجر شوم
گر مرا چشمہ کند آبے دہم　　　　ور مرا نارے کند تابی دہم
گر مرا باراں کند خرمن دہم　　　　ور مرا ناوک کند در تن جہم

marfat.com

گر مرا مارے کند زہر افگنم | ور مرا یارے کند مہر آگنم
گر مرا شکر کند شیریں شوم | ور مرا حنظل کند پر کیں شوم
گر مرا شیطاں کند سرکش شوم | ور مرا سوزاں کند آتش شوم
من چو کلکم درمیاں اصبعین | نیستم در صفت طاعت بین بین

غرض کہ سوائے اللہ کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

گرچہ تیر از کماں ہمی گذرد | از کماں دار بیند اہل خرد

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام ایک دفعہ شیطان کو دیکھ کر بنظر حقارت ہنسے اس نے رنجیدہ ہو کر جناب باری میں شکایت کی اس وقت حضرت پر عتاب نازل ہوا کہ اے آدم ہمارے فعل پر ہنستا ہے ؎

بانگ بر زد غیرت حق کائے صفی | تو نمے دانی ز اسرار خفی
پوستیں را باز گو نہ گر کنم | کوہ را از بیخ واز بن بر کنم
پردۂ صد آدم آں دم بر درم | صد بلیس نو مسلماں آدرم
گفت آدم توبہ کردم زیں نظر | ایں چنیں گستاخ نندیشم دگر

شیطان بھی بڑا بہادر ہے ہر نبی ولی کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر ڈٹا رہتا ہے اپنے فن میں بے ہمتا ہے بہتوں نے اس رتبہ کی خواہش کی مگر یہ منصب خاص کسی کو نصیب نہ ہوا چنانچہ وقت آخر حضرت شبلیؒ نے بھی بہت خاک اڑائی اور روئے کہ افسوس لعنت کا خطاب ابلیس کو ہوا ہم کو نہ ہوا ؎

وقتِ مردن بود شبلی بیقرار | چشم پوشیدہ ولے پر انتظار
بر میاں زنار حیرت بستہ بود | بر سر خاکستری بنشستہ بود
بر گرفتی اشک بر خاکستر او | گاہ خاکستر فشاندی بر سر او
سائلے گفتش چنین وقتیکہ ہست | دیدۂ کس راکہ او زنار بست
گفت میسوزم چہ سازم چوں کنم | جاں زغیرت مے گدازم چوں کنم
جانِ من کز ہر دو عالم چشم دوخت | ایں زماں از غیرت ابلیس سوخت

marfat.com

چوں خطاب لعنتی اور است بس — زیں اضافت آید افسوسم بکس
مانند شبلی تشنہ و تفتہ جگر — او بدیگر کس دہد چیزے دگر

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب بارگاہِ کبریائی سے فرشتوں کو حضرت آدم کے سجدہ کا حکم ہوا تو سب نے تعمیل کی مگر ابلیس نے نہ مانا اور غیر کو سجدہ کرنا شرک جانا۔[1] اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اس پر خطاب ہوا اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ کہتے ہیں کہ اس ندائے دلربا کو سنتے ہی بے ہوش ہوکر گر پڑا جب ہوش میں آیا تو پھر وہی خطاب گوش زد ہوا پھر ہوش جاتے رہے اور چیخ مار کر گر پڑا تیسری دفعہ حواس ٹھکانے ہوئے تو اسی آواز جان نواز پر کان لگائے کہ پھر سنائی دے کہ اس وقت حکم ہوا کہ تجھ سے کام لینا ہے اگر تیری بار ستے گا تو کام سے جاتا رہے گا۔

مست مے بیدار گردد نیم شب — مست ساقی روز محشر بامداد!

نہیں معلوم کہ اس آواز میں کیا کیفیت تھی کہ اپنے فعل پر نادم تو نہ ہوا بلکہ خوشی کے مارے بے ہوش ہوگیا شاید کوئی راز ہوگا۔

میاں عاشق و معشوق رمزیست — کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

اگر کچھ بری بات ہوئی تو حضرت آدم کی طرح چلا اٹھتا کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا اور اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ میں الی۔ کے لفظ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ غایت لعنت قیامت ہے اس کے بعد نہ لعنت نہ رحمت ہے۔

نیست کس را از حقیقت آگہی — جملہ مے میرند با دست تہی
کس نمیداند دریں بحر عمیق — سنگریزہ قدر دارد یا عقیق

---

[1] جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں ایک اپنی جان تو تم گر پڑو اس کے آگے سجدہ میں پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سارے مگر ابلیس نے تکبر کیا اور تھا وہ منکروں میں سے ۱۲

marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو سریر سلطنت ملا اور جن و انس و حوش و طیور ان کے تابع کئے گئے تو حضرت نے عزت میں عرض کی کہ شیطان کو بھی میرا مطیع کر دیجئے حکم ہوا کہ یہ فتنہ عالم ہے اس کو اپنے پاس مت بلاؤ ورنہ تمہاری ملک داری میں خلل واقع ہوگا لیکن حضرت نے باصرار یہی التجا کی تو شیطان کو حکم ہوا کہ جا سلیمان کی فرمانبرداری کر ناچار حاضر ہوا اور پائے تخت کے پاس بیٹھ کر رونے لگا۔ حضرت نے پوچھا روتا کیوں ہے بولا کہ میں بھلا تھا برا ملعون تھا یا مرحوم مقبول تھا یا مردود جیسا تھا اسی در کا بندہ تھا مگر اب فی الحقیقت میرے گلے میں طوق لعنت پڑ گیا اور سچ مچ کا مردود ہو گیا کیونکہ غیر کا تابع کیا گیا حضرت نے تسلی دی کہ میرا تو یہ ارادہ تھا کہ قیامت کے دن بہشت میں تجھ کو ہمراہ لے چلوں گا بھلا شیطان اس لالچ میں کب آتا تھا کہا کہ واہ حضرت ایسا بہشت کہ غیر کے توسل سے ملے ہزار دوزخ سے بڑھ کر عذاب الیم ہے اور جس دوزخ کے لئے خاص سرکاری حکم ہو اس پر ہزار نعیم بہشت قربان ہیں ؎

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است — رفتن بپائے مردی ہمسایہ در بہشت

تین دن تک شیطان روتا رہا آخر اس کی گریہ و زاری اور آہ و بیقراری نے اثر دکھایا ؎

زا بر گریاں شاخ سبز و تر شود — زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود
تا نگرید ابر کے خندد چمن — تا نگرید طفل کے جوشد لبن
کام تو موقوف زاری دل ست — بے تضرع کامیابی مشکل ست

حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم تھا کہ اپنی مزدوری سے قوت لایموت حاصل کریں چنانچہ زنبیل بافی کیا کرتے تھے ان تین دن کے عرصہ میں کوئی زنبیل نہ بکی اور حضرت کو روٹی نصیب نہ ہوئی ناچار التجا کی کہ اب کیونکر بسر کروں خزانہ سے کھانے کا حکم نہیں اور زنبیل کے دام نہیں اٹھتے حکم ہوا کہ زنبیل بکے کیونکر دلال تو تمہارے پاس مقید ہے عرض کی کہ الٰہی تو اپنی بلا کو اپنے ہی پاس رکھ میں اس کی اطاعت سے باز آیا غرض چوتھے دن اس دلاور پہلوان نے قید سے رہائی پائی اور اطراف جہاں میں پھر وہی دھوم مچائی ؎

سرمد تو حدیث کعبہ و دیر مکن! — در وادی شک چو گمراہاں سیر مکن

marfat.com

رو شیوۂ بندگی ز شیطان آموز | یک قبلہ گزیں سجدہ بر غیر مکن
پریت تو کیجئے ایک جا سے جی پتیائے | تھوڑ تھوڑ کی پریت میں کلنک چڑھ جائے

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب فرعون نے انا ربکم الاعلیٰ کا دم بھرا تو ابلیس نے مجسم ہو کر اس سے درخواست کی کہ مجھ کو اپنا پیغمبر بنا لے فرعون نے کہا کہ اچھا آج سے تو ہمارا پیغمبر ہے اتفاقاً خشک سالی ہوئی اور خلقت تنگ آ گئی سب نے جمع ہو کر فرعون کے سامنے دُہائی دی کہ تو تو خدا ہے مینہ کیوں نہیں برساتا اس نے شیطان کو اشارہ کیا کہ ہاں پیغمبر کوئی ترکیب مینہ کی نکال ورنہ اس خدائی اور پیغمبری کی قلعی کھل جائے گی اور مخلوق منحرف ہو جائے گی شیطان بولا اُہ۔ یہ کیا بڑی بات ہے ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ آج رات کو ہم مینہ برسا دیں گے لوگ یہ مژدہ سن کر چلے گئے شیطان نے اپنی تمام ذریات کو بلا کر حکم دیا کہ آج رات بھر اس شہر پر خوب پیشاب کرو انہوں نے ایسا ہی کیا صبح کو لوگ اٹھے تو دیکھا کہ مینہ تو برسا ہے مگر مارے بدبو کے دماغ پھٹا جاتا ہے الٰہی یہ کیسا مینہ ہے! کھیتوں کو جا کر دیکھتے ہیں تو رہی سہی کھیتی بھی جل گئی پھر لوگ دوڑے اور فرعون سے جا کر فریاد کی کہ صاحب یہ تو خوب مینہ برسا فرعون نے متعجب ہو کر شیطان سے پوچھا کہ او پیغمبر یہ کیا کام کیا وہ بولا کہ ارے احمق تو سمجھ تو سہی جہاں تجھ سا نابکار خدا اور مجھ سا مردود پیغمبر ہو گا وہاں بارانِ رحمت بھی ایسا ہی نازل ہو گا۔

وزیرے چنیں شہریارے چناں | جہاں چوں نگیرد قراری چناں

تجھ کو شرم نہیں آتی اسی برتے پر خدائی کرتا ہے کہ پیغمبر سے مدد کا طالب ہوا۔ تف ہے تیری خدائی پر اس کے بعد ارشاد ہوا کہ یہی حال ظاہری صوفیوں کا ہے کہ توحید میں دم مارتے ہیں انا الحق کہتے ہیں اور خدا بننے کو تیار ہیں لیکن خدمت مریدوں سے لیتے ہیں اور ان کی امداد پر نظر رکھتے ہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ فرعون کے گھر میں انار کا درخت تھا شیطان نے ایک انار توڑ کر اس کی دو قاشیں کیں اور فرعون سے کہا کہ اگر تو سچا خدا ہے تو اس انار کو جیسا تھا

marfat.com

ویسا ہی بنا دے اُس سے کیا ہو سکتا تھا اپنا سامنہ لے کر رہ گیا پھر شیطان نے انار کو بدستور شاخ میں لگا دیا اور کہا کہ اسی پر خدا بنا ہے کہ ٹوٹا ہوا انار بھی نہ جوڑ سکا بھلا پیدا تو کیا کر سکے گا دیکھو مجھ کو اتنی قدرت و طاقت ہے لیکن آج تک خدا بننے کا خیال بھی نہیں آیا ارے احمق ہم کو تو بندگی ہی زیب دیتی ہے نہ خدائی ایک روز میں نے حسب عادت عرض کیا ؎

باز گو از نجد و از یارانِ نجد — تا در و دیوار آرے بوجد

اس وقت آپ لیٹے ہوئے تھے اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند — میل آن اندر دلش انداختند

اللہ تعالیٰ کا بھی عجیب معاملہ ہے کسی کے دل میں کچھ ڈال دیا کسی کے دماغ میں کچھ بسا دیا فرعون کو تو یہ سوجھائی کہ انا ربکم الاعلیٰ پکار اٹھا حضرت موسیٰؑ کو یوں راہ بتائی کہ جاؤ تم اس مردود سے لڑو کیونکہ بندہ ہو کر خدائی کا دعویٰ کرتا ہے ادھر حضرت موسیٰ کو فتح و نصرت کی بشارت دی ادھر فرعون نے خفیہ آہ وزاری کی تو اس کی دعا بھی رد نہ کی سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے ؎

کفر و ایمان عاشق آن کبریا — مس و نقرہ بندۂ آں کیمیا

روز موسیٰ پیش حق نالاں شدے — نیم شب فرعون ہم گریاں شدے

چونکہ بیرنگے اسیر رنگ شد — موسیِٰ با موسیِٰ در جنگ شد

چوں بہ بیرنگے رسی کاں داشتے — موسیٰ و فرعون دارند آشتے

اے عجب کایں رنگ از بیرنگ خاست — رنگ با بیرنگ چوں در جنگ خاست

چوں گل از خارست خار از گل چرا — ہر دو در جنگ اند و اندر ماجرا

یا نہ جنگ ست ایں برائے حکمت ست — ہمچو جنگ خر فروشاں صنعت ست

حضرت آدم کو ابلیس سے حضرت نوح کو ان کی قوم سے حضرت ابراہیم کو نمرود سے حضرت موسیٰ کو فرعون سے حضرت عیسیٰ کو یہود سے حضرت محمد مصطفےٰؐ کو قریش سے بھڑا دیا ؎

جب بیرنگی رنگ دکھایو — موسیٰ فرعون لڑنے آیو

marfat.com

کسی کو مومن کا لقب عنایت کیا کسی کو کافر کا خطاب دیا دونوں کو لڑا کر خوب تماشا دیکھا نہ مومن سے کچھ منفعت پائی نہ کافر سے کچھ مضرت اٹھائی ؎

نے ز موسیٰ ہرگزت سودے رسد　　　نے ز فرعونت زیاں بودے رسد

آخر کار نہ یہ رہے نہ وہ .... نہ مومن باقی نہ کافر موجود نہ مقبول رہے نہ مردود خدا کی شان میں کچھ فرق نہ پڑا اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ۔

حق ز ایجاد جہاں افزوں نشد　　　آنچہ اول آں نبود اکنوں نشد

در اثر افزوں شد و در ذات نے　　　ذات را افزونی و آفات نے

جب یہ جہان نہ تھا تب بھی خدا تھا اور جب جہان نہ ہوگا تب بھی خدا ہوگا ؎

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا　　　ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

پس کل موجودات ایک تماشا کٹھ پتلی کا سا ہے اپنے اپنے وقت پر پتلیاں آتی اور تماشا دکھا جاتی ہیں وقت معہود پر پردہ عدم میں جا چھپتی ہیں ؎

ما لعبتگانیم و فلک لعبت باز　　　از روئے حقیقت ست نیز روئے مجاز

یک چند دریں سراچہ بازی کردیم　　　رفتیم بصندوق عدم یک یک باز

بازیگر جو کام چاہتا ہے پتلیوں سے لیتا ہے ارادہ کے تار نے جو اشارہ کیا پتلی نے وہی کام دیا جو ناچ نچایا جاتا ہے ناچتی ہیں پس سب کام منشائے ازلی سے ظہور پکڑتے ہیں لیکن یہ طرفہ ماجرا ہے کہ شیطان کا خوف ہر انسان کے دل میں بٹھا دیا ہے تمام انبیاء علیہم السلام باآواز بلند پکارتے چلے آئے کہ بچیو بچیو اس ملعون سے بچیو کہ انسان کی رگ و ریشہ میں ساری ہے اور گمراہ کنندہ و ناری ہے پھر خود ہی جا بجا یوں ارشاد فرمایا کہ کوئی سوائے میرے ہادی اور مضل نہیں [1] مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ؎

سمجھ ہی میں نہیں آتی ہے کوئی بات ذوق اسکی　　　کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

---

[1] جس کو اللہ ہدایت کرتا ہے پس کوئی اس کا گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ گمراہ کرے پس کوئی اس کا ہادی نہیں ۱۲

marfat.com

عاجز ہے خیال اور تفکر حیران — بے سود یقین ہے اور بیہودہ گمان

کھلتا نہیں عقدہ کھولنے سے کوئی — بنتی نہیں بات کچھ بنانے سے یہاں

ہم کو تو یوں ارشاد ہوا کہ شیطان مردود ہے ملعون ہے گمراہ کنندہ ہے رہزن ہے اس کی راہ پر مت چلو۔ اس کی پیروی ہرگز مت کرو اور موسیٰ علیہ السلام نے جب معلم کی درخواست کی تو حکم ہوا کہ رمز کی بات پوچھتے ہو تو جاؤ شیطان سے پوچھو بھلا جو ایسا معلم ہو کہ پیغمبر اس کے پاس بھیجے جاویں تو اس کی گمراہی تھی عجیب و غریب ہے جب حضرت موسیٰ اس کے پاس پہنچے تو کیسی برجستہ تعلیم توحید کی دی ہے چنانچہ شیخ عطار نے لکھا ہے ؎

من نگو تا تو ہم چو من نشوی! — ایں سخن را از من بخاطر دار

یعنے اول چو من شوائے سرمرد — زخم اور اس پر بسینہ میار

گر شوی ہمچو من برو پس ازاں — ہر چہ خواہی بگو و باک مدار

شیطان کی یہ تعلیم اور اس کا نام گمراہ کرنے والا اس غریب کو ناحق کیوں بدنام کیا فاعل حقیقی تو ایک ہے نہ دو۔ وہی ہادی ہے وہی مضل شل پہ سچ کہوں تو ماں ماری جائے جھوٹ کہوں تو باپ کتا کھائے ؎

رحمٰن و رحیم و رحمت اللہ مائم — شیطان رجیم و لعنت اللہ مائم

ہر نیک و بدی کہ در جہاں مے گذرد — باللہ مائم و ثم باللہ مائیم

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جنگل میں کسی درخت کے تلے لیٹ گئے اور ایک اینٹ اٹھا کر سر کے نیچے رکھ لی اسی دم شیطان پہنچا اور کہا کہ او ابن مریم اب میرے ملک میں بھی دخل دینے لگا۔

گفت اے ملعون چرا ایستادۂ — گفت خشتم زیر سر بنہادۂ

جملۂ دنیا چو اقطاع منست — ہست ایں خشت آں من ایں روشن ست

تو تصرف مے کنی در ملک من — خویشتن آوردۂ در سلک من

حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فوراً وہ اینٹ اٹھا کر پھینک دی شیطان بولا کہ بس اب

marfat.com

پڑے رہو ہم سے تم سے کچھ واسطہ نہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام بڑے ترک و تجرید کی حالت میں رہے ہیں تمام عمر کہیں گھر نہیں بنایا ہمیشہ قلندر روار پھرتے رہے نقل ہے کہ ایک روز آپ کہیں تشریف لے جاتے تھے اثنائے راہ میں بارش ہونے لگی ناچار ایک درخت کی آڑ میں کھڑے ہو گئے اتنے میں دیکھتے کیا ہیں کہ ایک لومڑی دوڑ کر اپنے بھٹہ میں گھس گئی آپ کو خیال آیا کہ سبحان اللہ جانوروں کے لئے تو ٹھکانا اور میں خانہ بدوش خیال کے آتے ہی ایک مکان جواہر نگار نمودار ہوا۔ اور ندا آئی کہ اے دوست اگر مکان درکار ہو تو یہ موجود ہے ہمارے پاس کسی شے کی کمی نہیں لیکن تمہارے واسطے یہ رتبہ قلندری اس مکان سے اعلیٰ ہے آپ نے عرض کیا کہ الٰہی میں اسی حال میں خوش ہوں مجھ کو اور کچھ درکار نہیں۔ یہاں جناب قبلہ نے فرمایا کہ سرکار نے تو ان کی تقدیر میں یوں ہی لکھ دیا تھا کہ یہ ہمیشہ خانہ بدوش پھریں گے پھر مکان کیونکر لیتے آخر انہیں کی زبان سے اقرار لے لیا کہ میں کچھ نہیں چاہتا غرض یہ ہے کہ مقدر سے زیادہ کسی کو کچھ نہیں ملتا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت نوح کی دُعا سے طوفان برپا ہوا اور کشتی پر سوار ہوئے تو شیطان بھی آموجود ہوا اور بولا کہ آپ نے خوب ہی کیا جو دعا مانگ کر خلقت کو غارت کرا دیا۔ آپ ہدایت کرتے کرتے میں بہکاتے بہکاتے دق ہو گیا دونوں خرابی میں مبتلا تھے اب خوب پاؤں پھیلا کے چین سے سوئیں گے نہ ہدایت کا کھڑاک رہا نہ گمراہی کا بکھیڑا۔ یہ بات سن کر حضرت نوحؑ تا زیست روتے رہے ؎

جہاں دار داند جہاں داشتن ! یکے را بریدن یکے کاشتن

نہ با ایں است مہر و نہ با آں ست کیں تو دانا تری اے جہاں آفریں !

ایک روز ارشاد ہوا کہ شیطان نے تو یہ نافرمانی کی کہ حضرت آدم کو سجدہ نہ کیا اور حضرت آدم سے یہ تقصیر ہوئی کہ دانۂ گندم باوجود ممانعت کھا لیا حکم سرکاری سے عدول کرنے میں دونوں مساوی تھے لیکن جب عتاب ہوا تو شیطان نے بیدھڑک جواب دیا کہ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِیْ اور حضرت نے شرما کر فریاد کی کہ

marfat.com

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۃ

اس وقت حضرت سے پوچھا گیا کہ تم نے یہ جھوٹ بولا کہ اس فعل کو اپنے نفس کی طرف منسوب کیا آیا ہم فاعل حقیقی نہیں ہیں حضرت آدم نے عرض کیا کہ بار خدایا بلاشک میں تجھے فاعل حقیقی جانتا ہوں لیکن معصیت کو تیری ذات پاک کی طرف نسبت کرنے سے مجھے شرم آئی اور مقتضائے ادب یہی معلوم ہوا ؎

گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ　　تو در طریق ادب کوشش وگو گناہ من است

یہ ادب ان کا پسند بارگاہ کبریائی ہوا مقبول ٹھہرے اور شیطان مردود خیر رد وقبول تو دوسری بات ہے مگر ان کا جھوٹ اور اس کا سچ خدا پر دونوں روشن تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب رامپور میں مولوی فضل حق صاحب سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے کہ افسوس ہے تمہاری کتب درسیہ تھوڑی ناتمام رہ گئیں اگر چندے یہ شغل اور رہتا تو تحصیل تمام ہو جاتی میں نے کہا کہ جناب مولوی صاحب ایک نقل یاد آئی۔ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی جانب جاتے تھے راہ میں شیطان مل گیا آپ نے اس سے کہا سن تو ابلیس اگر تو آدم کو سجدہ کر لیتا تو کیا اچھا ہوتا اس نے کہا کہ اچھا کیا خاک ہوتا بہت ہوتا تو آپ جیسا ہو جاتا فرمایا کیوں ہم کیسے ہیں کہا کہ ہاں نبوت بیشک آپ کو ہے لیکن فتوت تو آپ میں نہیں جب جانتے کہ دوبارہ ربِّ اَرِنی کہتے سو مولوی صاحب کتبِ درسیہ کی غایت تکمیل یہ تھی کہ آپ جیسا فاضل ہو جاتا یہ بات سن کر مولوی صاحب آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ میاں صاحب سچ ہے ہم کو علم حجاب الاکبر ہو گیا۔ ایک بار جناب قبلہ نے بذریعہ کرامت نامہ کے منشی فضل رسول صاحب کو یہ شعر قلندر صاحب کا تحریر فرمایا ؎

در گذر از گفتگو اے نامراد　　بے مرادی نامراداں را مراد

بعد چندے جب کہ منشی صاحب خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ

؎ پس جیسا تو نے مجھے بدراہ کیا ہے ۱۲ ؎ اے رب ہمارے ہم نے خراب کیا اپنی جان کو اور اگر تو نہ بخشے ہم کو اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ہو جاویں نامراد ۱۲

marfat.com

اس شعر میں جو مضمون قلندر صاحب نے بیان فرمایا ہے کیا یہ رتبہ ان کو حاصل تھا ارشاد ہوا کہ یہ رتبہ نامرادی تو ابلیس ہی پر ختم ہو گیا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی اب نہ کوئی ابلیس بنے گا نہ یہ رتبہ پائے گا اور جیسا ابلیس شاداں اور فرحاں رہتا ہے ایسا نہ کوئی ولی خوش ہے نہ نبی ؎

رندے دیدم نشستہ بر خنگِ زمیں | نے کفر و نہ اسلام نہ دنیا و نہ دیں
نے حق نہ حقیقت نہ شریعت نہ یقیں | اندر دو جہاں کرا بود زہرۂ ایں

ایک روز ارشاد ہوا کہ قصیدہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ طالبین کے حق میں نہایت مفید ہے اور آپ کو بھی یہ تمام قصیدہ حفظ تھا اکثر موقع پر اس کے اشعار پڑھا کرتے تھے اب میں اس مقام پر بتمامہ اس قصیدہ کو لکھتا ہوں تاکہ شائقین اُس سے بہرہ ور ہوں ؎

مے نگارم قصیدۂ عطار | کہ مرا نیست جز نگارش کار
چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار | متجلی ست از در و دیوار
نحن اقرب الیہ آمدہ است | دور افتادہ تو از پندار
کل شیٔ محیط مے بینم | آنکہ مے بینش بہ نقش و نگار
تو ز کوتاہ بینی اے احمق | مے سرائے بہ لحن موسیقار
تا بہ کے در صفات حیوانی! | ہمچو یک چند احمقے بر عار
او بہ پیش تو ایستادہ چو سرو | سر فرو بردہ تو نرگس دار
سرمۂ گر ز تو رِ بی یُبصِرُ | در کشی در دو چشم پر زنگار
از درون و برون نشیب و فراز | از پس و پیش در یمیں و یسار
شاہد لا الہ الا اللہ | پیش تو پردہ گیرد از رخسار
ثم وجہ اللہ آید ت بہ نظر | وہوا معکم نماید ت دیدار
کارواں نفخت من روحی | بسر آئی تو بر کشاید بار
ایں تماشا جو بنگرے کوئی | لیس فی الدار غیرہ نا دیار

marfat.com

احدست و اگر تو بشماری — واحدیت رساندت بہ ہزار
ہمہ یک قطرہ است ایں دریا — ہمہ یک دانہ است ایں خروار
اسپ و فیل و پیادہ و فرزیں — بہ تن واحد آن سپہ سالار
مے نماید بچشم احول تو — شتر و اسپ و فیل و گاؤ و حمار
زاغ و طاؤس مار و مور و مگس — بلبل و قمری و چکاوک سار
کافر و گبر و ملحد و مومن — متقی و شقی بد کردار
گر تو علم الیقین بدست آری — سوئے عین الیقین بیابی بار
روے حق الیقیں عیاں بینی — شوی از کائنات برخوردار
بہ ہمیں دیدہ بنگری ظاہر — صورت خویش را بصورت یار
پس زخود گوئی وز خود شنوی! — لمن الملک واحد القہار
تو بدیں پایہ کے رسی ہیہات — کہ خرت بازماندہ از رفتار
من طلبنی وجدنی آمدہ است — عاشقاں را بدست اوست قرار
من رانی فقد رای الحق — زیں سبب گفت احمد مختار
من عرف نفسہ نے فرمود — گر نہ دید حیدر کرار
رمز من کان ہذہ اعمیٰ — بشنو یدا اے خراں کودن سار
ہر کہ اینجا نہ دیدہ محروم است — در قیامت زلذت دیدار
کار کن کار پیش ازاں کہ اجل — بدر آرد زہستی تو دمار
منزل تو نہ دور نزدیک است — پائے مردی بکن قدم بردار
قاطعان طریق در راہ اند — خترمست تو گسستہ مہار
انا لیلی بگو اگر مردی! — ورنہ چوں ابلہاں سری میخار
بچہ معنی انانیت کفر است — ہیچ فہمیدی اے نکو کردار
خویشتن را گو منم یعنی — من رانی بگو پیمبر وار
قل ہو اللہ وصف احمد دان — ازمیانش ولیک میم برآر

marfat.com

ایں سخن در تو کے کند تاثیر! دارد آئینہ دلت زنگار
روزی از روزہا کلیم اللہ خواست مرشد ز ایزد دادار
وحی آمد برائے او کہ برود پیش ابلیس مفسداں سالار
راہ طے کرد و سر بحکم نہاد رفت در پیش آں لعیں ناچار
گفت خواہم من از تو ارشادے اے تو در راہ عشق پاک عیار
یعنے ایزد برائے ارشادم بر سرِ تو نہاد تاج مدار!
زیں سخن ہمچو شعلہ سر پیچید جست و ہر جا نشست ہمچو شرار
گفت من از دم ازل دارم! طوق لعنت بگردن ادبار
تو ندیم الٰہی نداری ننگ تو کلیم الٰہی نداری عار
من کجا و طریق ایں احکام من کجا و سبیل ایں اطوار
گر ز من چشم داری ایں معنی در بیں بر نویسی ایں طومار
من نہنگم نہنگ عصمت خوار من پلنگم پلنگ دیں ادبار
راہ رسم بدعت از من پرس مفسدان را منم سپہ سالار
برزبان نیاز بازش گفت اے تو در راہ عشق خوش رفتار
درس کرد بیان تو مے گفتی! نکتۂ ہم برائے من بگمار!
در تکلم در آمد بکشود! لب گوہر فشاں و شکر بار
من مگو گفت تا چو من نشوی! ایں سخن راز من بخاطر دار
یعنی اول چو من سوائے سر مرد زخم اورا سپر بسینہ میار
چوں شدی ہمچو من برو پس ازاں ہر چہ خواہی بگو و باک مدار
چوں شنید سخن از دمو سلے گفت از روے عجز والا گسار
ہر چہ گفتی بر فت بر انصاف ایں سخن از تو اے ملک عیار
عین آبیم ما داد ما ما بہم آمیختہ شکر کردار
عین آبیم گرچہ در ظاہر مے نمائم لولوے شہ وار

marfat.com

نام خود را کنوں چو آب بریم ‏ ز آنکه ما شربتیم شکر دار
آب را تو تمام ژاله نگر ‏ ژاله را عین آب مے میندار
خویشتن را تو در میانه مبیں ‏ سد اسکندر از میاں برادر
لیک اندر قمار خانه عشق! ‏ بر ز منصور کس نه باخت قمار
تا تو ہستی خدائے در خواب ست ‏ چوں بمیری تو او شود بیدار
فتمنوا الموت ان کنتم ‏ صادقین آمده است در اخبار
گر بمیری تو پیشتر ز اجل ‏ نکند بر تو تیر و خنجر کار
یعنی ایں ہستی عناصر خود! ‏ با علوش ز جان خویش ابرار
صید عنقا کجا تو اند کرد ‏ بو الفضولی اگر رود بشکار
ملک الموت را شود بہ یقیں ‏ ہمچو سیاب کشتنت دشوار
تو بخوف و رجا ازیں درگاه ‏ یا زمیانی اے خجستہ شعار
عشق گر در دلت فروزد شمع ‏ روز روشن نمایدت شب تار
محو گردی چناں تو از مستی ‏ نشناسی کلاه از دستار
از زبانت کہ مے کند من من! ‏ جانِ من یک زبانگی ہشدار
در صفت سر زند ازیں مستی ‏ بطرازم بہ صفحۂ اظہار
لیک طال اللسان ہلاک شود ‏ سرو پا گم کند دہد دستار
یا بہ کل اللسان شود خاموش ‏ یا بہ طال اللسان کند گفتار
وانکہ کل اللسان بود چہ شود! ‏ باسلامت بایستند ہموار
کم نگر دوز کاکلش یک موئے ‏ کم نگر دوز خرقہ اش یک تار
آنکہ او سرد ہد زہے سرمست ‏ وانکہ او سر برد زہے ہشیار
گاه طال اللسان بود خاموش ‏ گاه کل اللسان زہے مکار
میزند موج اندریں معنے ‏ مطلعے ہمچو مطلع الانوار
او خرد شاں چو بلبلاں بہار ‏ او خموشاں چو طبلۂ عطار

marfat.com

خود انا الحق زد از لبِ منصور | خود بر آمد ز شوق بر سر دار
گفت انا احمد بلا میم | از زبان محمد مختار
رب ارنی بگوش خود خود ریخت | خود ز خود کرد حیرت دیدار
باز خود گفت لن ترانی را! | بہرچہ بہر گرامی بازار
غیر او کیست کو سخن گوید | یا خمش بر نشنید اے دلدار
ناظر خود خود است و خود منظور | خود تماشا و خود تماشا کار
خود پیمبر شد و پیام آورد | گشت خود معترف نمود اقرار
عاشق خود خود ست و خود معشوق | خود طبیبِ خود ست خود بیمار
از برائے فریب خود خود گشت | جلوه در قد و در قدم رفتار
تاب بر زلف و وسمہ بر ابرو | سرمہ در چشم و غازه بر رُخسار
رنگ در آب و آب در یاقوت | بوئے در مشک و مشک در تاتار
ہست خود فعل و فاعل و مفعول | ہست خود قبض و بسط در ہر کار
خود شده طوطی و خود آئینہ | خود شده پیش طوطی آئینہ دار
خود کند ساز ہر گناه کہ ہست | خود زند باز باب استغفار
حمد خود از زبان خود خود گفت | تاکہ بر خود شود پذیر رفتار
من نیم او خود ست قافیہ سنج | من نیم او خود ست در گفتار
ہست آن یک حیات صرف مدام | با ہمہ خیر و شر خود دوّار
روز آدینہ بر سر منبر | گشت شبلی برائے خطبہ سوار
کرد توحیدے ایزدی آغاز | کہ یکی ست او چہ ده چہ صد ہزار
مگر آنجا جنید حاضر بود | گفت اے پاکباز پاک عیار
آنچہ من با تو گفتہ ام بہ نہفت | تو عیانش ہمی کنی اظہار
گفت ہیہات اے یگانۂ عصر | سخن مشرکانہ را بگذار
من ہمی گویم و ہمی شنوم | نیست کس غیر من بہر دو دیار

marfat.com

قم باذنی و قم باذن اللہ | ہر دو یک نغمہ ایست از لب یار
خواہ قرب نوافلش برخواں | خواہ قرب فرائضش بہ شمار
نیست جز نام فرق زیر و بم | زیر و بم میزند سر از یکتار
لوح دل را ز نقش غیر بشوی | خویشتن را خدائے خود انگار
نور چشم من از خودی بگذر! | زانکہ باشد خودی ز جملہ خوار
گر بدیں بال و پر کنی پرواز | شاہبازی تو جبرئیل شکار
وآنکہ غیر تو چیست ہستی تو | خویشتن را کنار گیر کنار!
ور نہ گر با خودی خدا گوئی | مشرکے باشی و خدا آزار
شرک دو ہست ہم خفی و جلی | ہر دو را پیش تو کنم تکرار
اے پسر لا الہ الا اللہ | خود ز شرک خفی ست آئینہ دار
ہست شرک جلی رسول اللہ | خویشتن را ازیں دو شرک برآر
چوں ازیں شرک با خلاص شوی | شوی آں وقت صوفی ستار

یہاں حضرت فرمایا کرتے تھے سنو ہمارے بزرگ حضرت شبلی رح کیا فرماتے ہیں ؎

آں یکے وقت نزع شبلی را | گفت اے قدوۂ صغار و کبار
کہ بگو لا الہ الا اللہ | مغفرت خواہ ز ایزد غفار
بہ تبسم در آمد و بشگفت | ہمچو روئے بہار و چہرۂ یار
گفت معشوق من ز استغنا | نکشاید ز روئے رشوت کار
بعد ازیں ما و ساقی و لب جو | بعد ازیں ما و یار و بوس و کنار
بعد ازیں ما و نغمۂ و مطرب | بعد ازیں ما و خانۂ خمار

یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ چھوٹے میاں سو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ

اب سید الطائفہ حضرت جنید کا ارشاد سنو ؎

سالکے مر جنید را پرسید | کائے ز سر تا قدم ہمہ اسرار
بہ تکلم در آکہ مشرک کیست | گفت کائے ہرزہ گوئی کودن سار

marfat.com

هرکه نادیده نام او گوید! مشرک ست آں فضول ناهموار
... تعال را بشنو! اے برادر ز گوش پنبه برآر
هر ... ے نزد نالحق سر هست او از جماعت کفار
هرکه منکر شود بود مشرک! من از و چوں خدائے او بیزار
تا نه کارے یکانگی را تخم کے دهد شاخ آشنائی بار
چوں دوئی از میانه بر داری تو نمانی من او کند اقرار
یعنے ایں طبع چار را یک کن تا نگردد مخالف هر چار
دین احمد گزیں مسلمان شو بگذار خویش بگسل ایں زنار
ایں بت ار بشکنی چو ابراهیم گرد ر آتش روئے شوی گلزار
شو بهر قول و فعل تابع سلف غیر باطن بظاهرت بسیار
شو به باطن کو بیت پرداز کن بظاهر عبودیت قرار
ظاهر خویش پاک کن به وضو باطن خویش را نماز گذار
پس وضو چیست پاک کردن دل! صافی دل چو شستن از اغیار
مسجد تو مقام تسلیم ست قبله گاه تو طاق ابروئے یار
در عبادت کسے شریک مکن زانکه لا یشرک است حکم نگار
اے پسر در ره شریعت فرض عشر ده یک بود بدنیا دار
در طریقت گذشتن از لذات در حقیقت گذشتن از افکار
تو اگر مرد ایں خجسته رهے دامن از کائنات خود بفشار
هستی خویش را زکوٰة بده بر سر دوستی بکن ایثار
روز حفظ دل ست از خطرات پس بود از مشاهده افطار!
دل بود طعمه خور ز چار خطر مرد باید که بگذرد زین چار
گر بود خاطر تو مائل حق خطرهٔ آسمانیش پندار
در بسوئے عبادتت بکشد خطرات ملائکش بشمار

marfat.com

در بیا بیش در تردد و جاہ — کہ چنیں و چناں برآرم کار

یا فلاں را دہم کلاہ و کمر — یا فلاں را کنم سپہ سالار

یا کنم خوش آسماں پہنا — یا بکیواں برم سر دیوار

جانمن ایں خطر ز شیطاں ست — ایں خطر از درست مردم خوار

در شود ایں تن تو مائل خور — ہستی تن بدل شود بہ خمار

ایں کشاکش ز نفس بدکیش است — شترت را بدست اوست مہار

از خطرہا معطلے گردے — گرچہ ہستی ز جعفر طیار

از خطرہا اگر بروں آئی! — نہ خزاں ماند و نہ فصل بہار

در نہ گردد دل فرشتہ خویت — ہیچ گہ مائل اندریں ہر چار

نام ایں منزل تو ادا دقی — ہست جائے شکیب و جائے قرار

لیک ایں جا ستادنت مشکل — بلکہ ز اینجا گذشتنت دشوار

چلیست[1] تو بہ گذشتن از جملہ — چہ خدا و رسول و جنت و نار

حج چہ باشد ز خود سفر کردن — بر کجا جانب ہدایت کار

ہست قربانیت پس از حجت — قطع احکام صبحہا یک بار

فرض یزداں گراں ترا زکوٰۃ است — کوہ بر گردن فرشتہ مدار

شد جنابت تمام شرک و دوئی — غسل فرض است ازاں بہر دیدار

غسل[2] چہ بود بورطۂ توحید — غوطہ خوردن نیامدن بکنار

---

[1] اس شعر پر حضرت فرمایا کرتے کہ یہ مضمون بخار کا سا جوش و خروش ہے جب انسان کو بخار چڑھتا ہے تو غثیان میں جو چاہتا ہے کہتا ہے ۱۲

[2] اس شعر پر جناب قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ

کہ دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار — کہ پیدا نہ شد تختہ برکنار

تبرسد خرد مند ازیں بحر خوں! — کزو کس نہ بردست کشتی بردن

خردمند مراد ہے انبیاء علیہم السلام سے اور بحر خون توحید ذاتی ہے ۱۲

چیست تجرید گشتنت آزاد — از ہزاراں ہزار یار و دیار!
بعد ازاں از برادر و خواہر — بعد ازاں از تمام خویش و تبار
غم اینہا بہ ہیچ نوع مخور — بگذر از جملۂ و بحق بسیار
زانکہ داریم ما ہمہ خود او — لطف او ہست بر ہمہ غمخوار
ماہ و خورشید زہرۂ و برجیس — ابر و نیسلان و دی مہ آواز
ہمہ بہر تو در مشقت و رنج — تو ز بہر کہ مے کشی آزار
ہفت و چار اند حاکم ظاہر — باطنت ہست جملہ را مردار
بعد تجرید بایدت تفرید — یعنے از آخرت شدن بیزار
فارغ الدین و تارک الدنیا — نہ کند فرق افسر از افسار
دین و دنیا و دوزخ و فردوس — تو رہا کن بایں خراں بگذار
آنکہ زانہا گذشت گشت فقیر — مال او راست دوست در احصار
در شریعت بود ہر آنچہ حلال — در طریقت بود ہماں مردار
چوں حقیقت نقاب برگیرد — ہر دو یک گردد اے نکو کردار
روئے بیگانہ کہ مے نگری — آشنا وانمایدت ہر بار
صفت طبع را چو نفی کنی! — روئے حق بینی از در و دیوار
گر ز شرک خفی خلاص شوی! — خویش را از خفی خلاص شمار
ذوق و شوق چناں عیاں بینی! — گر شوی مثل من ز خود بیزار
یکے شبے بایزید را در خواب — دید شخصے کہ بود از ابرار!
گفت اے شاہباز عالم قدس — گفت اے قدوۂ اولی الابصار
بگو از سرگذشت اوّل شب — کہ چہ بشنیدی از یمین و یسار
گفت آمدند از عالم قدس — کہ چہ آوردۂ بیا و بیار
گفتم آوردہ ام گناہ کہ ہست — نام تو ہم غفور و ہم غفار
لیک از من ترفت در توحید — شرک اے کردگار لیل و نہار

marfat.com

یہاں جناب قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت بایزید نے دعویٰ توحید کیا تو دودھ کی رات یاد دلائی گئی یعنے ایک رات حضرت بایزید کے پیٹ میں درد ہوا تھا۔ مریدوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ دودھ پینے سے درد ہوا پس دعویٰ باعث گرفتاری ہوا۔

اذکر اللیلۃ اللبن فرمود — خوردہ بودی و زرد شدی بیزار
گفتم ایں بد خلاف در توحید — و قنا ربنا عذاب النار
چند خواہی چو شاخ گل بالید — کایں مراد لبرست وآں دلدار!
زرد باشد کہ بے مناقشہ — یعنی از خویشتن شدہ بیزار
او ز تو کندہ خوردہ ہم چو خدنگ — تو دہن باز ماندہ چون سوفار
ہر چہ بے او نبوشی و بخوری — زہر تست ارچہ ہست نوش وگوار
ہر چہ بے یاد او بلند درزی! — مار ہست ارچہ ہست مہرۂ مار
شہد و شکر مثال باشد پاک — گرچہ در یاد او خوری مردار!
چند ماضی و چند مستقبل — بذلہ سنجی کنی لب افکار
جانمن وقت آں غنیمت دان — کہ ابوالوقت خواندت احرار
سال آیندہ را گزشتہ شمر — ہمچو پیرا سال و ہمچوں یار
خویشتن را باین ہمہ عالم — مثل باد رواں و خاک شمار!
انت اعمیٰ عصائے تو وہم است — کہ ہمی افتی از سرِ دیوار
ورنہ ہنگام رفتن تو زمیں — زیر پا آیدت ہماں مقدار
اے چو کردی تو نام من عاصی — رفتہ ام راہ معصیت بسیار
نام خود بر صحیفۂ لاریب — خود رقم کردہ انا الغفار
کیسۂ من پر از گناہاں است — تو خریدار وا بپیسں بازار
ہر چہ داری زجنس بخشائش — تو بہ ہل من مزید لطف بیار
ایں قصیدہ است وحی ہاتف غیب — طبع والا پسند آئینہ دار

marfat.com

وحی چہ بود ہر آنچہ در دلِ تو! ہمہ زند از نتائج اسرار
ہست الہام ایں کہ خاطرِ تو ہر دو سوئے خیر از بد کار!
یا زوسواس دیو ہست کہ تو بروی سوئے بد زنیک شعار
ایں نہ شعریست بلکہ معجزہ است گرچہ ماند بصورت اشعار
ہمہ عشق است اندریں مصحف ہمہ وصل ست اندریں گفتار
ہمہ شوق است اندریں صفحہ ہمہ ذوق است اندریں طومار!
ایں کلامم کلام مرداں است نہ کلام مخنث بازار!
قلم از راستی بدست آور برورق ہائے جان و دل بنگار
روز و شب وردِ خویش کن ایں را تا رہد جانت از ہمہ آزار!
لیک باید کہ کار فرمائی! ورنہ خون خوردن دلم بچہ کار
ایں قدر بس بود نصائح و پند در سلوک فرید دین عطار

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قلندر صاحب پانی پتی کی خدمت میں یہ سوال تحریر کیا۔ منکہ ہیچ بن ہیچ بن ہزاراں ہزار ہیچ من خود را ہیچ مے پندارم وحق مے فرماید کہ من در توام و شریعت میگوید کہ ادب کن پس جواب ایں ہر سہ کلمہ قلمی فرمائید۔ قلندر صاحب نے جواب میں یہ رباعی ارسال فرمائی ؎

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من ایں حرف معما نہ تو خوانی و نہ من
ہست از پس پردہ گفتگوئے من و تو چوں پردہ افتد نہ مانی و نہ من

ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معرفتِ خدا میں سوال کیا آپ نے فرمایا اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ یعنی عاجز ہونا ادراک کے دریافت سے یہی معرفت ہے۔ ایک شخص نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے معرفت میں سوال کیا فرمایا کہ عَرَفْتُ رَبِّی بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ یعنے میں نے خدا کو پہچان لیا بسبب ٹوٹ جانے ارادوں کے۔

marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رباعی حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر کی خدمت میں تحریر کی ؎

اے راہ بر خلق مرا راہ نما | در مشکل ایں بیت جوابم فرما
گویند خدا بود و فلک ہیچ نبود | گر ہیچ نہ بود وست کجا بود خدا

قلندر صاحب نے اس کے جواب میں یہ رباعی رقم فرمائی ؎

در ملت و مذہب خبرے نیست مرا | میداں بیقیں کہ لامکانست خدا
خواہی کہ ترا کشف شود ایں مخفی | جان در تن خود بہیں کہ کجا دارد جا

ایک روز ارشاد ہوا کہ دارا شکوہ نے میاں میر صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ سوال تحریر کر کے بطلب جواب ارسال کیا سوال ہر روز ارادہ میکنم کہ بخدمت شریف برسم لیکن میسر نمیشود اگر من منم خلاف من چرا و اگر من نیستم چہ تقصیر ما۔ دقتل امام حسین علیہ السلام اگر برحق است پس یزید پلید درمیاں کیست و اگر خلاف مشیت ست یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ چیست احمد مختار علیہ التحیۃ والسلام در جنگ کفار رفت شکست بلشکر اسلام افتاد۔ علما ظاہر می فرمایند کہ تعلیم صبر است و حدیث شریف ناطق است کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ میں نبی تھا اور آدم درمیان خمیر کے۔ جواب ایں ہر سہ کلمہ قلمی فرمایند۔ میاں میر صاحب نے یہ جواب ارسال کیا (جواب) بچۂ شیر خوار را حلوہ خوردن نباید اے شاہزادہ تا از شاہزادگی بیروں نیائی ہرگز شاہ نشوی۔ ما بقی مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا ترجمہ جو شخص خاموش رہا اس کو سلامتی ملی اور جس کو سلامتی ملی اس نے نجات پائی۔ اس کے بعد جناب قبلہ نے فرمایا کہ میاں میر صاحب نے جان بچائی اور ٹال دیا کیونکہ جواب بہت مشکل تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ عالمگیر بادشاہ نے سرمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال کیا ؎

اے عارف رند بود نابود ت کو | آتش زدۂ خویشتن دود ت کو
دلدادی و جان دادی و ایماں دادی | اینک ہمہ سود است بگو سود ت کو

حضرت سرمد نے اس کا جواب یوں ارشاد فرمایا ؎

marfat.com

نابود شدم بود نمے دانم چیست — اعگر شدہ ام دود نمیدانم چیست
دلدادم و جان دادم و ایمان دادم — سوداست دگر سود نمیدانم چیست

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب کبیر نے یہ دوہا کہا ؎

تن مٹکی ہے من دہی ست بلوٹوں ہار — کبیرا ماکھن کھا گیو چھاچھ پئے سنسار

یعنے کمال معرفت کبیر کو حاصل ہو گیا۔ اس کے جواب میں کمال ابن کبیر نے ایک دوہا کہا اور باپ کو ہوشیار کیا کہ یہ آپ کا وہم ہے بطون کسی پر ختم نہیں ہو سکتا ؎

مصری کا پربت ہیو اور چونٹی نکسی آئے — اُن لکھ اپنا بھر لیو پربت کا کیا جائے

یہ بات سن کر کبیر چونکا اور ہوش میں آیا کہ حقیقت میں دھوکا لگا کمال نے خوب سمجھائی قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ؕ[1]

علما از بحر علمش قطرہ ایست — آں چو خورشید ست اینہا ذرہ ایست
گر کسے در علم صد لقمان بود — پیش علم کاملش ناداں بود

ایک روز ارشاد ہوا کہ کبیر بڑا مرد موحد تھا جب اس کی توحید کا شہرہ ریداس تک پہنچا تو اس نے یہ شعر لکھا کیونکہ ریداس سرگنی تھا یعنے اہل صفات اور کبیر نرگنی یعنے اہل ذات تھے ؎

نرگنی باپ جولھئے پوت بھئے برہم گیانی — آوانت کی جانے ناہیں اپنے من کی ٹھانی!
جو لھئے نیں نین ہت موری رے

اس کے جواب میں کبیر نے اس طرح رقم کیا ؎

---

[1] کہدے اے محمد اگر ہو جاوے پانی دریاؤں کا سیاہی واسطے لکھنے آیات اور انعام پروردگار میرے کے البتہ خشک ہو جاتے دریا پہلے اس سے کہ کچھ لکھے میرے پروردگار کے علوم میں سے اور اگر آویں ایسے کروڑ ہا سمندر مدد اس سیاہی کی ۱۲

[2] یعنے ماں غیر قوم اور باپ جولاہہ اور بیٹے ہوئے صاحب معرفت آگے پیچھے کی خبر نہیں اپنے دل میں ٹھان لی کہ میں عارف ہوں اے جولاہے اگر تو میرے سامنے ہوتا تو میں تم کو سمجھا دیتا ۱۲

marfat.com

برہم گیاں بن برہم تت بن کایا شدھ نہ ہوئے   پورن برہم سکل گھٹ بیاپک ودبے اور نہ کوئی

پھری نہیں ہین ہست موری کرے !

آخر ایک روز اتفاق ملاقات ہوا اور دونوں میں گیان چرچا کی ٹھہری کبیر نے کہا کہ میری بھگتی اچھی ہے ریداس نے دعویٰ کیا کہ میری اب فیصلہ ہو تو کیونکر ہو ریداس نے رام چندر جی کو یاد کیا فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر دہنش بان یعنے تیر کمان ہاتھ میں لئے ہوئے آموجود ہوئے اور کہا کہ اے کبیر ریداس کو کیوں نہیں مانتا اسی کی بھگتی اچھی ہے کبیر نے کہا کہ مہاراج آپ سیتا جی کی چوکسی کریں اس معاملہ میں دخل نہ دیجئے گفتگو میری اس کی ہے ہم دونوں بھگت ہیں گے چپ ہو کے دور کھڑے ہو گئے تب ریداس نے کرشن جی کو یاد کیا وہ بھی گرڑ پر سوار سر پر مکٹ لگائے مکھ مرلی دہرے سامنے آ گئے اور کبیر کو سمجھایا اس نے کہا کہ مہاراج گوپیوں سے کلول کیجئے میرا اس کا جھگڑا چک جائے گا وہ بھی الگ ہو گئے پھر اس نے مہادیو جی کا دھیان کیا فوراً بیل پر سوار ترسول ہاتھ میں لے کر آئے اور درشن دیئے کبیر نے ان کا کہنا بھی نہ مانا اور جواب دیا کہ مہاراج تم پاربتی پاس جاؤ اس بات سے آپ کو کیا مطلب مہادیو جی کو غصہ آیا اور کبیر کے مارنے کو ترسول اٹھایا کبیر رم یعنے لاکھ کر غائب ہو گیا اس وقت ریداس کے تمام دیوتا بولے کہ اس دریائے توحید و یگانگی میں جہاں کبیر نے غوطہ لگایا ہے ہم اور وہ سب برابر ہیں یہاں ہمارا بھی کچھ بس نہیں چلتا ریداس نے کہا کہ میں نے اتنی مدت تمہاری پوجا اور پوجا کی اس وقت کچھ نہ ہو سکا تو آئندہ آپ لوگوں سے کیا توقع رکھوں بس میرا اسلام ہے اس کے بعد ریداس نے سب کو دھتا بتائی اور مسلک توحید اختیار کیا اور کبیر کا چیلہ ہو گیا ؎

ٹھاکر پتھر مالا لکڑ تیرتھ ہیں سب پانی   راما کرشنا مر گئے دیکھے چاروں وید کہانی

راما مر گئے کرشنا مر گئے مر گئے مکھو بائی   اس کو سادھو کیوں نہیں پوجو جس کو موت نہ آئی

دل گفت مرا علم لدنی ہوس است   تعلیمے کن اگر ترا دسترس است

لہ یعنی بغیر معرفت خدا اور نفس کی جسم صاف نہیں ہوتا وہ ذات تمام شئے میں سمائی ہوئی ہے سوائے اس کے دوسرا نہیں اے چمار اگر تو میرے سامنے ہوتا تو میں تجھ کو سمجھا دیتا ۱۲

marfat.com

گفتم کہ الف گفت دگر گفتم ہیچ — درخانہ اگر کس ست یک حرف بس است

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم نے ایک عالم سے یہ بات دریافت کی تھی کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں لا نفی جنس کا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی خدا ہیں جن میں سے ایک کو ہم نے مستثنیٰ کیا اوروں کو چھوڑ دیا اس میں تو بڑا ہی شرک بھرا ہوا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اکثر لوگوں نے اور بھی تو خدا مان رکھے ہیں ہم نے کہا کہ حضرت پہلے تو یہ فرمایئے کہ قرآن شریف لوح محفوظ پر کب لکھا گیا تھا جب کہ یہ کلمہ اور قرآن لوح پر لکھا گیا اس وقت تھا کون جو دوسرا خدا مانتا انہوں نے کہا کہ تم وہابی معلوم ہوتے ہو ہم نے کہا کہ درست ہے جب ہم نے سچی بات کہی اور آپ جواب نہ دے سکے تو ہم وہابی ہو گئے ے

لا و الا ہر دو لفظے ساختند — خلق را در دم وہم انداختند

اس کے بعد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے روز ازل ہی سے یہ رنگ آمیزی کر رکھی ہے اس کا بھید نہ کسی کو کھلا ہے اور نہ کھلے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت مرتضیٰ علی رضہ اور حضرت امیر معاویہ رضہ میں مجادلہ ہوتا تھا تو حضرت ابو ہریرہ رضہ ایک ٹیکر پر جا بیٹھتے اور دونوں لشکروں کے جنگ و جدال کا تماشا دیکھتے اور فرماتے کہ بھائیو دونوں فریق حق پر ہیں اور جب کھانے کا وقت آتا تو امیر معاویہ رضہ کے دستر خوان پر شریک ہوتے لیکن نماز ہمیشہ حضرت علی رضہ کے پیچھے پڑھتے کسی نے اُن سے پوچھا کہ حضرت یہ کیا کھانا وہاں اور نماز یہاں فرمایا کہ میاں سچ تو یوں ہے کہ روٹی کا مزا امیر معاویہ رضہ کی دستر خوان پر ہے اور لطف نماز حضرت علی رضہ کی امامت میں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم دہلی کی زینت المساجد میں مقیم تھے تو باقر شاہ نے کمبل پوش سے سوال کیا کہ تمہارے نزدیک کفر و اسلام میں کچھ فرق ہے یا نہیں —— جواب دیا کہ کچھ بھی نہیں دونوں شاہیں سرکاری ہیں اندھیرے اُجالے کا سا حال ہے ے

کفر و اسلام در رہش پویاں — وحدہ لاشریک لہ گویاں

marfat.com

پھر پوچھا کہ تم کس طریقہ میں ہو کہا کہ کسی میں بھی نہیں سردی میں دھوپ معلوم ہوتی ہے اور گرمی میں چھاؤں دار کو اُجالا اچھا لگتا ہے اور رات کو اندھیرا پھر باقر شاہ ہماری طرف متوجہ ہوئے کہ تم کس طریقہ میں ہو ہم نے کہا کہ صاحب ظاہر میں تو ہم لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں شریک ہیں باطن کا حال معلوم نہیں کہ کیا ہیں اور کون ہیں اگر حال باطن معلوم ہوتا تو کچھ بیان کیا جاتا کوئی کہتا ہے کہ اس کے اندر خدا ہے کوئی کہتا ہے کہ ایک نفس ایک شیطان بھی اس میں گھسا ہوا ہے پس اگر اس میں خدا ہے تو ان سب کا گذارا کیا ہو سکتا ہے ہاں بطور خدمت گاروں کے رہیں تو مضائقہ نہیں ع

ہر جا کہ سلطان خیمہ زد غوغا نماند عام را

ایک روز ارشاد ہوا کہ زینت المساجد میں ایک روز کمبل پوش سے مولوی محبوب علی کی گفتگو ہونے لگی اس آیت کے معنی میں فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْ. مولوی صاحب تو کہتے تھے کہ بیت سے مراد کعبہ ہے اور کمبل پوش کا قول تھا کہ بیت سے عبارت قلب انسانی ہے یہاں تک کہ بحث ہوئی کہ نوبت بجدال پہنچی اتنے میں مولوی فضل حق صاحب تشریف لائے دونوں صاحبوں کی تقریر سنی اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ صاحب آپ خاموش بیٹھے سنتے ہیں فیصلہ کیوں نہیں کر دیتے میں نے کہا کہ مولوی صاحب مجھ کو ایک نقل یاد آئی ہے۔ میرٹھ میں لالہ بانکے رائے کے مکان پر میں مقیم تھا جہاں ایک چھوٹا سا درخت پیپل کا لگا ہوا تھا اتفاقاً گائے اس درخت کو ایک روز کھانے لگی میں نے اس کو ہٹا دینے کے لئے کہا تو لالہ بانکے رائے بولے کہ میاں چپکے ہو رہو یہ دونوں ہمارے دیوتا ہیں آپس میں خود ہی سمجھ لیں گے دونوں کے درمیان ہم کیوں دخل دیں۔ سو جناب عالی یہ دونوں صاحب ہمارے دیوتا ہیں اور ان کا معاملہ خضر و موسیٰ علیہما السلام کا سا ہے شریعت و طریقت کی جنگ ہے ابھی هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ کہہ اٹھیں گے بھلا میں ان کو کیا سمجھاؤں ؎

من ز قرآں مغز را برداشتم
استخواں پیش سگاں انداختم

آپ تشریف رکھئے اور ان دونوں صاحبوں کو لڑنے دیجئے یہ بات سن کر دونوں

marfat.com

صاحب ہنس پڑے اور کہا کہ واہ صاحب آپ نے ہم دونوں کو کتا بنایا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت منصور کو سولی دینے کی وجہ یہ تھی کہ حق کے ساتھ انا لگا دیا ورنہ حق حق تمام دنیا پکارتی ہے اور کوئی کسی پر معترض نہیں ہوتا ایک روز کسی شخص نے عرض کیا کہ اہل خدمت سوائے مسلمانوں کے اور کسی قوم میں نہیں ہوتے آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے نزدیک تو یہی بات ہے مگر اور قومیں کہتی ہیں کہ ہمارے ہی طریقہ میں ہوتے ہیں مسلمانوں میں نہیں اور اصل یہ ہے کہ سب قوموں میں ہوتے ہیں۔ خدا کے کام کسی خاص قوم پر محدود و منحصر نہیں ہیں۔

ایک روز کسی شخص نے سوال کیا کہ بلا واسطہ پیرو پیغمبر کے بھی کوئی صاحب معرفت ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں ہو سکتا ہے لیکن شاذ و نادر اور جو کوئی ایسا ہوا ہے اس نے خدا کے سوا کسی اور کو نہیں سمجھا۔ یہ ایسی بات ہے کہ جب عطر کھینچتے ہیں تو زمین صندل (کی) ضرور ہوتی ہے پس انبیاء اور اولیاء زمین عطر ہیں جن کے واسطے سے عطر تیار ہوتا ہے۔ اور اگر بغیر کسی زمین کے عطر تیار کیا جائے تو ممکن ہے مگر صدہا پھول خراب ہوں، تب تھوڑا سا عطر نکلے جیسے انبیاء علیہم السلام کہ ہزارہا خلقت تباہ ہوئی تو ایک رسول سر آوردہ روزگار ہوا۔ اور یہ عطر خالص ہیں ؎

صد ہزاراں سبزہ پوش از غم بسوخت — تا کہ آدم را چراغے بر فروخت
صد ہزاراں جسم خالی شد ز روح — تا دریں حضرت درو گر گشت نوح
صد ہزاراں پشتہ در لشکر قباد — تا براہیم از میاں سر بر نہاد!
صد ہزاراں خلق سر ببریدہ شد — تا کلیم اللہ صاحب دیدہ شد
صد ہزاراں خلق در زنار شد — تا کہ عیسٰے محرم اسرار شد
صد ہزاراں خلق در تاراج یافت — تا محمد یک شبے معراج یافت

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک کنجڑا ایک رند ایک حافظ ایک صوفی ایک برہمن ہمدم و ہمسفر تھے جنگل میں سیاہ تیتر بولا ایک شخص نے کہا کہ یارو یہ تیتر کیا بولتا ہے کنجڑے نے کہا کہ یہی کہتا ہے۔ پیاز لہسن ادرک۔ رند بولے نہیں صاحب یہ کہتا ہے قاضی تیری

marfat.com

فسطرت۔ حافظ جی بولے اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ صوفی باصفا نے کہا سبحان تیری قدرت
برہمن دیوتا بولے رام لچھمن جسرت۔ غرض کہ ہرایک نے اپنے اپنے مذاق اور اپنے
اپنے خیال پر تیتر کی بولی کو محمول کیا لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ تیتر درحقیقت کیا کہتا ہے ؎

زاہد بہ نماز و روزہ ضبطے دارد
عاشق بے دو سالہ ربطے دارد
معلوم نشد کہ یار مشغول بکیست
ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
وحی لائے حضرت نے دریافت فرمایا کہ اے جبرائیل تم جانتے ہو کہ وحی کہاں سے
آتی ہے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت میری رسائی سدرۃ المنتہے سے آگے نہیں اس مقام
معلوم پر ایک نداء غیب وارد ہوتے ہی اس کو آپ تک پہنچا دینا میرا کام ہے اس سے
زیادہ کچھ نہیں جانتا آپ نے فرمایا اب کے بار ندا۔۔۔ ہو تو اسی پر پرواز شروع کر دا ور دیکھو
کہ یہ ندا کہاں سے آتی ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور ایک طول طویل
مسافت طے کرنے کے بعد دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ ندا وحی کر رہے ہیں
پھر حضرت جبرائیل زمین کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ آنحضرت اپنی جگہ پر موجود ہیں۔
اس کے بعد جناب و قبلہ نے ارشاد کیا کہ اس بات کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آنحضرت خدا
تھے بلکہ اس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ ایک آن واحد کے اندر آنحضرت نے اپنے
تئیں اس عالم اور اس عالم میں دکھلادیا۔

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمارا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شہر اندھوں کا تھا اس میں ہاتھی آیا چار پانچ اندھے بڑے
شوق سے دوڑے ہوئے گئے کہ دیکھیں ہاتھی کیسا ہوتا ہے ٹٹولنا شروع کیا کسی نے
کان کو ہاتھ لگایا، کسی نے دُم کو، کسی نے پاؤں ٹٹولے، کسی نے پشت، کسی نے
سونڈ جب اپنی اپنی جگہ میں واپس آئے تو عارفان قیل نے حقائق و معارف بیان کرنے
شروع کئے ایک نے کہا کہ سبحان اللہ ہاتھی بعینہ چھاج ہے دوسرے نے بیان کیا کہ
اللہ اکبر مثل ستون ہے تیسرے نے کہا کہ میں نے خوب تحقیق کیا کہ بالکل دیوار ہے،
چوتھے نے کہا کہ مجھ کو منکشف ہوا کہ ہاتھی ایک لاٹھی ہے، غرض سب نے اپنا علم و

marfat.com

عرفان جو جس کو حاصل ہوا تھا ظاہر کیا اگرچہ سب کا مشاہدہ اور سب کی تحقیق بجائے خود درست تھی اور ان کو در حقیقت یہی منکشف ہوا تھا لیکن حقیقت فیل سے سب نا آشنا اور نا بینا تھے پس معرفت خدا بھی اندھوں کا ہاتھی ہے اِس مخبر صادق صادق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ یہ بات اپنی ہی نسبت نہیں ارشاد کی بلکہ سب کو شامل کر لیا کیونکہ عرفنا میں ضمیر جمع کی ہے یعنے کسی نبی یا ولی کو معرفت کلی حاصل نہیں ہوئی ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم	وز ہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر	ما ہمچناں در اوّل وصف تو ماندہ ام

ایک روز کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت مولانا روم صاحب و شیخ فریدالدین عطار و شاہ بو علی قلندر کی توحید میں کیا فرق ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تین مسافر چلے جاتے تھے سرِ راہ کنواں نظر آیا ایک عورت پانی بھرتی تھی مسافر اوّل نے کہا کہ مائی صاحبہ پانی پلا دیجئے اس نے نہایت مہربانی سے پلایا۔ دوسرے مسافر نے کہا کہ میرے باپ کی جورو پانی پلا دے وہ عورت گالیاں دینے لگی لیکن پانی پلا دیا تیسرے مسافر نے بالکل صاف صاف کہہ دیا وہ اینٹ پتھر لے کر اس کے پیچھے دوڑی ہرچند کہ از روئے معنے مطلب تینوں شخصوں کا ایک تھا مگر طرزِ بیان اور تاثیر الفاظ ہر ایک کی جدا تھی ایک میں پاس ادب تھا دوسرے میں بے حجابی تیسرا گو بالکل ہی پھکڑ تھا یہی کیفیت مولانا روم اور شیخ عطار اور شاہ بو علی قلندر کی توحید کی ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت مولانا روم کا کلام چونکہ مطابق شریعت ہے اس لئے اہل ظاہر کے نزدیک بھی مقبول و مسلم ہے اور شیخ عطار کا کلام ایسا ہے کہ اہل ظاہر اس کو دیکھ کر چونکتے ہیں لیکن قلندر صاحب کا کلام توحید میں ایسا صاف و بے باکانہ ہے کہ اہل ظاہر اس پر لاحول و استغفار پڑھتے ہیں۔ حقیقت میں سچ بات کہنا بہت مشکل کام ہے الحق مر نقل ہے کہ ایک لڑکا تھا اس کو لوگ اکثر مارا مارا پیٹا کرتے ایک بار اس کی ماں نے پوچھا کہ بیٹا تم کو لوگ کیوں مارتے ہیں اس نے جواب دیا کہ میں سچ بات کہہ دیتا ہوں اس لئے مجھ کو لوگ چین نہیں لینے دیتے ماں بولی

marfat.com

کر بھلا سچ کہنے پر بھی کوئی مارتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اس نے کہا اگر تمہارے سامنے بھی سچی بات کہدوں تو تم بھی مارنے لگو گی اس نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا لڑکا بولا کہ اچھا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ باپ تو میرا مدت ہوئی مر گیا اب تم کنگھی پٹی کاجل سرمہ کس کے واسطے کرتی ہو اس نے لے کے جوتی خوب پیٹا کہا کہ دیکھ لو سچ بات کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ راجہ پر یچھت ایک دن شکار کے لئے جنگل میں گیا جہاں سمیکہ[1] رشی یادِ الٰہی میں مراقب بیٹھا تھا راجہ نے ایک سانپ رشی کے گلے میں ڈال دیا وہ تو بے خبر تھا مگر اس کے بیٹے سرنگی رشی نے اس حرکت سے خفا ہو کر سراپ دیا کہ یہی سانپ آٹھویں دن راجہ کو ڈسے گا راجہ یہ بات سن کر ڈرا اور سمیکہ کی خدمت میں عذر تقصیر کے لئے حاضر ہوا اس نے کہا کہ اب کیا ہو سکتا ہے تیر نشانہ پر پہنچ گیا پھر آپ نے لڑکے کو بلایا اور کہا کہ راجہ کو تو نے کیوں بددعا کی فقیروں کا یہ کام نہیں اس نے کہا کہ اب تو میری زبان سے نکل گیا راجہ کو یہ حرکت کب زیبا تھی ؎

جا[2] کی جیسی سبھاو جائے نہ جیسے ! نیم نہ میٹھے ہو سینچے گڑ گھی سے

جیسی[3] کرنی دیو کو دیسی اپجے بد ہوں ہار ہردے بسے بسر جات سب سد

سمیکہ رشی نے راجہ سے کہا کہ جو تقدیر میں تھا وہ ہوا اب مناسب ہے کہ کتھا سنو تا کہ تم کو گیان ہو جاوے اور موت و حیات دونوں سے پاک ہو جاؤ۔

چوتھے[4] کھنڈ چڑھ کرے جو باسا مرن جیون کا رہے نہ سانسا

---

[1] نام ہندو فقیر ۱۲

[2] یعنی جیسی جس کی عادت ہے وہ ہرگز نہیں جاتی درخت نیم کا میٹھا نہیں ہوتا اگرچہ گڑ گھی سے پرورش پاوے ۱۲

[3] یعنی جو کام اللہ کو کرنا منظور ہوتا ہے انسان کی سمجھ بھی ویسی ہی کر دیتا ہے ہونے والا کام دل میں بس جاتا ہے اور ہوش و حواس جاتے رہتے ہیں ۱۲

[4] چوتھے کھنڈ سے مراد منزل توحید ہے یعنے جو شخص توحید میں قیام کرتا ہے تو اس کو موت حیات کا خوف نہیں رہتا ۱۲

marfat.com

ہارہار گئے سب گیو اور انہد گیو نگوئے   انہد کے میدان میں ہے بیرا سوئے
انہد باجے باجن لاگے !   چور نگریا تج تج بھاگے

راجہ مایوس ہو کر اپنے مکان کو چلا آیا اور سکھ دیو جی کو کتھا سننے کے واسطے بلایا۔ راجہ کتھا سننے بیٹھے اور دھنتر بید کے پاس ایک قاصد روانہ کیا گیا کہ سرنگی کی سراپ کے موافق راجہ کو سانپ کاٹے گا تو چل اور اس کو اچھا کر دھنتر بید اپنے تین سو چیلے ہمراہ لے کر چلا مگر اپنی خبر نہ تھی ؎

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست   چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست

راہ میں وہ سانپ انسان کی صورت بن کر دھنتر بید کے سامنے آیا اور پوچھا کہ مہاراج تم کہاں جاتے ہو جواب دیا کہ میں راجہ پرچھت کو اچھا کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا کہ بھلا تم کس طور سے اچھا کرو گے دھنتر بولا کہ میری نظر کو خدا تعالےٰ نے یہ تاثیر دی ہے کہ مار گزیدہ کے زخم پر پڑتے ہی وہ اچھا ہو جاتا ہے سانپ نے کہا کہ بھلا میں سانپ بن کر اس درخت میں کاٹتا ہوں تم نظر ڈالو دھنتر نے کہا کہ اچھا تب وہ سانپ بن گیا اور درخت کو کاٹا فوراً اس درخت میں آگ لگ گئی اور جل کر خاک ہو گیا اسی وقت دھنتر بید نے نظر ڈالی بدستور اپنی ہیئت اصلی پر آگیا وہ سانپ پھر آدمی کی صورت میں آیا اور کہا کہ جہاں آپ کی نظر نہ پہنچے وہاں کیا کر سکتے ہو اس نے کہا کہ پھر ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا یہ بات چیت کر کے سانپ چل دیا اور آگے جا کر ایک اچھی سی بیراگن یعنے خمدار لکڑی بن کے راہ میں پڑ گیا اس کو ایک چیلہ گرو جی کے پاس اٹھا لایا انہوں نے پسند کی اور اپنے کندھے پر رکھ لی وہ فوراً سانپ بن گئے اور دھنتر کے دونوں شانوں کے درمیان کاٹ کھایا اس وقت دھنتر نے معلوم کیا کہ یہ وہی سانپ ہے اب میں نہیں بچوں گا کیونکہ اس نے ایسا موقعہ تاکا ہے جہاں نظر نہیں پہنچ سکتی چیلوں کو جمع کیا اور کہا کہ جس وقت میں مر جاؤں مجھ کو

؎ ہارہار مقام محدود انہد میدان غیر محدود مراد توحید ہے یعنے سب لوگ مقام محدود میں رہے اور کبیر امیدان توحید در ادا سو رامیں پہنچا ۱۲ ؎ یعنی جب منزل توحید اور آواز سرمدی کھلتی ہے تو سب چور دل کے بھاگ جاتے ہیں ۱۲

کاٹ کے کھا جانا تم سب دھنتر بن جاؤ گے پھر تم راجہ کو اچھا کیجیو ایک بستی کے قریب پہنچ کر دھنتر نے انتقال کیا چیلوں نے حسب وصیت اس کا گوشت کاٹ کر پکانا شروع کیا وہی سانپ آدمی بن کے گاؤں میں گیا اور لوگوں سے کہا کہ تمہاری بستی کے پاس آدم خور آ گئے ہیں اور ایک آدمی کو کاٹ کے پکا رہے ہیں دوڑو اور جلد ان کی خبر لو گاؤں والے لٹھ لے لے کے چڑھ آئے اور سب کو مار پیٹ کے وہاں سے نکال دیا اور وہ گوشت دریا میں بہا دیا دھنتر بیدراجہ اجل رسیدہ کو بچانے چلے تھے خود ہی طعمۂ اجل ہوئے ؎

شد غلامی کہ آب جو آرد — آب جو آمد و غلام ببرد

مرغکے اندر شکار کرم بود — گربہ آمد ناگہاں اورا ربود

اب راجہ پر تحیت کا حال سنو کر سات شبانہ روز سکھدیو جی نے کتھا سنائی لیکن راجہ کی سمجھ میں کچھ نہ آئی ؎

فائدہ کیا کرے صحبت جو نہ ہو استعداد — باغ میں جا کے کبھی زاغ خوش الحان نہ ہوا

آٹھویں دن سکھدیو جی نے پوچھا کہ راجہ صاحب کچھ سمجھے کہا کہ مہاراج میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آیا اتنے میں سکھدیو جی قضائے حاجت کے لئے گئے اور وہاں سے بہت دیر کے بعد آئے راجہ نے دیر کا سبب دریافت کیا تو کہا کہ میں ایک عجیب تماشا دیکھ رہا تھا گوہ میں ایک کیڑا تھا ہر چند میں نے اس کو وہاں سے جدا کیا مگر وہ پھر پھرا کے جاتا تھا گوہ ہی میں جاتا تھا۔ اس وقت راجہ نے کہا کہ مہاراج بس اب میں سمجھ گیا اور موت و حیات مجھ کو برابر ہو گئی۔ اس کے بعد جناب و قبلہ نے ارشاد کیا کہ اسی لئے رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ ہر ایک شخص سے اس کی سمجھ اور حوصلہ کے موافق گفتگو کرنی چاہیئے تاکہ وہ سمجھے اور مستفید ہو چنانچہ راجہ پر کتھا کے مضامین کا تو کچھ اثر نہ ہوا اور سمجھے تو ایسی سڑی مثال سے سمجھے چونکہ دنیادار تھا عالی مضامین کی طرف طبیعت نے صعود نہ کیا اسفل کی جانب گرے اور اس مثال سے تسلی ہوئی ؎

قسمت ہر کس بود نوع دگر — کرگساں را مردہ طوطی را شکر

نقل ہے کہ ایک بادشاہ ہر خاکروب کی قرابت گاؤں میں تھی اس کا داماد گاؤں سے

marfat.com

آیا اور اپنی سُسرال میں رہا اس کی بیوی نے کہا کہ جاؤ بادشاہی پاخانہ صاف کرو وہاں گیا تو پاخانہ اقسام عطریات اور خوشبوؤں سے معطر ہو رہا تھا اس کا دماغ خوشبو کا متحمل نہ ہوا فوراً مدہوش ہو کر گر پڑا اس کی بیوی نہایت ہوشیار تھی وجہ غشی سمجھ گئی اور کتے کا گوہ لا کر جھٹ پٹ اس کو سونگھایا تھوڑی دیر میں ہوش آ گیا آخرالامر راجہ کو سانپ نے کاٹا اور وہ موافق سراپ کے مر گیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ سکھدیو جی نے اپنے باپ بیدا بیاس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھ کو گیان حاصل ہو جاوے اور جیون مکت کا مرتبہ میسر ہو باپ نے ہدایت کی کہ تم راجہ جنک کے پاس جاؤ چونکہ طالب صادق تھا طے منازل کر کے راجہ کے دروازہ پر پہنچا اور دربانوں سے کہا کہ راجہ صاحب کو میرے آنے کی اطلاع کر دو چنانچہ اطلاع ہوئی کہ سکھدیو جی بیدا بیاس کا پُتر آیا ہے راجہ نے کہا کہ اچھا کھڑا رہنے دو سات روز کے بعد پھر اطلاع کی تو کہا اچھا دوسرے دروازہ پر لاؤ وہاں بھی سات روز کھڑا رہا۔ تیسری بار کہا کہ آنے دو سکھدیو اندر آ گیا تو دیکھا کہ تمام ٹھاٹھ دنیاداری کا موجود ہے دل میں خیال کیا کہ یہ تو خود جگت بیوہاری ہے مجھ کو کیا تعلیم کرے گا۔

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند　　　او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

راجہ کو یہ وسوسہ منکشف ہو گیا اس کو ٹھہرایا اور دوسرے دن شہر کے تمام اطراف اور گلی کوچوں میں ناچ رنگ کرا دیا پھر سکھدیو جی کو طلب کیا اور ایک کٹورہ دودھ سے لبریز اس کے ہاتھ پر رکھا اور کہا کہ جاؤ شہر جنک پوری کی پرکرما کرو مگر خبردار دودھ نہ گرنے پاوے اور دو سپاہی شمشیر برہنہ اس کے ہمراہ کئے کہ اگر ایک قطرہ بھی اس میں سے گرے تو سکھدیو کے پرزے اڑا دو اسی طور سے جیسا حکم ہوا تھا وہ دونوں موکل سکھدیو کو شہر کے گرد پھرا کر لے آئے راجہ نے پوچھا کہ دودھ تو نہیں گرا سپاہیوں نے عرض کیا کہ حضور ایسا ہوتا تو یہ آپ کے پاس سلامت کیسے پہنچتے پھر راجہ سکھدیو کی جانب متوجہ ہوئے اور دریافت کیا کہ آج تم نے تماشا تو خوب دیکھا ہوگا جا بجا ناچ کی دھوم دھام تھی اس نے جواب دیا کہ مہاراج مجھ کو تو اس کٹورے کی حفاظت ملائے جان ہو رہی تھی خوف تھا کہ گرا اور مارا گیا بھلا اس حالت

marfat.com

یں تماشا کیا خاک دیکھتا مجھ کو تو بجز اس کے اور کوئی شے نظر نہیں آئی اس وقت راجہ نے فرمایا کہ جس طرح تم پر یہ ایک ساعت گزری ہے ہمارا ہر وقت یہی حال رہتا ہے اس دولت وحشمت کی طمطراق اور مال وجاہ کی کروفر ہماری نگاہوں میں سب ہیچ ہے ہماری توجہ کسی کی طرف نہیں ؎

چیست دنیا از خدا غافل بودن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

تم نے ظاہری سلطنت وحکومت اور دولت وثروت دیکھ کر ہماری حالت کو قیاس کیا ؎

حال پاکا نرا قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

اے سکھدیو اسی واقعہ سے جو تم پر گزرا سمجھ لو کہ سپاہی ملک الموت ہے تن کٹورا اور من دودھ اور راگ ورنگ جو راہ میں ہو رہا تھا وہ دنیائے فانی کا سیر وتماشا تھا اسی طرح ہم بھی دنیا کے دہندے میں مشغول نہیں ہوتے کہ ایسا نہ ہو دودھ گر جائے یعنی دل یاد الٰہی سے چوکے اور مارا جائے ؎

جب کوئی ایسے من کو لگاوے
من کے لگایوں سے ہر پاوے

جیسے کاؤں بھرت کو پ جل کر چھوڑ دہشکا وے
اپنا پریم سکھی سے باکھی سرتی گگر میں لاوے

جیسے نٹنی چوہٹ بانس پر ٹھواڈ ھول بجاوے
اپنا بھاؤ تول دیہی کا سرتی بانس میں لاوے

اس کے بعد راجہ جنگ نے سکھدیو جی کو اس کے حوصلہ کے موافق تعلیم کر کے رخصت کیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب راجہ جنگ کے دل میں درد طلب پیدا ہوا تو تمام فقرا کو جمع کیا اور کہا کہ کوئی ایسا ہے جو مجھ کو تعلیم کرے لیکن شرط یہ ہے کہ اسی وقت گیان ہو

ؔ من دل۔ ہر خدا کا دن عورت کوپ کنواں۔ جل پانی کر ہاتھ پریم محبت سکھی سہیلی باکھی بیان کرے سرتی خیال گگرا گھڑا یعنے جیسے عورت گھڑا پانی کا بھرا ہوا سر پر رکھ کر ہاتھ چھوڑے ہوئے اپنی سہیلی سے شوق کی باتیں کرتی جاتی ہے اور خیال اس کا گھڑے میں لگا ہوا ہوتا ہے اور نٹنی کا خیال بانس میں ہوتا ہے اس طرح خدا کے ساتھ دل لگاوے یعنے دست با کار دل با یار ۱۲

marfat.com

جادوے سب نے انکار کیا اور کہا کہ یہ قدرت ہم میں نہیں البتہ جو طریقہ سلوک کا ہے وہ ہم تعلیم کر سکتے ہیں یہ حال اشٹابکر منی[1] نے سنا اور راجہ سے کہا کہ میں تم کو تعلیم کروں گا بشرطیکہ جو چیزیں سب تم سے طلب کروں مجھ کو دے دو راجہ نے یہ منظور کی اول اشٹابکر نے کہا کہ جتنا تمہارا راج پاٹ ہے سب مجھ کو دے دو راجہ نے کہا کہ میں نے دیا پھر کہا جس قدر تمہارا مال و اسباب اور گھر بار ہے سب میرے حوالہ کرو راجہ بولا کہ یہ بھی لو پھر اشٹابکر نے کہا کہ اچھا اپنی جورو بچے بھی میری نذر کرو راجہ نے کہا بہت خوب حاضر ہیں پھر اشٹابکر نے فرمایا کہ اپنا جسم اور اپنی جان بھی ہم کو دے دو۔ راجہ نے کہا یہ بھی لے لیجئے پھر اشٹابکر نے کہا کہ اے راجہ جنک جب تمہاری کوئی چیز نہ رہے یہاں تک کہ جسم و جان بھی تو سوچو کہ اب تم کون ہو اور تمہارا کیا ہے راجہ نے غور کیا اور سمجھا کہ درحقیقت میرا تو نہ کچھ پہلے تھا نہ اب ہے صرف ایک جھوٹا دعویٰ تھا سر اٹھایا اور بولا کہ (جنک انچھنہ) یعنے نہ جنک ہے نہ جنک کا کچھ اور ہے اور اگر ہے تو جنک ہی سب کچھ ہے[2]

مرا گنج است اندر دل گدا گوئی نمی آید ۔۔۔ شہنشاہ جہانرا پادشاہی خوش نمی آید
خودی را از میاں[3] برداشتم خود گشتہ ام لیکن ۔۔۔ خدا خود را چہ گویم خود نمائی خوش نمی آید
گنجہا داری چرائی بے نوا ۔۔۔ پادشاہی از چہ میمانے گدا
میں آبی آب مے جوئی عجب ۔۔۔ نقد خود را نسیہ میگوئی عجب
بھولتوں[4] بھولتوں بھول ایسی پڑی اپنا روپ نہیں نیک جانا
گیان بچار بلبک بن بھولیاں سنگھ کا روپ لے بھیڑ مانا

---

[1] ہندو فقیر کا نام ہے اور اس کے جسم میں آٹھ خم تھے اس واسطے نام اس کا اشٹ بکر ہوا اشٹ کہتے ہیں آٹھ کو [2] یہ اشعار قصہ طلب ہیں کسی چرواہے نے ایک بچہ شیر کا بھیڑوں میں پالا جب وہ بڑا ہو گیا تو بھیڑوں کے ہمراہ رہا کرے اس نے سمجھ لیا کہ میں بھی بھیڑ ہوں ایک روز جنگل میں سے شیر نکلا اور دیکھا کہ بھیڑوں میں شیر پھرتا ہے اس نے معلوم کیا کہ اس نے اپنے آپ کو بھیڑیا سا رکھا ہے جنگل شیر جھٹ پٹ ایک بھیڑ کو پھاڑ کر کھانے لگا اور کہا ذرا تو بھی تو اپنے آپ کو دیکھ کہ تو کون اب شاعر کہتا ہے کہ بھول نے انسان پر ایسا غلبہ کیا ہے کہ اپنے آپ کو بھول گیا اور عقل پر ایسا پردہ پڑا ہے کہ شیر ہو کر بھیڑ بن گیا شیر کو جب شیر ہی

سنگہ سے سنگہ جب سنگہ ستگر ملے پیر کی اپنی نکٹ آنا
دیکھ تو بوجھ تو روپ ہے اپنا کونسی آنکھ نینہ ٹھانا
جیو سے برم ہے برم سے جیو ہے نیر اور چھیر ملے ملا چھانا
کہے کبیر گرگیان بن بھولیاں وار کو چین اور پار جانا

ایک روز ارشاد ہؤا کہ ہم نے سنبھل میں یہ معاملہ دیکھا کہ ایک ہندو عورت آٹے کا ٹھاکر بنا کر پوجا کرتی تھی کتا آیا اور ٹھاکر جی کو اٹھا کر چنپت ہؤا عورت ہائے ہائے کرتی رہ گئی ناچار ہوئی تو کیا کہتی ہے کہ اے مہاراج ٹھاکر جی تم تو بڑے ہی رحمدل اور دیاوان ہو جو کتے کو بھی نہ دھتکارا۔ غرض یہ ہے کہ ہر شخص اپنے خیال میں خوش ہے۔ کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ۔

ایک روز ارشاد ہؤا کہ ہم مرادآباد سے سنبھل کو آتے تھے راہ میں دو کہار ملے ان کے پاس کچھ بوجھ نہ تھا اس لیے چلنا دوبھر ہؤا ہم سے کہا کہ میاں صاحب اپنا اسباب اس بہنگی میں رکھ دو ہم نے سوچا کہ اگر یہ لوگ ہمارا اسباب لے کر اڑ گئے تو کہاں ان کے پیچھے دوڑتے پھریں گے ان کا اعتبار کیا ہم نے کہا (ہم اپنا بوجھ دوسرے پر نہیں رکھتا) ناچار انہوں نے چند اینٹ پتھر بہنگی میں رکھے اور اسی تیزی سے چلنے لگے جیسی ان کی عادت تھی یہی کیفیت سالکان طریقت کی ہے کہ جب تک زہد و ریاضت اور مشقت و عبادت کا بار گران نصیب وقت نہ ہو عمر بسر کرنی دشوار معلوم ہوتی ہے تمام جہان کسی نہ کسی قید میں مقید ہے غرض وہی کہار دوپہر کے وقت رستے میں کنواں اور درخت کا سایہ دیکھ کر ٹھہر گئے اور روٹیاں پکانی شروع کر دیں ہمارے پاس روٹیاں موجود تھیں کھا پی کے ایک درخت کے سایہ میں لیٹ گئے جب کہار روٹی پکا چکے تو ایک کہار جو بھگت تھا سالگ رام کی پوجا میں مشغول ہؤا اور دوسرا انفائے حاجت کے لیے

ست گر ملے تو ایک للکار میں باہر آ جا مے ذرا غور سے اپنی شکل کو دیکھ کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا اور کہاں آ کر محبت لگائی۔ روح اور ذات میں کچھ فرق نہیں اور یہ بات میری وہ سمجھے گا جو پانی اور دودھ کو جدا کریگا کبیر کہتا ہے کہ بغیر عنایت گرو کے اس دریا سے پار اترنا مشکل ہے ۱۲ ؛

marfat.com

گیا کتا موقع پا کر سب روٹیاں لے گیا اور وہ بھگت پوجا کے سبب سے بول نہ سکا۔
جب یہ فارغ ہوا اور دوسرا ساتھی پاخانہ سے واپس آیا دونوں میں جنگ شروع ہوئی ایک تو کہتا تھا کہ میں رفع حاجت کے لیے گیا تھا تو نے کتے کو کیوں نہ مارا دوسرا کہتا تھا کہ مارتا کیسے میں تو سالگ رام کی (...) کر رہا تھا ہم نے کہا کہ میاں تو نے ہم سے روٹیوں کی نگہبانی کے لیے کہہ دیا ہوتا تو باطمینان سالگ رام کی (...) خدمت کی ہوتی یہ سنکر وہ ہنس پڑا۔

بتے مے گفت روزے با برہمن | خدائے من توئی اے بندۂ من
مرا بر صورت خود آفریدی | ولیکن خویشتن را خود ندیدی

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک مجذوب تھے ننگے مادرزاد دو چار دنیا دار معتقد ہو گئے خدمت کرنے لگے چند روز کے بعد ان سے کہا کہ میاں صاحب برہنہ رہنا خلاف شرع شریف ہے لنگوٹی باندھو لو خیر انہوں نے حسب درخواست لنگوٹی باندھ لی اتفاقاً ایک دن لنگوٹی سن گئی چوہے جو آئے تو لنگوٹی کتر ڈالی اور جسم کو زخمی کیا صبح کو معتقدین آئے میاں صاحب کا حال دیکھا کہا کہ حضرت بہتر یہ ہے کہ بلی پالی جاوے تاکہ موذی چوہوں کو کھا جاوے غرض ایک بلی لائے دو چار روز اس کے واسطے دودھ لاتے رہے ایک دن عرض کیا کہ میاں صاحب اس روز کے بکھیڑے سے تو یہی بہتر ہے کہ ایک بکری لے آویں اس کے دودھ سے بلی پلتی رہے گی، غرض بکری بھی لا باندھی چند روز تو بکری کے واسطے چارہ لاتے رہے پھر اپنے دھندے میں لگے ہر روز کی خدمت کون کرتا کیونکہ دنیا داروں کا اعتقاد ایسا ہی ہوتا ہے! ابھی تو اتنا بڑا اور ذرا دیر میں بالکل غائب قہر درویش بر جان درویش اب میاں صاحب خود جاتے اور جنگل سے بکری کا چارہ لاتے ایک روز درخت پر چڑھ گئے تاکہ پتے توڑیں پاؤں جو پھسلا دھم سے نیچے گرے ایسی چوٹ لگی کہ بازو ٹوٹ گیا مکان پر پہنچ کے مرہم پٹی کی مریدان سست اعتقاد بھی جمع ہو کر عیادت کے واسطے آئے پوچھا کہ حضرت یہ کیا ہوا اس کے جواب میں مجذوب نے کھول لنگوٹی اُن کے منہ پر ماری کہ لو سارا اسی کا

marfat.com

فساد ہے خبر دار جو آئندہ تم آئے۔

ایک موز ارشاد ہوا کہ ایک گرو تھا اور ایک چیلہ شہر بیداد نگری میں پہنچے وہاں تمام اشیاء خوردنی کا بھاؤ ٹکے سیر تھا گرو نے چیلہ سے کہا کہ میاں یہاں سے بھاگو کیونکہ یہاں حفظ مراتب کا کچھ لحاظ نہیں۔ چیلہ بولا حضور یہاں تو سب چیزیں ارزاں ہیں بڑے چین سے زندگی بسر ہو گی گرو نے کہا خیر تمہاری خوشی ہمارا کام تو رہنمائی ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ چیلے کو جو ٹکے سیر حلوا پوری ملا چند روز میں کھا پی کے خوب موٹا تازہ ہو گیا اتفاق سے اس شہر میں ایک مجرم بجرم قتل ماخوذ ہوا راجہ نے حکم دیا کہ اس کو سولی دے دو، وزیر بولا کہ مہاراج یہ تو دبلا ہے راجہ نے بھی ملاحظہ کیا اور کہا کہ فی الحقیقت یہ بہت ضعیف اور ناتوان ہے اچھا کسی اور موٹے تازہ آدمی کو پکڑ لاؤ اور اس کے عوض میں سولی چڑھا دو، چونکہ چیلہ ان دنوں خوب ہٹا کٹا اور چکنا چپڑا بنا ہوا تھا راجہ کے سپاہی گرفتار کر کے لیے گئے راجہ نے بھی پسند کیا اور کہا ہاں یہ شخص پھانسی کے قابل ہے چیلے نے دہائی دی کہ صاحب میرا قصور کیا ہے راجہ نے کہا کہ قصور تو کچھ بھی نہیں۔ لیکن تو خوب موٹا ہے اس وقت گرو پہنچے اور چیلے سے آہستہ کہا کہ اور کھاؤ ٹکے سیر کا حلوا پوری اے تجھ سے کہا نہ تھا کہ یہ شہر بیداد نگری ہے یہاں سے بھاگ تو نے نہ مانا اب اپنے کئے کو بھگت ے

انچہ تو در آئینہ بینی عیاں — پیر اند خشت بلند بیش ازاں

چیلہ نے عاجزی کی کہ بس اب میری توبہ ہے آئندہ کبھی خلاف مرضی مبارک نہ کروں گا

ما بنودیم و تقاضا ما نبود — لطف تو بے گفتہ ما مے شنود

گرو نے فرمایا کہ خراب میں کہوں گا کہ پہلے مجھ کو پھانسی دے دو تو کہنا کہ نہیں پہلے مجھ کو دیدو، دونوں نے یہ مشورہ کر کے راجہ کے روبرو اپنا اشتیاق پھانسی کے لیے ظاہر کیا راجہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ لوگ تو پھانسی کے نام سے ڈرتے ہیں یہ کیا بات ہے کہ تم اس کی تمنا کرتے ہو گرو جی نے کہا کہ خوش قسمتی سے آج وہ ساعت آئی ہے کہ اس میں جو کوئی پھانسی پائے گا سیدھا بیکنٹھ کو چلا جاوے گا راجہ نے یہ سنکر کہا

marfat.com

یہ بات ہے تو پہلے ہم کو ہی پھانسی دے دو چنانچہ راجہ کو پھانسی لگی اور یہ دونوں بھاگ نکلے۔ غرض کہ حفظ مراتب کا چھوڑنا اور بے تیدیکی تر لقموں سے خواہشوں کو ترو تازہ کرنا موجب ہلاکت ہے پس ہمیشہ مرشد کامل کی ہدایت و رہنمائی کے موافق کاربند ہونا چاہیئے۔

گفت پیغمبر علی را کائے علی — شیر حقی پہلوانے پر دلی
لیک بر شیرے مکن ہم اعتمید — اندر آ در سایۂ نخل امید
ہر کسے گر طاعتے پیش آورند — بہر تقریب حضرت بیچون و چند
تو تقرب جو بعقل و سر خویش — نے چو ایشاں بر کمال و بر خویش
اندر آ در سایۂ آن عاقلے — کش نتاند برد از رہ ناقلے
پس تقرب جو بدو سوے الہ — سر بیچ از طاعت او ہیچ گاہ
زانکہ او ہر خار را گلشن کند — دیدۂ ہر کور را روشن کند
ظل او اندر زمین چون کوہ قاف — روح او سیمرغ بس عالی طواف
دستگیر و بندۂ خاص الہ — طالبان را می برد از پیشگاہ
گر بگویم تا قیامت نعت او — ہیچ آنرا غایت و مقطع مجو
یا علی از جملۂ طاعات راہ — بر گزین تو سایۂ خاص الہ
ہر کسی در طاعتے بگریختند — خویشتیں را مخلصے انگیختند
تو برو در سایۂ عاقل گریز — تا رہی زان دشمن پنہان ستیز
چون گرفتی پیر ہن تسلیم شو — ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
صبر کن بر کار خضرے بے نفاق — تا نگوید خضر رو ہذا فراق
گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن — گرچہ طفلی را کشد تو مو مکن
دست او را حق چو دست خویش خواند — یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِم براند
دست حق میراندش زندش کند — زندہ چہ بود جان پایندش کند

ایک روز پورے دنیادار حاضر خدمت ہوئے اور جناب قبلہ سے گفتگوئے معرفت

marfat.com

شروع کی اس وقت آپ نے یہ اشعار کبیر کے ارشاد فرمائے ؎

عملی[1] ہو کے دہرے دھیان   گرہے ہو کے کتھی گیان
جوگی ہو کے کوٹے بھنگ   کہیں کبیر یہ تینوں ٹھگ

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب تیمور صاحبقران نے خواجہ حافظ علیہ الرحمتہ کا یہ شعر سنا

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دلِ مارا   بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے سمرقند و بخارا کو سخت جنگ اور خونریزی کے بعد حاصل کیا ہے آپ نے ایک خال پر نثار کر دیا خواجہ حافظ نے فرمایا کہ اسی دریا دلی اور بخشش نے تو ہمیں ایسا مفلس بنا دیا کہ تن پر کپڑا بھی نہیں رہا یہ کہہ کر خواجہ صاحب نے امیر کی بڑی تعظیم و تکریم کی وہ عذر معذرت کرنے لگا کہ میں اس قابل نہیں آپ بڑے بزرگ و تارک ہیں انہوں نے فرمایا کہ نہیں صاحب ہم سے بڑھ کر آپ تارک ہیں امیر بولا بھلا حضرت میں نے کیا ترک کیا ہے آپ تو دنیا کے تمام تعلقات و مکروہات کو ترک کر کے آزاد ہو بیٹھے ہیں خواجہ صاحب نے کہا کہ یہی تو فرق ہے کہ ہم ایک دنیائے دون کو جس کی کچھ اصل وحقیقت نہیں نعمائے عقبیٰ کے عوض چھوڑ بیٹھے لیکن تم ہم سے بڑھ کر ہو کہ اس دنیا کے واسطے عقبیٰ جیسی اعلیٰ چیز کو ترک کیا۔ پس تم قابل تعظیم ہو اس بات نے امیر کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ سب جاہ و حشم سے الگ ہو ایک پہاڑ کی کھوہ میں جا بیٹھا تیسرے روز جناب علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں تیمور اٹھ اور تلوار باندھ ملکوں کو فتح کر اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اسی کام پر مقرر کیا ہے اس دیوانہ کی بات کا کچھ

---

[1] عملی نشہ باز کبر ہے دنیا دار گیان معرفت جوگی آزاد قلندر بھنگ ستر عورت یعنی جو نشہ باز ہو کر مراقبہ کرے اور دنیا دار ہو کر معرفت میں گفتگو کرے اور آزاد قلندر ہو کر عورت سے ہم صحبت ہو کبیر کہتا ہے کہ یہ تینوں ٹھگ ہیں ۱۲۔ ؛

marfat.com

خیال مت کرے

ہر کسے را بہر کارے ساختند　　میل آن اندر دلش انداختند

چونکہ مشیت ایزدی میں تیمور کے لیے لشکر کشی اور ملک گیری تھی نہ کہ گوشہ نشینی اور فقیری اس واسطے اسکو ایسی ہی ہدایت کی گئی اور جس کام کے واسطے پیدا کیا گیا تھا اسی کی طرف راغب کیا گیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص پٹیالہ میں تھے پہلے تو ان کا نام صبغتہ اللہ تھا پھر انہوں نے پیشانی پر قشقہ لگایا اور گلے میں زنار ڈالا پنڈتوں کی سی وضع بنائی ایک دن ایک شخص شیخ کریم الدین دہریہ بڑہانوی کے مریدوں میں سے ان کی ملاقات کو آیا اور پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے بولے کہ صبغت کے معنی ہیں رنگ اور اللہ کے بجائے ہم نے رام بدل دیا ہے یعنی رنگین رام ہمارا نام ہے۔ اُس نے سنکر یہ شعر پڑھا ؎

کس لئے قشقہ لگایا مہ جبین پر نازنین　　کفر اور اسلام کیا ایک فرق ہے فہمیدہ کا

پھر اس نے رنگیں رام کے منہ پر تھوک دیا اور کہا کہ تو نے کفر و اسلام میں کیا فرق دیکھا جو ایک قید سے نکل کر دوسری قید میں جا پھنسا ع

آخر چہ بدی شد ز خدا و ز رسولؐ

اگر نکلنا تھا تو دونوں سے نکلا ہوتا ہم تو سمجھے تھے کہ تو موحد ہے تو تو ابھی کفر و اسلام ہی کی قید میں مبتلا ہے یہ کہہ کر چل دیئے اور اس کے پاس نہ ٹھہرے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک وہمی آدمی نے پہچان کے لیے اپنے گلے میں سرخ دھجی ڈالی تا کہ میں لوگوں میں گم نہ ہو جاؤں ایک کو اس کا یہ خبط معلوم ہو گیا اس نے بوقت خواب وہ دھجی اس کے گلے میں سے نکال اپنے گلے میں ڈال لی اور اس کے سامنے بیٹھ گیا جب وہ نیند سے چونکا اور آنکھ کھلی تو دیکھا کہ علامت شناخت دوسرے کے گلے میں ہے اس سے کہا کہ میاں تو میں ہے پھر میں کون ہوں یا میں تو ہوں اور تو میں ہے یا تو تو ہے اور میں میں ہوں بتا میں کون ہوں سو یہی حال عارف کا ہے کہ جب منزل عرفان میں پہنچتا ہے تو متحیر ہو کے کہتا ہے کہ میں کون ہوں۔

marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ شہر لکھنؤ میں ایک سُنّی شیعوں کی محفل میں پہنچا اور کہا کہ رات میں نے عجیب و غریب خواب دیکھا ہے کہ زبان کو یارا بیان نہیں تمام اہل محفل مشتاق ہوئے کہ قبلہ کچھ تو ارشاد کیجئے اس نے کہا کہ رات میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سواری نہایت شان و تجمل سے اور دھوم دھام سے چلی آرہی ہے ایک زرق و برق لشکر ہمراہ ہے ہاتھی گھوڑے اونٹ ہر طرح کے ساز و سامان سے آراستہ و پیراستہ ہیں لشکر کے جھنڈوں پر زردوزی پھریرے اڑتے ہیں میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سید الشہداء شہید کربلا کی سواری ہے اس کے بعد ایک اور سواری نمودار ہوئی ساز و سامان تو سب کچھ تھا مگر پہلی سواری کی سی کر و فر اور زیب و آرائش نہ تھی معلوم ہوا کہ یہ سواری حضرت امام حسن کی ہے اس کے بعد ایک تیسری سواری نمودار ہوئی صرف سوار و پیادہ ہمراہ تھے اور کوئی بات شان و شوکت کی نہ تھی سنا کہ یہ حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا تشریف لیے جاتے ہیں اس کے پیچھے ایک اور گرد اٹھی اس میں سے ایک اور بزرگ مع چند سواروں کے ظاہر ہوئے جن کے گھوڑے بے سر و سامان اور دُبلے پتلے تھے سنا کہ یہ حضرت محمد مصطفےٰ رسول خدا ہیں میں یہ کیفیت دیکھ ہی رہا تھا کہ دور سے ایک ٹٹو نظر آیا اس پر ایک پیر کہن سال سر جھکائے بڑی افسردگی کی حالت میں بیٹھے ہیں نہ ٹو ٹو کا چار جامہ درست نہ پوری دمچی سلامت ایک رکاب اونچی ایک نیچی قدم رکھتا کہیں ہے پڑتا کہیں ہے بڑے میاں کے کپڑے بھی میلے کچیلے پاؤں میں پھٹی جوتیاں نہ کوئی خدمتگار ہے نہ سائیں میں نے بعد آداب ان سے پوچھا کہ حضرت آپ کون ہیں انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بندہ خالق موجودات موجد کائنات میں ہی تو ہوں تم لوگ نہ میری خبر لیتے ہو نہ میرے نام پر کوڑی دیتے ہو رسول کی فاتحہ بھی سال میں ایک بار کہیں کہیں ہو جاتی ہے علی رضہ کے نام پر بھی محبان علی کسی قدر خیر خیرات کرتے ہیں حسن رضہ کی محفلیں بھی کم ہوتی ہیں حسین رضہ کے تو بڑے بڑے امام باڑے اور لنگر خانے جاری ہیں

marfat.com

ان سب کے پاس ساز وسامان بہت کچھ ہیں ہمارے پاس کیا خاک ہو ہم کو تو کوئی بھی نہیں پوچھتا اتنے میں آنکھ کھل گئی یہ بات شیعہ لوگ سُن کے بہت خفا ہوئے اور کہا کہ بیاں تم کیسے بہتان لگاتے ہو اور جھوٹے خواب بیان کرتے ہو اس نے کہا کہ صاحبو تمہارے نزدیک تو امام حسین کے مقابلہ میں خدا کچھ چیز ہی نہیں آپ صاحبوں کو کبھی خدا کا نام لیتے بھی نہ سنا سو یہی حال ہے تمام جہان کا کہ خدا کو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہر ایک نے اپنے اپنے مقاصد و مطالب کو معبود بنا رکھا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک بار جشن شاہانہ کیا ہر قسم کی اشیاء بیش بہا جمع کیں اور حکم دیا کہ جو شخص جس چیز کو ہاتھ لگا دے وہ اسی کو ملے گی اس حکم کے سنتے ہی ہر شخص اپنی پسند کے موافق چیزوں کی لوٹ پر جھک پڑا ایک کنیز تھی اس نے پھر پوچھا کہ حضور جو جس کو ہاتھ لگا دے وہ اس کے لیے ہے کہا کہ ہاں، اس نے فوراً خلیفۂ وقت پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ اصل کو چھوڑ کر فرع کی طرف کیوں جاؤں۔ خلیفہ نے کہا کہ تو نے ہم کو اختیار کیا تو اب تمام سلطنت تیری ہے۔ واہ ری کنیز ہزاروں مردوں پر فوق لی گئی اس ہمت اور سمجھ پر قربان جائیے

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

حقیقت میں یہ بڑے بلند ہمت و جوان مرد کا کام ہے کہ فرع کو چھوڑ کر اصل کی طرف دوڑے۔

من غلام آں مس ہمت پرست کو بغیر کیمیا نارو شکست

سب سے بیگانہ ہے اے یار آشنا تیرا حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنؤ میں ایک ہندو رسالدار تھا فضول خرچی کی وجہ سے قرضدار ہو گیا نالش کی نوبت پہنچی عدالت سے حکم گرفتاری جاری ہوا جب یہ خبر ملی تو بھاگ کر نواب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ حضور میں مومن ہوتا ہوں نواب بہت خوش ہوئے اور اس کا تمام قرض ادا کر دیا خیر مومن تو ہو گیا مگر

marfat.com

دیوالی دسہرہ شب برات محرم گیارہویں سب کچھ کرتا سنیوں کے وعظ میں شیعوں کی مجالس میں ہندوؤں کی کتھا میں بیراگیوں کی سبھا میں سب جگہ شریک ہوتا یہاں تک کہ بھنگیوں کے لال گرو کی نذر و نیاز بھی دیتا کسی غماز نے نواب صاحب کو خبر دی کہ حضور یہ رسالدار تو لامذہب ہو گیا ہے سارے کرم کرتا ہے نواب صاحب نے بلا کر کہا کہ تم مومن ہو کر یہ پاکھنڈ کرتے ہو۔

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا　　سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

اس نے جواب دیا کہ حضور آپ ہی کے مذہب کا یہ مسئلہ ہے کہ انجام کار خاتمہ پر موقوف ہے بالفرض اگر آپ کے مذہب کے موافق میرا انجام بخیر نہ ہوا تو لامحالہ کسی دوسرے فریق میں شامل کیا جاؤں گا اس واسطے سب کی نذر بھینٹ ادا کرتا ہوں کہ جس طرف جاؤں گا وہیں میری خاطر ہو گی ورنہ سب مذہبوں کے رہنما میرے کیا رشتہ دار ہیں جن کے واسطے بلا وجہ اتنا صرف گوارا کرتا ہوں غرض یہ کہ جس آدمی کو یک سوئی حاصل نہیں ہوتی وہ اسی طرح ہر طرف سہارا ڈھونڈتا ہے در مارا مارا پھرتا ہے کہ کوئی تو میری مدد کرے گا حالانکہ سوائے خدا کے کوئی کسی کے کام نہیں آتا۔

گہ جانب کعبہ مید وانی مارا　　گہ بر در دیر سے نشانی مارا
این ہر دو صفت لازمہ ہستی ماست　　آن بہ کہ زخویش وارہانی مارا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم نے مولوی مظفر حسین صاحب سے پوچھا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک غریب کے بچہ کو قتل کیا اور انگریزوں نے غدر میں اکثر آدمی پھانسی دیئے ان دونوں سے مواخذہ ہو گا یا نہیں مولوی صاحب نے جواب دیا کہ حضرت خضر سے مواخذہ نہ ہو گا کیونکہ انہوں نے بحکم خدا مارا تھا لیکن انگریزوں سے بازپرس ہو گی ہم نے کہا یہ تو فرمایئے کہ انگریزوں نے کس کے حکم سے مارا تھا اس کے جواب میں مولوی صاحب نے کہا کہ اس بات میں ہم زیادہ گفتگو نہیں کر سکتے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک مولوی صاحب کتاب لوائح میں جو مولانا جامی ؒ

marfat.com

علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے اپنے طالب کو یہ مقام پڑھا رہے تھے کہ انسان جوہر لطیف است بہر چہ روئے آرد رنگ آن گیرد و باہر کہ نشیند خوئے آن پذیرد ؎

گر در دل تو گل گذرد گل باشی
در بلبل بیقرار، بلبل باشی

تو جزوی و حق کل است گر روزے چند
اندیشہ کل پیش کنی کل باشی

ہم نے عرض کیا کہ مولوی صاحب یہ جزو کل اور گل و بلبل بننا تو اپنا ہی تصور ہے جو چاہا سو بن گئے پس کیوں اس بکھیڑے میں پڑے اصل میں جو کچھ ہے وہی کیوں نہ بنا رہے یہ بات سنکر مولوی صاحب چپ ہو رہے کچھ جواب نہ دیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شاہ ابوسعید صاحب دہلوی جب کسی کی زبان سے کلمات توحید سنتے تو خاموش ہو رہتے اور کچھ نہ کہتے مگر میاں غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو اگر کوئی ذکر توحید کرتا تو اس کو اپنی خانقاہ سے نکلوا دیا کرتے، اور فرماتے کہ اس مقام میں آدمی گمراہ ہو جاتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت دانیال علیہ السلام بسبب عدم اتباع امت کے خفا ہو کر پہاڑ پر جا بیٹھے ملک میں قحط سالی ہوئی لوگوں نے ان کو تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ لگا پیغمبر خدا کو دو روٹی صبح و شام فرشتے پہنچا جاتے اور مخلوق ہلاک ہوئی جاتی تھی نہایت عجز و انکسار سے دعا مانگی کچھ اثر نہ ہوا کیونکہ بارش کا ہونا پیغمبر خدا کی دعا پر منحصر تھا تب اللہ تعالیٰ نے ان کی روٹی موقوف کر دی دو چار روز تو صبر و ثبات سے بیٹھے رہے آخر پہاڑ سے اتر کر کسی بستی میں گئے اور ایک عورت سے روٹی مانگی اس نے جواب دیا کہ ہمارے گھر میں جتنے آدمی ہیں ہر ایک کے حصہ کی ایک ایک ہلکی چپاتی رکھی ہے اگر تم کو دی جائے تو ہم مرجائیں گے معاف فرمایئے انہوں نے بہت اصرار کیا ناچار اس عورت نے ہر ایک کی روٹی میں سے ایک ایک ٹکڑا توڑ کر حضرت کو دے دیا اس کا چھوٹا لڑکا جو آیا تو دیکھا کہ میری روٹی توڑ کر اس فقیر کو دے دی وہ رونے لگا اور پیٹ پیٹ کے مر گیا اس کی ماں رونے لگی حضرت پیغمبر صاحب بھی گھبرائے ان لوگوں سے کہا کہ اچھا

marfat.com

ہیں دعا کرتا ہوں، آپ نے دعا کی تو وہ لڑکا زندہ ہو گیا لوگ جان گئے کہ یہی پیغمبر وقت ہیں جو روپوش ہو گئے تھے فوراً پکڑ لیا اور کہا کہ تم بارش کے واسطے دعا کرو انہوں نے انکار کیا لوگوں نے ایک کوٹھڑی میں بند کر کے بھس کی دھونی کر دی جب دھوئیں کے مارے بہت دم گھبرایا تو فرمایا کہ اچھا مجھ کو چھوڑ دو اب میں دعا کر دوں گا لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ پہلے دعا کرو پھر رہائی ہوگی آخر تنگ آ کر دعا فرمائی بارش ہونے لگی اس وقت لوگوں نے اپنا قصور معاف کرایا۔ اس پر منشی فضل رسول صاحب نے سوال کیا کہ حضرت یہ کیا بات تھی اسی کی مخلوق اسی کی بارش رسول کا واسطہ کیا ضرور تھا ارشاد ہوا کہ رسول کی عظمت اور مرتبت منظور تھی ورنہ اس کا فعل کسی واسطہ پر موقوف نہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ابتداء میں حضرت بایزید بسطامی نے ایک دیگ کھانے کی پکائی صلاء عام دیا کہ جس کو جو کھانا مرغوب و مطلوب ہو اس میں سے نکال لے اور کھائے، چنانچہ تمام شہری اور مسافر لوگ ٹوٹ پڑے اور کھانے لگے لیکن دیگ تمام نہ ہوتی تھی اتفاقاً اسی روز ایک مسافر سرائے میں وارد ہوا حضرت نے مرید کو بھیج کر اس کی دعوت کی ہر چند اصرار کیا مگر اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں یہ کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ حضرت خود تشریف لے گئے اور کھانے کی تواضع کی اس نے کہا اچھا میں تو آدمی کا گوشت کھاؤں گا یہ بات سنکر حضرت بایزید چکرائے اور فرمایا خیر میرا گوشت جہاں سے چاہو کاٹ لو اور نوش کرو۔ مسافر بولا کہ واہ آپ بھی آدمی بن گئے ذرا اپنی جانب غور تو کیجئے انہوں نے بنظر بطون اپنی شکل کو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ بصورت طاؤس ہیں اس وقت مسافر نے کہا کہ ابھی تو خدا خدا کر کے مور کی صورت بنے ہو جب آدمی کی صورت نصیب ہوگی اس وقت دعویٰ کرنا بھلا ابھی سے کس برتے پر مخلوق خدا کو کھانا کھلاتے ہو یہ بات کہہ کر غائب ہو گیا۔ حضرت بایزید روئے اور فوراً دیگ توڑ پھوڑ کر پھینک دی غرض مردان خدا کے نزدیک کرامت بھی غایت کمال نہیں ہے۔

اے برادر بے نہایت درگہیست ہر چہ بر وے میرسی بر وے مایست

ایک روز ارشاد ہوا کہ راجہ کینتھل کو تعصب مذہبی بہت تھا ایک دفعہ اس کے دہاں کے

marfat.com

شاہ ولایت شاہ کمال الدین کیتھلی کی قبر کے اوپر چوکی لگا کر اشنان کیا اسی وقت مادۂ فالج گرا بہت گھبرایا اور نواب گنج پورہ کو چونکہ رسم دوستی تھی پیغام بھیجا کہ آپ کے شہر میں مسمیٰ رام سنیہی ایک گرد کیمیا گر رہتا ہے اس سے چاول بھر اکسیر لے کر بھجوائیے تاکہ میں مرض سے نجات پاؤں نواب نے بصد مشکل اس فقیر سے قدرے اکسیر لے کر بھجوائی راجہ کو وہم پیدا ہؤا کہ نہیں معلوم یہ اکسیر اصلی ہے یا نہیں اس لئے امتحان کرنا چاہیئے چنانچہ تانبے پر وہ مقدار اکسیر موافق ترکیب ڈالی گئی تو سونا بن گیا تب اس کو یقین ہؤا اور دوبارہ نواب سے درخواست کی یہاں کیمیا گر کو عالم خواب میں شاہ ولایت نے متنبہ کیا کہ راجہ کو سزا بے ادبی ملی ہے تم ہرگز اکسیر نہ دینا نواب صاحب نے اس فقیر سے پھر سوال کیا اس نے کہا کہ راجہ غضب الٰہی میں مبتلا ہے میں اس کو ہرگز دوا نہ دوں گا اگر آپ کو اپنی زمین کا گھمنڈ ہو تو میں آج ہی یہاں سے جاتا ہوں، نواب نے اس کی تسلی کی اور کہا کہ اگر یہ بات ہے تو مت دو ہم کو کیا غرض راجہ جیسے تو اپنے گھر کا ہے اس کے بعد جناب وقبلہ نے فرمایا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر کیسے کیسے ظلم ہوئے لیکن لشکر یزید کو کچھ سزا نہ دی اور شاہ ولایت نے راجہ کو فوراً گستاخی کا مزہ چکھا دیا کیا یہ ان سے کامل تھے پھر فرمایا کہ نہیں حضرت امام مرد میدان رضا اور تسلیم پر قضا تھے اور یہ بزرگ رضا و تسلیم میں ناقص۔

دریائے فراواں نشود تیرہ بسنگ　　　عارف کہ برنجد تنک آب ست ہنوز

ایک روز ارشاد ہؤا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر ایک راہ سے گذرا کسی غریب ماہی گیر کی لڑکی جو نہایت بدشکل و بد قوارہ تھی بڑی ہی شوق اور امنگ سے اس لشکر کی سیر کو دوڑی اس کی ہمجولیوں نے طعن کیا اور چھیڑا کہ یہ تو نور بھری صورت اور یہ اشتیاق تو تو ایسی گھبرا رہی کہ سلیمان کی بیوی ہی بن جائے گی اس غریب نے کچھ نہ کہا اور جل بھن کے چپ ہو رہی خدا کی قدرت کچھ دنوں بعد وہ انگشتری کہ جس پر اسم اعظم کندہ تھا حضرت سلیمان کے پاس سے دیو نے چرالی اور سلطنت ان کے قبض و تصرف سے نکل گئی اتفاقاً اسی ماہی گیر کے گھر میں آکر رہے جس کی وہ لڑکی تھی اور ماہی گیر کا پیشہ اس کے

marfat.com

ساتھ یہ بھی کرنے لگی وہ ہر روز ایک مچھلی ان کو دیا کرتی ان کی خصلت ماہی گیر کو ایسی پسند آئی کہ اپنی لڑکی کا نکاح اُن سے کر دیا، ایک دن اسی ماہی گیر کے جال میں تین مچھلیاں لگیں اپنی لڑکی کو صاف کرنے کے واسطے دیں اس نے مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو ایک انگشتری برآمد ہوئی سوچی کہ باپ کو دوں یا شوہر کو آخر سوچ بچار کر شوہر کی نذر کی حضرت نے اس کو لے لیا اور کہا الحمد للّٰہ پھر وہی سلطنت تھی اور وہی کارخانہ اور وہ دختر ماہی گیر جس کو ہمجولیوں نے طعنہ دیا تھا مشیت ایزدی سے سلیمان علیہ السلام کی بیوی بن گئی اب چھیڑنے والیاں شرمندہ ہوئیں اور اپنا قصور معاف کرایا۔

کسے در عمر خود نشنید ازیں سنجیدہ تر سخنے | کہ در میخانہ گفتے رند بے خود بے سروپائے
بزن جام و مرنجاں ہیچ چیزے را مشو منکر | کہ ہر مورے سلیمانیست و ہر جغدیست عنقائے

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت سلیمان کی خاتم گم ہو گئی تھی تو اس وقت بھی آپ نے الحمد للّٰہ کہا تھا کسی نے دریافت کیا کہ گم ہونے پر بھی الحمد للّٰہ اور پانے پر بھی الحمد للّٰہ اس میں کیا حکمت تھی آپ نے فرمایا کہ جب انگشتری گم ہوئی اور سلطنت جاتی رہی تو ہم نے اپنے دل کی جانب غور کی کچھ اندوہ و قلق نہ پایا اس لیے شکر ادا کیا اور جس وقت انگشتری ملی تو ہم نے دل کی حالت پر نظر کی کچھ خوشی اور مسرت نہ دیکھی ہم نے شکر ادا کیا کہ اس کھونے اور پانے کا کچھ اثر نہ ہوا اور استقلال میں فرق نہ آیا۔

نہ شادی داد سامانے نہ غم آورد نقصانے | بہ پیش ہمت ما ہر کہ آمد بود مہمانے
غم نہ کیجے غم کا اور شادی نہ کیجے عیش کی | دونوں حالت دیکھئے منہ سے نہ کچھ فرمائیے

ایک روز ارشاد ہوا کہ کماتا کوئی ہے اور کھاتا کوئی جس کے مقدر میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کو ملتا ہے ایک پیر جی کو مہوسی کی دھت تھی ہزاروں نسخہ جمع کر لیے اور مدتوں پھونکا پھالکی کرتے رہے اکسیر نہ بنی اتفاقاً ایک نئے مرید نے پیر سے استدعا کی کہ کوئی ترکیب کیمیا کی ارشاد ہو جائے انہوں نے بے تکلف اپنی بیاض اس کے سامنے رکھ دی کہ جس نسخہ کو تیرا جی چاہے نقل کر لے اس نے ایک نسخہ انتخاب کر لیا اور اس کو آزمایا تو ٹھیک نکلا سونا بنا کر پیر جی کو بھی دکھلایا اور ان کے کمال کا نہایت اعتقاد اس کے دل میں پیدا ہوا

marfat.com

سونا دیکھ کر پیر جی کی آنکھیں کھل گئیں مرید سے پوچھا کہ یہ کونسا نسخہ تھا اس نے بجز اس بات کچھ نہ بتلایا کہ آپ ہی کی کتاب کا نسخہ ہے پیر جی نے بہت التجا کی لیکن پتہ نہ دیا ؎

کیمیا گر بغصہ مردہ و رنج　　ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک گرو نے اپنے چیلہ سے بعد تعلیم کے کہا کہ فلاں پہاڑ میں ایک تالاب ہے اس کے اندر سے ایک رنگین ہاتھ کسی معشوقہ حور تمثال کا چیت کے مہینے پہلی تاریخ نکلتا ہے اس کی ہتھیلی پر ایک زمردیں انگور رکھا ہوتا ہے اگر وہ کسی کے ہاتھ لگ جائے تو کیا کہنے اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کو کھا کر جہاں چاہے اڑتا پھرے اور روئے زمین کے تمام خزانے اس پر عیاں ہو جاتے ہیں اور دل مثل آفتاب منور ہو جاتا ہے لیکن اس کا ہاتھ آنا نہایت مشکل ہے جب اس کو کوئی لینا چاہے تو وہ نازنین لینے والے کا ہاتھ ایسا زور سے پکڑتی ہے کہ پھر چھوٹ نہیں سکتا پانی میں کھینچ کر اس شخص کو لے جاتی ہے مگر ہاں کوئی صاحب ہمت ہو تو کچھ دشوار نہیں ہمت مرداں مدد خدا اَلْھِمَّۃُ اِسْمُ الْاَعْظَمِ ؎ جب اس گرو کا انتقال ہو گیا تو وہ شخص اس جستجو میں تالاب پر پہنچا وقت مقررہ پر وہی ہاتھ جو گرو نے بتلایا تھا نکلا لیکن اٹھانے کی ہمت نہ بندھی سوچا کہ کسی پہلوان کو لاؤں چنانچہ ایک بڑا شہ زور پہلوان نوکر رکھا سال بھر تک خوب اس کو کھلایا پلایا جب وقت معین قریب آیا تو اس کو تالاب کے کنارے لے گیا ایک شخص تماشائی بھی ان کے ساتھ ہو لیا جب ہاتھ نکلا تو پہلوان سے کہا کہ اسی کام کے لیے تجھ کو نوکر رکھا ہے یہ انگور جس طرح بنے اٹھا لے پہلوان نے ہاتھ ڈالا جھٹ اس معشوقہ کے ہاتھ نے پہلوان کا ہاتھ پکڑ لیا بہت دیر تک زور آزمائی ہوتی رہی آخر وہ معشوقہ پہلوان کو کھینچتی ہوئی تہ کو لے گئی یہ دونوں کف افسوس ملتے رہ گئے تماشائی نے فقیر سے اس انگور کے اوصاف دریافت کئے غرض فقیر تو مایوس ہو کر چل دیا مگر تماشائی دھونی مار کر وہیں بیٹھ گیا جب وہ تاریخ آئی تو ہاتھ

؎ یعنی ہمت اسم اعظم ۱۲ ٭٭٭

marfat.com

برآمد ہوا یہ شخص کنارہ پر آیا اور کہا کہ یہ ایک طلسم ہے دور سے انگور نظر آتا ہے اگر سچ ہے تو ہمارے قریب لاؤ تاکہ خوب دیکھ بھال کر اس کے اٹھانے کو ہاتھ ڈالیں وہ ہاتھ قریب تر آگیا اس شخص نے خوب دیکھ بھال کے اور تاک لگا کے اس معشوقہ کے ہاتھ کے نیچے اپنا ہاتھ لے جا کر ایک تھپکی دی کہ انگور اچھل کر باہر آپڑا اور جھٹ دوڑ کر اٹھا لیا تالاب کے اندر سے آواز آئی کہ او دغاباز تو نے بڑا فریب کیا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائے گا اس نے فوراً وہ انگور کھا لیا اور راہ کر چل دیا غرض یہ ہے کہ جن کی قسمت میں نہ تھا وہ تو ڈوب کے مر گئے اور جس کے نصیب میں تھا اس نے ایسی آسانی سے حاصل کر لیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ سات مسافر چلے جاتے تھے یکایک گھٹا امڈی اور آسمان پر چھا گئی بجلی کوندنے لگی بادل گرجنے لگا ترشح شروع ہو گیا ناچار مسافروں نے پہاڑ کی ایک کھوہ میں پناہ لی لیکن بجلی دمبدم اس غار میں آتی اور واپس چلی جاتی تھی سب نے خیال کیا کہ بھائی ہم میں سے کسی نہ کسی کی قضا آئی ہے ایسا نہ ہو کہ ایک کے بدلے سب ہلاک ہو جائیں مناسب ہے کہ ایک ایک آدمی غار سے باہر نکلے جس کی قضا ہے اس کو بجلی مار لے گی چنانچہ ایک نکلا دوسرا نکلا غرض چھ آدمی باہر آگئے ساتویں کو غار کے اندر ہی بجلی نے جلا دیا۔ غرض یہ کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ تو ہر حال ہو کر رہتا ہے ؎

ان ہونی ہونی نہیں ہونی ہو سو ہونی   لاکھ سیان پت کوڑھ بدھ کر دیکھے جو کوئی

دو چیز محال عقل است خوردن بیش از رزق مقسوم و مردن پیش از وقت معلوم۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ؁

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا لنگر خانہ تھا انواع اقسام کے کھانے پکتے اور غرباء و مساکین کھاتے ایک دن ایک مہمان آپ کے

؁ یعنی پھر جب پہنچا ان کا وعدہ نہ دیر کریں گے ایک گھڑی اور نہ جلدی کریں گے ۱۲ ٭ ٭ ٭

marfat.com

دستر خوان پر کھانا کھا کر مسجد میں گیا وہاں دیکھا کہ ایک مرد خدا خوش صورت و خوش سیرت جو کے ستو سے روزہ افطار کر رہے تھے اس شخص نے کہا کہ حضرت یہاں ایک امیر کا لنگر جاری ہے مسافرین کے لیے صلائے عام ہے آپ بھی چلئے اور کھانا تناول فرمایئے انہوں نے جواب دیا کہ میاں ہماری قسمت میں تو یہی ستو لکھے ہیں پھر وہ مہمان حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسافر مسجد کا حال سنایا اور کہا کہ آپ ان بزرگ کے لیے مسجد میں کھانا بھجوا دیں۔ حضرت امام آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ میرے والد ماجد ہیں یہ سب ان کے ہی دم قدم کی برکت ہے لیکن وہ سلطان تسلیم و رضا اور مرد میدان فقر و فنا ہیں، دنیا کا عیش اُن کی نظر میں ہیچ ہے۔

غمگین مشو کہ دولت شد شد نہ شد نہ شد — ایں پنج روزہ حشمت شد شد نہ شد نہ شد
ہمت بلند گردان اقبال دین بکن! — نیا برائے شوکت شد شد نہ شد نہ شد

حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاں تو یہ فراخی اور وسعت تھی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاں ہمیشہ فقر و فاقہ اور تنگ دستی رہتی تھی لیکن حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے کبھی نہ ان کو وسعت لباس و طعام کی ممانعت فرمائی نہ ان کو ناز و نعم کی رغبت دلائی کیونکہ آپ مرضی الٰہی سے آگاہ تھے کہ ان کے لیے تقدیر ازلی میں یہی ہے کہ عیش و عشرت سے بسر کریں اور ان کے حق میں منشاء الٰہی یوں ہے کہ تنگی و عسرت کے عالم میں صبور و شکور رہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت علی رضی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو لوگوں نے چین نہیں لینے دیا اگر حضرت کے زمانہ میں تزلزل واقع نہ ہوتا تو لوگوں کے سینے معرفت سے پھاڑ دیتے۔ ایک شخص مکان کا قبالہ لکھانے آیا تو آپ نے یوں تحریر فرمایا ھٰذَا[1]

---

[1] یہ خرید نے والا میت ہے میت سے ایک مکان گھر ہے وہ مذنبین اور غافلین کے شہر میں حد اول اس کی پہنچتی ہے موت تک دوسری حد اس کی قبر تک تیسری حد حساب تک چوتھی حد اس کی طرف جنت کی ہے یا طرف دوزخ کی ۱۲ ۞ ۞ ۞

marfat.com

مَا اشْتَرَىٰ مَيِّتٌ مِنْ مَيِّتٍ دَارٌ فِي بَلْدَةِ الْمُذْنِبِينَ وَسِكَّتِهِ الْغَافِلِينَ
الْحَدُّ الْاَوَّلُ مِنْهَا مُنْتَهِيٌ اِلَى الْمَوْتِ وَالثَّانِي اِلَى الْقَبْرِ وَالثَّالِثُ اِلَى
الْحِسَابِ وَالرَّابِعُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ ——

—— بھلاجب یہ سمجھا ہو تو سلطنت کے کام کیسے چلے اور سلطنت کے لیے رعب و سطوت بھی امر ضروری ہے آپ کے دل میں تو شان رحم غالب تھی اسی جہت سے سلطنت میں فتور پڑا جب جانتے کہ امیر معاویہ رض حضرت عمر رض کے زمانہ میں کان ہلاتے ایک بار حضرت عمر رض نے تکلف و تزئین کی بازپرس کے واسطے ان کو طلب کیا تھا خوف کے مارے تھرا گئے، بدن کانپنے لگا عذر و معذرت کر کے جان بچائی ورنہ بیخ و بن تک اکھاڑ ڈالتے. حضرت علی مرتضیٰ کی یہ کیفیت تھی کہ جب حضرت امیر معاویہ رض نے آپ سے جنگ کی اور کنارۂ دریا پر قبضہ کیا تو آپ کے لشکریوں کا پانی بند کر دیا لشکر والوں نے حملہ کیا اور اس مقام سے غنیم کو ہٹا دیا آپ نے اہل لشکر سے ارشاد کیا کہ جیسے تم پر پانی بند کیا تھا تم انکا پانی نہ بند کرو. اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا لَيْسُوْا بِكَفَرَةٍ وَلَا بِفَسَقَةٍ کسی شخص نے حضرت علی مرتضیٰ رض سے سوال کیا کہ کیا سبب ہے کہ خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں نظم و نسق بخوبی رہا اور آپ کے عہد میں تزلزل واقع ہوا آپ نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے مشیر ہم تھے اور ہمارے مشیر تم ہو.

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شیعہ تھے کہنے لگے کہ حضرت رسول اللہ صلعم کے پاس جبرئیل علیہ السلام ایک بار آتے تھے تو حضرت علی رض کے پاس دو بار آتے تھے میں نے کہا کہ ہاں درست ہے خود رسول خدا نے فرمایا ہے اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا جبکہ شہر میں کوئی ایک بار آئے گا تو بالضرور دروازہ سے دو بار گذریگا لیکن اس سے دروازہ کو شہر پر کوئی فضیلت نہیں ہو سکتی یہ بات سنکر وہ صاحب خاموش ہو رہے.

لہ ہمارے بھائی ہیں بغاوت کی ہم پر نہ وہ کافر ہیں نہ فاسق ۱۲

ایک روز ارشاد ہوا کہ جس زمانہ میں شجاع الدولہ ایران سے چل کر دہلی میں پہنچا ہے تو اس کے پاس سوائے ایک خنجر کے اور کچھ نہ تھا چوک کے بازار میں چلا جاتا تھا کہ ایک دیوانہ سا فقیر بولا ایک ٹکے میں وزارت اور دو ٹکے میں بادشاہی بکتی ہے جس کو لینی ہو لے لو۔ شجاع الدولہ یہ صدا سنکر اپنا خنجر ایک بنئے کے پاس لے گیا اور کہا کہ ایک ٹکہ میں گرو رکھ لے اس نے کہا کہ صاحب میں ایسی بیش قیمت چیز ایک ٹکہ میں نہیں رکھ سکتا آپ یوں ہی لے جائیے ایک ٹکہ اٹھا کر حوالہ کیا اس نے لا کر فقیر کو دیا وہ بولا کہ وزارت مبارک یہاں سے جاتے ہی شاہی ملازمت میں داخل ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد منصب وزارت پر پہنچ گیا۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ بھلا ہم پوچھتے ہیں اس فقیر نے سوائے شجاع الدولہ کے اور کوئی دس بارہ آدمی بھی وزیر یا بادشاہ بنا دیے اصل بات یہ ہے کہ جس کے مقدر میں وزارت تھی اس کے واسطے فقیر کی زبان بھی ہلی اگر کسی دوسرے کے لیے دعا کرتے بھی تو کیا ہوتا ابوجہل کی قسمت میں کفر تھا ہر چند کوشش ہوئی لیکن استدعا رسول ؐ بھی مقرون باجابت نہ ہوئی ؎

سوزن تدبیر ساری عمر گر سینی رہے رخنہ تقدیر کو ممکن نہیں کرنا رفو

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک خواجہ سرا بادشاہ دہلی کی طرف سے پانی پت کا عامل مقرر ہوا کسی وجہ سے اس نے مبارز خان کو جو کہ قلندر صاحب کے محبوب تھے طمانچہ مارا یہ خبر قلندر صاحب کو پہنچی آپ نے ناراض ہو کر شاہ دہلی کو یہ رقعہ لکھا۔

شحنہ دہلی را اعلام آنکہ۔ پس دریدہ بیش بریدہ ناحق طپانچہ بر روئے درویش کشیدہ چنانچہ فریادش باسمان رسیدہ یا بجایش دیگری بفرست ورنہ بجائے تو دیگرے رسیدہ بادشاہ یہ رقعہ پڑھ کر ڈر گیا اور فوراً اس کے بجائے دوسرا عامل تبدیل کر دیا لیکن جو مرضی الٰہی ہوتی ہے اس میں کوئی پیر یا پیغمبر دم نہیں مار سکتا۔ جب نادر شاہ وارد پانی پت ہوا تو اس نے سنا کہ قلندر صاحب کے مزار پر کئی من چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے زیارت کے بہانہ سے آیا اور کٹہرا اکھڑوا کر لے گیا اس کو گمان گذرا کہ شاید قبر شریف

marfat.com

بھی چاندی کی ہے ایک ہاتھ تلوار کا مارا غلاف کٹ گیا قبر پر خط پڑا چنانچہ ابتک نشان موجود ہے اس غارت گری کے بعد نادر شاہ نے کہا کہ قلندر پہلے تو قلندر نہ تھا مگر اب میں نے قلندر بنا دیا اس بات کو سُنکر حاضرین مجلس میں سے ایک شخص بولا کہ حضرت اس گستاخی کی سزا قلندر صاحب نے نادر شاہ کو کچھ ندی آپ نے فرمایا کہ خلاف مشیت ایزدی کوئی کچھ نہیں کر سکتا دیکھو کربلا میں کیا معرکہ گذرا پیغمبر خدا صلعم اور علی مرتضٰی رضہ کے نور چشم و لخت جگر کا گلا کاٹا گیا مگر تقدیر الٰہی میں کچھ دخل نہ دے سکے پھر قلندر صاحب نادر شاہ کو کیا سزا دیتے حکم الٰہی اسی طور سے صادر ہو چکا تھا اگر مرضی خدا نہ ہوتی تو جس پادشاہ کے نام رقعہ لکھا تھا اس کے حق میں بھی کچھ نہ کر سکتے يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ سے

ادست مر ہر پادشاہ را پادشاہ　　　حکم او را یفعل اللہ ما یشاء

ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی مقام میں ایک درخت پیپل کا تھا اکثر لوگ اس کی پرستش کیا کرتے تھے ایک مرد متقی کو برا معلوم ہوا رات کے وقت کلہاڑا لے کر کاٹنے کو جا چڑھا اس نے ایک دو ہاتھ مارے تھے کہ ایک خوبصورت عورت نظر آئی اور کہا کہ تو یہ خیال چھوڑ دے اور ایک اشرفی روز لے لیا کر وہ متقی دام طمع میں پھنس گیا اور ایک اشرفی گرہ میں باندھ وہاں سے چل دیا دوسرے دن اشرفی لینے آیا تو وہاں کچھ نہ پایا پھر کلہاڑا سنبھالا اور کاٹنے کا ارادہ کیا تو آواز آئی کہ خبردار تیری گردن توڑ دی جائے گی اگر پتا بھی توڑا، پوچھا کیوں کہا کہ جب تو تیری نیت خالصاً للہ تھی اور اب اشرفی کے لالچ سے تو نے یہ ارادہ کیا ہے جا اپنی راہ لے سے

طمع را سہ حرف است ہر سہ تہی　　　ازاں نیست مر مطمعان را بہی

ایک روز ارشاد ہوا کہ لاہور میں ایک مسلمان راجہ رنجیت سنگھ کا ملازم تھا وہ حضرت غوث الاعظم کی گیارہویں کیا کرتا تھا ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ اُسکو کچھ میسر نہ آیا ناچار گائے جو اس نے پال رکھی تھی ذبح کر ڈالی اور فاتحہ کے لیے کھانا

marfat.com

پکایا ایک ہمسایہ برہمن چبل کا دن کو بجوم دیکھ کر تاڑ گیا اور اس کو آکر دھمکایا کہ تو نے گائے ذبح کی ہے راجہ کو خبر دیتا ہوں اس نے بہت منّت سماجت کی کہ میں نے عالم مجبوری میں یہ کام کیا ہے اور خیر اب تو مجھ سے خطا ہو گئی تو معاف کر کچھ تو حق ہمسائیگی کا لحاظ کر تیرے ہاتھ کیا آئے گا میں مفت میں مارا جاؤں گا اس برہمن نے ایک نہ سُنی اور کہا کہ میں ضرور تجھ کو سزا دلاؤں گا اب دربار میں جا کر دوہائی دیتا ہوں جب اس نے دیکھا کہ دشمن کسی طرح نرم نہیں ہوتا کسی بہانہ سے اسکو الگ لے گیا اور ایک ہاتھ تلوار کا ایسا چھوڑا کہ برہمن کے دو ٹکڑے ہو گئے جب آدھی رات ڈھلی تو اُس کی نعش کو گٹھری میں باندھ دریائے راوی میں پھینکنے کے لیے چلا اتفاق سے رات بہت تھی دروازۂ شہر پر پہرہ والوں نے روکا کہ کون جاتا ہے جواب دیا کہ دھوبی ہوں ان کو شک ہُوا گٹھری ٹٹولی تو آدمی کی نعش معلوم ہوئی فوراً گرفتار کر لیا اور صبح کو راجہ کے سامنے پیش کیا اظہار کے وقت راجہ نے کہا کہ ہم کو سچ پسند ہے جو سچی بات ہے بیان کرو اس نے کہا کہ صاحب خبر جو ہو سو ہو میں بھی سچ سچ کہہ دیتا ہوں آئندہ آپ کو اختیار ہے جو سزا چاہے دیجیے یہ کہہ کر تمام ماجرا راست راست بیان کر دیا۔ راجہ بولا کہ اس کیفیت کے سُننے سے ہمارے دل کو یقین حاصل ہو گیا۔ در حقیقت تیرا اظہار ٹھیک ہے تو نے سچ بات ظاہر کر دی اور ہم بھی سچ ہی کے طالب ہیں جا تیرا قصور معاف کیا یہ برہمن اسی قابل تھا۔ کیونکہ اس نے حق ہمسائیگی اور تیری منت و عاجزی کا کچھ پاس و لحاظ نہ کیا اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُهْلِكُ۔

ایک روز ارشاد ہُوا کہ ایک سید صاحب راجہ بھرتپور کے ہاں سواروں میں نوکر تھے عید الضحیٰ کے روز سیّد نے گائے قربانی کی، کسی مخبر نے راجہ کو خبر دی پکڑے گئے حکم ہُوا کہ کل صبح کو توپ سے باندھ کر اڑا دو غریب سیّد نے حوالات میں دیوان حافظ سے فال دیکھی تو یہ مصرع برآمد ہُوا ع

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

marfat.com

خیال کیا کہ ایسا کون غیب سے آئے گا جو مجھ کو موت کے پنجہ سے چھوڑائے گا خدا کی شان نصف شب کے بعد راجہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا صبح دم سید کے قتل کی خبر مشہور ہوئی شدہ شدہ رانی کے کان میں بھی اس کی بھنک پڑی اس نے جلدی سے راجہ صاحب کو بلوا کر کہا کہ خدا نے اپنے فضل و کرم سے یہ ایسا مبارک دن ہم کو دکھلایا ہے کہ جس کا شکر ہم سے ادا نہیں ہو سکتا اگر آج تمام خزانہ خالی کر دیں اور سارے قیدیوں کو اس خوشی میں رہائی دیں تو بھی کم ہے لیکن بڑے حیف کی بات ہے کہ آج کے دن آدمی کی ہتیا ہو اور اشرف المخلوقات ایک حیوان کے بدلے میں مارا جائے یہ بدشگونی اور ناشکری تو ہرگز مناسب نہیں۔ راجہ نے اسی دم سوار دوڑا دیئے اور سید کو بلا کر فہمائش کی کہ جاؤ پھر ایسا نہ کرنا جب اگلے برس عید الضحیٰ آئی تو سید صاحب نے پھر گائے ذبح کی پکڑے گئے اور مثل سابق حکم قتل صادر ہوا پھر خیال دیکھی وہ ہی مصرعہ برآمد ہوا۔ اب سید کو انتظار ہوا کہ دیکھئے آپ کی دفعہ کون آتا ہے اور ہم کو رہائی دلاتا ہے۔ قدرت خدا اسی شب کو نواب لکھنؤ بھرتپور میں داخل ہوئے یہ ماجرا سنا اور راجہ سے کہلا بھیجا کہ بات مناسب نہیں کہ حیوان کے بدلے انسان کا قتل ہو خیر تمہارے سواروں میں ایک گستاخ بھی ہی مگر یہ شخص بڑا بہادر معلوم ہوتا ہے اس کی قدر کرو شاید کسی وقت کام آئے اور اس کے جوہر کھلیں راجہ نے خون معاف کیا اور سید سے کہا کہ جاؤ تم کو عید کے دن کی قربانی معاف ہے پھر جو عید آئی تو سید صاحب نے گائے کی قربانی نہ کی راجہ نے بلا کر سبب پوچھا کہا کہ جب آپ نے نفسانیت اور ضد چھوڑ دی تو میں نے بھی انسانیت اختیار کر لی یہ بات راجہ کو پسند آئی اس کو اپنے محلات کا داروغہ مقرر کیا اور معتمدین میں داخل فرمایا جب بھرتپور پر جنگ ہوئی تو وہ سید بھی ایک حصہ لشکر کا سردار تھا نہایت جوانمردی سے لڑا اور جب تک زندہ رہا بھرتپور کو فتح نہ ہونے دیا آخر کار جب توپ کے گولہ سے اڑ گیا تو قلعہ بھی فتح ہو گیا حقیقت میں بڑا بہادر آدمی تھا

ایک روز کسی شخص نے خدمت مبارک میں عرض کیا کہ حضرت جب یہ قاعدہ مسلم ٹھہرا

marfat.com

کہ ہر امر وابستۂ تقدیر الٰہی ہے تو پیر و مرشد کی کیا ضرورت ہے اور وہ معاملات مقدر میں کیا تصرف کر سکتا ہے اس وقت ارشاد ہوا کہ یہ تو بجا اور درست ہے کہ پیر تقدیر میں کچھ تغیر نہیں کر سکتا لیکن پیر باخبر کی تدبیر بھی موافق تقدیر ہوتی ہے اور طالب کو غایت تقدیر تک پہنچا دیتا ہے چنانچہ

نقل ہے کہ کسی شہر میں ایک بڑا امیر کبیر تھا اس کے مکان پر ایک بزرگ رہا کرتے تھے امیر کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس بزرگ نے سر رشتۂ تقدیر سے اس لڑکے کا مقدر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک گھوڑا ہمیشہ اس کے تھان پر رہا کرے گا پھر اس امیر کے گھر دوسرا لڑکا پیدا ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ چڑی مار ہوگا پھر اس کے گھر ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کا حال منکشف ہوا کہ یہ بیوہ ہوگی بازار میں بیٹھے گی اور ہر شب ایک مرد اس کے پاس رہا کرے گا وہ فقیر وہاں سے چلا گیا اور ایک مدت کے بعد اس شہر میں آیا اور اس امیر کا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ سب کارخانہ درہم برہم ہوگیا ہے ایک لڑکا تو سوار دس پانچ روپوں کا نوکر ہے اور دوسرا لڑکا چڑی کا پیشہ کرتا ہے اور اس کی لڑکی بازار میں بیٹھ گئی ہے وہ فقیر یہی حال سنکر بڑے لڑکے کے پاس گیا اگرچہ خود محتاج تھا مگر فقیر کی خدمت نان خشک سے کرتا رہا چند روز کے بعد فقیر نے ہدایت کی کہ تو نوکری چھوڑ دے اور گھوڑا اپنا بیچ ڈال اس کو طرح طرح کے خیال پیدا ہوئے لیکن فقیر کا معتقد ہوگیا تھا ایسا ہی کیا گھوڑا اچھے داموں کو بکا اگلے دن باجازت درویش ایک کم قیمت ٹٹو خریدا اور بیچ ڈالا یہی کام کرتا رہا چند روز میں مالامال ہوگیا فقیر نے کہا بس تم یہی کام کرو تمہارا تھان گھوڑے سے خالی نہ رہے گا روز خریدو اور بیچو اب ہم جاتے ہیں۔ پھر دوسرے لڑکے یعنی چڑی مار کے گھر گیا اس کی کیفیت دریافت کی اور کہا کہ جب شکار کے لیے جاؤ ہم کو ساتھ لے چلو۔ دوسرے روز دونوں جنگل میں پہنچے اور جال لگا دیا فقیر نے کہا کہ جب تک شاہ باز تیرے جال میں نہ آوے کھینچو مت وہ بولا کہ حضرت بھلا میری تقدیر ایسی کہاں دو آنہ روز بھی مل جاویں تو غنیمت ہیں فقیر نے سمجھایا کہ خیر تو دیکھ تو سہی۔ غرض بہت سے جانور آئے اور نکل گئے وہ چپ چاپ

marfat.com

بیٹھا رہا آخر شام کے وقت ایک شہباز جال میں آہی پھنسا چڑی مار نہایت خوش ہؤا اور سو روپیہ کو وہ جانور بیچا فقیر نے کہا کہ یہ میری بات یاد رکھ جب تک شہباز ہی تیرے دام میں نہ پھنسے دوسرے جانور کو نہ پکڑنا چند روز میں وہ بھی اس طریقہ سے خوشحال اور دولت مند ہو گیا اس کے بعد وہ بیسوا عورت کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ آج یہ کام کر کہ جب تک کوئی سو روپیہ ایک شب کے تجھ کو نہ دے اس کے پاس مت جا وہ بولی میاں صاحب میری دو آنہ کی اوقات چھوٹا منہ بڑی بات بھلا مجھ کو سو روپیہ والا کیوں پوچھے گا فقیر نے کہا کہ خیر اس کا تجربہ کر دیکھ اس نے تعمیل حکم کی اور جو خواہشمند آیا اس سے سو روپیہ مانگے لوگوں نے کہا کہ تیری عقل ماری گئی ہے آخر آدھی رات کے قریب کوئی امیر آنکھوں کا اندھا گانٹھ کا پورا آہی پھنسا سچ ہے ؎

مرد مفلس را خدا زر مید ہد	قحبہ زن را ہر شبے زر مید ہد
بے مگس ہرگز نماند عنکبوت	رزق را روزی رسان پر مید ہد

چند روز میں وہ عورت بھی مالدار ہو گئی فقیر نے وصیت کی کہ سو روپیہ سے کم قبول نہ کیا کر تجھ کو کوئی نہ کوئی مل ہی جایا کرے گا وہ بولی کہ حضرت آپ تو بزرگ آدمی ہیں کچھ ایسی ہمت اور دعا کیوں نہیں فرماتے کہ میں اِن افعال شنیعہ کی ملّت سے پاک ہو جاؤں انہوں نے جواب دیا کہ سنو صاحب ہم تقدیر شکن نہیں ہیں یہ تو جو کچھ ہو رہا ہے مٹ نہیں سکتا اگر خدا کی طرف توجہ ہے تو اسی حال میں وہ بھی ہی یہ کہہ کر رخصت ہو گئے البتہ پیر باخبر نے ہر ایک کو تحصیل دولت و مال کی ہدایت اسی راہ سے کی جو اس کے لیے مقدر تھا پس تقدیر کا بدل دینا پیر کا کام نہیں بلکہ پیر دانا طالب کو اسی راہ سے منزل مقصود کی رہنمائی کرتا ہے جو اس کے لئے مقدور مقسوم ہے۔

ایک روز راقم حاضر خدمت تھا آزادی اور بے تعلقی کا تذکرہ ہونے لگا آپ نے فرمایا

حیات خوش حیات خوش کسے راست	کہ دنیا را بدنیا دار بسپرد !!
تکلف گر نباشد خوش توان زیست	تعلق گر نباشد خوش توان مرد

marfat.com

بے تعلق زیستن خود زیستن ∴ با تعلق زیستن نگریستن !!

بگیر رسم تعلق دلا چو مرغابے ∴ بود در آب چو برخاست خشک پر برخاست

گیرم کہ سریت از بلور و یشم است ∴ سنگش داند ہر آنکہ او را چشم است

ایں مسند قاقم و سمور و سنجاب ∴ در دیدۂ بوریا نشیناں پشم است

میاں سرمد صاحب اور ہرے بھرے صاحب دونو ایک جگہ بیٹھے تھے سرمد صاحب نے یہ شعر پڑھا ؎

بود درد سر ما بر سر ما افسر ما ∴ شد کلاہ نمدی صندل درد سر ما

اس کے جواب میں میاں ہرے بھرے صاحب نے فرمایا ؎

کے کشد بار کلاہ نمدی را سر ما ∴ ہست موئے سر ما بر سر ما افسر ما

سچ ہے جو لوگ بے تعلق ہوتے ہیں بڑے مزے سے زندگی بسر کرتے ہیں ؎

زیر بار اند درختاں کہ تعلق دارند ∴ اے خوشا سرو کے از بار غم آزاد آمد

ایک روز راقم حاضر خدمت ہوا جناب قبلہ نے یہ قطعہ ارشاد کیا

کسے در عمر خود نشنید ازیں نخیدہ تر سخنے ∴ کہ در میخانہ گفتے زندیے خود سر و بائے

بزن جام و مرنجاں ہیچ چیز را کہ مشو منکر ∴ کہ ہر موئے سلیمان است و ہر جغد ست عنقائے

پھر فرمایا کہ ہم اجمیر شریف میں عرس دیکھنے گئے تو بانواؤں کا گروہ ماہی مراتب لے کر نکلا ان کی گفتگو ہم کو بہت پسند آئی ایک عجیب کیفیت تھی سر گروہ کے آگے پیچھے دائیں بائیں چار آدمی ہیں پچھلا آدمی کہتا ہے ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است ∴ از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

اگلا آدمی بولتا ہے

کعبہ بنگاہ خلیل آذر است ∴ دل گذرگاہ جلیل اکبر است

بائیں طرف والا آواز لگاتا ہے۔

کعبہ ہر چندے کہ خانہ بر او ست ∴ دل نگر ایں نیز خانہ سر او ست

اپنی طرف والا ندا کرتا ہے کہ

marfat.com

تا بکرد آن خانہ را در ویے نرفت   واندرین خانہ بجز آن حی نرفت

سب کے بعد سرگردہ صاحب فرماتے ہیں ؎

گر ہمیدانی کہ در ہر دل خدا است   پس ترا تعظیم ہر دل مدعا است

ایک روز حافظ سید اکبر صاحب مخدوم زادہ پانی پتی نے خدمت مبارک میں عرض کیا کہ حضور دہلی میں دربار قیصری منعقد ہوا ہے ایک مجمع کثیر اور تماشا بے نظیر ہوگا بہت لوگ جاتے ہیں میرا بھی ارادہ ہے کہ جاؤں کیا حضور کا جی اس سیر کو نہیں چاہتا اس بات کے جواب میں ارشاد ہوا کہ میاں سید اکبر آپ نے دربار قیصری کا تماشا بڑا سمجھا ہوگا ذرا دربار الٰہی کا جلسہ تو دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ تُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ[۱] اگر یہ تماشا کم ہو تو وہاں چلیں ؎

عمر بھر وحشت میں گر صحرا نوردی کی تو کیا   سیر کے قابل جو تھا دل کا بیابان رہ گیا

وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ[۲] کتاب مبین سے مراد جسم انسانی ہے اللہ تعالیٰ نے جسم انسان میں دونو جہان پیدا کر دیئے ہیں یہ کیا کم ہے جو دوسری جگہ جاویں

ایک روز کسی شخص نے صحبت فقراء کا انکار کیا۔ جناب قبلہ نے فرمایا کہ ہاں سچ ہے۔

فائدہ کیا کرے صحبت جو نہو استعداد   باغ میں جا کے کبھی زاغ خوش الحان نہ ہوا

مگر صحبت کی تاثیر بھی ضرور ہوتی ہے ؎

پسر نوح با بدان بہ نشست   خاندان نبوتش گم شد
صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند

---

[۱] تو لادے رات کو دن میں اور تو لادے دن کو رات میں اور تو نکالے مردہ جیتے سے اور تو نکالے جیتے مردہ سے اور تو رزق دے جسکو چاہے بیشمار ۱۲ [۲] ہرا نہ سوکھا جو کھلی کتاب میں نہیں ۱۲ ⁂

marfat.com

وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّجْلِسَ مَعَ اللّٰهِ فَلْيَجْلِسْ مَعَ الْفُقَرَاءِ[1] یعنی صحبت فقراعین مجلس الٰہی ہے۔ ہم نے باربری میں دیکھا کہ ایک کتّے کو ہڑک اُبھری مالک نے آم کے درخت سے باندھ دیا جب ہڑک کا زور ہوا تو وہ درخت کو بھنبوڑتا آخر تین دن میں کتّا مر گیا اور مہینہ بھر کے بعد وہ درخت بھی خشک ہو گیا اس شخص نے درخت کاٹا اور جلانے کے لیے گھر لے آیا جس کو اس کی لکڑی کا دھواں لگا اس کو بھی ہڑک ابھری بھلا جب باولے کتّے کی یہ تاثیر ہے تو کیا فقیروں میں اتنا بھی اثر نہیں، پیر کامل کی تعلیم کبھی ضائع نہیں جاتی کبھی نہ کبھی اس کا ظہور ہوتا ہے ؎

مردان خدا خدا نباشد لیکن ز خدا جدا نباشد

ایک روز کسی شخص نے آن کر عرض کیا کہ حضرت میرے نزدیک تو دنیا میں کوئی کامل اور مرد خدا نہیں ہے اس وقت ارشاد ہوا کہ ہاں تم سچ کہتے ہو اگر کوئی ہندوستان کا باشندہ کہے کہ دنیا میں کوئی مسلمان بادشاہ نہیں تو وہ سچا ہے اس لیے کہ اس نے اپنے ملک میں کبھی نہیں دیکھا لیکن جو لوگ ملک روم میں رہتے ہیں اور سلطان روم کو دیکھتے ہیں بھلا وہ اس بات کو کب تسلیم کریں گے کہ کوئی مسلمان بادشاہ نہیں ہے۔

ایک روز کسی شخص نے کہا اولیاء اللہ سے کچھ فیض نہیں ہو سکتا بعد مردن مثل جماد ہو جاتے ہیں اس وقت ارشاد ہوا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی، دکن میں ایک فاحشہ عورت مر گئی تھی جنگل میں دفن کی گئی اس جانب کو جو شخص تنہا جاتا وہ چھلاوہ بن کر خواہش پوری کراتی تعجب ہے کہ ایک فاحشہ تو اپنے فحش میں ایسی کامل ہو اور اولیاء اللہ سے کچھ بھی فیض نہ ہو، عظیم آباد پٹنہ میں پن ڈبوں کا ماجرا معروف و مشہور ہے یعنی پن ڈبے از قسم بھوت مشہور ہیں دریائے گنگ میں مردے جھلس کر بہائے جاتے ہیں اور وہ بھوت بن جاتے ہیں ان کا وتیرہ ہے کہ اگر رات کے وقت کوئی شخص

---

[1] اور جس نے ارادہ کیا یہ کہ بیٹھے اللہ کے ساتھ پس وہ بیٹھے ساتھ فقیروں کے ۱۲

تنہا کنارۂ دریا پر چلا جاتا ہے تو وہ پن ڈبے اسکو زبردستی دریا میں کھینچ لے جاتے ہیں اور آپ جیسا بنا لیتے ہیں۔ جس زمانہ میں ہم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے پڑھتے تھے تو ایک طالب علم تھا نہایت پاکیزہ صورت اُس کے پاس ایک چڑیل حسین عورت بن کر آیا کرتی اور دو روپیہ ہر شب کو دے جاتی اور تمام رات اس کے پاس رہتی ایک رات دونو ایک چارپائی پر تھے اور چراغ دس گز کے فاصلہ پر جل رہا تھا طالب علم نے اس سے کہا کہ جا چراغ گل کر دے اس نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر چراغ بجھا دیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر طالب علم سہم گیا عورت بھی تاڑ گئی بہت کچھ اُس کی تسلی و تشفی کی اور کہا کہ میں تجھ پر عاشق ہوں تو کسی قسم کا اندیشہ مت کر خیر بعد مشکل رات بسر کی اور صبح کو یہ ماجرا شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے ایک تعویذ لکھ کر اس کے بازو پر باندھ دیا رات ہوئی تو وہ عورت حسب عادت آئی مگر دور کھڑی رہی اور اس سے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو ایسا ظلم مجھ پر کرتا ہے یہ تعویذ کھول ڈال اُسمیں چار روپیہ روز دیا کروں گی لیکن اس نے تعویذ نہ کھولا آخر وہ چلی گئی۔ بھلا جب بھوت، چڑیلوں کو ایسی طاقت ہوتی ہے تو کیا اولیاء اللہ ان سے بھی گئے گذرے ہیں کہ وہ بعد مردن جماد ہو جاویں

ایک روز ارشاد ہوا کہ سید حسن رسول نما صاحب علیہ الرحمۃ کی بی بی صاحبہ نے ایک روز کہا کہ لوگوں کو حضرت رسول خدا صلعم کی زیارت تم کرا دیتے ہو بس چاہتی ہوں کہ یہ سعادت مجھ کو بھی نصیب ہو فرمایا کہ آج تم نہاؤ اور اچھی پوشاک پہن کر دلہن کی طرح خوب بناؤ سنگار کرو انہوں نے حسب ایماء تعمیل کی اتنے میں اُس نیک بخت بی بی کے بھائی تشریف لائے، سید حسن صاحب نے کہا کہ میاں ذرا اپنی بہن کو سمجھاؤ دیکھو بڑھاپے میں کیا بناؤ سنگار کیا ہے میں تو بڈھا ہو گیا اب کیا دوسرا خصم کرے گی وہ جا کر دیکھتے ہیں تو فی الحقیقت نہایت سج دھج سے دلہن بنی بیٹھی ہے کہا کہ اے بہن تم پر کیا پتھر پڑ گئے یہ کیا سوانگ بنایا ہے بھائی یہ فرماتے ہیں کیا تم کو اس

marfat.com

ڑھاپے میں دوسرے خاوند کی ہوس ہے یہ بات سنتے ہی اس نیک بخت جی بی نے
چوڑیاں توڑدیں، کپڑے پھاڑ ڈالے اور رو رو کے اپنا بُرا حال کیا کہ اس بڈھے نے مجھ
سے تو کیا کہا اور بھائی سے کیا کہہ دیا، اسی رونے پیٹنے اور غم وغصہ کی حالت میں آنکھ لگ
گئی اور آنحضرت صلعم کی زیارت سے مشرف ہوئیں اٹھیں تو نہایت بشاش وبشاش اٹھیں
سید صاحب سے پوچھا کہ یہ کیا بھید تھا آپ نے فرمایا کہ تیرے دل میں غرور تھا تو مجھ کو
حقیر جانتی تھی جب وہ جاتا رہا اور سوز وگداز تیرے دل میں پیدا ہوا تو زیارت
ہوگئی۔ غرض یہ ہے کہ طالب جب تک انانیت سے نہیں گذرتا دراصل مطلوب
نہیں ہوتا

چون تو برخیزی نشیند خوں نجات — نیست از خود شو کہ تا یابی نجات

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت ابو بکر شبلی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں دو شخص بارادہ
بیعت حاضر ہوئے ان میں سے ایک کو فرمایا کہ کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ شِبلی رَسُولُ اللّٰہِ
اس نے کہا اجی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط آپ نے بھی یہی کلمہ پڑھا،
اس نے پوچھا کہ آپ نے لاحول کیوں پڑھی آپ نے استفسار کیا کہ تم نے کیوں پڑھی
بولا کہ میں نے تو اس واسطے پڑھی کہ ایسے بے شرع کے پاس مرید ہونے آیا آپ نے
فرمایا کہ ہم نے اس لیے پڑھی کہ ایسے جاہل کے سامنے راز کی بات کہہ دی اس کے
بعد دوسرے شخص کو بلایا اور فرمایا کہ کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ شِبلی رَسُولُ اللّٰہِ۔
اس نے جواب دیا کہ حضرت میں تو آپ کو کچھ اور ہی سمجھ کے آیا تھا آپ تو ورے ہی
گر پڑے رسالت ہی پہ قناعت کی آپ نے ہنس کر فرمایا کہ اچھا تم کو تعلیم کریں گے پس
ہر شخص کا فہم وحوصلہ جُدا ہوتا ہے ورنہ بات ایک ہی تھی جو ایک کے دل میں نہ سمائی
اور انکار پیدا کیا دوسرے کا حوصلہ اس بات سے بھی اعلیٰ تھا۔ حضرت شبلی کا یہ مطلب
نہ تھا جو شخص ظاہر بین نے سمجھا۔ بات یہ تھی کہ جو شخص تعلیم وتلقین اور ہدایت وارشاد
کرتا ہے، طالب کے لیے وہی رسول ہے اور رسالت الٰہی کا کام انجام دیتا
ہے۔

marfat.com

ایک روز یہ شعر خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہوا ؎

اول ما آخر ہر منتہی　　　آخر ما جیب تمنا تہی !!

راقم نے یہ شعر سنکر کہا کہ اگر حضور معاف ہو تو کچھ عرض کروں فرمایا اچھا کہو میں نے عرض کیا کہ یہ تو خواجہ نقشبند رح نے حضور ہی کی شان میں پیشین گوئی فرمائی ہے۔ کیونکہ یہاں ابتداء ہی سے طالب کو تعلیم توحید ہوتی ہے اب آگے بحر جیب تمنا تہی اور کیا ہے۔ جو بات سیر و سلوک کا مرکز و منتہا ہے وہ یہاں کی ابتداء ہے فرمایا کہ ہم کو ایک بات یاد آئی بمقام پیران کلیر مخدوم صاحب کے مزار پر ہم مقیم تھے ایک دفعہ نماز مغرب کے وقت چند آدمی جمع ہوئے حسب اتفاق ایک خانصاحب نے ایک جولاہہ کو جو بڑا سا عمامہ باندھے کھڑا تھا امام بنا دیا اس کے دساق کچھ ایسے خطا ہوئے کہ بغیر ضم فاتحہ اول ہی سے قُلۡ ھُوَ اللّٰہ شروع کردی پٹھان کو جو غصہ آیا تو نیت توڑ کر بولے کہ ابے جولاہے قل ہو اللہ تو تو نے پہلے ہی پڑھ دی اب آگے (ایسی کہ تیسی) ضم کرے گا جب کہ ابتدا ہی سے تعلیم توحید ہوتی ہو تو اب آگے یہاں کیا مراد ہے جسکو سالک طے کرے نہ کوئی منزل ہے نہ مقام نہ کشف نہ کرامت نہ آثار و انوار نہ ذکر نہ فکر توحید ہے یا فناہ اگرچہ طالب کے لیے توحید زہر ہے۔ مگر ہم کو تو اور سب بکھیڑا معلوم ہوتا ہے ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند غرض تو ہر منتہی و مبتدی کی تَطۡھِیۡرُ الۡقَلۡبِ عَنۡ مَا سِوَی اللّٰہِ[1] ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ پس پشت ہاتھ گھما کر بڑے پیر پھیر سے ناک کو بتائے سیدھا ناک ہی پر ہاتھ کیوں نہ رکھے احد مقام توحید اصطلاح صوفیہ میں وہ ویران (اجاڑ گانو) کہلاتا ہے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

عاشقاں را ہر نفس سوزیدنی است　　　بردہ ویران خراج و عشر نیست

پس کوئی برلا مسافر ہوتا ہے جو اجاڑ گانو میں ٹھہرے ورنہ یہاں کس کا جی لگتا ہے ہر چند کہ بحسب تفاوت مراتب تمام کاملین پر حالت توحید گذری ہے مگر ایسے بہت کم ہیں جنہوں

---

[1] اس کا پاک کرنا غیر اللہ سے ۱۲ منہ منہ

نے یہاں جھونپڑی ڈال دی ہو

سب سے بیگانہ ہے اے یار شناسا تیرا | حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا

ایک روز ارشاد ہوا کہ آدمی جس خیال میں مرے گا اسی خیال میں قیامت کے روز اٹھے گا ۔

بپندار یکہ مہرت از دل عاشق رود ہرگز | چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد !!

چو بعد از مرگ من بینی گیا بر گور من رستہ | نوشتہ نام آنجانان بہر برگ گیا خیزد

ایک بہروپیا تھا ہمیشہ نیا بہروپ بنا کر بادشاہ کے روبرو جاتا کہ دھوکہ دے کر انعام لے لیکن بادشاہ کبھی اس کے داؤ میں نہ آتا ۔

بہر رنگیکہ خواہی جامہ در پوش | من از رفتار پایت مے شناسم !

ناچار ہو کر بہروپیا ایک جوگی پاس گیا اور کیالی چڑھانی سیکھی یعنی حبس دم پھر جوگی بن کر اپنے شہر کے سواد میں آن کر بیٹھا اور ایک مختصر سا گنبد بنایا اور چند چیلے جمع کئے اور حسب معمول جوگیہ حبس دم کر کے بیٹھ گیا گنبد کا دروازہ تیغا کرا دیا ، اس خیال سے کہ بادشاہ وقت یہ خبر سنکر کہ ایک فقیر اتنی مدت سے مکان میں بند ہے یہاں آئے گا اور مکان کھلوائے گا تو پھر زندہ ہو جاؤں گا اور اس سے انعام لوں گا ، خدا کی قدرت چند روز میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا نہ وہ بادشاہ رہا نہ وہ سلطنت شہر بھی تاراج و برباد ہو گیا جوگی کے چیلے بھی بھاگ گئے اور گنبد ویسا ہی در بند پڑا رہا ، دو صدی کے بعد جب اس شہر میں پھر رونق اور آبادی ہوئی تو کسی شخص نے اس گنبد کو مسمار کرا یا دیکھا کہ ایک آدمی صحیح و سالم مراقب بیٹھا ہے لوگوں کا ہجوم ہو گیا ، اتنے میں ایک جوگی آ گیا اس نے پہچان لیا اور اپنے قاعدہ کے موافق اس کا علاج کیا ، روح نے تمام بدن میں سرایت کی ہوش و حواس درست ہو گئے اٹھ بیٹھا اور بولا کہ لاؤ میرا گھوڑا اور جوڑا لوگ متحیر ہوئے کہ الٰہی اس شخص کو یہ ہذیان ہے یا خفقان ہے خدا جانے کیا بکتا ہے اس سے کیفیت دریافت کی تو تمام ماجرا اپنا بیان کیا کہ صرف گھوڑے جوڑے کی غرض سے میں نے یہ عمل فلاں بادشاہ کے عہد میں کیا تھا اب بیدار و ہوشیار ہوا

marfat.com

تو وہی خیال رہا کہ بادشاہ نے مجھ کو اٹھایا ہے۔ غرض یہ ہے کہ جو اعمال و افعال و ورد و وظائف یا ریاضت و محنت طالب و سالک کرتا ہے اس کا اثر بیشک مترتب ہوتا ہے لیکن جب تک تصفیہ ماسوا اللہ نہیں سب بے سود ہیں کیونکہ ان آثار و اطوار میں بھی وہی سوجھے گا جو دل میں بسا ہوا ہے گناہوں کے خوف زدہ نجات طلب کریں گے اور ثواب کے امیدوار بہشت کا دم بھرتے رہیں گے۔ غرض جو جس کا خیال ہے وہی رہے گا۔

مرد عاشق را نباشد علتے ۔۔۔ عاشقاں را مذہبے نے ملتے

مذہب عشق از ہمہ دینہا جدا است ۔۔۔ عاشقاں را مذہب و ملت خدا است

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بادشاہ نے نقاشان چین و مصوران روم جمع کئے اور حکم دیا کہ ایوان شاہی میں وہ نقاشی کرے جو زیادہ صناع ہو دونوں گروہوں نے اپنی ہنرمندی کا دعوٰے کیا آخریوں ٹھہری کہ مکان کے اندر ایک دیوار پر چینی کام کریں اور دوسری پر رومی اور ایک پردہ دونوں کے درمیان حائل رہے تاکہ پردہ اٹھانے کے بعد دونوں کی صنعت کا مقابلہ کیا جائے۔ غرض چینیوں نے طرح طرح کی گلکاری و رنگ آمیزی کی اور رومیوں نے اپنی دیوار کو مصالحہ دے کر ایسا صاف و شفاف بنایا کہ آئینہ ہوگئی آخر کار پردہ اٹھایا گیا تو دونوں جانب یکساں بہار تھی اور مانی چین کی نقاشی آئینۂ سکندر میں نمودار، دونوں فریق اپنے کمال میں یکتا نکلے لیکن رومیوں کی صفائی فوقیت رکھتی تھی کیونکہ جو رنگ یا جو گلکاری اس کے مقابل آئے گی وہ بالضرور اس کے اندر جلوہ گر ہوگی اور اگر سامنے سے اٹھالے جائے تو صاف آئینہ ہے ؎

اے مانی نقاش چین در صورت یارم ببین ۔۔۔ یا نقش کن بر ایں چنیں یا ترک کن صورتگری

اسی طرح فقراء کے دو فرقے ہیں ایک رنگ و صفات میں دوسرا بیرنگی ذات میں اپنا کمال ظاہر کرتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کا ایک دوست لڑکپن کے زمانہ کا تھا وہ کنعان سے مصر میں آیا، حضرت سے ملاقات ہوئی فرمایا کہ یار ہمارے واسطے کیا تحفہ لایا ہے اس نے جواب دیا کہ تمہارے لائق تو کوئی چیز مجھ کو میسر نہ آئی کہ تحفۃً لاتا مگر

ہاں آپ کی خدمت کے لیے آپ ہی کو لایا ہوں یہ کہہ کر ایک آئینہ پیش کیا

آئینہ آوردمت اے روشنی | تا چو بینی روئے خود یاد م کنی
آئینہ بیرون کشید او از بغل | خوب را آئینہ باشد مستقبل

اسی طرح اللہ جل شانہ بروز قیامت ہر ایک سے تحفہ طلب کرے گا پس جو شخص تَطْہِیْرُ الْقَلْبِ عَنْ مَّاسِوَی اللّٰہِ کا آئینہ یعنے قلب سلیم زنگار دوئی سے صاف و شفاف کیا ہوا پیش کرے گا وہی پسند و مقبول ہوگا ورنہ شرمساری اٹھائے گا یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ؕ[1]

دل چہ باشد مطلع انوار حق | دل چہ باشد منبع اسرار حق
در حقیقت دان کہ دل باشد جام جم | مے نماید اندرو ہر بیش و کم
دل بود مرآت وجہ ذوالجلال | در دل صافی نماید حق تعال
پیش سالک عرش رحمٰن ست دل | جملہ عالم چوں تن و جان ست دل
دل مقام استوائے کبریا است | دل نباشد آنکہ با کبر وریا است

ایک روز کشف و کرامات کا ذکر آیا۔ اس وقت ارشاد ہوا کہ حضرت محی الدین کا قول ہے۔ کہ اَلْکَشْفُ حَیْضُ الرِّجَالِ وَالْکَرَامَتُ نَفَاسُ الرِّجَالِ ؕ یعنی کشف و کرامات مردوں کا حیض و نفاس ہے۔ اس کے معنی لوگوں نے یہ لگائے ہیں کہ کشف و کرامت نکمی چیز ہے لیکن ہماری سمجھ میں تو یہ آتی ہے کہ جیسے حیض عورتوں کے لیے نشان رسیدگی ہے اسی طرح کشف سالک کے لیے علامت بلوغ ہے اور جیسے نفاس بعد ولادت فرزند ظاہر ہوتا ہے اسی طرح کرامت بعد حصول یقین ظہور پکڑتی ہے یعنی جیسا حیض و نفاس کے درمیان ایک نتیجہ ہے ایسا ہی کشف و کرامت کے درمیان یقین ہے اور بغیر یقین کے کمال ایمان اور اطمینان قلب نہیں ہوتا اسی واسطے مردان خدا نتیجہ کو اصل سمجھتے ہیں نہ اس کے اطراف یعنی کشف و کرامت کو پس کشف و کرامت راہ سلوک میں وہ مقام ہیں نہ اصل مقصود۔

---

[1] جس دن نہ کام آوے کوئی مال نہ مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا ۱۲ ترجمہ

ہر کشف بران چہرہ نقاب دگر ست — ہر بحر درین راہ سراب دگر است

از رفع حجاب خویشتن مغرور مباش — کایں رفع حجاب ہم حجابی دگر ست

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا یعنی جس وقت کہا ابراہیم علیہ السّلام نے کہ الٰہی دکھا مجھ کو کیونکر زندہ کرے گا تو مردے حکم ہوا کہ تو ایمان نہیں لایا، عرض کیا ایمان تو لایا ہوں میں لیکن اس واسطے کہ اطمینان ہو میرے قلب کو فرمایا تو پکڑ چار جانور اڑتے پھر ان کو ہلا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر پہاڑ پر ان کا ٹکڑا ایک ایک پھر ان کو پکار کہ آویں تیرے پاس دوڑتے۔ جب سب کچھ دیکھ بھال لیا تو خاموش ہو کر بیٹھے اب فرمائیے خود پیغمبر تو اس طرح اطمینان کریں اور ہم کو ایمان بالغیب کی ہدایت ہو یہ عجیب بات ہے ؎

کہ چنیں بنماید و گہ ضد ایں — جز کہ حیرانی نباشد کار دین

ایک روز حاضر خدمت ہو کر میں نے عرض کیا ؎

باز گو از نجد و از یاران نجد — تا در و دیوار ہا آرے بوجد

اس وقت ارشاد ہوا۔

بو کی طرح سے غنچہ و گل میں سمائی — فصلِ بہار آئی ہے کچھ رنگ لائی

زلف دوتا نے یار میں دل کو پھنسائے — جس رنگ میں ہو یار وہی رنگ لائی

جب حضرت بایزید بسطامی کو فقر میں عروج حاصل ہوا تو عرش پر پہنچے اور عرشیوں سے سوال کیا کہ خدا کہاں ہے انہوں نے جواب دیا کہ واہ صاحب ہم تو سُنا کرتے تھے کہ خدا زمین پر ہے تعجب ہے کہ آپ یہاں ڈھونڈنے آئے، واہ سُبحان اللہ تعالیٰ شانہٗ عَمَّا يَصِفُوْنَ ؕ

یہاں بیت الصنم خالی وہاں بیت الحرم خالی — پتہ لگتا نہیں اس کا عرب خالی عجم خالی

marfat.com

ہست در ہر ذرہ یعقوبے دگر　　یوسف گم گشتہ را پرسد خبر
ایں طرفہ کہ از محمل لیلیٰ خبری نیست　　بر داشتن زجا بادیہ را شور جرسہا
نہیں ملتا تیرے ناقہ کا تیرے لیلیٰ　　چھان مارے تیرے مجنوں نے بیابان کتنے

مجنوں سے مراد عارف ہے اور بیابان ہفت وادی فقر ہیں یعنے اوّل طلب دوم عشق سوم عرفان چہارم توحید پنجم استغنا ششم فنا ہفتم بقا۔

ایک روز عرفان وحق شناسی کا چرچا ہُوا اس وقت ارشاد ہُوا کہ نہ کسی گناہ سے زائل ہو نہ چوری سے مٹے نہ زمان سے گھٹے ہاں جو امور کسبی ہیں یا داخل مراتب ہیں البتہ جاتے ہی رہتے ہیں۔ دیکھو شیطان ملعون و مردود ہو گیا اپنے زمرہ سے خارج کیا گیا لیکن عرفان وحق شناسی میں جو کچھ اس کو حاصل تھا اب بھی ہے اس میں کچھ فرق نہیں آیا مثلاً کسی کو قل ہو اللہ یاد ہو تو وہ کسی حالت میں بھول نہیں سکتا۔

ایک روز ارشاد ہوا

خوشتر آں باشد کہ سر دلبران　　گفتہ آید در حدیث دیگران

سلطان محمود غزنوی کی اکثر یہ عادت تھی کہ رات کو لباس تبدیل کر کے شہر میں پھرا کرتا۔ ایک شب ایسا اتفاق ہُوا کہ ایک ویرانہ میں چار آدمی نظر پڑے بادشاہ نے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم چور ہیں۔ اس نے کہا میں بھی چور ہوں، صلاح ٹھہری کہ چلو آج بادشاہی محل میں چوری کریں۔ سلطان نے کہا کہ اپنے اپنے اوصاف بیان کرو ایک چور بولا کہ میں جانوروں کی بولی سمجھتا ہوں دوسرے نے کہا میں قوت شامہ سے خزانہ کی جگہ معلوم کر لیتا ہوں تیسرے نے کہا کہ میں بغیر کنجی قفل کھول لیتا ہوں چوتھے نے کہا کہ میں جس شخص کو شب تار میں دیکھ لوں تو لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں، اب سلطان کی باری آئی یہ بولے کہ مجھ میں یہ کمال ہے کہ اگر مجرم کو پھانسی ملتی ہو اور میں ذرا سر ہلا دوں تو فوراً رہائی ہو جاوے چور اس بات سے نہایت خوش ہوئے اور کہا کہ بھائی تیرا کمال سب سے بڑھ کر ہے جب تو ہمارے

marfat.com

ساتھ ہے تو پھر کیا خوف ہے پانچوں آدمی شاہی محل کی طرف چلے راہ میں ایک کتّا بولا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کتّا کیا کہتا ہے۔ پہلا شخص بولا کہ کتّا یوں کہتا ہے کہ تم میں ایک بادشاہ ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ بھلا ہم میں سے کس کو بادشاہ بتلاتا ہے اس نے کہا کہ بس اتنا ہی کہہ کر چپ ہو گیا پھر محل کے اندر پہنچے ایک نے خزانہ پہچانا، ایک نے بغیر کنجی قفل کھولا مال لے کر اپنے گھر جانے لگے اس وقت بادشاہ نے نام ونشان سب کا پوچھ لیا۔ صبح کو شوروغل ہوا کہ بادشاہی خزانہ میں چوری ہو گئی، بادشاہ نے ان چاروں چوروں کو گرفتار کرا منگایا اور حکم دیا کہ ہمارے سامنے مت لاؤ۔ سولی دینے کے واسطے لے جاؤ مگر جب تک ہم حکم نہ دیں سولی نہ دینا جب وہ چور زیر دار پہنچے تو آپس میں کہا کہ ہمارا پانچواں یار کہاں ہے ایک بولا کہ میاں رات کتّے نے خبر دی تھی شاید کہ وہ بادشاہ ہو جو تھے چور نے کہا کہ اگر رات بادشاہ تھا تو میں اس وقت ضرور پہچان لوں گا۔ یہ گفتگو کر کے سرہنگان شاہی سے کہا کہ خیر سولی تو ہمارے لیے تیار ہے۔ ایک دفعہ ہم کو بادشاہ کے روبرو لے چلو یہ اطلاع حضور سلطان میں دی گئی حکم دیا کہ اچھا بلاؤ جب سامنے گئے تو جس چور میں یہ کمال تھا وہ بولا کہ حضور ہم چاروں کے اوصاف تو ظاہر ہو چکے، اب آپ کا ہنر کس وقت ہلے گا کہ یہ چار مجرم سزائے دار سے رہائی پاویں۔

جو کچھ کیا سو تیں کیا اور میں نے کیا کچھ نا ہ
تجھ بن میں نے کیا کیا کہ تو بھی تھا مجھ ما نہہ

آپ کے ہاتھوں میں سارا کام ہے
آپ کرتے ہیں جہاں کا نام ہے

اس وقت بادشاہ کو ہنسی آ گئی اور سب چوروں کو رہا کر دیا۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک عرفان سلطان نہ تھا سب مجرم تھے جب عرفان حاصل ہوا کہ ہمارا فعل عین فعل سلطان تھا پھر جرم کیسا اور پھانسی کس کو یہ سب بکھیڑا تو دوئی اور خود بینی میں ہے۔

مرد عارف کیست بیباک از ہمہ
آب صافی چیست او پاک از ہمہ

marfat.com

ایک روز ارشاد ہؤا کہ کروڑ دں میں کسی ایک کو فقر حاصل ہوتا ہے اور جب حاصل ہو گیا تو پھر کسی طور سے زائل نہیں ہو سکتا چنانچہ نقل ہے کہ غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ ایک روز بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے زیر دیوار شور و غل مچا معلوم ہؤا کہ کوئی آدمی کنوئیں میں گر پڑا ہے آپ نے غرفہ میں سے ہاتھ بڑھا کر اس غریق کو تہ چاہ سے نکال کر باہر کھڑا کر دیا ایک فقیر شکستہ حال جو مردان خدا میں سے تھا۔ اس طرف سے گذرا کیفیت صدور کرامت ملاحظہ کی اور کہا کہ صاحبزادہ یہ تو بازیچۂ اطفال ہے اگر سیکھنا ہے تو فقر سیکھو آپ بام خانہ سے اُترے اور فقیر صاحب سے جا کر ملے پوچھا کہ فقر کیا چیز ہے انہوں نے جواب دیا کہ صاحبزادہ فقر وہ شے ہے کہ نہ حرام سے جاوے نہ زنا سے بگڑے نہ شراب سے خراب ہو نہ چوری سے زائل کوئی اسکو مٹا نہیں سکتا وہ بے زوال لوریا پیدار چیز ہے آپ خاموش ہو کر چلے گئے اور خیال کیا کہ اس شخص کا امتحان کرنا چاہیئے کہ اپنے کام میں پکا اور بات کا پورا ہے یا نہیں اور اس کا قول مطابق فعل ہے یا صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے یہ سوچ کر ایک پلے کتے کا ذبح کیا اس کا تو پلاؤ دم کرایا اور اپنی کنیز کو لباس فاخرہ پہنا کر سمجھا دیا کہ تو بجز مجرمت سمجھو اور ایک بوتل شراب کی دی اور کہا کہ جا فلاں مقام پر ایک فقیر صاحب ہیں ان سے کہہ کر یہ سامان دعوت آپ کی خدمت میں ارسال کیا ہے وہ تو جانتے ہی تھے کہ یہ امتحانی ضیافت ہے پہلے تو شراب نوش کی پھر اس کنیز کی بانگی دیکھی۔ پھر پلاؤ چٹ کیا اور کہلا بھیجا کہ ان ڈھکوسلوں سے کیا ہوتا ہے۔

بھگت نہ بیٹی نہیں جی جگ جائیں انت	اوتی سنتو کی دارنی جنکے پورن منت
بکھ چندن لاگی نہیں جو بیٹی رہے بھونگ	نہ اُدتم پر کرت سے کیا کرے کسنگ

لہ یعنی ان مردوں کے قربان جائیے کہ جن کے قلب سلیم ہیں۔ یہ فقر کا ہرگز خراب نہیں ہوتا اگرچہ جہان الٹ پلٹ ہو جائے ۱۲ ٹے یعنی بڑا آدمی نیکوں سے کچھ برائی نہیں کر سکتا جیسے درخت صندل کو زہر کچھ اثر نہیں کرتا باوجودیکہ سانپ لپٹے رہتے ہیں۔ ۱۲ ۞ ۞ ۞

marfat.com

کنیز نے جاکر تمام کیفیت بیان کی جب تو حیرت میں آئے اگلے دن گھوڑے پر سوار ہو ان کی ملاقات کو چلے راہ میں ایک ندی تھی جب بیچ دھار میں پہنچے تو گھوڑے نے لید اور پیشاب کیا اس کنارہ سے فقیر ہمہ نوش للکارا کہ دیکھو صاحبزادے کیوں دریا کو ناپاک کرتے ہو یہ بولے کہ واہ حضرت بھلا کہیں لید و پیشاب سے دریا ناپاک ہوتا ہے۔ شاید آپ مسائل فقہ سے بھی واقف نہیں ہیں مرد فقیر ہنسا اور کہا کہ سبحان اللہ آپ بھی خوب فقیہ ہیں کہ ذرا سی ندی تو لید پیشاب سے گندہ نہ ہو اور معرفت الٰہی کا بحر ناپیدا کنار جس کی ابتداء نہ انتہا پلّہ کے پلاؤ اور شراب و کنیزک سے ناپاک ہو جاوے، حضرت بہاءالحق سمجھ گئے کہ حقیقت میں کشف و کرامات اور چیز ہے اور فقر دوسری شئے ہے ؎

فقر حق ہست نز حق آرزوی خدا　　فقر لایحتاج باشد از خدا !!

از روئے ارادت فقیر کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا کہ یہ چلّے اور چلّے جو مدت العمر سے آپ کیا کرتے ہیں ان کو ترک کیجئے اور مردان خدا کا طریقہ اختیار فرمائیے اتنی بات کہہ کر چل دیئے ایسی فقیری کا حاصل کرنا اور فقیر بننا آسان بات نہیں ہے بلکہ جب تک تمام مقاصد دین و دنیا اور مراتب و مدارج اور کشف و کرامت کو ترک نہ کرے اور نامرادی و ناکامی کے میدان میں قدم نہ رکھے فقر کی ہوا بھی نہیں لگتی۔

تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود　　یک بندۂ خاص حق مسلمان نشود

تا مدرسہ و منارہ ویران نشود　　یک کار قلندری بسامان نشود

بڑے بڑے ہوشیار اور علمائے فضیلت شعار اور زاہدان پرہیزگار مراتب و مدارج اور منازل و مقامات اور کشف و کرامات پر فریفتہ ہو کر فقر سے رہ جاتے ہیں اور اسی کو معراج کمال سمجھ کر بیٹھ رہتے ہیں۔

جلیں ٹگ گرٹن بڈئیں اڑجائیں　　پر کا یا پردیش کرائیں !

اور پرائے من کے جانے　　چل کر جائیں تھان من مانے

marfat.com

بھولیں چھان چتر اور گیانی انکو نچے بھگت تن جانی

اور اس زمانہ میں تو فقیری مرید ہوتے ہی حاصل ہو جاتی ہے جہاں رنگین کپڑے پہنے اور حال کھیلنے لگے پھر تو کچھ شک و شبہ ہی باقی نہیں رہتا پورے قطب الاقطاب اور غوث الاعظم اور شیخ المشائخ بن کر اَنَا خَیْرٌ مِّنْ کُلِّ الْمَوْجُوْدَاتِ کا دم بھرنے لگتے ہیں۔

معرفت کا رنگ جس کو نا ہوا گیروے کپڑے کئے تو کیا ہُوا

در قزاگند مرد باید بود بر مخنث سلاح جنگ چہ سود

سر مدغم عشق البوالہوس را ندہند سوز دل پروانہ مگس را ندہند

عمرے باید کہ یار آید بکنار ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

نقل ہے کہ حضرت شبلی رؒ نے جنگل میں ایک کھوپڑی پڑی پائی اُس پر بخط سبز تحریر تھا خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ جو شخص اسکو دیکھتا ٹھوکر مارتا کہ لاحول ولاقوۃ کوئی بڑا ہی مردود ازلی ہے جس کی پیشانی پر داغ شقاوت لگایا گیا ہے حضرت نے اس کو نہایت ادب و تعظیم سے اٹھایا اور بڑے انس و محبت سے اس پر بوسہ دیا لوگوں کو حیرت دامنگیر ہوئی۔ پوچھا کہ آپ نے اُس کی تعظیم و تکریم کیوں کی فرمایا کہ میاں یہ کھوپڑی کسی مرد کامل کی ہے کیونکہ جس کو خسران دنیا و آخرت کا مرتبہ حاصل ہو وہی واصل بحق ہوتا ہے۔ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ ؎

چاشنی درد عشق قابل ہر سفلہ نیست زہر زخوان شہان ناموری را دہند

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل در نیست بہر دریا زنیست بہر کانے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک جوہری تھا جب مرنے لگا تو اپنے فرزند کو وصیت

لہ یعنی جہاں چلے اور جگہ ظاہر ہو گئے اور یہاں دفن ہوئے اور جگہ موجود ہو گئے یہاں غرق ہوئے دوسری نکل آئے اور یہاں سے اڑ کر دوسرے شہر میں پہنچ گئے یا دوسرے کے جسم میں چلے گئے یا دوسرے کے دل کا حال معلوم کر لیا یہ مقام ایسا ہے کہ بڑے بڑے ہشیار مراتب

marfat.com

کی کہ میں تیرے واسطے ایک صندوق چھوڑتا ہوں اس میں ایک تو جوہر بیش بہا ہے اور ایک پتھر ہے تو کسی جوہر شناس کو دکھا لینا وہ بتلا دے گا جب باپ کا انتقال ہو گیا تو جوہری بچہ ایک جوہری کے پاس اپنا جوہر اور پتھر لے گیا اور شناخت کی درخواست کی اس نے کہا کہ تو پانچ برس تک میری ملازمت اختیار کر تب بتلاؤں گا وہ راضی ہو گیا اور پانچ سال تک جوہری کی دوکان پر کام کرتا رہا اس عرصہ میں اقسام و انواع کے جواہرات اس کی نظر سے گذرے یہاں تک کہ اس کو ایک بصیرت اور ملکہ شناخت جواہرات کا حاصل ہو گیا بعد مدت موعود کے سوال کیا کہ صاحب اب وعدہ پورا کیجئے اس نے کہا کہ اچھا اب اپنے جوہر لاؤ لایا تو پوچھا کہ اب تو خود بتلا کہ ان میں جوہر کون سا ہے اس نے فوراً پہچان لیا اس وقت جوہری نے کہا کہ میری غرض اس تامل سے یہی تھی کہ تو خود عارف جوہر ہو جائے۔ اگر اول روز میں بتلا دیتا تو نہیں معلوم تجھ کو یقین آتا یا نہ آتا اور تو کس قیمت پر اس کو دے ڈالتا اب کہ تجھکو عرفان حاصل ہو گیا اور تو خود واقف و شناسا ہو گیا اختیار ہے جو چاہے سو کر کسی کا دھوکا نہیں کھا سکتا۔

علم آموزی طریقش قولی است   حرفت آموزی طریقش فعلی است
فقر خواہی آن بصحبت قائم است   نے زبانت کار مے آید نہ دست
دانش انوار است در جان رجال   نے ز راہ دفتر و نے قیل و قال

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک مقام پر کوئی انگریز خیمہ زن تھا جنگل میں دیکھا کہ سپیروں کا مجمع ہے حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس مقام پر ایک سوراخ میں کلی ناس سانپ رہتا ہے جس کا یہ خاصہ ہے کہ اگر ایک کو کاٹے تو اس کے تمام خاندان کا ناس ہو جائے اور اس کی پھنکار سے درخت تک جل جاتے ہیں کوئی سپیرا یہاں ایسا نہیں کہ اس کو پکڑ سکے اس واسطے بڑے بڑے افسون گر گرد

یں رہ جاتے ہیں جب تک اُن کو ترک نہ کرے فقر محال ہے ۱۲ سے فقر دونوں جہاں میں روسیاہی ہے ۱۲ ❁ ❁ ❁

marfat.com

بنگالہ سے بلوائے گئے ہیں اُن کے انتظار میں یہ لوگ پڑے ہیں صاحب نے اُن سے کہا کہ کچھ پروا نہیں تم لوگ اس کے سوراخ کے گرداگرد لکڑیوں کا ڈھیر لگا دو اور بین بجاؤ کہ وہ نکلے ایسا ہی کیا گیا سانپ نکلا اور پھنکار ماری تو لکڑیوں میں آگ لگ گئی آگ سے ڈر کر ہر جانب دوڑنے اور پھنکار مارنے لگا اس لیے سب طرف آگ لگ گئی آخر اُسی آگ میں جل بھن کر خاک ہو گیا اُسی کی آگ تھی جس نے لکڑیوں میں سرایت کی اور بھڑک اٹھی اور وہ اپنی ہی آگ سے خوف کرنے لگا یہاں تک کہ جل مرا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے دوست مولوی محبوب علی صاحب جب زیارت بیت اللہ شریف سے مشرف ہو کر واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم بمبئی سے چل کر ایک بستی میں آئے وہاں چند روز رہنے کا اتفاق ہوا شب کو نماز تہجد کے لیے مسجد میں گئے تو دیکھا کہ مؤذن ذکر میں مشغول ہے جب لا کھینچتا ہے تو غائب ہو جاتا ہے اور الا اللہ کہتا ہے تو موجود یہ دیکھ کر مجھ کو حیرت ہوئی بعد نماز فجر مسجد سے باہر نکلا تو دیکھا کہ قریب مسجد کے ایک کنچنی کا مکان ہے اور اس کے دروازہ پر ایک فقیر لنگوٹ بند بیٹھا ہے۔ مجھ کو دیکھتے ہی بولا کہ مولوی صاحب آپ کو تو بڑا ہی تعجب ہوا خیر کل ہم بھی تماشا دکھائیں گے دوسرے دن میں بوقت تہجد مسجد میں آیا تو وہ فقیر بھی آ موجود ہوا غسل کیا اور میری چادر باندھ لی پھر نفی اثبات کرنے لگا جب لا کو کھینچتا تو اس وقت میں اور وہ فقیر اور مسجد سب نفی ہو جاتی تھی بلکہ میرا علم بھی مفقود ہو جاتا تھا اسی طرح دس بارہ ضربیں لگائیں پھر لنگوٹ باندھ چل دیئے اور کہا کہ مولوی صاحب اس کو فقیری نہیں کہتے یہ تو ایک شعبدہ ہے فقیری اور ہی چیز ہے جو زبان پر نہیں آسکتی ع

نکتہ دان راگنگ باید شد زحرف

صبح کو میں نے دیکھا تو وہ فقیر صاحب رنڈیوں کے چانٹے اور جوتیاں کھا رہے تھے میں نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا۔ فرمایا کہ ہمارے واسطے یہی حکم ہے کہ حرام کے لقمہ کھلا ا

marfat.com

اور جوتیوں کی مار سہنا نہ روزہ ہے نہ نماز نہ حج ہے نہ زکوٰۃ۔ اس کے بعد جناب و قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر نفی و اثبات میں کمال حاصل ہو جائے تو کیا ہے خدا کا پتہ تو اس صورت میں بھی نہیں لگتا ہے

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ — کہ عنقا را بلند است آشیانہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی نصرانی کے گلے میں صلیب تھی دیکھا تو ندارد نہایت تشویش ہوئی جابجا ڈھونڈا تلاش کیا کہیں پتہ نہ ملا ایک شخص نے اسکو پریشان حال دیکھ کر کیفیت دریافت کی کہا کہ میرے گلے میں صلیب تھی وہ گم ہو گئی ہے وہ ہنسا اور کہا کہ تم ناحق تردد میں مبتلا ہو صلیب گم نہیں ہوئی ہم تلاش کر دیں گے جب اس کو بہت اضطراب اور بیقراری ہوئی تو اس نے گردن کے پیچھے سے اٹھا کر سامنے کر دی اور کہا کہ تیرے ہی گلے میں پڑی ہے یہ تمام فکر و تردد آپ کے وہم کا ہے جو دل میں بیٹھ گیا ہے۔

دوست نزدیک تر از من بمن است — دیں عجب تر کہ من از وے دورم

پس ہادی و مرشد صرف تعلیم کر دیتا ہے ورنہ جو بات ہے وہ عالم و جاہل سب کے لئے برابر ہے اور ہر ایک کی ذات میں موجود ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ[1] سمجھ اپنی اپنی جدا ہے کسی کو علم ہوتا ہے کسی کو نہیں کوئی جلد سمجھتا ہے کوئی بدیر جیسے نہ زمین میں پانی سب جگہ موجود ہے کہیں دور نکلتا ہے کہیں قریب۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک عورت تھی جسکو اپنے شوہر سے بدرجہ غایت محبت تھی لیکن شوہر کو نہایت نفرت ہر طرح کی تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی اس نے سنا کہ مدینہ منورہ میں ایک عورت بڑی ساحرہ ہے

---

[1] ہم قریب تر ہیں طرف بندے کے گردن کی شہ رگ سے ۱۲۔ [2] اس قصہ کو تفسیر بحر الحقائق و کشف البیان نے آیتہ فیتعلمون منہما ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ کی تفسیر میں بروایت ہشام از پدر خود از عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ بیان کیا ہے۔ ۱۲ ۞ ۞

ناچار اس کے پاس گئی اور اپنا دردِ دل ظاہر کیا اس نے کہا کہ اچھا میں تجھ کو سلطان الساحرین کے پاس لیے چلتی ہوں وہ کچھ علاج معقول کردے گا رات کے وقت دونو مدینہ طیبہ سے باہر نکلیں دیکھا کہ دو جانور سیاہ رنگ[له] گدھے کی برابر کھڑے ہیں دونو سوار ہوکر روانہ ہوئیں [illegible] ملک عراق کے اندر چاہ بابل کے کنارہ جا اتریں جہاں ہاروت و [illegible] ہیں. محلی ساحرہ کنویں کے اندر گئی اور اپنے ساتھ والی کی سفارش [illegible] وہ دونو سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور کہا کہ بلاؤ عورت گئی اور اپنا تمام حال بیان کیا پہلے تو اس کو سمجھایا کہ تو جادو نہ سیکھ اہل اسلام کو یہ بات زیبا نہیں مگر اس عورت نے اصرار کیا، ہاروت وماروت نے کہا کہ خیر تیری خوشی باہر ایک تنور ہے جا اور اس میں پیشاب کر وہ عورت گئی اور یوں بیٹھ کر چلی آئی، پیشاب نہ کیا واپس آئی تو پوچھا کہ کیا دیکھا اس نے دوسری بار بھی ایسا ہی کیا تب فرشتوں نے کہا کہ جب تک پیشاب نہ کرے گی مطلب حاصل نہ ہوگا ناچار تیسری بار اس نے پیشاب کیا اور دیکھا کہ ایک سفید چیز جسم کے اندر سے نکلی اور ایک سیاہ چیز داخل ہوگئی ان سے آن کر یہ کیفیت بیان کی کہا کہ جا اب تو پوری ساحرہ ہوگئی جس طرح گئیں تھیں دونوں رخصت ہوکر واپس چلیں لیکن اس عورت کا تردد نہ گیا. پہلی ساحرہ نے پوچھا کہ اب کس لیے پریشان ہے اس نے کہا کہ مجھ کو تشفی و اطمینان کیا خاک ہو نہ کوئی جنتر نہ منتر نہ تمہ پڑھنت نہ تعلیم نہ تلقین میں تو جیسی تھی ویسی ہی اب بھی ہوں. اُس نے جواب دیا کہ یہاں پڑھنے پڑھانے کی کچھ حاجت نہیں شاید تجھ کو اپنے سحر آموزی کا یقین نہیں ہُوا. ذرا اس درخت کی طرف جو سامنے ہے بنظر غضب دیکھ اس نے دیکھا تو درخت فی الفور خشک ہوگیا پھر کہا کہ اب بنظر رحمت دیکھ رحمت کی نظر ڈالی تو معاً سرسبز ہوگیا کہا کہ اب بھی تجھ کو یقین آیا یا نہیں بس تیرے ارادے پر موقوف ہے جو چاہے گی وہ ہوجائے گا تب اس عورت کو اطمینان ہوگیا گھر میں

له تفسیر بحر الحقائق میں دو جانور بصورت کبش سیاہ اور کشف البیان میں دو جانور بصورت سگ سیاہ لکھا ہے ۱۲ ؛

marfat.com

آئی اور شوہر کو بنظر محبت دیکھا اسی دم مطیع فرمان ہو گیا۔ ایک روز اظہار محبت کے لیے اپنے شوہر سے یہ تمام ماجرا کہہ دیا کہ تمہارے واسطے ایسی مشقت اٹھائی جادو سیکھ کر تم کو بس میں کیا اور طرح طرح کے جادو اور طلسم اس کو دکھلائے۔ وہ شخص نہایت حیران و پریشان ہوا جب صبح ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اسکو لے گیا اور تمام حال اس کا بیان کیا آپ نے غسل کا حکم دیا، پھر فرمایا کہ اب کلمۂ شہادت پڑھ اس نے کلمۂ توحید پڑھا کچھ معلوم نہ ہوا آپ نے فرمایا کہ نہیں کلمہ شہادت پڑھ غرض تیسری دفعہ اس نے کلمۂ شہادت پڑھا اس وقت ایک سیاہ چیز جسم کے اندر سے نکلی اور ایک سفید چیز داخل ہوئی جناب قبلہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ کیا ایمان اور کیا کفر ہے کبھی خارج ہو اور کبھی داخل مگر جاننے والے خوب جانتے ہیں اس میں عجیب باریک اسرار ہیں۔

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کو کسی شخص نے رنڈی کے ہاتھ فروخت کر دیا چونکہ آپ نہایت حسینہ و جمیلہ تھیں اس نے زیور لباس حسن خداداد کی بلا دیکھ کر ان کو بالاخانہ پر بٹھا دیا مشتاقوں کا ہجوم ہونے لگا مگر بوقت شب جس شخص کو نائکہ ان کے پاس بھیجتی۔ اس سے کہتیں کہ اول وضو کر کے دوگانہ پڑھ لو، جہاں دوگانہ پڑھا اور حضرت رابعہ بصری نے ہمت باطنی مبذول کی پھر تو اس شخص کی آنکھیں کھل جاتی تھیں، اور صبح کو چپ چاپ چلا جاتا تھا۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است \
افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

ہر روز بوسہ ہا زنم ایں دست خویش را \
گو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

سال بھر تک اسی طور سے فیض جاری رہا کہ جو شخص ایک شب ان کے پاس رہا وہ پھر نہ آیا۔

تدغن ہے کہ اس کوچے میں کوئی آنے نہ پاوے \
گر بےخبر آجائے تو پھر جانے نہ پائے

نائکہ نے خیال کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ جو شخص ایک دفعہ آتا ہے وہ دوبارہ صورت نہیں دکھاتا۔ اُس کے حسن و جمال اور ناز و ادا اور صورت و سیرت میں کسی طرح کی کسر نہیں لیکن مصرع

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ایک رات پوشیدہ ہو کر نائکہ نے تمام کیفیت دیکھ لی صبح کو ان قدموں پر گر پڑی کہ میرا قصور معاف کرو مجھ کو حال معلوم نہ تھا آج سے میں تم کو آزاد کرتی ہوں فرمایا کہ ارے احمق تو نے مجھ کو آزاد کیا فیض برباد کیا۔ اخیر مرضی خدا یہیں تک تھی

ایک روز ارشاد ہوا کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز نماز فجر کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک شخص قبلہ رو پہلوئے راست پر سو رہا ہے خیال کیا کہ شاید نماز پڑھ کے سو گیا ہے پھر ظہر کے وقت گئے تب بھی اسی کروٹ سے سوتے پایا، پھر عصر و مغرب کے اوقات میں بھی وہی کیفیت دیکھی جب وقت مغرب تنگ ہونے لگا تو اس کو جگایا اور فرمایا کہ نماز قضا ہوئی جاتی ہے وہ شخص جاگا اور وضو کر کے اول نماز فجر کی نیت کی تو دیکھتے ہیں کہ ٹھیک صبح کا وقت اور نور کا تڑکا ہے پھر اس نے ظہر کی نیت کی تو وقت ظہر معلوم ہونے لگا اور جب عصر کی تو وقت عصر موجود تھا اور مغرب کی نیت کی تو مغرب کا۔ پھر مجدد صاحب سے اس نے کہا کہ نماز کے لیے تو آپ نے جگا دیا مگر میرا حال نہ پہچانا کہ کیا ہے بھلا اس حالت کے رو برو نماز کیا شے ہے۔ لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز کچھ شے نہیں بلکہ ایسی حالت کے فقیر ہر وقت نماز میں رہتے ہیں۔ گو ظاہر میں نماز نہ پڑھیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک درویش کو از راہ کشف معلوم ہوا کہ ایک آدمی مسجد کے اندر فعل شنیع کر رہا ہے چونکہ نیا نیا عرفان حاصل ہوا تھا درویش کے دل میں جوش غضب پیدا ہوا اور ہمت باطن سے مسجد الٹ دی اس کے مرشد کو خبر ہوئی کہا ہیں کیا کیا، مرید نے جواب دیا کہ حضرت خانہ خدا اور ایسا فعل مجھ کو

marfat.com

تحمل نہ ہو سکا، مرشد نے کہا کہ اے احمق تو کون تھا جس گھر میں یہ فعل ہو رہا تھا کیا
اس کا مالک علیم و بصیر و خبیر نہ تھا تو نے کیوں دخل دیا ہے

کس نیست دریں میان تو خوش باش
بر نقش خود است فتنہ نقاش

غرض یہ کہ فقیر اللہ تعالیٰ کے کاموں میں دخل نہیں دیتے نہ کسی کے لیے دُعا کرتے ہیں نہ کسی کے واسطے بددعا۔

ایک روز کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت معرفت اور وصول الی اللہ کے کیا معنی ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی کہ ایک راجہ تھا وہ ہردوار میں آیا اور منادی کرائی کہ فلاں تاریخ گنگا کے کنارے بڑا بھاری دان کروں گا جس کو لوٹنا ہو آوے اور لوٹے تاریخ معینہ پر خلقت جمع ہو گئی راجہ نے کنارہ دریا پر قسم قسم کے میووں اور طرح طرح کے کھانوں اور عمدہ عمدہ پوشاکوں اور آرائش کی چیزوں کے ڈھیر لگا دیئے اور ایک چھوٹی سی کشتی مرصع و رنگین تمام ساز و سامان سے آراستہ کرائی اس پر فانوس روشن کئے گئے اور بیچ میں ایک گھڑا اسر بمہر رکھوایا جس پر عجیب و غریب نقاشی اور طلائی کام ہو رہا تھا وہ کشتی منجدھار میں چھوڑی گئی اور حکم عام دیا گیا کہ جسکا جی چاہے لوٹ لے لوگ ٹوٹ پڑے اور اپنی خواہش کے موافق لوٹنے لگے وہ کشتی جو اس شان و شوکت سے دیکھی سمجھے کہ بڑی دولت اور بیش بہا جواہر ضرور اس کشتی میں ہوں گے اس طرح میں ہزاروں آدمی دریا کے اندر کود ے کوئی گناہ ڈوبا کوئی دو قدم چل کر کوئی چار قدم چل کر غرض بہت سی جانیں تو کشتی کی آرزو میں گئیں لیکن چند آدمی ہاتھ پاؤں پیٹ کر کشتی تک جا پہنچے، اور بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اس گھڑے کو کھولا تو دیکھا کہ بالکل خالی بس اسی پر تم اپنے سوال کا جواب قیاس کر لو

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

ایک روز ارشاد ہوا کہ فقیری میں صحبت کو بڑا اثر ہے اور مردان خدا نے اسی کو جزو اعظم سمجھا ہے

marfat.com

یک زمانے صحبتے با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

جو باتیں بچپن سے دل میں سمائی ہیں وہ کانوں کی راہ سے آئی ہیں اور کانوں ہی کے رستہ سے نکلیں گی ؎

بھو بھاگن بھاگت بھاگے — رنگ لاگت لاگت لاگے
بہت دنوں کا سویا منوا — جاگت جاگت جاگے!

یعنی رفع اوہام و شکوک کے لیے ایک مدّت چاہیئے۔ ع

عمرے باید کہ یار آید بکنار

مگر اس زمانہ کے لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ آج مرید ہوئے وظیفہ پوچھ کر گئے دوسرے دن ہی شکایت کرتے ہیں کچھ اثر نہیں ہوا، یہ نہیں سوچتے کہ عمر بھر کی کثافت کو ایک دن کا وظیفہ کیا دور کر سکتا ہے اور مرشد کو ایسی کیا غرض پڑی ہے کہ اپنی صفائی وقت کو چھوڑ کر دوسرے کے حال پر متوجہ ہو اور وہاں بالفرض ایسا بھی کرے تو مرید کا تمام عمر کا علم مٹانا اور اس کی بجائے اپنے علم کو جمانا کوئی ہتھیلی کی سرسوں نہیں ہے۔ ہاں رفتہ رفتہ عرصہ دراز کی صحبت میں اصلاح حال خوب ہوتی ہے اگر دفعتہً نظر ڈالی جائے تو مرید سے تحمل کب ہو سکتا ہے جیسے میاں جعفر شاہ پٹیالوی نے ہمارے ہم سبق کو مارا تھا طریقہ تعلیم کا بتدریج ہے جسطرح لوہار لوہے کو گرم کرتا ہے پھر چوٹ لگا کر بڑھاتا ہے یا سنار آہستہ آہستہ کوٹ پیٹ کر تار کو بار بار جنتری میں نکالتے تب وہ درستی کے ساتھ تیار ہوتا ہے۔ اگر بے ڈھنگے طور پر زور آور ہوں تو کیا ہوگا فوراً چیز ٹوٹ پھوٹ کر خراب و ضائع ہو جائیں گی۔ پس ہر کار میں صبر ضرور ہے ؎

صبر خود کے باشد اہل درد را — در بلا صبرے بباید مرد را

ایک صاحب نے اپنے دوست کو لکھا کہ تمہارے بعد جناب قبلہ نے مجھ کو سلسلہ نقشبندیہ میں داخل فرمایا چند روز میں اس قدر فیض و فائدہ حاصل ہوا کہ قابل تحریر نہیں۔ یہ خط پڑھ کر ان کے دل میں خیال گزرا کہ افسوس چند روز مرید تو

marfat.com

اپنے مطلب کو پہنچ جاوے اور میں محروم جب یہ صاحب حاضر خدمت ہوئے تو اثنائے گفتگو میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے۔ کسی چیلہ نے اپنے گرو سے شکایت کی کہ گروجی مجھے چار سال ہو گئے ابتک کچھ اثر مترتب نہیں ہوا ہنوز روز اول ہے۔ کہا اچھا دیکھا جاوے گا دوسرے روز گروجی نے بھنگ گھوٹ کر خود پی لی اور اس چیلہ کو بھی پلادی۔ تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کہ کہو چیلاجی کیا حال ہے کہا گروجی کچھ نہ پوچھو ایک دھوندھوکال ہے اور کچھ نظر نہیں آتا، گرو نے کہا ایسے یہاں دھوندوکال کے سوا اور کچھ نظر نہیں آوے گا بس اسی دھوندھوکال میں سب چلے گئے ہیں تو بھی چلا جا۔ سو صاحب یہاں سوائے توحید کے اندر کیا رکھا ہے جو نظر آوے اور اگر کسی نے کچھ دیکھا ہے تو یہ اس کے تخیلات اور وہمیات پر محمول ہے ان شعبدات کا کیا اعتبار اللہ تعالےٰ ان سب سے منزہ و مبرا ہے پس ماسوا اللہ سب ہیچ ہے ؎

مے صرف وحدت کسے نوش کرد | کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد

ایک روز کسی شخص نے توحید کے بارہ میں سوال کیا اس وقت ارشاد ہوا ؎

سالکے پرسید از شبلی سوال | گفت ما التوحید اے صاحب خصال
گفت شبلی ہر کہ بدہد ایں جواب | ثابت است الحاد او را ہم عذاب
چوں کسے ثابت شود توحید او | مشرک است در عالم سر نگو
ہر کہ بشناسد توحید ش خدا | کافرست آں مرد در ہر دو سرا
سوئے توحید ش اشارت ہر کہ کرد | بت پرست او را بداں ایک مرد
گر کسے دارد ز توحید ش سوال | جاہل ست آں مرد نبود اہل حال
دم مزن اینجا نشاید دم زدن | ہر چہ گوئی نیست حق ہم ست ظن
صورت از بے صورتی گردد عیاں | ہمچناں صورت شود بے جسم و جاں

marfat.com

روح پنہاں است و صورت شد عیاں | فہم از معنی بود صورت بیان
لفظ بے حرف است و حرف از لفظ شد | معنی و صورت یکے باشد بخود
عارفاں ہستند اینجا بے نشان | بے بصر بے سمع بے حس بے زبان
عقل اینجا ہست سرگردان و خام | نیست مدرک در معانی فہم عام

ایک روز ایک طالب کی استدعا کے جواب میں ارشاد ہوا کہ ایک رنگریز تھا جب کوئی شخص اس کے پاس کپڑا رنگنے کے واسطے لاتا اور کہتا کہ فلاں قسم کا رنگ مطلوب ہے تو وہ کہتا کہ میاں صاحب یوں تو ہر قسم کا رنگ مجھ کو رنگنا آتا ہے لیکن میرے نزدیک تو سیاہ بھرا سب سے بہتر ہے۔ بس ہم سے پوچھو تو توحید کے سامنے سب مدارج و مراتب ہیچ ہیں لیکن یہ ایسی بات نہیں کہ تم کو زبانی بتلا دیں نہ اس کی کوئی کتاب ہے کہ سبق پڑھاویں کیونکہ یہ امر حال و وجدان ہے نہ قال و بیان عبارت و اشارت میں اس کی گنجائش نہیں دیکھو اس حجرہ کو اگر کہا جائے کہ عین درگاہ قلندر صاحب ہے تو یہ بھی غلط اور اس کا عکس بھی غلط اور دونو صحیح بھی ہیں۔ سمجھنے کی ہے بات کہنا نہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مدارج دینی و دنیوی جب تک یہ علاد گار نہ عطا فرمائے اپنی کوشش سے حاصل نہیں ہوتے ہزار ہا اولیاء اللہ گذرے اور صدہا غوث و قطب گذرے لیکن درجہ محبوب سبحانی۔ غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو عطا فرمایا۔ اور درجہ محبوب الٰہی سلطان المشائخ نظام الدین چشتی بدایونی قدس سرہ کو عطا فرمایا۔ ع

جا کو وہ چاہے وہی سہاگن ہوے

درجہ محبوبیت سوائے اِن دو بزرگوں کے اور کسی ولی کو اللہ جلشانہ نے مرحمت نہیں فرمایا۔

ایک روز کسی شخص نے سوال کیا کہ علامت فقر کیا ہے اس کے جواب میں فرمایا کہ خاکستر ہونا یعنی جس طرح خاکستر خوشبو اور بدبو دونوں کو ڈھانپ لیتی ہے

marfat.com

اسی طرح فقیر بھی لوگوں کے عیب مفتضحمل وصواب اور نیک و بد پر نظر نہیں کرتا ہے

گرچہ تیر از کمان ہمی گذرد　　از کمان دار بیند اہل خرد
از خدادان خلاف دشمن و دوست　　کہ دل ہر دو در تصرف اوست

ایک روز ارشاد ہوا کہ یقین کی تین قسمیں ہیں۔ ایک علم الیقین دوسری عین الیقین تیسری حق الیقین۔ دیکھو یہ گھڑا جو سامنے دھرا ہے تم اس کی صورت دیکھ کر جان سکتے ہو کہ اس کے اندر پانی ضرور موجود ہے جو صاف و سفید و سیال ہے اور جو تشنگی کو رفع کرتا ہے لیس) یہ یقین علم الیقین ہے لیکن جب تم اس گھڑے کا ڈھکنا اٹھا کر آنکھ سے دیکھ لو کہ بے شک اس کے اندر پانی ہے اور وہ اُن تمام صفات سے موصوف ہے تو یہ یقین عین الیقین ہے پھر تم گھڑے میں سے پانی انڈیل کر پی لو تو اس وقت پانی کی حقیقت بھی منکشف اور عیاں ہو جائے گی کہ علم اور عین دونوں پر پانی پھر جائے گا۔ تم میں اور پانی میں کوئی واسطہ اور حجاب باقی نہ رہے گا بلکہ تمہاری اور اُس کی حقیقت واحد ہو جائے گی۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ ملتان سے ہم حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر گئے اور تین روز وہاں رہے ان کے فقیروں میں تعصب و تعلی اس قدر دیکھی کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا ہے۔ خاندان چشت کو ہمارے سامنے برا کہنے لگے حتی کہ حضرت شیخ فرید گنجشکر قدس اللہ سرہ کو کہنے لگے کہ ہمارے مرشد میاں باہو صاحبؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر بابا فرید صاحب میرے زمانہ میں ہوتے تو میں ان کو مشاہدہ ذات کو پہنچا تا باوجود اس زہد کے ان کو مشاہدہ نہیں نصیب ہوا۔ ہم نے کہا بابا فرید قدس سرہ تو علیحدہ رہے حضرت میراں شاہ بھیک قدس سرہ کو تمہارے میاں باہو توحید میں تو پہنچے ہی نہیں بلکہ توحید کی تو ہوا نہ تمہیں نہ میاں باہو کو نصیب ہے بابا فرید قدس سرہا تو اپنے عہد کے سلطان ابراہیم ادھم و جنید تھے۔ بلکہ ایسا فقرہ لکھنا ایسے

marfat.com

شخص کی بابت کہ جو منفرد ہوا ہے کمال ہی نادانی و حسد ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ طے سلوک تک پیر کا واسطہ رہتا ہے مگر منزل عرفان کے بعد جو قرب مرید کو حاصل ہوتا ہے اُس کی خبر پیر کو بھی نہیں ہوتی جیسے دولہا و دلھن کے ہر کام کے کفیل ان کے ماں باپ ہوتے ہیں مگر پردۂ خلوت کے اندر جو کیفیت پیش آتی ہے اس کو اُن دونوں کے سوائے کوئی غیر نہیں جان سکتا ہے۔ ع

حال خلوت شاہ داند یا عروس

ایک روز ارشاد ہوا کہ خاندان نقشبندیہ میں تو صفائی اور معلومات مبتدی کا دل بہلاتی اور ہمت بڑھاتی ہے۔ ایسے ہی خاندان چشتیہ میں ذوق و شوق کی چاٹ طبیعت کو اچاٹ نہیں ہونے دیتی مگر خاندان قادریہ میں مبتدی کو بجز بے حاصلی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اسی لیے بعض طالب مایوس ہو کر کمر ہمت کھول دیتے ہیں البتہ مدت دراز اور مجاہدہ کثیر کے بعد آخر میں یہ کیفیت ہوتی ہے کہ گویا دفعتہً صور پھونک دیا یا جیسے کنواں کھودتے کھودتے یکبارگی بم پھٹ گئی پھر تو سبحان اللہ سب کیفیتیں اس کے سامنے گرد ہیں اور اگر طالب کو کچھ حاصل نہ ہو اور اس راہ میں کھیت رہا تو یہ ہزار مراد سے بہتر ہے کیونکہ راہ خدا میں حاصل و حصول کیا جو قدم اس طرف اٹھا وہی نقد وقت ہے۔

ایک روز ایک صاحب جن کو خدمت مبارک میں شرف ارادت حاصل تھا حاضر ہوئے اور اپنے دل میں سوچنے لگے کہ افسوس ہم بہ سبب بعد مسافت اور شغل ملازمت کبھی کبھی زیارت سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ بڑے خوش نصیب ہیں یہ لوگ جن کو ہر روز دولت حضوری اور فیض صحبت حاصل ہوتا ہے اس وقت ارشاد ہوا کہ نطفہ قرار پانے کو تو ایک ہی صحبت بس ہے ورنہ ہزار بار میں بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ ریاضت و مجاہدہ بھی ایک امر ضروری ہے دیکھو جب

marfat.com

کہربا کی قوت دھیمی پڑجاتی ہے تو رگڑنے سے پھر تیز ہو جاتی ہے اسی طرح طالب کا قلب مجاہدہ سے ترو تازہ رہتا ہے۔

ایک روز کسی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مخدوم علاؤالدین صاحب صابر قدس سرہ کو اس قدر جلال تھا کہ جو شخص یا جو چیز آپکے سامنے آتی سوختہ ہو جاتی اس پر ارشاد ہوا کہ مخدوم صاحب کو تجلی ذات و مشاہدہ ذات دوامی تھا اور ایسا مشاہدہ و جلال چند ہی اولیاء اللہ کو ہوا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بزرگ نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ جب غلام بوڑھا اور بے کار ہو جاتا ہے تو دستور ہے کہ اسکو خدمت سے آزاد کر دیتے ہیں پس میں چاہتا ہوں کہ آئندہ مجھ کو بھی بندگی سے آزادی ملے حکم ہوا کہ اور جو چاہو مانگ لو مگر آزادی طلب نہ کرو، اس بزرگ نے پھر یہی درخواست کی اور قبول ہو گئی اس کے بعد کسی نے ان سے پوچھا کہ کہو اب کیا حال ہے؟ جواب دیا کہ ؎

بندگی شد محو و آزادی نماند ذرہ در دل غم و شادی نماند
بے صفت گشتم نہ گشتم بے صفت عارفم اما ندانم معرفت!!

غرض یہ ہے کہ بغیر کسی مشغلہ کے لطف زندگی نہیں آدمی کو کچھ نہ کچھ دھندا ضرور چاہیئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ اس مصرعہ کے معنی بیان کرو ؏

بجسم پاک پیغمبر مگس ننشست و ننشیند

جب حاضرین میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو فرمایا کہ ننشست کے معنی تو ظاہر ہیں اور ننشیند سے یہ مراد ہے کہ جو لوگ فنا فی الرسول ہو جاتے ہیں ان کے جسم پر بھی مکھی نہیں بیٹھتی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ منشاء سرکاری یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو نہ دیکھے جیسے آنکھ تمام جہان کو دیکھتی ہے لیکن اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی ؎

marfat.com

چشم بیند ہر کم و ہر بیش را   لیک نتواند کہ بیند خویش را

اسی طرح ناک ہر شے کی خوشبو و بدبو سونگھتی ہے الا اپنے پیٹ کی بدبو سے محض بے خبر ہے۔ ہاں اگر فضل خدا شامل حال ہو اور کوئی مرد خدا اپنے وجود کی سیر کرا دے تو سبحان اللہ

وہ ہے پاس میرے میری بدگمانی   لیے پھرتی مجھ کو کہیں سے کہیں ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت ابراہیم ادہم کا ایک صحرا میں گذر ہوا دیکھا کہ چند اولیاء اللہ مردمیدان تسلیم و رضا اپنے حال میں مستغرق اور مراقبہ میں مصروف ہیں یہ ان کی صحبت کو غنیمت سمجھ کر بیٹھ گئے اور مشغول مراقبہ ہوئے، اس وقت حضرت ابراہیم ادہم کو از راہ باطن منکشف ہوا کہ ایک جہاز سمندر کے اندر مبتلائے طوفان ہے اور باد مخالف کے سخت جھکولے ایسے لگتے ہیں کہ جہاز قریب غرق ہے اور اہل جہاز نہایت عجز و نیاز اور خضوع و خشوع اور گریہ زاری کرتے ہیں ان کی فریاد و واویلا سے شور قیامت برپا ہے یہ کیفیت مشاہدہ کر کے براہ ترحم ان کا جی بھر آیا اور از راہ باطن جہاز کی مدد کی اور اسکو صحیح و سلامت طوفان سے نکال دیا۔ اولیاء بزرگ باہم بولے کہ دیکھو یہ فضولی ہم میں سے کس نے کی سب نے انکار کیا۔ حضرت ابراہیم بولے کہ صاحبو مجھ کو ایسا رحم آیا کہ زیادہ صبر نہ ہو سکا میں نے یہ کام کیا انہوں نے کہا کہ سنو صاحب سرکار کو تو خود اس جہاز کا بچانا منظور نہ تھا اگر ڈوبنا ہوتا تو تمہاری ہمت سے کیا ہو سکتا تھا تم نے دخل دے کر منت اپنے ذمہ ایک الزام لے لیا ہماری تمہاری صحبت راس نہ آئے گی یہ کہہ کر سب غائب ہو گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ حضرت ابراہیم ادہم کا ابتدائی تھا ورنہ دعا نہ کرتے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم نے ان کو یہ جواب دیا کہ جہاز کا بچانا بھی تو تقدیر الٰہی میں میری دعا پر موقوف ہے جو میں نے دعا کی ورنہ میں دعا کب کرتا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ریداس اپنے مکان کے دروازے پر کھڑے تھے ایک برہمن سے جو گنگا اشنان کے لیے جاتا تھا پوچھا مہاراج کہاں جاتے ہو۔ کہا گنگا جی کے

marfat.com

اشنان کو رید اس نے اس کو ٹکہ دیا اور کہا کہ جب تو ہر کے پیڑی پر پہنچے اور اشنان کر چکے تو اوّل میرا اسلام کہنا اگر گنگاجی اپنا ہاتھ پانی سے نکالیں تو پھر یہ ٹکہ اُن کے ہاتھ پر رکھ دینا ورنہ واپس لے آنا، اس برہمن نے بعد اشنان کے ایسا ہی کیا ایک نازنین ہاتھ برآمد ہُوا ٹکہ اُس پر رکھ دیا گنگاجی نے ایک کنگن نہایت عجیب وغریب مرصع بیش بہا اُس برہمن کو دیا کہ لے رید اس کو بعد سلام یہ کنگن دے دینا برہمن واپس آیا اور کنگن اس کو حوالہ کیا رید اس نے اس برہمن دے دیا اس نے راجہ کی نذر کیا راجہ نے رانی کو دیا رانی نے فرمائش کی کہ اس کی جوڑی کا دوسرا کنگن پیدا کرو راجہ نے برہمن سے کہا اس نے رید اس سے عرض کیا کہ صاحب یوں معاملہ ہے۔ اب دوسرا کنگن بھی دلوائیے ورنہ میں مارا جاؤں گا۔ رید اس ایک ٹکہ لے کے اپنے کٹھوت[۱] کے کنارہ کھڑا ہُوا اور کہا کہ من چنگا تو کٹھوت ھی میں گنگا آنا کہنا تھا کہ وہی کٹھوت کے پانی سے ہاتھ برآمد ہُوا ٹکہ دے دیا اور کنگن لے آیا۔ غرض اس بیان سے یہ ہے کہ آدمی کا قلب سلیم ہونا چاہیئے پھر جو چاہے سو موجود ہے کچھ حاجت کہیں آنے جانے کی نہیں۔ اور یہ بجز توحید کے نہیں ہو سکتا ہے

چون اندو گشتی ہمہ چیز از تو گشت ۔۔۔ چون اندو گشتی ہمہ چیز از تو گشت

ایک روز ارشاد ہُوا کہ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عزیز خلیفہ تھا جو خلیفہ بغداد کا پیر تھا ایک روز مجمع عام میں انہوں نے کہا کہ پیر کامل مرغی کے مانند ہوتا ہے یعنی مرغی کے تلے جس قسم کے انڈے رکھ دو گے ان کو سیکہ بچے نکال دے گی تیتر کے بچے جنگل [illegible] جائیں گے مرغی کے خاک میں لوٹیں گے بط کے دریا میں تیریں گے ہم بھی مثل بچہ [illegible] کے دریائے توحید میں شناوری کرتے ہیں ۔

بچہ بط اگر چہ دشینہ بود ۔۔۔ آب دریاش تا بسینہ بود

یہ ماجرا کسی شخص نے حضرت نجم الدین کبریٰ کے سامنے عرض کیا کہ آپ کے خلیفہ آپ کو مرغی سے تشبیہ دیتے ہیں اور ایسا کہتے ہیں یہ سنکر فرمایا کہ [illegible] دریا میں [illegible] وہ خلیفہ [illegible] کیونکہ پیر تھی اس لیے محلات شاہی [illegible] کچھ پردہ نہ تھا

---

[۱] کٹھوت چمڑا رکھنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔

بے تکلف چلے جایا کرتے تھے اتفاقاً ایک دن تشریف لائے تو بادشاہ گھر میں نہ تھا یہ اس کے پلنگ پر سو رہے ، ذرا دیر بعد بیگم آئی اور وہ بادشاہ کے خیال میں ان کے برابر لیٹ کر سو گئی کچھ دیر بعد بادشاہ آیا اور یہ تماشا دیکھا چپ چاپ واپس چلا گیا اور دل میں بد گمانی پیدا ہو گئی، جب میاں صاحب کی آنکھ کھلی تو بیگم کو پاس دیکھ کر وہاں سے چل دیئے پادشاہ سے ملاقات ہوئی ۔ اس نے ملاحوں کو حکم دیا کہ آج حضرت پیرو مرشد کو سیر دریا کراؤ اور ان کو اشارہ کر دیا کہ کشتی کو منجدھار میں لے جا کر ڈبو دینا ملاحوں نے حکم کے موجب عمل کیا جب بادشاہ رات کے وقت محل میں آیا تو بیگم نے دن کا قصہ سنایا اور تمام حال بیان کیا یہ قصہ سنکر بادشاہ کو نہایت ملال ہوا، کہ میں نے بڑا ظلم کیا اور پیر و مرشد کو ناحق ڈبو دیا اب یا تو قصاص لازم ہے یا خون بہا یہ خیال کر کے بہت سا روپیہ لے کر حضرت نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض حال کے بعد روپیہ اور شمشیر برہنہ سامنے رکھ دیئے کہ خون بہا بھی حاضر ہے اور سر بھی موجود ہے جیسا حکم ہو اس وقت حضرت حالت جذب میں تھے فرمایا کہ ہاں میرے عزیز مرید کو مار کر اب روپیہ اور سر لے کر آتا ہے کیا اس کی اتنی ہی قدرو منزلت تھی نہیں اس کے خون بہا میں اول میرا سر پھر تیرا سر اور جتنے اس زمانے اولیاء اللہ ہیں اور سادات عظام و علماء کرام اور امراء فدی الاحتشام ایک ایک کا نام لینا شروع کیا تھا یہاں تک کہ فریدالدین عطار کا سر وغیرہ وغیرہ بغداد کا نام شروع کیا اور لفظ بغ[ل] زبان سے نکلا تھا کہ ایک مرید نے ان کا منہ بند کر دیا کہ یہ تو ہمارے پیروں کا مکان ہے پھر چپ ہو گئے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چنگیز خاں ہلاکو نے تاتار سے خروج کیا پہلے حضرت کا سر کاٹا پھر اس بادشاہ کا اور ملک خراسان اور ایران کو بھی تیر تیغ کر دیا اور نصف بغداد کو بھی قتل و غارت کیا جب لشکر مغل نیشاپور کے قریب پہنچا تو حضرت فریدالدین عطار نے اپنا پیالہ چوبین اوندھا کر دیا تمام شہر لشکر کی

[ل] یعنی بغداد کہنا چاہتے تھے مرید نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تو کہ نصف بغداد یعنے منہ سے نکل چکا تھا نصف بغداد بھی قتل ہوا ۱۲ ※ ※ ※ ※

marfat.com

نگاہ سے پوشیدہ ہوگیا فوج حیران ہوکر اپنے خیمہ گاہ پر آن پڑے دوسرے روز چنگیز خاں نے پھر لشکر روانہ کیا تمام کو ٹکریں کھا کر لشکر واپس آیا اور شہر کا پتہ نہ چلا چنگیز خاں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے اس شہر میں کوئی مرد کامل ہے خیر کل کو میں خود لشکر کا رہنما بنوں گا اور شہر پر تاخت کروں گا یا وہ نہیں یا میں نہیں۔ چنانچہ اگلے روز اس نے نیشاپور کا قصد کیا ادھر حضرت عطار نے اپنا پیالہ الٹنا چاہا کہ حضرت خضر علیہ السلام پہنچے اور حضرت عطار کا ہاتھ پکڑ لیا کہ بس رہنے دو حکم سرکاری تمہارے قتل کے واسطے جاری ہو چکا ہے بولے کیا قصور خضر نے کہا قصور کچھ نہیں بلکہ اختیار ہے

جہاں دار داند جہاں داشتن | یکے را بریدن یکے کاشتن

اور تم موحد ہو کر غیریت سمجھتے ہو وہ شان جمال تھی یہ شان جلال ہے یہ کیا کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو ہے

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ | ان ہنیس تا یہ ہی پر یکھ

اور اگر اب پیالہ الٹو گے تو کچھ بھی نہیں ہونے کا بس اب کرامت اپنی رہنے دو ناچار شیخ عطار صاحب نے سر جھکا دیا اور قتل کئے گئے۔ اس کے بعد جناب قبلہ نے فرمایا کہ میاں ہم تو یہی کہتے ہیں ہے

خواہی ز فراق در فغان دار مرا | خواہی ز وصال شادمان دار مرا
من با تو نگویم کہ چنان دار مرا! | زان سان کہ دل تست چناں دار مرا

اور اگر ہم دعا بھی مانگیں تو یہ مانگیں ہے

ندارم ذوق رندے نے خیال پاکدامانی | مرا دیوانہ خود کن بہر رنگے کہ میدانی

ایک روز ارشاد ہوا کہ بخت نصر بادشاہ ابتداء میں نہایت نیک بخت و صالح تھا حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام کی نہایت اطاعت کرتا تھا۔ اتفاقاً اس نے ایک عورت سے نکاح کیا جس کے ہمراہ ایک لڑکی نہایت حسینہ و جمیلہ پہلے شوہر سے تھی جب وہ لڑکی سن بلوغ کو پہنچی تو بادشاہ حسن کی بہار دیکھ کر فریفتہ و دیوانہ ہو گیا۔ اس کی ماں کو پیام دیا وہ بہت خوش ہوئی مگر دل میں اندیشہ کیا کہ بادشاہ پیغمبروں کا مطیع فرمان

marfat.com

ہے اور یہ نکاح پیغمبران خدا کی شریعت کے خلاف ہے وہ کا ہے کو اس کام کی اجازت دیں گے اس لیے بادشاہ سے کہا کہ تم اس کا مہر ادا نہ کر سکو گے اس نے دریافت کیا کہ ایسا کتنا مہر ہے جو کچھ کہو۔ میں دوں گا عورت نے کہا اس کا مہر تمہارے دونو پیغمبروں کا سر ہے۔ اگر تم یہ مہر ادا کر سکو تو لڑکی حاضر ہے ورنہ اس کا نام مت لو بادشاہ نے کہا کہ یہ بیچارے دو مسکین خدا کے دوست بیت المقدس کے مجاور ہیں کسی کام میں دخل نہیں دیتے بلکہ ہمارے خیر خواہ و دعاگو ہیں ان کو بے جرم و گناہ قتل کرنا ظلم عظیم ہے۔ اس کے سوا جو کچھ مانگو جو مہر کہو مجھ کو منظور ہے اس نے کہا کہ اس کے سوا اور کوئی مہر نہیں ہے بادشاہ نے ہوائے نفسانی سے مغلوب ہو کر فوج کو حکم دیا کہ دونوں بے گناہوں کا سر لاؤ حکم کے بموجب سپاہیوں نے جا کر اول حضرت یحیٰی علیہ السلام کو بیت المقدس میں قتل کیا۔ حضرت زکریا نے ایک درخت سے التجا کی کہ تو مجھ کو اس وقت پناہ دے وہ درخت پھٹ گیا یہ اس کے اندر سما گئے وہ پھر بند ہو گیا لیکن قدرے کپڑا باہر رہ گیا، فوج متحیر ہوئی کہ کہاں غائب ہو گئے نشان شیطان نے دیا کہ اس درخت کے اندر ہیں۔ اور یہ کپڑا ان کے ہونے کی علامت ہے پھر شیطان نے آرہ کی ترکیب بتلائی، درخت چیرا گیا جب نوبت آرہ کی سر تک پہنچی تو حضرت نے سسکی بھری حکم الٰہی نازل ہوا کہ اگر اف کرو گے تو پیغمبری سے خارج کر دیئے جاؤ گے تم نے غیر سے کیوں پناہ مانگی اگر ہم سے التجا کرتے تو کیا ہم پناہ نہیں دے سکتے تھے۔ اب اس کا مزہ چکھو اور چپ چاپ سر پر آرہ چلنے دو۔ غرضکہ سر سے پاؤں تک جسم چیرا گیا، اور حضرت زکریا نے دم نہ مارا۔ ؎

سرے است در حقوق محبت برائے ما | عشاق اندو دیدہ کشد ابتلائے ما
ما آدم از بہشت پے ایں کشیدہ ایم | تا قدر تم بہ بیند اندر سرائے ما
ما نوح راز طوفان سرگشتہ کردہ ایم | موسیٰ بغیب یافتہ قوت عصائے ما

marfat.com

انگشتر سلیمان با دیو دادہ ایم — یعقوب خود نگاہ کند در قضائے ما
گا ہے در افگنیم بآتش خلیل را — قربان کند اگرچہ پسر در رضائے ما
گہہ ارہ را بتارک سر زکریا کشیم — یحییٰ کشیم دم نزند در قضائے ما
دندان مصطفےٰ را اید دست بشکنیم — ایوب صابر آمدہ از کرم ہائے ما
گہہ چاشنی زہر بحلق حسن کنیم — گہہ تیغ بر حسین کشد کربلائے ما
بیگانہ را چہ کار بود در بلائے غم — آخر رسد کہ خاص بود آشنائے ما
فرعون را ندادیم آید دست دردسر — زیرا کہ او نداشت سر درد ہائے ما
شداد را بہ نعمت چنداں رساندہ ایم — ہشتم بہشت آورد اندر سرائے ما
ما پروریم دشمن و ما مے کشیم دوست — کس را مجال نیست بچون و چرائے ما
حافظ ہمیشہ نالہ کند در بلائے ما — باشد کہ خود علاج کند درد ہائے ما

غرض اس بیان سے یہ ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کسی سے استعانت نہ چاہے بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح خدا سے بھی طلب نہ کرے ع

کہ خواجہ خود روشِ بندہ پروری داند

ع بن مانگے موتی ملیں مانگی ملے نہ بھیک

ع اس کی رضا پہ چھوڑ دو پھر خدا جو ہو سو ہو

جب دونوں پیغمبر اس طرح بیدردی سے قتل کیے گئے تو غضب الٰہی نازل ہوا دن تاریک ہو گیا، ایک بادشاہ فوج خونخوار لے کر چڑھا اور اس شہر کے باشندوں کو گرفتار کر لیا، حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خون بند نہ ہوتا تھا جب قبر میں رکھتے تھے تو قبر خون سے لبریز ہو جاتی تھی بادشاہ لشکر کش نے قسم کھائی کہ جب تک خون بند نہ ہوگا میں قتل سے باز نہ رہوں گا۔ ہزارہا آدمی تہ تیغ کر دیئے لیکن خون بند نہ ہوا اس وقت ایک شخص حضرت یحییٰ کی لاش پر آیا اور کہا کہ تم پیغمبر ہو یا ظالم ایک خون کے بدلے میں ہزارہا آدمی قتل ہو چکے اب کیا سارے جہان کو قتل کرائے گا اتنا کہنا تھا کہ ان کا خون بند ہو گیا۔ جامع دمشق

marfat.com

ہیں حضرت کی قبر ہے۔

بڑے بھئے دکھ بہت ہیں چھوٹے سے دکھ دور — تارے سب نیارے رہیں کہیں چاند اور سُور
خوب پُرکھ کی دیکھ کبیرا یہ مردد نکا گانو — اس میں جگ بھر کوئی نہ جیا کس کا لیجے نانو
پیر پیغمبر مر گئے مر گئے جنگم جوگی — راج کرتنا راجہ مر گئے مر گئے بید ادر روگی
چندا مرے سورج مرے مرے پرن کا سا — چودہ طبق پانی میں ڈوبیں انکی چھوڑ دو آسا
راما مر گئے کرشنا مر گئے مر گئے لکھو بائی — اسکو ساد و کیوں نہیں پوچھو جسکو موت نہ آئے
ایک سُمر لی الکھ نرنجن جن یہ جگ اپجایا — کہیں کبیرا سنو رے سادھو جھوٹھ جگت بنایا

اس شعر پر حضرت نے فرمایا یہاں کبیر بھی چوک گیا اس جہان کو جھوٹا کہنا کمال نادانی ہے۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

پس مگو کایں جملہ دنیا باطل اند — باطلاں در بوئے حق دام دل اند
پس مگو جملہ خیال ست و ضلال — بے حقیقت نیست در عالم خیال
آنکہ گوید جملہ حق ست احمقے ست — وانکہ گوید جملہ باطل او شقیست

ایک روز ارشاد ہوا کہ سلطان محمود غزنوی حضرت ابو الحسن خرقانی کی زیارت کے لیے خرقان میں پہنچا اور پیام بھیجا کہ میں آپ کی زیارت کے واسطے غزنین سے یہاں تک آیا آپ خانقاہ سے خیمہ تک قدم رنجہ فرمایئے اور قاصد کو سکھا دیا کہ اگر وہ انکار کریں تو یہ پڑھیو اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ - حضرت نے جواب دیا کہ ہم کو معذور سمجھو اس نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا کہ در اطیعو اللہ چناں مستغرق ام کہ از اطیعو الرسول خجالت ہا دارم تابہ اولی الامر چہ رسد قاصد نے آن کر محمود کو یہ جواب سنا دیا محمود نے اپنی پوشاک ایاز کو پہنا کر سلطان بنایا اور دس کنیزوں کو مردانہ لباس پہنا کر غلام اور خود ہتیار باندھ کر اس کی اردلی میں چلا اور حضرت کے حجرہ پر پہنچا حضرت نے تعظیم نہ دی

۱؎ یعنی ایک کو اختیار کر ایسا جو نظر نہیں آتا اور سب قدرت میں سمایا ہوا ہے جس نے جہان کو پیدا کیا کبیر کہتا ہے سنو یارو جھوٹ جگ میں پھر کوئی آیا ہے ۱۱ ۲؎ اے پروردگار ہمارے نہیں

محمود نے کہا کہ آپ نے سلطان کی کچھ توقیر نہ کی فرمایا کہ تم نے یہ جال لگایا ہے محمود
نے کہا کہ یہ تنک جال تو لگایا ہے مگر آپ اس جال کی چڑیا کا ہے کو ہیں پھر
محمود بولا کہ کچھ ارشاد فرمائیے کہا کہ ان نامحرموں کو باہر کر دو پھر محمود نے دُعا کی،
درخواست کی اور ایک تھیلی اشرفیوں کی پیش کی آپ نے ایک سوکھی روٹی جو
کی نکالی اور سامنے رکھ دی، محمود نے کھائی مگر نوالہ گلے میں اٹکتا تھا فرمایا کہ
ایسی تمہاری اشرفیاں ہمارے حلق سے نہیں اُتریں گی بس اٹھاؤ ہم اس کو طلاق
دے چکے ہیں پھر محمود نے عرض کی کہ کچھ یادگار اپنا عنایت فرمائیے شیخ نے
ایک کپڑا اپنا دیا اور فرمایا کہ اگر تم کو کہیں بڑی مشکل پیش آوے جس کی عقدہ کشائی
دشوار ہو تو اس کے ذریعہ سے دعا کرنا اللہ تعالیٰ قبول فرمالے گا، جب محمود رخصت
ہونے لگا تو اس وقت تعظیم کے لیے حضرت کھڑے ہو گئے، اس نے پوچھا کہ
آتے وقت کچھ نہ تھا تو اب جاتے وقت تعظیم کیسی جواب دیا کہ اے محمود تو
بادشاہی کے گھمنڈ میں امتحان کے لیے آیا تھا مگر اب تو فقیری اور انکساری کی دولت
لے کر چلا ہے پس میں تیری شاہی کی تعظیم کے لیے نہیں اٹھا بلکہ فقیری کی تکریم کے
واسطے کھڑا ہوا ہوں محمود واپس ہوا اور وہاں سے آن کر سومنات پر حملہ کیا جب
معرکہ سخت پیش آیا اور تردد پیدا ہوا تو اس لباس کو لے کر دعائے فتح مانگی اور
منت مانی کہ جو کچھ غنیمت ہاتھ آوے گی درویشوں کو نذر کر دوں گا چنانچہ اسی روز
محمود کا لشکر فتح یاب ہو گیا اور رات کو محمود نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوالحسن
خرقانی فرماتے ہیں کہ تو نے ہمارے خرقہ کی بھی آبرو کھوئی اگر تو دعا کرتا تو تمام
کفار کو خدائے تعالیٰ اسلام نصیب کرتا، اس فتح سومنات میں مال کثیر سلطان کے
ہاتھ آیا مولویوں سے دریافت کیا کہ یہ غنیمت کس کو دینی چاہیئے کہا کہ علماء کو
تاکہ علم دین کی ترقی ہو پھر غازیوں اور امیروں اور لشکریوں سے یہی سوال کیا، ہر

پیدا کیا تو نے یہ جال بے فائدہ ۱۲ ۲؎ یعنی فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول کی اور حاکم کی جو تم میں
سے ہو ۱۲ ۳؎ یعنی امتحان لیا ۱۲ ۴؎ یعنی یہ کمترین جو بظاہر غلاموں کے بھیس میں ہیں ۱۲

marfat.com

ایک نے اپنے اپنے مطلب کی کہی سب کے بعد ایک مجذوب سے پوچھا جو لشکر میں رہتا تھا اس نے جواب دیا کہ سن محمود اگر خدا سے آئندہ کچھ مطلب ہے تو بموجب اقرار کے فقراء پر تقسیم کر ورنہ جو مقصد اب تھا وہ تو ہو ہی چکا آئندہ خدا سے کچھ توقع مت رکھ اور مال غنیمت کو اپنے خرچ میں لا بادشاہ نے یہ جواب سنکر حسب وعدہ تمام مال غرباء کو لٹا دیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب بابا فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بارادہ بیعت حاضر ہوئے تو اس وقت خواجہ صاحب ایک درخت خشک سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے بابا صاحب کو خیال آیا کہ تعجب ہے جس درخت کو خواجہ صاحب نے کمر لگائی وہ خشک رہے ایک نظر جو ڈالی تو درخت سرسبز ہو گیا خواجہ صاحب نے نگاہ کی تو وہ پھر خشک ہو گیا غرض دو بار اسی طرح الٹ پلٹ ہوئی خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میاں فرید تم فقیری کرنے آئے ہو یا خدا سے لڑنے مرضی الٰہی تو یوں ہے کہ درخت خشک رہے تم اس کو ہرا بھرا کئے چاہتے ہو جاؤ قطب الدین کے پاس وہ ذرا تمہاری خبر لے گا اور وہیں تمہارا حصہ ہے، حسب ارشاد پرانی دلی میں آئے اور قطب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کی عمر کم تھی بچوں کے کھیل کود کا تماشا دیکھ رہے تھے بابا فرید کے دل میں خیال آیا کہ پیر تو ملا مگر لڑکا ہے ان کو یہ ضمیر منکشف ہوئی فوراً حجرہ کے اندر گئے اور بوڑھے بن کے نکل آئے فرمایا کہ لو اب تو میں تمہاری پیری کے قابل ہو گیا بابا صاحب بیعت ہوئے اور حضرت کے وضو کرانے کی خدمت اختیار کی ایک دفعہ موسم سرما میں آدھی رات کے بعد پانی گرم کرنے کے لئے آگ کی ضرورت ہوئی تمام شہر میں تلاش کی کہیں نہ ملی بہت گھبرائے آخر بہ ہزار دقت ایک بڑھیا کے گھر پتہ لگا اس نے کہا کہ آگ کے بدلے اپنی آنکھ نکال دے تو آگ دیتی ہوں یہ راضی ہو گئے آنکھ دے کر آگ لائے اور جھٹ پٹ گرم پانی حضرت کے لیے تیار کیا وقت پر وضو کرایا صبح کو

marfat.com

آنکھ پر پٹی باندھے قطب صاحب کے روبرو آئے پوچھا کہ یہ کیا ہوا عرض کیا، حضور آنکھ آئی ہے قطب صاحب نے فرمایا کہ خیر آئی ہے تو سوائی ہے پٹی کھولی تو پہلے سے سوائی آنکھ تھی اس کے بعد خرقہ خلافت عنایت فرمایا اور رخصت کر دیا۔ اس وقت سے حضرت بابا صاحب کی اولاد میں ایک آنکھ بڑی ہوتی ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ جس وقت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم علی احمد صابر اپنے ہمشیرہ زادہ کو تعلیم کیا تو ان پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی، کہ حضرت کا طواف کرتے تھے اور یہ شعر ورد زبان تھا ؎

کعبہ خوانم یا پیر مصحف ست ایں یا خدا   الصلاح شوق بسیار ست و من دیوانہ ام

بعد مدت کے مخدوم صاحب نے عرض کیا کہ میرا ارادہ دہلی کا ہے بابا صاحب نے فرمایا کہ میری مہر قطب جمال ہانسوی کے پاس ہے تم اپنی سند لے جاؤ اگر مہر کر دیں تو چلے جانا آپ سند لے کر ہانسی میں پہنچے مغرب کا وقت ہو گیا تھا بعد ملاقات کہا کہ بھائی صاحب اس عرضی پر مہر کر دو انہوں نے فرمایا کہ ابھی آپ تھکے ہوئے تشریف لائے ہیں انشاء اللہ فجر کے وقت مہر ہو جائے گی خاطر جمع فرمایئے مخدوم صاحب نے کہا کہ نہیں حضرت ابھی مہر کر دیجئے قطب صاحب نے فرمایا کہ صاحبزادہ اس وقت چراغ موجود نہیں صبح تک صبر کیجیے ایسی کیا جلدی ہے حضرت علی احمد صاحب نے اپنی انگلیوں پر پھونک ماری فوراً پانچوں انگلیاں روشن ہو گئیں قطب صاحب نے فرمایا کہ تم اپنی کرامت دکھلاتے ہو یہ کہہ کر سند کو چاک کر دیا، حضرت علی احمد نے ان کی جا نماز لے کر پھاڑ ڈالی اور کہا کہ تم نے ہماری سند ولایت پھاڑی ہم نے تمہاری قطبیت قطع کر دی۔ قطب صاحب نے پوچھا کہ ماضی کی یا استقبال کی آپ نے فرمایا کہ استقبال کی آپ نے فرمایا کہ استقبال کی کہا کہ الحمد للہ بھلا پچھلی تو بچی آخر مخدوم علی احمد صاحب وہاں سے روانہ ہو کر بمقام کلیر کہ شہر عظیم اور نہایت آباد تھا پہنچے اور وہاں رہنا اختیار کیا جمعہ کے روز مسجد میں نماز کے لیے اول وقت پہنچے اور پہلی صف میں مقابل،

marfat.com

مصلائے امام جا بیٹھے چونکہ آپ کی صورت فقیرانہ اور کپڑے پھٹے پرانے تھے جو شخص آتا ان کو اٹھا کر خود بیٹھ جاتا حتی کہ صف نعال میں جا پہنچے آپ کو غصہ آیا جب نمازی سجدہ میں گئے تو فرمایا کہ اے مسجد تو کیوں کھڑی ہے ذرا جھک جا مسجد نمازیوں پر گر پڑی اور سارے آدمی دب کر مر گئے یہاں تک کہ تمام شہر برباد ہو گیا صرف اس بڑھیا کا لڑکا بچا جو آپ کی خدمت کرتی تھی چنانچہ اب تک وہ شہر ویران ہے آخر کار آپ کو حیرت نے گھیرا ایک گولر کی شاخ پکڑ کے کھڑے ہو گئے کئی برس تک اسی طرح کھڑے رہے جب بابا فرید صاحب کو معلوم ہوا کہ صابر عالم حیرت میں متحیر کھڑا ہے تو آپ نے مریدوں کو جمع کر کے فرمایا کہ کوئی ایسا ہے کہ ہمارے صابر کو جا کر بٹھا دے ہم اس کو انعام دیں گے حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی نے کہ جوان خوش طلعت و خوش آواز تھے دست بستہ عرض کی کہ ارشاد ہو تو میں جاؤں آپ نے فرمایا کہ اچھا لیکن سامنے کھڑے نہ ہونا خواجہ صاحب رخصت ہو کر کلیر میں پہنچے دیکھا کہ جناب علی احمد صابر صاحب بصورت تصویر سکتہ کا سا عالم آنکھیں کھلی ہوئی نظر بطرف آسمان مقام حیرت میں مستغرق کھڑے ہیں خواجہ صاحب بجانب چپ کھڑے ہو کر غزل گانے لگے۔ مخدوم صاحب کی طبیعت عروج سے مائل بہ نزول ہوئی تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آگئے اور فرمایا کہ شمس الدین بیٹھ جا آپ نے عرض کیا کہ غلام بیٹھے اور مولیٰ کھڑا رہے یہ تو کمال بے ادبی ہے فرمایا کہ اچھا ہم کو بھی بٹھا دو چونکہ مدت مدید سے کھڑے کھڑے پاؤں اکڑ گئے تھے اس لیے بیٹھ نہ سکے لٹا دیا پھر آپ نے پوچھا کہ شیخ اچھے تھے کہا کہ فضل الہٰی ہے تھوڑی دیر بعد آپ کو نیند آگئی اَلنَّوْمُ رَاحَتُ الْبَدَنِ وَزِيَادَةُ الْعَقْلِ بدن کو آرام ملا عقل کو زیادتی ہوئی جب بیدار ہوئے تو فرمایا کہ اچھا رخصت وہاں سے رخصت ہو کر حضرت بابا صاحب کی خدمت میں پہنچے تمام حال عرض کیا فرمایا کہ بھلا ہم کو بھی پوچھتے تھے جواب دیا کہ حضرت ہاں ایک دفعہ پوچھا کہ شیخ اچھے تھے یہ لفظ سن کر آپ کو ایک حالت وجد طاری

marfat.com

طاری ہوئی اس وجد میں فرماتے تھے کہ آج ہم شیخ ہوئے بعد فردہو نے حالت کے
خواجہ صاحب نے انعام موعود کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ جاؤ علی احمد صابر کو
انعام میں دیا، خواجہ صاحب پھر وہاں سے چلے اور مخدوم صاحب کی خدمت میں پہنچ کر
رشتا اختیار کیا چند روز کے بعد تعلیم فرما کر خواجہ صاحب کو حکم دیا کہ جاؤ سوار دں میں
نوکری کرو جس روز تم سے کوئی کرامت صادر ہوگی وہ روز ہمارے انتقال کا ہوگا۔
رخصت ہوئے اور بادشاہی سواروں میں نوکری کرلی جب سلطان علاؤالدین غوری رہ
چتور گڈھ کو سر کرنے گیا اور مدت تک محاصرہ کیا مگر قلعہ فتح نہ ہوا تو فقراء کی طرف
رجوع کی ایک فقیر نے کہا تم کیوں جا بجا پھرتے ہو خود تمہارے لشکر میں ایک ایسا
کامل ہے کہ اگر وہ اس وقت فرمادے تو ابھی قلعہ فتح ہوجائے اور اللہ تعالیٰ نے یہ
فتح اسی کی زبان پر منحصر کی ہے اور علامت شناخت یہ ہے کہ آج آدھی رات کو
آندھی آدے گی شب کے چراغ گل ہوجاویں گے مگر ان کا چراغ جلتا رہے گا بادشاہ
خوش ہوا اور وقت کا انتظار کرنے لگا جب نصف شب ہوئی تو آندھی آئی تمام
لشکر کے چراغ پٹ ہوگئے صرف ایک چراغ روشن تھا ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ انتقاں ہرگز نہ میرد

بادشاہ وہاں پہنچا اور در خیمہ پر دست بستہ کھڑا رہا، آپ اس وقت تلاوت قرآن مجید
میں مشغول تھے ذرا دیر میں نظر اٹھائی تو دیکھتے ہیں کہ بادشاہ کھڑا ہے سمجھے کہ آج خیر
نہیں آپ نے قرآن شریف کو بند کیا اور کھڑے ہوکر بادشاہ سے پوچھا کہ حضور آپ
اس وقت کیوں تشریف لائے عرض کیا کہ حضرت میرا قصور معاف ہو مجھ کو آپ کی قدر و
منزلت معلوم نہ تھی دعا کیجئے کہ یہ قلعہ فتح ہوجاوے جواب دیا کہ حضور میں تو آپ کا ایک
ملازم ہوں کسی نے آپ کو بہکا دیا ہے۔ بھلا میں اس قابل کہاں ہوں جو آپ سمجھے ہیں
بادشاہ نے کہا کہ کوئی عذر میں نہ مانوں گا آپ کو دعا کرنی ہی پڑے گی فرمایا کہ خیر لیکن
شرط یہ ہے کہ میرا استعفاء منظور ہو اور تنخواہ مل جائے یہاں سے تین کوس پہ جا کر دعا کرونگا
آپ صبح دم دعا اداکریں انشاء اللہ قلعہ فتح ہوجائے گا پس معلوم ہوا کہ آج ہمارے پیر کا

انتقال ہوگیا، بادشاہ نے اسی وقت تنخواہ دی اور رخصت کیا آپ نے تین کوس پر جاکر دعا کی قلعہ اسی دم فتح ہوگیا، اب وہاں سے چل کر منزل بمنزل پیران کلیر پہنچے دیکھا کہ فی الحقیقت حضرت نے انتقال فرمایا اور نعش مبارک کے گرد شیر و بھیڑیئے درندو چرند حلقہ کئے بیٹھے ہیں جب خواجہ صاحب پہنچے تو سب جانور چلے گئے تجہیز و تکفین کر کے سپرد خدا کیا تین روز کے بعد حکم ہوا کہ پانی پت جاؤ حسب الارشاد پانی پت میں پہنچے یہاں مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ہمیشہ استدعاء بیعت کیا کرتے تھے اور قلندر صاحب ہمیشہ یہ جواب دیتے کہ تمہارا پیر آنے والا ہے ابھی صبر کرو ہم بتلادیں گے جب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب وارد پانی پت ہوئے تو قلندر صاحب نے مخدوم صاحب سے فرمایا کہ جاؤ تمہارے پیر آتے ہیں ان کا استقبال کرو آپ گھوڑے پر سوار شہر سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک فقیر چلے آتے ہیں۔ بعد سلام علیک خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ارے میاں بانکے جوان ذرا اپنے گھوڑے کی چال تو دکھاؤ آپ نے چاک چوبند کر کے گھوڑے کی بھاگ اٹھائی اور خوب چلت پھرت اس کی دکھائی خواجہ صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ زہے اسپ و زہے سوار مخدوم صاحب چاروں خانہ چت گرے جو کچھ دینا تھا، اسی وقت دے دیا اور بیعت کر کے خلافت عطا فرمائی تا زیست پانی پت میں مقیم رہے چنانچہ مزار بھی ان تینوں صاحبوں کے پانی پت میں مشہور و معروف ہیں۔ مخدوم جلال الدین صاحب کو مطالعہ تو قلندر صاحب کرا چکے تھے لیکن تعلیم خواجہ شمس الدینؒ پر منحصر و موقوف تھی۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب حضرت نظام الدین سلطان الاولیا بابا فرید صاحب کی خدمت میں پہنچے تو دیکھتے ہی آپ نے فرمایا ؎

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ   سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

بات یہ تھی کہ خاندان چشتیہ میں بزرگان متقدمین نے بشارت دی کہ ایک محبوب الٰہی اس خاندان میں پیدا ہوگا اور ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے تھے کہ جسکو اُس

marfat.com

محبوب کی ملاقات میسر ہو ہمارا اسلام کہہ دے غرض کہ بابا فرید صاحب کو ملاقات میسر ہوئی اس لیے آپ نے یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا کہ اگلے بزرگ تمہارے آشتیاں میں چلے گئے اور اسی زمانہ میں باباصاحب نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ہم نے جال لگایا ہے اس میں صد ہا چڑیاں آن کر پھنسیں لیکن ایک شہباز بھی آن پھنسا ہے اور اس سے مراد حضرت سلطان نظام الدین تھے بابا صاحب نے اسی وقت ایک لوٹا اور ایک بوریہ عنایت فرمایا آپ رات بھر اس کا طواف کرتے رہے لوگوں نے باباصاحب کو خبر دی کہ ان کا یہ حال ہے آپ نے فرمایا کہ

جب مقصود کو پہنچ گئے تو باباصاحب نے فرمایا کہ تم دہلی جاؤ اور قطب جمال ہانسوی سے ہماری مہر اپنی سند پر کرالینا آپ بموجب فرمان قطب صاحب کی خدمت میں پہنچے قطب صاحب نے مزاج پرسی کے بعد ایک حجرہ قیام کے لیے بتلا دیا آپ رہنے لگے دو مہینے کے بعد قطب صاحب نے پوچھا کہ بھائی صاحب آپ کیوں تشریف لائے ہیں۔ سلطان جی نے کہا کہ اگر آپ کو معلوم نہ ہو تو میں عرض کردوں قطب صاحب خاموش ہو گئے دو مہینہ بعد پھر یہی سوال کیا آپ نے وہی جواب دیا۔ فرمایا کہ اچھا لائیے اپنی سند قطب صاحب نے اس پر تحریر فرمایا کہ ؎

ہزاران درود و ہزاران سپاس کہ گوہر سپردم بگوہر شناس

وہاں سے رخصت ہو کر دہلی میں پہنچے اور قیام فرمایا، دہلی میں ایک ہندو فقیر تھا سلب مرض میں بہت بڑا کمال رکھتا تھا۔ اتفاقاً ایک بار سلطان جی سخت مریض ہوئے اپنے مریدوں کو فرمایا کہ مجھ کو اس کافر کے پاس ہرگز نہ لے جانا۔ جب مرض کا غلبہ ہوا اور حضرت بے ہوش ہو گئے تو مرید گھبرا ئے ناچار اس کے پاس حضرت کو لے گئے اس نے فوراً مرض سلب کرلیا آپ ہوش میں آگئے اور دیکھا کہ اس کافر نے سلب مرض کیا ہے اس کو کچھ انعام دینا چاہیئے فرمایا کہ تم کو یہ کمال کس طرح حاصل ہوا اس نے کہا کہ نفس کے خلاف کرنے سے۔ آپ نے فرمایا کہ بھلا تمہارا نفس اسلام

قبول کرتا ہے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پھر یہ بھی تو خلاف نفس کرو وہ اول تو خاموش ہوا پھر اسلام لایا اور حضرت نے اس کو تعلیم فرمایا۔ سلطان جی نے حضرت امیر خسرو کو قلندر صاحب پانی پتی و مخدوم علی احمد صابر کی خدمت میں بھی بھیجا تھا مگر جو خدا کو منظور تھا وہی ہؤا یعنی خلافت حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کو عطا ہوئی اور حضرت سلطان جی کا لقب اولیا اسواسطے ہؤا کہ اولیاء جمع ہے ولی کی۔ اور حضرت مرتبہ میں مجموعہ اولیاء اللہ تھے۔

ایک روز ارشاد ہؤا کہ جب طالب سالک کو مرشدان کامل تعلیم کرتے ہیں، تو کان میں ایک بات پھونک دیتے ہیں چنانچہ بابا فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت غازی کے کان میں وہ پھونک ماری تو چھ مہینے تک بیخود و سرمست رہے اور اسی پھونک کی تاثیر سے حضرت مخدوم علی احمد صابر آخر دم تک ہوش میں نہ آئے لیکن بعض حوصلے بلند ظرف اللہ تعالیٰ نے ایسے بنائے ہیں کہ ان کو پھونک بھی جگہ سے نہیں ہلا سکتی جیسے حضرت نظام الدین اولیاء کہ جب ان کی کان میں بابا صاحب نے پھونک ماری تو کچھ اثر نہ ہؤا۔ تین بار پھونک ماری اور یہ اپنی حالت پر قائم رہے اس وقت بابا صاحب کو الہام ہؤا کہ ان سے اگر ہزار بار یہ بات کہو گے تب بھی کچھ اثر نہ ہوگا۔

ایک روز ارشاد ہؤا کہ جناب میاں فدا حسین صاحب رسول شاہی اگرچہ عالم جید اور ہمارے پیر و مرشد تھے لیکن طریقہ ان کا بالکل خلاف شرع شریف تھا اسی لیے حضرات نقشبندیہ ان کے منکر تھے بلکہ یوں فرماتے تھے کہ ان کے کوچہ میں گذرنے سے قلب پر تاریکی چھا جاتی ہے۔ چنانچہ جناب و قبلہ شاہ غلام علی صاحب نے ایک بار ان کی نسبت فرمایا کہ وہ انسان پر سحر کر دیتے ہیں میاں فدا حسین صاحب نے جواب میں کہلا بھیجا کہ آپ ایک مرید اپنا جس کو کامل اور خوب اور پختہ سمجھتے ہوں میرے پاس بھیجئے اور میں اپنا ایک مرید آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں پھر دیکھئے کس کی تاثیر پڑتی ہے۔ غرض ان کا مرید وہاں گیا اور ان کا

marfat.com

یہاں آیا چار مہینے کے بعد شاہ صاحب کے مرید نے تو رسول شاہی طریقہ کو اختیار کر لیا چار آبرو کا صفایا کرایا جام و صراحی میں شریک ہو گیا مگر میاں فدا حسین کا رند مشرب مرید جیسا تھا ویسا ہی رہا، شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت کا اثر اس پر کچھ بھی نہ ہوا جب یہ قصہ جناب و قبلہ نے بیان فرمایا تو ہمارے برادران طریقت میں سے ایک بزرگوار کے دل میں ایک مشکل وارد ہوئی اس وقت حضرت قبلہ نے ارشاد کیا کہ اس معاملہ کو یوں قیاس کرنا چاہیئے، کہ ایک عورت کا شوہر نہایت شکیل وجمیل تھا مگر اس عورت نے ایک زبردست ریچھ کو دوڑ پر لگا رکھا تھا۔ اتفاقاً شوہر نے ایک بار دیکھ لیا اور اس سے کہا کہ بھلا میری شکل وصورت اور کارگذاری و محنت میں کیا کسر تھی جو تو نے اس حیوان پر آنکھ ڈالی چونکہ راز فاش ہو گیا تھا اس نے بھی صاف صاف کہہ دیا کہ میاں سنو شکل وصورت ڈیل ڈول رنگ روپ پر تو سب خوبیاں تم میں ہیں لیکن ریچھ کی سستی میں جو کیفیت ہے اس کی تم میں بو بھی نہیں سے

صلاح کار کجا و من خراب کجا   بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا کجا

ایک روز ارشاد ہوا کہ میاں فدا حسین شاہ صاحب کی مجلس میں جام شراب کا دور معمول تھا اتفاق سے ایک دن ہم حاضر تھے کہ پیالہ گردش میں آیا میاں توکل حسین شاہ صاحب ساقی تھے میری نسبت میاں صاحب سے استمزاج کیا۔ تو آپ نے ان کو منع فرما دیا کہ ان کی تواضع نہ کرنا مگر وہ نہ رہ سکے اور میرے سامنے بھی پیالہ پیش کیا میں نے کہا کہ بہت اچھا مجھ کو کچھ انکار نہیں بشرطیکہ آپ وعدہ کریں کہ جو نشہ اس وقت چڑھے پھر حشر تک نہ اترے گا یہ کلمات سنکر میاں صاحب ان پر خفا ہوئے کہ ہم نے تم کو پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ ان سے نہ بولنا لو اب پلاؤ اگر کچھ ہمت ہے۔ بھلا تم تو کیا پلاؤ گے یہ طاقت تو ہم کو بھی حاصل نہیں کہ جو نشہ چڑھ جائے پھر نہ اترے۔

ایک روز جناب و قبلہ کے روبرو ذکر آیا کہ انسان کو وقت مرگ نہایت رنج

marfat.com

ہوتا ہے اس وقت ارشاد ہوا کہ رنج کیوں نہ ہو اگر آدمی کسی جگہ دو چار سال بھی رہتا ہے تو وہاں سے نقل کرنا دشوار گزرتا ہے جسم بھی ایک مکان ہے اور ساری عمر انسان کی اس میں بسر ہوتی ہے اس کا چھوڑنا برا کیوں نہ معلوم ہو ہم نے پرشاد کر۔ بندہ فقیر سے یہ بات پوچھی تھی کہ تم کو بھی مرنے کا رنج ہوگا ما نہیں کیونکہ وہ ایک قالب سے دوسرے قالب میں نقل روح کر جاتے ہیں۔ جواب دیا کہ ہاں رنج تو مجھ کو بھی ہوگا اس واسطے کہ بخوشی خاطر کسی جگہ سے نکلنا اور بات ہے اور زبردستی نکالا جانا اور بات دونوں کا فرق ظاہر ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مولانا فخر صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے شاہ ولایت دہلی کا پتہ دریافت کیا آپ نے تبلا دیا کہ فلاں ترہ فروش ہے اور ایسا مستغرق ہے کہ ہر چیز ٹکے دھڑی لگادی ہے اس لیے انتظام سلطنت بھی خراب ہے دیکھا تو فی الحقیقت ایسا ہی پایا ترہ فروش کا انتقال ہو گیا تو اس شخص نے پوچھا کہ حضرت اب کون ہے فرمایا کہ اب ایک سقہ ہے چاندنی چوک میں پانی پلایا کرتا ہے نہایت ہوشیار اور بیدار آدمی ہے اسی واسطے انتظام سلطنت بھی درست ہے۔ وہ شخص ان کی زیارت کو گیا پانی مانگا تو دو کوڑی لے کر ایک کٹورہ بھر دیا اس نے قصداً پانی پھینک دیا اور کہا کہ یہ صاف نہ تھا اور دیجئے سقے صاحب نے کہا کہ دو کوڑی دو اور پانی لو یہاں ٹکے دھڑی کا بھاؤ نہیں ہے اور خبردار اس بڈھے سے کہہ دینا کہ ذرا اپنی حد میں رہو تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے ہیں راز فاش کرنا اچھی بات نہیں ہے اس شخص نے حضرت سے یہ حال عرض کیا فرمایا کہ میاں ہم نہ کہتے تھے کہ وہ بہت ہوشیار ہے بھائی آئندہ اس کے پاس نہ جانا معلوم نہیں کیا کر بیٹھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے زمانہ میں ایک جوان کمبل پوش وارد ہوئے اور اس مسجد میں ٹھہرے جہاں ایک حافظ مرید

marfat.com

حضرت کا رہا کرتا تھا حافظ مسجد سے باہر جانے لگا تو فقیر نے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو اس نے بیان کیا کہ میں دن میں دو وقت مولانا کی مجلس میں حاضر ہوتا ہوں فجر کو تو درس حدیث ہوتا ہے اور عصر کے وقت مثنوی معنوی۔ فقیر بولا بھلا حدیث تو کیا لیکن مثنوی سمجھ بھی لیتے ہیں۔ حافظ چونکہ مرید تھا اس کو یہ بات بری معلوم ہوئی حضرت سے یہ حال گذارش کیا حضرت مولانا شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ واقع میں وہ بزرگ سچ کہتا ہے چونکہ منصف مزاج اور صاحب کمال تھے خود اس کے پاس تشریف لائے اور درخواست کی کہ آپ کی زبان مبارک سے حدیث و مثنوی سنا چاہتا ہوں کمبل پوش نے کہا حدیث تو آپ کیا سمجھیں گے لیکن کچھ مثنوی کے اشعار سناتا ہوں یہ کہہ کر اول تو ایسے معنی بیان کئے کہ عام فہم تھے دوبارہ ایسے مطالب بیان کئے کہ صرف مولانا صاحب سمجھے تیسری بار جو شرح کی تو حضرت بھی نہ سمجھ سکے تمام مجلس بے خود ہو گئی اور وہ شخص چل دیا فی الحقیقت مردان خدا کے حالات باطن کو کوئی تمیز نہیں کر سکتا ہے

تا ل مردان را نمے فہمی تو نیز   حال مردان را کجا داری تمیز

ایک روز ارشاد ہوا کہ ارے میاں ایک روز شیخ کریم الدین دہریہ نے تو بڑا ہی غضب کیا تھا اگر مجاوران درگاہ دیکھ پاتے تو مار ہی ڈالتے پیران کلیر شریف کا ذکر ہے کہ وہ ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مرد آدمی تو ہمیشہ بت پرستی اور قبر پرستی میں مصروف رہا کبھی رجوع الی اللہ نہ ہوا آ۔ میں تجھ کو ایک تماشا دکھاؤں دیکھوں تو ترا خدا جس پر بہت بھروسہ کئے بیٹھا ہے میرا کیا کرے گا یہ کہہ کر کمبخت تہد سے نے حضرت مخدوم علاؤالدین صابر صاحب قبلہ کے مزار متبرک پر جھٹ پیشاب کر دیا میں نے اس خبیث کو بہت للکارا اور مار پیٹ کے باہر نکال دیا اور جلد سات گھڑے پانی کے سے غلاف لطیف اور قبر شریف کو غسل دیا مجاوروں نے آن کر دریافت کیا تو میں نے صرف اس

خیال سے کہ یہ شخص مارا جائے گا ناچار دروغ مصلحت آمیز پر عمل کیا اور ان سے کہہ دیا کہ صاحب بندر نے پیشاب کر دیا ہے خیر بات تو رفع دفع ہو گئی پھر ملا تو کہنے لگا کہ میں نجھ کو رجوع الی اللہ کرتا ہوں دیکھ لو یہ صرف مٹی کے ڈھیر ہیں ان سے کچھ برا بھلا نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ کریم الدین دہریہ پختہ کار آدمی تھا اور کسی کا اعتقاد نہیں رکھتا تھا اگر کچھ خوف اس کے دل میں ہوتا تو بے شک ظہور پکڑتا اور اس فعل نالائق کی سزا ملتی ہے

تا کے بزیارتِ مقابر!　　عمرے گذرانی اے فسردہ
یک گربۂ زندہ پیشِ عارف　　بہتر ز ہزار شیر مردہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیٹ میں درد ہو گیا جناب باری میں التجا کی حکم ہوا کہ سونف کھاؤ سونف کھائی درد جاتا رہا ایک بار پھر درد ہوا تو پھر التجا کی اس وقت حکم ہوا کہ اب جالینوس حکیم کے پاس جاؤ حسب الحکم اس کے پاس گئے بتلایا کہ نیم بریان کی ہوئی سونف کھاؤ، چنانچہ اس کے کھانے سے صحت ہو گئی حضرت موسیٰؑ نے جناب باری میں عرض کی کہ الٰہی اُس کے پاس جو بھیجا تو نے ہی یہ نسخہ کیوں نہ بتلا دیا۔ حکم ہوا کہ ملک کا پیغمبر وہی ہے۔ مقتضائے حکمت یہ ہے کہ جو کام جس کے سپرد ہے وہ اسی کی معرفت ہو

ایک روز ارشاد ہوا کہ کبیر صاحب ایک دن اپنا تانا سنوار رہے تھے کسی شخص نے پوچھا کہ مہاراج کیا کرتے ہو جواب دیا کہ ادھر سے توڑتا ہوں اور ادھر جوڑتا ہوں پھر پوچھا کہ یہ آپ کے سر پر کیا ہے کہا کہ کوتج۔ سچ یہ ہے کہ جب تک انسان کے سر پر کوتج سوار نہیں ہوتا ادھر سے توڑنا ادھر جوڑنا نہایت مشکل ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے پیر و مرشد حضرت میرا عظم علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قصبہ مہم سے دہلی کو واپس آتے ہوئے اثنا راہ میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا دوپہر کے وقت ایک درخت کے سایہ میں گاڑی ٹھہرا دی

marfat.com

تا کہ ذرا آرام لے کر اور نماز ظہر پڑھ کر بعد فرو ہونے تمازت آفتاب کے آگے کو چلیں تھوڑی دیر بعد ایک فقیر صاحب وارد ہوئے ہم نے روٹی پانی کی تواضع کی کھا پی کر وہ بھی سو گئے اور ہم بھی جب آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہماری گاڑی ایک سرائے میں کھڑی ہے بیل گھاس کھا رہے ہیں بھٹیاری کھانا پکا رہی ہے اور فقیر صاحب پڑے سوتے ہیں ہماری حالت سکتہ کی سی ہو گئی کہ الہٰی یہ کیسی سرائے اور کون سا شہر ہے اور ہم یہاں کیونکر پہنچے ہم نے بھٹیاری سے دریافت کیا کہ اس شہر کا نام کیا ہے کہ حیرت افزا ہے نیکبخت یہ سرائے کس کی ہے انہیں فقیر صاحب کی اور جتنے روز تم یہاں ٹھہرو گے سب خرچ بھی ان کے ذمہ ہے۔ آٹھ روز تک ہم اسی شہر میں رہے نہ اس کی ابتدا معلوم ہوئی نہ انتہا حقیقت میں وہ شہر حیرت افزا تھا آدمی وہاں کے نیک سیرت پاکیزہ صورت مرفہ حال مکانات خوش قطع اور مصفا اشیاء رنگا رنگ موجود بازار نہایت مکلف و پر بہار جدھر جاتے صورت تصویریں جاتے جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی اسلام کا زور شور پایا۔ ہر شخص کو یاد خدا میں مشغول دیکھا قال اللہ وقال الرسول کے سوا کچھ ذکر نہ تھا غرض آٹھویں رات کو جب ہم سو کر اٹھے تو گاڑی اسی درخت کے تلے کھڑی ہے اور وہی وقت ہے فقیر صاحب بھی ہمارے ساتھ ہو لیے رستہ میں جس شخص سے پوچھا وہی تاریخ وہی دن وہی مہینہ بتلایا ہم کو حیرت ہوئی کہ یہ آٹھ دن کہاں گئے آخر بہادر گڈھ پہنچے وہاں ایک مکان میں ٹھہرے فقیر صاحب نے فرمایا کہ بعد نماز عشاء ہماری روٹی اس مسجد میں لے آنا۔ جب ہم روٹی لے کر مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ میاں صاحب ایک گدھے سے مصروف ہیں میں نے منہ پھیر لیا پھر جو دیکھا تو نماز پڑھتے ہیں بعد فراغت کھانا کھایا باتیں کرنے لگے جب آدھی رات گئی تو فرمایا کہ شہر کے دھوبی کپڑے دھو رہے ہیں جاؤ ہمارا لنگوٹ دھلوا لاؤ میں نے کہا کہ حضرت آدھی رات ادھر آدھی رات ادھر بھلا اس وقت

marfat.com

کون کپڑے دھوتا ہوگا فرمایا کہ ذرا تم لے تو جاؤ میں چلا اور شہر کے دروازہ سے باہر نکلا تو دیکھتا کیا ہوں کہ دو گھڑی دن چڑھا ہے اور دھوبی کپڑے دھو رہے ہیں جب دروازے کے اندر آتا ہوں تو نصف شب معلوم ہوتی ہے اور جب باہر جاتا ہوں تو وہی دو گھڑی دن چڑھا ہوا نظر آتا ہے غرض دھوبیوں کے پاس پہنچ ایک دھوبی نے کہا کہ لاؤ میاں صاحب کا لنگوٹ میں دھوؤں اس نے دھو دا صاف کیا دھوپ میں سوکھا کر حوالہ کیا میاں صاحب کی خدمت میں لے آیا مجھ کو ان باتوں کا نہایت تعجب تھا فرمایا کہ تعجب نہ کرو یہ بھان متی کا سا کھیل ہے اور ایسے شعبدہ ہم بہت دکھلا سکتے ہیں لیکن فقیری کچھ اور ہی چیز ہے ان باتوں کا خیال مت کرو صبح کے وقت ہم دہلی کو روانہ ہوئے اور فقیر صاحب غائب ہوگئے جب دہلی میں پہنچے تو ہم نے یہ حال مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ وہ شخص خضر وقت یا ابو الوقت تھا۔

ایک روز کسی شخص نے جناب قبلہ سے تعلیم کی درخواست کی، ارشاد ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک دوست تھا مگر نادان اس نے حضرت سے درخواست کی کہ مجھ کو اسم اعظم سکھا دیجئے ہر چند انکار کیا اور سمجھایا کہ تو اس قابل نہیں ہے اس نے نہ مانا اور نہایت اصرار کیا ناچار بتلایا اور امتحان بھی کرا دیا لیکن منع فرمایا کہ آئندہ تو اسکو کام میں نہ لانا ورنہ اچھا نہ ہوگا یہ فرما کر چل دیئے اس کے دل میں خیال آیا کہ بھلا اب تو دیکھوں اسم اعظم تاثیر کرتا ہے یا نہیں کچھ ہڈیاں نظر آئیں ان پر اسم پڑھا فوراً ایک شیر خونخوار زندہ ہو کر غرایا اور اس کو پھاڑ کھایا جب حضرت اس راہ سے واپس آئے تو دیکھا کہ وہ مرا ہوا پڑا ہے۔ اور شیر کھا رہا ہے شیر سے پوچھا تو نے اسکو کیوں مارا جواب دیا کہ یہ شخص میرا خالق تو بنا تھا مگر رزق کی فکر نہ کی اس لیے میں نے اسکو کھا لیا۔

ایک روز میر عباس علی لدھیانوی کو ارشاد ہوا کہ جاؤ حضرت بوعلی قلندرؒ

marfat.com

کے مزار پر اس طریق سے مراقبہ کر و جب میر صاحب بعد از مراقبہ حاضر خدمت مبارک ہوئے تو کیفیت دریافت فرمائی انہوں نے عرض کیا کہ حضور مجھ کو کچھ معلوم نہیں ہوا میں از خود رفتہ ہو گیا تھا اس وقت فرمایا کہ ایک نقل یاد آئی ہے۔ جب بیجو باورہ کا کمال فن موسیقی میں مشہور آفاق ہوا تو اکبر بادشاہ نے اپنی مجلس میں اس کو طلب کیا اس نے بہ تعمیل حکم شاہی اپنا راگ شروع کیا چونکہ اہل محفل کی طبائع اس کی متحمل نہ ہو سکیں ایسی حالت ہوئی کہ کچھ حظ و لطف اور حسن و قبح راگ کا محسوس نہ ہوا اور کسی نے اس کے کمال کی تعریف و توصیف نہ کی جبکہ اسی طور سے ایک ہفتہ تک اس کا راگ سنتے رہے تو سامعین کو اُن کے نغمات کی برداشت ہو گئی اسی وقت سب نے کیفیت سماع اٹھائی اور کہا کہ اب خوب گاتا ہے یہی حال دربار قلندری کا ہے کہ جب طبیعت متحمل ہو جائے تو کیفیت مراقبہ منکشف ہو۔

ایک روز جناب و قبلہ نے راقم کو شغل سرمدی تعلیم فرمایا اور ارشاد ہوا کہ ہندی میں اسکو انہد کہتے ہیں چنانچہ امیر خسرو نے اس کی کیفیت نظم ہندی میں اس طرح بیان کی ہے۔

ایکی بھنور گنجار سی دوجے گھر گھر ہوئے
تیجے شبد سنکھ جو تھے گھنٹہ ہوئے
پانچوں ٹال جو باجو جو تھے گھنٹہ ہوئے
چھٹے سو مرلی ناتھ ساتویں بھر جو گاجے
آٹھویں شبد مردنگ کا نویں نفری نال
دسویں گرجیں سندھ سا سن خسرو میر تال
دس پر کار انہد بجیں جت جوگی ہو لین
اندری ہکی سوان تھکے خسرو نے کہدیں
انہد باجے باجن لاگے
چور نگر یہ تج تج بھاگے!
گرد بخشام کی بھی دوہائی
خسرو نے انتر لو لائی!!

ایک روز ایک حاکم ظالم جو معزول ہو گیا تھا خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ دعا کی درخواست کی خیر کچھ مدت کے بعد قدرت خدا سے

ملہ یعنی سلطان نظام الدین لولیار رحمۃ اللہ علیہ

وہ اپنے عہدہ پر بحال ہو گیا لیکن وہی ظلم و ستم کا طریقہ جو پہلے تھا پھر اختیار کیا تو جناب وقبلہ نے اسکو یہ رباعی تحریر فرمائی

اہل نسخہ کاران بوقت معزولی — شیخ شبلی و بایزید شوند

چون بیایند باز بر سر کار — شمر ذی الجوشن و یزید شوند

ایک روز میاں غلام صاحب کنچپوری نے عرض کیا کہ حضرت میرا ارادہ میراں جی کے ٹھسکے کا ہے تاکہ شاہ بھیک صاحب کی زیارت کروں اس وقت ارشاد ہوا کہ ہم کو حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی رباعی یاد آئی ہے

تا کے بہ زیارت مقابر — عمرے گذرانی اے فسردہ

یک گریہ زندہ بینش عارف — بہتر ز ہزار شیر مردہ

میاں کہیں ایک جگہ قناعت کرکے بیٹھ رہو خدا مالک ہے ہے

اے دل تو دمے صحبت دانا بنشیں یا صدق و صفا — یا با صنم لطیف و رعنا بنشیں۔ با جسم و حیا

این ہر دو ترا اگر میسر نشود از طالع خویش — اوقات مکن ضائع تنہا بنشیں۔ با یاد خدا

اور اگر تم محبت الٰہی میں پھرتے ہو تو کسی مرد خدا سے ملو ہے

در راہ نیاز بردلے را دریاب — در کوئے حضور مقبلے را دریاب

صد کعبہ آب و گل بہ یکدل نرسد — کعبہ چہ روی برو دلے را دریاب

ایک روز فقر و حق پرستی کا ذکر تھا اس وقت یہ غزل حضرت شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی کی ارشاد ہوئی

نیستی ہستی ہے یارو اور ہستی کچھ نہیں — بیخودی مستی ہے یارو اور مستی کچھ نہیں

لامکاں کی منزلت پاتا ہے کب کون و مکان — ہو کے ویرانہ کے آگے ہیگی بستی کچھ نہیں

کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو اور سب کچھ کچھ نہیں — غیر اس کے معنی رمز الٰہی کچھ نہیں!

یہ جو کچھ ہوتا جسے کہتے ہیں پستی ہے میاں — فقر میں پستی یہی ہے اور پستی کچھ نہیں

بندگی اور حق پرستی کچھ نہ ہوتا ہے نیاز — کچھ نہ ہونے کے سوا اور حق پرستی کچھ نہیں

ایک روز یہ غزل خواجہ حافظ کی زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوئی اس وقت کچھ

marfat.com

عجب کیفیت اہل مجلس کی تھی کہ جو تحریر میں نہیں آسکتی ہے

حسب حالے ننوشتیم و شدہ ایامے چند | قاصدے کو کہ فرستم تو پیغامے چند
ما بدان منزل عالی نتوانیم رسید | ہاں اگر لطف شما پیش نہد گامے چند
چون مے از خم بسبو رفت و گل افگند نقاب | فرصت عیش نگہدار و بزن جامے چند
قند آمیختہ با گل نہ علاج دل ماست | بوسۂ چند بیامیز بدشنامے چند
اے گدایان خرابات خدا یار شماست | چشم انعام مدارید ز انعامے چند
زاہد از کوچۂ رندان بسلامت بگذر | تا خرابت نکند صحبت بدنامے چند
عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو | نفی حکمت مکن از بہر دل عامے چند
پیر میخانہ چہ خوش گفت بدردی کش خویش | کہ مگو حال دل سوختہ با خامے چند

ایک روز ارشاد ہوا کہ دو تیلیاں تھیں ایک دانشمند سے پوچھا گیا کہ ان میں سے کونسی عمدہ اور بہتر ہے اس نے دونوں کے کان میں ایک ایک تنکا ڈالا ایک کے حلق میں سے نکل آیا اور دوسرے کے پیٹ میں اتر گیا دانشمند نے جواب دیا کہ جس کے پیٹ میں تنکا اتر گیا وہی بہتر ہے ایسے ہی جو آدمی بات کو سنکر ضبط و ہضم کر سکے وہی آدمی ہے۔

ایک روز کسی شخص نے تصور شیخ کے باب میں سوال کیا آپ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو شرک ہے اور ابتدائے بت پرستی بھی اسی سے ہوئی ہے چنانچہ نقل ہے کہ جس وقت حضرت ادریس علیہ السّلام اپنی امت سے ناراض ہو کر بہشت کو چلے گئے تو بعد کو امت میں بڑا قلق ہوا آپ کے فراق میں بے چین رہنے لگے اس وقت شیطان بصورت انسان متشکل ہو کر لوگوں کے پاس آیا اور کہا کہ تم گھبراؤ مت الساطر لقہم تم کو بتلاتا ہوں کہ جب چاہو اپنے نبی کو دیکھ لیا کرو تمام امت خوش ہو کر اس کے گرد والہ ہو گئی تب اس نے طریقۂ تصور کا ان کو تعلیم کیا اس طور پر عمل کرنے سے وہ لوگ حضرت کی زیارت سے مستفیض و مشرف ہونے لگے جب وہ لوگ نہ رہے تو ان کی اولاد نے حضرت ادریس کی تصویر بنا کر مشق تصور کی ان کی ذریات نے سنگین تصویریں تیار

marfat.com

کرلیں ع

ہر کہ آمد برآں مزید نمود

رفتہ رفتہ علانیہ بت پرستی ہونے لگی اسی واسطے ہم کسی کو تصور نہیں بتلاتے نہ دوسروں کو بتلانے سے منع کرتے ہیں لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ تصور شیخ سے طالب پر عسلم شیخ وارد ہو جاتا ہے اور اس طالب سے اوروں کو فیض و فائدہ بہت پہنچتا ہے کیونکہ نسبت اس کی متعدی ہوتی ہے اور اگر طالب خود اپنا تصور کرے تو اس کی ذات کے لیے بہت فائدہ مند ہے لیکن دوسروں کو فیض و فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ زینت المساجد میں کمبل پوش نے ایک دن یہ اشعار پڑھے

ملک خدا میں یار دا باد ہیں تو ہم ہیں — تعمیر دو جہان کی بنیاد ہیں تو ہم ہیں

دیکھا پرکھ کے آخر پڑا نظر یہ — گر نقد ہیں تو ہم ہیں نقاد ہیں تو ہم ہیں

ہم نے کمبل پوش سے دریافت کیا نظر پڑا یہ سے کیا مراد ہے کہا انسان ہم نے کہا نہیں یہ سے قلب مراد ہے کہا کہ بے شک اس کے یہی معنی ہیں اور اب خوب سمجھ میں آ گئے۔

ایک روز میر محمد لقی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ابتدائی حال میں شاہ سلیمان صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ حال بہت کھیلا کرتے تھے لیکن آخر زمانہ میں ان کو حال نہیں آتا تھا اس وقت ارشاد ہوا کہ جب تک کوئلہ دہک نہیں جاتا ہے چٹختا ہے اور دھواں بھی دیتا ہے مگر جب آگ اس کے اندر بخوبی سرایت کر جاتی ہے اور وہ ہمرنگ آتش ہو جاتا ہے۔ تو پھر نہ دھواں رہتا ہے نہ آواز چنانچہ کہا گیا ہے[1] اَلْوَجْدُ فِی الْاَوَّلِ مَحْمُوْدٌ وَفِی الْاَوْسَطِ سُرُوْرٌ وَفِی الْاٰخِرِ مَذْمُوْمٌ۔

---

[1] یعنی ابتداء میں وجد کرنا نیک ہے اور درمیان میں خوشی و سرور اور آخر میں برا ہے ۱۲ ٭ ٭ ٭

marfat.com

ایک روز کسی شخص نے جناب قبلہ سے سوال کیا کہ قلندر صاحب کو کس بزرگ سے بیعت تھی ارشاد ہوا کہ اس باب میں اقوال مشائخ مختلف ہیں بعض نے فرمایا ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عاشقان عاشق خلیفہ خواجہ قطب الدین صاحب سے تھی لیکن صحیح قول یہ ہے کہ قلندر صاحب علما و مشاہیر سے تھے اور شہر دہلی میں درس و تدریس کیا کرتے تھے اس زمانہ میں بادشاہ وقت نے ایک عورت سے نکاح کیا جب اس کے پاس جاتا تو قادر نہ ہوتا لیکن اور حرموں کے ساتھ یہ کیفیت نہ تھی بادشاہ کو نہایت تشویش ہوئی تمام علماء کو جمع کر کے کشف راز چاہا چونکہ یہ کتابی مسئلہ نہ تھا سب متحیر ہوئے کوئی جواب شافی نہ دے سکا بادشاہ نے غضب ناک ہو کر حکم دیا کہ اگر کل تک جواب باصواب نہ دو گے تو سب کو دار پر کھینچ دوں گا سب کے ہوش اڑ گئے بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوئے اس روز ایک مجذوب یعنی عاشقان عاشق خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ قلندر صاحب کے مدرسہ میں تشریف لائے اور طلباء سے دریافت کیا کہ تمہارے استاد کہاں ہیں جواب دیا کہ بادشاہ نے کسی امر اہم کے لیے طلب فرمایا ہے فرمایا کہ خیر ان کی کوئی کتاب لاؤ طالب علموں نے کتاب دی۔ انہوں نے بادشاہ کے سوال کا جواب مفصل تحریر فرمایا اور کہہ دیا کہ جس وقت تمہارے استاد آویں تو یہ کتاب دینا اور ہمارے آنے کا حال کہنا قلندر صاحب واپس تشریف لائے تو یہ کیفیت سنی فوراً کتاب دیکھی اس میں لکھا تھا کہ بادشاہ نے جس نوجوان و خوبرو عورت سے نکاح کیا ہے یہ اس کی بیٹی ہے۔ اتنا عرصہ ہوا کہ بادشاہ نے ناراض ہو کر ایک بیگم کو جنگل میں نکلوا دیا تھا اس مصیبت زدہ نے ایک دھوبی کے گھر پناہ لی وہاں یہ لڑکی پیدا ہوئی سات برس کے بعد بیگم نے انتقال کیا اور دھوبی نے چونکہ لاولد تھا اس لڑکی کو مثل اولاد پرورش کیا جب یہ بڑی ہو گئی اور حسن و جمال کا شہرہ دور دور پہنچا تو حرم شاہی میں داخل ہوئے چونکہ یہ بادشاہ حاکم اسلام اور نائب رسول اللہ ہے، اللہ تعالیٰ

marfat.com

نے اس کو اس گناہ سے محفوظ رکھا اگر بادشاہ کو کچھ شک ہو تو دھوبی کو بلوا کر پوچھ لے کیونکہ مرتے وقت بیگم نے اپنی سرگذشت دھوبی سے بیان کر دی تھی قلندر صاحب یہ قصہ پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ اگلے روز بادشاہ کے حضور میں سب حال بیان کیا بادشاہ نے دھوبی کو طلب کیا اس نے بھی تصدیق کی اس وقت تمام علماء کو رہائی ملی اور جان میں جان آئی۔ قلندر صاحب بھی اپنے مکان پر واپس آئے اور آتے ہی کتبخانہ دریا برد کر دیا۔ پھر ان مجذوب کی تلاش میں نکلے تیسرے روز ملاقات ہوئی قلندر صاحب نے بیعت کی درخواست کی انہوں نے انکار کیا اور فرمایا کہ مجھ کو یہ طاقت نہیں کہ تم کو تعلیم کروں لیکن تجھ کو تمہارے پیر و مرشد کے پاس پہنچا دیتا ہوں یہ کہہ کر قلندر صاحب کا ہاتھ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں دے دیا حضرت علی مرتضیٰ رض نے تعلیم فرمائی اور اسی دم مجذوب ہو گئے اور بو علی قلندر اُن کا لقب ہوا ورنہ اصلی نام شرف الدین تھا پس قلندر صاحب کا مرشد سوائے حضرت علی مرتضیٰ رض کے اور کوئی نہیں اور یہ بات کچھ تعجب کی نہیں ہے، بعض بزرگوں کو اسی طور سے فیض ہوا ہے چنانچہ حضرت ابوالحسن خرقانی کو بایزید رح بسطامی سے فیض ہوا حالانکہ ان کے انتقال کو سو برس گذر چکے تھے۔

ایک روز کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار تین جگہ مشہور ہے۔ پانی پت۔ کرنال اور بڈھا کھیڑا۔ نہیں معلوم کہ حقیقت حال کیا ہے اس وقت ارشاد ہوا کہ ارباب صفا ہر جگہ سے فیض اٹھا سکتے ہیں لیکن حضرت کے مزار شریف کی کیفیت یہ ہے کہ بعد وفات حضرت ہبار زخاں صاحب نے اپنے اُستاد حضرت حافظ سراج الدین مکی کو وصیت کی کہ جب فقیر کا انتقال ہو جائے تو اس فرزند کے پائیں مزار دفن کرنا چند روز کے بعد آپ کی طبیعت ایسی اچاٹ ہوئی کہ کرنال کو تشریف لے گئے اور ایک گوشہ میں درخت کی شاخ پکڑ کے شغل ہوائی شروع کیا۔ اسی حالت میں کھڑے کھڑے آپ نے انتقال فرمایا جب لوگوں کو معلوم ہوا تو آپ کو کرنال ہی میں دفن کر دیا بوقت شب

marfat.com

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سراج الدین کی کو جو قلندر صاحب کے استاد تھے ارشاد فرمایا کہ شرف الدین نے بمقام کرنال انتقال کیا ہے تم جاؤ اور یہاں لاکر دفن کرو چنانچہ وہ حسب ارشاد گئے اور چاہا کہ قلندر صاحب کی نعش کو پانی پت لے آویں۔ مگر اہل کرنال مانع ہوئے بہت کچھ شور و فساد برپا ہوا آخر میاں سراج الدین صاحب ایک مصنوعی جنازہ بنا کر اس میں قلندر صاحب کے مزار کی ایک اینٹ رکھ کے پیچھے اور خیال کیا کہ اگر کامل ہیں تو خود اس میں آجائیں گے جب قریب پانی پت پہنچے تو ایک امیر تفریحاً سیر کو نکلا تھا اس نے پوچھا کہ یہ جنازہ کس کا ہے معلوم ہوا کہ حضرت قلندر صاحب کا جنازہ ہے اس نے زیارت کی تمنا کی اور چادر اٹھا کر روئے مبارک کو دیکھا تو فی الحقیقت آپ کا جسم موجود تھا تب لوگوں نے یہاں لاکر حسب وصیت آپ کو دفن کر دیا۔

ایک روز کسی صاحب نے عرض کیا کہ بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ ایک فقیر دوسرے سے نعمت باطنی چھین سکتا ہے اس کے کیا معنی ہیں اس وقت ارشاد ہوا کہ البتہ مراتب کم ہو جاتے ہیں۔ لیکن قریب یا جو بات کسب سے حاصل ہوئی ہو اس کو کوئی نہیں چھین سکتا ہم نے سورۃ الحمد و قل ہو اللہ پڑھی ہے اور ہم کو یاد ہے بھلا کوئی چھین تو لے بلکہ فسق و فجور سے بھی اس کو زوال نہیں پھر عرض کیا گیا کہ بعض آدمی کہتے ہیں کہ حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت بو علی قلندر نے سلب کر لی تھی، اس کی کیا اصل ہے۔ ارشاد ہوا کہ یہ بات غلط ہے حضرت نظام الدین بھی بڑے صاحب کمال تھے بہ مرتبہ معشوقی میں تھے اور قلندر صاحب مرتبہ عاشقی میں پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت امیر خسرو صاحب قلندر صاحب کی خدمت میں آئے قلندر صاحب نے فرمایا کہ کچھ پڑھو چنانچہ امیر خسرو صاحب نے اپنا کلام پڑھا پھر قلندر صاحب نے اپنی ایک غزل پڑھی تو امیر خسرو رونے لگے قلندر صاحب نے پوچھا کہ تم ہمارا کلام سمجھ گئے جو روتے ہو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت اسی لیے روتا ہوں کہ کچھ سمجھ میں نہیں آیا اس پر حضرت

marfat.com

قلندر صاحب بہت خوش ہوئے فرمایا کہ لو یں کچھ دیتا ہوں جب دینا چاہا تو وہ ہاتھ غیب سے پیدا ہوئے اور اس فیضان کو لے گئے یہی معاملہ دو یا تین بار واقع ہوا آخر قلندر صاحب نے فرمایا کہ تمہارے مقسوم کی نہ تھی جب امیر خسرو حضرت نظام الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا کہ تم کو قلندر صاحب آپ جیسا بنانا چاہتے تھے لیکن تم متحمل نہ ہو سکتے اس واسطے اس فیض کو ہم نے لے لیا تھا اور بعد موت کے تم کو دیا جاوے گا۔ اس کے بعد جناب قبلہ نے فرمایا کہ بزرگان کامل طالب صادق کے لیے مثل حکیم ہوتے ہیں اور اس کی ہمت وحوصلہ اور استعداد و قابلیت کو خوب تشخیص کر لیتے ہیں اور جیسا مناسب حال ہوتا ہے تعلیم کرتے ہیں مثلاً خوشبودار پھول سب کو بھلا معلوم ہوتا ہے اور سب اس کے طالب ہوتے ہیں لیکن کسی کے دماغ کو بوئے گل فرحت وانبساط بخشتی ہے اور کوئی متحمل نہیں ہو سکتا اس کو نزلہ (زکام) و درد سر پیدا کرتی ہے اور جو کمال وہبی ہوتا ہے وہ کسبی سے افضل ہے اور کمال وہبی کے واسطے کچھ حاجت مجاہدہ وغیرہ کی نہیں ہے لیکن جو کمال کسی صاحب کمال سے پہنچے وہ بھی مثل وہبی ہوتا ہے۔

ایک روز کسی صاحب نے عرض کیا کہ فقرائے ہنود مثل بزرگان اسلام کی فیض رسانی کر سکتے ہیں یا نہیں ارشاد ہوا کہ ہاں کر سکتے ہیں اور جیسے کہ لطائف ستہ صوفیہ اسلام میں متعارف ہیں ایسے ہی فقراء ہنود میں بھی ہیں۔ اور ہر ایک لطیفہ کا ہندی نام زبان مبارک سے لیا پھر فرمایا کہ میاں دونوں میں فرق صرف حفظ مراتب کا ہے جیسے آب و پیشاب کہ عکس آفتاب دونوں میں مساوی ہے اور دیکھنے میں دونوں یکساں نظر آتے ہیں مگر ایک میں بدبو ہوتی ہے اور ایک میں نہیں۔

ایک روز کسی شخص نے سوال کیا کہ حضور قلندر صاحب اور مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہم کا کیا حال تھا ارشاد ہوا کہ میاں ایک صاحب تو سیر جہان میں تھے

marfat.com

اور دوسرے سیر جان میں اور دونوں حضرت دریائے حیرت میں مستغرق تھے مراتب کی طرف تو سب دوڑتے ہیں لیکن اجاڑ گاؤں اور ویرانی لق و دق میں کس کی شامت آئی ہے جو جائے اور اپنی آپ کو ہلاک کرے بھلا توحیدؔ کے دریائے بے پایاں و ناپیدا کنار میں کون زورق چلا سکتا ہے اہل اسلام کا تو یہاں گذارہ ہی دشوار ہے۔

چہ شبہا نشستم دریں دیر گم　　تحیر گرفت آستینم کہ قم
بترسد خردمند ازیں بحر خون　　کز کس نبردست کشتی برون
دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار　　کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

جہاں نہ منزل ہے نہ مقام نہ کچھ پتہ نہ کوئی ٹھکانا نہ وہاں آدمی جائے جس بحر ذخار میں نہ ساحل نہ منارہ نہ بانس لگے نہ لی اس سے عبور ہو تو کیونکر ہو البتہ کوئی مرد مردانہ ایسا ہوتا ہے کہ نامرادی کا لنگر باندھ کر اس محیط اعظم میں کود پڑے اور یہ بات شیطان ہی پر ختم ہے۔

نامرادی را کنی گر توشہ　　فارغ آئی از غم و اندیشہ
راہ را انجام ناکامی است　　کام نیک مرد در بدنامی است

شیطان نے بھی سمجھ لیا ہے کہ جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو ہی لیا اب کیوں کسر باقی رکھیں اور کس لیے فکر و تردد کریں ع

اب کیا رہا ہے جس پہ رقیبوں کا ڈر کریں

مگر ہم لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ خوف و رجا کے مارے مرے جاتے ہیں یہ خیال میں نہیں جمتی کہ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہمارے واسطے بھی ہو چکا ہے پھر حسرت و آرزو بے سود اور بیم و رجا عبث اگر انسان غور کرے تو اہل مدارج و مراتب کیا اور ناکام و نامراد کیا سب کا مبدا و معاد ایک ہے لہ

لہ اس حکایت سے یہ مراد نہیں کہ ان دونوں صاحبوں کو توحید حاصل نہ تھی نہیں بلکہ اس مقام میں ٹھہرے نہیں جلدی نکل گئے ۱۲ ۛ ۛ ۛ

marfat.com

آں وطن مصر و عراق و شام نیست   آں وطن شہریست کاں را نام نیست

اس وقت ایک نقل یاد آئی امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے پیچھے ان کے بھائی احمد غزالی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے ایک دن امام صاحب نے اپنی والدہ ماجدہ کے سامنے بھائی کی شکایت کی، انہوں نے احمد غزالی کو بلا کر سمجھایا کہ اپنے برادر کی اقتدار کرو کہا کہ بہت خوب چنانچہ صبح کی نماز میں شامل ہوئے مگر ایک رکعت کے بعد نیت توڑ الگ ہو بیٹھے بعد نماز لوگوں نے چرچا کیا کہ یہ بھی کیا آدمی ہیں یا تو نماز ہی نہ پڑھتے تھے اور جو پڑھی تو ایک رکعت امام صاحب کو بہت رنج ہوا والدہ سے کیفیت واقعہ عرض کی انہوں نے احمد غزالی سے جواب طلب کیا کہا کہ جب تک بھائی صاحب نماز میں مشغول تھے میں ان کے پیچھے رہا جب یہ حیض و نفاس کے مسائل میں مصروف ہوئے میں نیت توڑ کے الگ ہو گیا والدہ نے سنکر فرمایا کہ تم دونوں نالائق ہو کام کا ایک بھی نہ ہوا وہ حیض و نفاس میں گیا اور تو اس کے پیچھے ہو لیا رجوع الی اللہ نہ تو ہوا نہ وہ نماز خدا کی پڑھتا تھا یا اس کے دل کی۔

ایک روز کسی صاحب نے جناب قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اس قدر استغراق تھا کہ اُن کو دن رات ہوش نہیں ہوتا تھا مگر خادم بوقت نماز حق حق کان میں کہتے تھے تو آپ گھبرا کر آنکھیں کھول دیتے اور فرماتے کہ کیا قیامت قائم ہو گئی اور اس وقت ریش مبارک کے بال سفید ہو جاتے تھے تب خادم عرض کرتے کہ حضرت قیامت نہیں نماز کا وقت آ گیا یہ سنکر حالت اصلی پر آجاتے یہ کیفیات تھی۔ جناب قبلہ نے فرمایا کہ تصفیہ ماسوائے اللہ سے پہلے استغراق وارد ہو گیا تھا ورنہ قیامت یاد نہ رہتی۔

ایک روز محمد احسان اللہ صاحب برادر مولوی فتح محمد مرحوم بھی حاضر تھے کمترین نے عرض کیا کہ میاں احسان اللہ مثنوی معنوی خوب پڑھتے ہیں اس وقت

marfat.com

ارشاد ہوا کہ اچھا حکایت شبان پڑھو حکایت حفظ شروع ہوئی اور جناب قبلہ کے چہرۂ مبارک کا رنگ سُرخ اور آنکھیں مثل شمع روشن ہو گئیں آنسو ٹپ ٹپ مینہ کی طرح برسنے لگے تمام مجلس کی یہ حالت تھی کہ ایک کی دوسرے کو خبر نہ رہی ایک عجیب و غریب کیفیت طاری تھی کہ بیان میں نہیں آسکتی اٹھارہ برس کے عرصہ میں صرف اس روز حضرت کو روتے ہوئے دیکھا جناب قبلہ بھی کبھی کبھی اس حکایت کے اشعار پڑھا کرتے تھے وہ اشعار یہ ہیں۔

دید موسی یک شبانے را براہ — کو ہمی گفت اے خدا و اے الٰہ
تو کجائی تا شوم من چاکرت — چارقت دوزم کنم شانہ سرت
اے خدای من فدایت جانش! — جملہ فرزندان و خان ومان من
تو کجائی تا سرت شانہ کنم! — چارقت را دوزم و بخیہ زنم
جامہ ات دوزم سپشہایت کشم — شیر پیشت آورم اے محتشم
ور ترا بیمارئے آید بہ پیش — من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش
دستکت بوسم بمالم پایکت — وقت خواب آید بروبم جایکت
گر بہ بینم خانہ ات را من دوام — روغن و شیرت بیارم صبح و شام
ہم پنیر و نانہائے روغنے — خمرہا جغراتہائے نازنین
سازم و آرم بہ پیشت صبح و شام — از من آوردن ز تو خوردن طعام
اے فدائے تو ہمہ بزہای من! — اے بیادت ہی ہی و ہیہای من
ایں نمط بیہودہ میگفت آن شبان — گفت موسیٰ با کیستت اے فلان
گفت با آنکس کہ ما را آفرید — ایں زمین و چرخ ازو آمد پدید
گفت موسیٰ ہای خیرہ سر شدی — خود مسلماں ناشدہ کافر شدے
ایں چہ ژاژ است ایں چہ کفر است و فشار — پنبۂ اندر دہان خود فشار
گند کفر تو جہاں را گندہ کرد — کفر تو دیبائے دیں را ژندہ کرد
چارق و پاتابہ لائق مر ترا ست — آفتابے را چنیں ہا کی رواست

marfat.com

گر نہ بندی زین سخن تو حلق را / آتشے آید بسوزد خلق را

آتشے گر نامدہ است ایں دود چیست / جان سیہ گشتہ روان مرد چیست

گر ہمیدانی کہ یزدان داور است / ژاژ و گستاخی ترا چون باور است

دوستی بیخرد چون دشمنی ست / حق تعالی زین چنین خدمت غنی ست

با کہ میگوئی تو این با عم و خال / جسم و حاجت در صفات ذوالجلال

شیر او نوشد کہ در نشو و نماست / چارق او دوزد کہ او محتاج پاست

گفت اے موسی دہانم دوختے / وز پشیمانی تو جانم سوختے

جامہ را بدرید و آہے کرد تفت / سر نہاد اندر بیابانے و رفت

وحی آمد سوئے موسی از خدا / بندۂ ما را ز ما کردی جدا

تو برائے وصل کردن آمدی / نے برائے فصل کردن آمدی

تا توانی پا منہ اندر فراق / ابغض الاشیاء عندی الطلاق

ہر کسے را سیرتے بنہادہ ام / ہر کسے را اصطلاحی دادہ ام

در حق او مدح در حق تو ذم / در حق او شہد در حق تو سم

در حق او نور در حق تو نار / در حق او ورد در حق تو خار

ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ / وز گرانجانی و چالاکی ہمہ

من نکردم خلق تا سودی کنم / بلکہ تا بر بندگان جودی کنم

ہندیان را اصطلاح ہند مدح / سندیان را اصطلاح سند مدح

من نگردم پاک از تسبیح شان / پاک ہم ایشان شوند و درفشان

ما بعین رنگیم و قال را / ما درون را بنگریم و حال را

ناظر قلبیم اگر خاشع بود / گرچہ گفت لفظ ناخاضع بود

موسیا آداب دانان دیگرند / سوختہ جان و روانان دیگرند

عاشقان را ہر نفس سوزیدنی ست / بر دہ ویران خراج و عشر نیست

گر خطا گوید ورا خاطے مگو / گر شود پر خون شہید انرا مشو

marfat.com

خون شهیدان را ز آب اولی تر است
این خطا از صد صواب اولی تر است

در درون کعبه رسم قبله نیست
چه غم ار غواص را پاچیله نیست

تو ز سرمستان قلاوزی مجو
جامه چاکان را چه فرمائی رفو

ملت عشق از همه دینها جداست
عاشقان را مذهب و ملت خداست

بعد ازان در سر موسی حق نهفت
رازهائے کان نمی آید بگفت

بر دل موسی سخنها ریختند!
دیدن و گفتن بهم آمیختند!

چند بیخود گشت و چند آمد بخود
چند پرید از ازل سوئے ابد!!

بعد ازان گر شرح گویم ابلهیست
زانکه شرح این ورائے آگهیست

گر بگویم عقلها را بر کند
ور نویسم بس قلمها بشکند!!

ور بگویم شرحهائے مستتر
تا قیامت باشد آن بس مختصر

لاجرم کوتاه کردم من زبان
گر تو خواهی از درون خود بخوان

چونکه موسی این عتاب از حق شنید
در بیابان در پے چوپان دوید!

بر نشان پائے آن سرگشته راند
گرد از پرده بیابان بر فشاند!!

گام پائے مردم شوریده خود
هم ز گام دیگران پیدا بود!!

یک قدم چون رخ ز بالا تا نشیب
یک قدم چون فیل رفته بر اریب

گاه چون موجے بر افرازان علم
گاه چون ماهی روانه بر شکم

گاه بر خاکے نوشته حال خود
همچو رمالے که رملے بر زند!!

گاه حیران ایستاده گه دوان
گاهے غلطان همچو گوئی از صولجان

عاقبت دریافت او را و بدید
گفت مژده ده که دستورے رسید

هیچ آدابے و ترتیبے مجو!!
هر چه میخواهد دل تنگت بگو!

کفر تو دین است و دینت نور جان!
ایمنے وز تو جهانے در امان!!

اے معاف یفعل الله ما یشاء
بے محابا رو زبان را بر گشاء!

گفت اے موسی ازان بگذشته ام!
من کنون در خون دل آغشته ام!!

marfat.com

من رسیدم منتہا بگذشتہ ام   صد ہزاراں سالہ را ناسو گشتہ ام
تازیانہ بر زدی اسپم بگشت   گنبد گردوز گردوں بر گذشت
محرم ناسوت بالا ہوت باد   آفریں بر دست و بر بازوت باد
حال من اکنون برون از گفت است   آنچہ میگویم نہ احوال من است

ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ ایک بادشاہ نے نقالوں سے کہا کہ شیر کی نقل لاؤ مگر دن میں انہوں نے عذر کیا کہ دن میں راز کھلتا ہے حکم دیا کہ اگر نقل مطابق اصل نہ لائے تو تمہارے لیے اچھا نہ ہوگا وہ لوگ بہت گھبرائے کہ اب کیا کریں اور دن میں نقل کس طرح بنائیں، جب بہت متردد ہوئے تو ڈھولک بجانے والا جسکے سر پر تان ٹوٹا کرتی تھی بولا کہ میاں کیوں گھبراتے ہو (شب در میان مترس از بلا) کل کی بات کل دیکھی جائے گی اگلے دن نقال محل شاہی میں طلب ہوئے باہم صلاح کی ڈھولک نواز نے کہا کہ مجھ پر چادر ڈال دو چادر ڈال الا اللہ کا نعرہ مار کر چادر میں سے ایک کبری شیر بن کر اس طرح گرجتا ہوا نکلا جیسے بن کے اندر سے اصلی شیر برآمد ہوتا ہے تمام محفل تھرا گئی شیر نے اطراف محفل میں گشت لگایا جب بادشاہ کے روبرو پہنچا تو شہزادہ جو بادشاہ کی گود میں بیٹھا تھا اس کے ایسا طمانچہ مارا کہ فوراً مر گیا۔ بادشاہ نہایت بیقرار و مضطرب ہوا وزیر نے کہا کہ حضور گھبرایئے نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کوئی کامل ہے آپ ان کو حکم دیجئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نقل لاؤ، نقالوں سے کہا گیا ڈھولک والے نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ کی نقل فلاں مقام پر حضرت شمس تبریز ہیں وہ لائیں گے اور یہ بات کہہ کر غائب ہو گیا بہت سے خوش آواز گانے والے حضرت شمس تبریز کے پاس بھیجے گئے چونکہ وہ سماع کو پسند کرتے تھے سنتے ہوئے بادشاہی محفل تک چلے آئے یہاں نقل عیسیٰؑ کی درخواست کی گئی کہا کہ اچھا تین بار فرمایا قم باذن اللہ مگر لڑکے نے جنبش نہ کی آخر غصہ میں آن کر ایک ٹھوکر ماری اور کہا قم باذنی شہزادہ اسی دم زندہ ہو گیا۔

marfat.com

اولیا را ہست قدرت از الٰہ ‌ ‌ ‌ تیر جستہ باز گرداند ز راہ !

جب علماء کو یہ حال معلوم ہوا تو بجرم تکفیر نفر کو تعزیر دی۔
ایک روز حاضر خدمت ہوا، اس روز جناب قبلہ نے پیر چنگی کی حکایت کی یہ اشعار ارشاد فرمائے۔

این شنیدستی کہ در عہد عمر ‌ ‌ ‌ بود چنگی مطربے با کر و فر
بلبل از آواز او بیخود شدی ‌ ‌ ‌ یک طرب ز آواز خوبش صد شدی
مجلس و مجمع دمش آراستی ‌ ‌ ‌ وز نوائے او قیامت خاستی
ہمچو اسرافیل کآوازش بفن ‌ ‌ ‌ مردگان را جان در آرد در بدن
ہین کہ اسرافیل وقت اند اولیاءُ ‌ ‌ ‌ مردہ را ز ایشان حیاتست و نما
جانہائے مردہ اندر گور تن !! ‌ ‌ ‌ بر جہد ز آوازشان اندر کفن
گوید این آواز ز آواہا جداست ‌ ‌ ‌ زندہ کردن کار آواز خداست
ما بمردیم و بکلی کاستیم ‌ ‌ ‌ بانگ حق آمد ہمہ برخاستیم
بانگ حق اندر حجاب و بی حجیب ‌ ‌ ‌ آن دہد کو داد مریم را ز جیب
اے فنا تان نیست کردہ زیر پوست ‌ ‌ ‌ باز گردید ز عدم ز آواز دوست
مطلق آن آواز خود از شہ بود ‌ ‌ ‌ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
گفت او را من زبان و چشم تو ‌ ‌ ‌ من حواس و من رضا و خشم تو
رو کہ بے یسمع و بے یبصر توئی ! ‌ ‌ ‌ سر توچہ جائے صاحب سر توئی !
مطربے کز وی جہاں شد پر طرب ‌ ‌ ‌ رستہ ز آوازش خیالات عجب
از نوایش مرغ دل پران شدی ‌ ‌ ‌ وز صدایش ہوش جان حیران شدی
چوں بر آمد روزگار و پیر شد ‌ ‌ ‌ باز جانش از عجز پشہ گیر شد
پشت او خم گشت ہمچون پشت خم ‌ ‌ ‌ ابروان بر چشم ہمچون پاردم !
گشت آواز لطیف و جانفزاش ‌ ‌ ‌ ناخوش و مکروہ و زشت و دلخراش
چونکہ مطرب پیرتر گشت و ضعیف ‌ ‌ ‌ شد ز بے کسبی رہین یک رغیف

marfat.com

گفت عمرے ہیچتم دادی بسے — لطفہا کردی خدایا با خسے

معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال — باز نگرفتی ز من روزے نوال

نیست کسب امروز مہمان تو ام — چنگ بہر تو زنم کان توام

چنگ را برداشت شد اللہ جو — سوئے گورستان یثرب آہ گو

گفت خواہم از حق ابریشم بہا — کو بہ نیکوئی پذیرد قلبہا !

چنگ زد بسیار و گریان سر نہاد — چنگ بالیں کرد و بر گورے فتاد !

خواب بردش مرغ جان از حبس رست — چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست

گشت آزاد از تن و رنج جہاں — در جہان سادۂ صحرائے جان

آں زماں حق بر عمر خوابے گماشت — تا کہ خویش از خواب نتوانست داشت

در عجب افتاد کایں معہود نیست — ایں ز غیب افتاد بے مقصود نیست

سر نہاد و خواب بردش خواب دید — کامدش از حق ندا جانش شنید

ایں ندا کہ اصل ہر بانگ و نواست — خود ندا آنست و ایں باقی صداست

ترک و کرد و پارسی گو و عرب — فہم کردہ آن ندا بے گوش و لب

خود چہ جائے ترک و تاجیکست و زنگ — فہم کردست ایں ندا را چوب و سنگ

بانگ آمد مر عمر را کاے عمر — بندۂ ما را ز حاجت باز خر

بندۂ داریم خاص و محترم — سوئے گورستان تو رنجہ کن قدم

اے عمر برجہ ز بیت المال عام — ہفتصد دینار در کف نہ تمام

پیش او بر کاے تو ما را اختیار — ایں قدر بستان کنون معذور دار

ایں قدر از بہر ابریشم بہا — خرج کن چوں خرج شد ایں جا بیا

پس عمر زاں ہیبت آواز جست — تا میان را بہر ایں خدمت ببست۔

سوئے گورستان عمر بنہاد رو — در بغل ہمیان دوان در جستجو !

گرد گورستان دوان شد او بسے — غیر آں پیر او ندید آنجا کسے

ے یعنی گروہ نان ۱۲ ٭ ٭ ٭

گفت این نبود دگر باره دوید
مانده گشت و غیر آن پیر او ندید

گفت حق فرمود ما را بنده‌ایست
صافی و شایسته و فرخنده‌ایست

پیر چنگی کی بود خاص خدا
حبذا ای سر پنهان حبذا

بار دیگر گرد گورستان بگشت
همچو آن شیر شکاری گرد دشت

چون یقین گشتش که غیر پیر نیست
گفت در ظلمت دل روشن بسیست

آمد او با صد ادب آنجا نشست
بر عمر عطسه فتاد و پیر جست!

مر عمر را دید و ماند اندر شگفت
عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت

گفت در باطن خدایا از تو داد
محتسب بر پیرکی چنگی فتاد

چون نظر اندر رخ آن پیر کرد
دید او را شرمسار و روی زرد

پس عمر گفتش مترس از من مرم
کت بشارتها ز حق آورده‌ام

چند یزدان مدحت خوی تو کرد
تا عمر را عاشق روی تو کرد!

پیش من بنشین و مهجوری مساز
تا بگوشت گویم از اقبال راز

حق سلامت میکند میپرسدت
چونی از رنج و غمان بیحدت

نک قراضه چند ابریشم بها
خرج کن این را و باز اینجا بیا

پیر لرزان گشت چون این را شنید
دست میخایید و بر خود می طپید

بانگ میزد کای خدای بی نظیر
بسکه از شرم آب شد بیچاره پیر

چون بسی بگریست و از حد رفت درد
چنگ را زد بر زمین و خورد کرد

گفت ای بوده حجابم از اله
ای مرا تو راه زن از شاه راه

ای بخورده خون من هفتاد سال
ای ز تو رویم سیه پیش کمال

ای خدای با عطای با وفا
رحم کن بر عمر رفته بر جفا!

داد حق عمری که هر روزی از آن
کس نداند قیمت آن در جهان

خرج کردم عمر خود را دمبدم
در دمیدم جمله را در زیر و بم

آه کز یاد ره و پرده عراق
رفت از یادم دم تلخ فراق

marfat.com

وائے کز تری زیر آہنگ کند خورد ! / خشک شد گشت دل من دل بمرد

وائے کز آواز ایں بست و چہار / کاروان بگزشت دبیگہ شد نہار

اے خدا فریاد ازیں فریاد خواہ / داد خواہم نے ز کس زیں داد خواہ

داد کس چون من ندادم در جہان / عمر شد ہفتاد سال از من جہان

داد خود از کس نیابم جز مگر / زانکہ ہست از من بمن نزدیکتر !

کین منی از وے رسدم دم مرا / پس ورا بینم چوں ایں شدکم مرا

ہمچو آن کو با تو باشد از سمر / سوئے او داری نہ سوئے خود نظر

ہم چنیں در گریہ و در نالہ او / محو شمردی جرم چندیں سالہ او

پس عمر گفتش کہ ایں زاری تو !! / ہست ہم آثار ہوشیاری تو !!

بعد ازاں اورا ازان حالت برآند / زاعتذارش سوئے استغراق خواند

ہست ہوشیاری زیاد ما مضیٰ / ماضی مستقبلت پردہ خدا

چونکہ فاروق آئینہ اسرار شد / جان پیر از اندرون بیدار شد

ہمچوں جان بے گریہ و بے خندہ شد / جانش رفت و جان دیگر زندہ شد

حیرتے آمد درونش آن زمان / کہ برون شد از زمین و آسمان

جستجوئے ماورائے جستجو ! / من نمیدانم تو میدانی بگو

حال و قالے از ورائے حال و قال / غرق گشتہ در جمال ذوالجلال

چونکہ قصۂ حال پیر اینجا رسید / پیر جانش روئے در دریا کشید

پیر دامن راز گفت و گو فشاند / نیم گفتہ در دہان او بماند

ایک روز کسی صاحب نے شکایت کی کہ حضرت دیکھئے میں نے فلاں شخص پر کس قدر احسان کیئے ہیں اب وہ میری ہی جان کا لاگو ہوگیا آپ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے۔ حجاج بن یوسف ایک دن شکار کو گیا راہ میں پیاس کی شدت ہوئی ایک غریب بڑھیا نے خوب سرد پانی پلایا نہایت خوش

۱؎ نام آواز ۱۲ ؎؎

marfat.com

ہوا اور کہا کہ میرے دربار میں آنجکو ایسا انعام دوں گا کہ آج تک کسی نے نہ دیا ہوگا بڑھیا بیچاری دوڑی آئی کر دیکھئے کیا کچھ دے گا جب دربار میں حاضر ہوئی تو حجاج بولا کہ دنیوی اشیا میں سے اگر کوئی شے تجھ کو دوں تو اس کو قیام نہیں اس لیے جی یوں چاہتا ہے کہ تجھ کو اپنے ہاتھ سے جام شہادت پلاؤں یہ سنکر بڑھیا کے ہوش اڑ گئے بولی کیا دنیا میں نیکی کا بدلا بدی ہے اس نے کہا نہیں میں تو ایک پیالہ پانی کے عوض تجھ کو جام شہادت پلاتا ہوں اور تو ہمیشہ بہشت کے اندر حوض کوثر سے سیراب رہے گی بھلا اس سے بڑھ کر انعام کیا ہو سکتا ہے غرض تلوار کھینچ کر بڑھیا کا سر اڑا دیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ میاں مردان شاہ صاحب سے ایک بار ہم نے پوچھا کہ میاں صاحب کیا فقیری اسی کا نام ہے کہ مرید ہو کر رنگین کپڑے پہن لئے ترتیب وبارہ تسبیح پڑھ لی اور ڈھولک کی گت پر ناچ لے یا کچھ اور چیز ہے۔ بقول شخصے ایک جاٹ کسی گروہ کا چیلہ تھا جاڑے کے موسم میں گرو کی زیارت کو گیا وہاں کھچڑی کھانے کو ملی اور ایک عمدہ لحاف اوڑھنے کو رات بھر خوب چین سے پاؤں پھیلا کر سویا صبح کو اٹھا تو گرو جی سے عرض کیا ؎

کھانے کو کھچڑی اوڑھنے کو سوڑ
گرو جی مکت یہی ہے یا کچھ اور

یعنی اگر یہی ہے تو بس حاصل ہو گئی، اور اگر کچھ اور ہے تو اس کی تعلیم فرمائیے سو حضرت اگر فقیری یہی ہے جو میں نے بیان کی تو کچھ بڑی بات نہیں، صرف ایک پیسہ کا گیرو خرچ ہوتا ہے لیکن یہ گیرو کا نسخہ شاید متقدمین کے زمانہ میں ایجاد نہ ہوا ہوگا ورنہ کیوں طلب و تلاش میں عمر کھوتے اور دنیا کی خاک چھانتے۔ یہ بات سنکر مردان شاہ تو خاموش ہو رہے کچھ جواب نہ دیا مگر ان کے پیر و مرشد میاں غلام علی شاہ صاحب خفا ہو گئے اور بولے کہ واہ صاحب تم فقیروں کا خاکا اڑاتے ہو اور ہم پر ہنستے ہو مردان شاہ نے ان سے کہا کہ حضرت خفگی تو دوسری بات ہے ورنہ انصاف شرط ہے جو کچھ میاں صاحب

marfat.com

نے فرمایا اس زمانے کے تیتر کا تو بیشک یہی حال ہے۔

ایک روز خدمت مبارک میں ایک بزرگ تشریف لائے تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگے کہ حضرت میں تو آپ کی بڑی تعریف سنکر آیا تھا لیکن آپ تو بالکل خالی ہیں اس وقت ارشاد ہوا کہ صاحب ہمیں تو آج تک یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ ہم خالی ہیں یا بھرے بہت سے فقرا سے ملے اکثر بزرگوں کی خدمت میں گئے کسی نے یہ پتا نہ دیا بارے الحمد للہ کہ آپ کی زبان سے یہ عقدہ حل ہو گیا اتنی بات کہہ سنکر وہ بزرگ قلندر صاحب کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے گئے وہاں سے روتے پیٹتے ہوئے بھاگے آئے اور جناب قبلہ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور عذر و معذرت کرنے لگے کہ برائے خدا میرا قصور معاف فرمایئے مجھ کو یہ حال معلوم نہ تھا حضرت نے فرمایا صاحب وہ بھی تمہارا ہی گمان تھا اور یہ بھی تمہارا خیال ہے۔ ہم تو جیسے جب تھے ویسے ہی اب ہیں نہ آپ کے اقرار سے کچھ بیشی ہوئی نہ انکار سے کچھ کمی ہمارا قصور تو آپ نے کچھ کیا نہیں جس کی معافی واجب ہو۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ راجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں کشمیر کے اندر ایک مجذوب تھے۔ کباب دہی نہایت رغبت سے کھایا کرتے تھے ایک شخص ان کے واسطے کباب دہی لایا انہوں نے کھایا اور کہنے لگے کہ کیا خوب کباب اور کیا خوب دہی ہے یہی کہتے کہتے دہی لانے والے کا قلب مثل آئینہ ہو گیا کہ سات سو کوس کا حال اسکو نظر آنے لگا پھر وہ شخص مرغزار کشمیر میں جا بیٹھا، بیس برس تک یہی کیفیت رہی مگر ایک دن مثل شمع گل ہو گئی اور جیسا تھا ویسا ہی رہ گیا اس کے غم والم میں وہ شخص جا بجا پھرتا رہا سبحان اللہ کے پاس بھی آیا تھا انہوں نے سن کر فرمایا کہ بھائی یہ بات تو ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں تم سلیمان شاہ صاحب کی خدمت میں جاؤ اس زمانہ کے مشہور و معروف بزرگ ہیں غرض

marfat.com

ان کے پاس گیا انھوں نے فرمایا کہ میاں جو بات تو بیان کرتا ہے خود ہم پر بھی نہیں گذری بھلا ہم کیا تعلیم کریں ہمارا طریقہ تو یہ ذکر وادراد کا ہے وہ شخص شاہ صاحب کا مرید ہو گیا۔ ایک بار ہم سے بھی ملاقات ہوئی کہنے لگا کہ سلیمان شاہ صاحب کا میں مرید ہو گیا ہوں لیکن جو بات پہلے تھی وہ اب خواب میں بھی نہیں اور وہ مجذوب پھر کہیں نہ ملے۔ شاید ان کا انتقال ہو گیا۔ راقم نے عرض کیا کہ حضرت بیس سال کے بعد یہ بات جاتی کیوں رہی جناب قبلہ نے فرمایا کہ بغیر جدوجہد اس کو مل گئی تھی اگر چند روز ان بزرگ کی خدمت میں رہتا تو قیام و ثبات اس حالت کو ہو جاتا اور وہ شخص کامل اور مکمل تھا جس کی ایک نظر میں یہ بات پیدا ہو گئی تھی لیکن یہ اپنے خیال میں کامل ہو گیا تھا کہ خدمت میں رہنا اختیار نہ کیا اور وہ بات قائم نہ رہی چراغ کے گل ہوتے ہی اندھیرا ہو گیا۔

ایک روز برشادگر کا ذکر آیا جو نقل روح کرتے تھے ارشاد ہوا کہ ایک فقیر پہاڑ میں رہتے تھے۔ ان کے تصرف سے برشادگر کو یہ بات حاصل ہوئی تھی اور چھ سات روز کچھ ریاضت برشادگر نے کی تھی وہ فقیر صاحب کمال تھا مگر برشادگر میں اتنی تاب و طاقت نہ تھی کہ اور کو بھی ایسا کر دیتے ہم نے جو اس بات کو سوچا تو ایسا معلوم ہوا کہ جس طرح کی نسبت قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ فرمایا ہے اس کا نقل و انتقال تو کیا اگر اس کو دیکھتا بھی تو ہوش بجا نہ رہتے ہاں عالم مثال کی روح (جو کہی گئی ہے) اس کا یہ حال ہو گا برشادگر نے ہم سے بھی کہا تھا کہ تم سیکھنا چاہو تو ان فقیر صاحب کے پاس چلو مگر ہمارا جانا نہ ہوا۔

ایک روز کتاب تحفۃ الہند کا ذکر آیا جو مولوی عبید اللہ صاحب نے رد ہنود میں تصنیف کی ہے ارشاد ہوا کہ ہم نے بھی دیکھی ہے۔ اس قسم کی کتاب اگر خواجہ معین الدین چشتی یا اور بزرگ جو صاحب طاقت گذرے

marfat.com

لکھنے تو زیبا تھا مولوی صاحب نے جو اوتاروں کے استدراج لکھے تھے اور ان کا رد کیا تو کس برتے پر اگر مولوی صاحب کو اس قسم کی طاقت ان سے بڑھ کر ہوتی تو رد لکھنے کا مضائقہ بھی نہ تھا۔ یہ قاعدہ ہے کہ انسان اپنی غلاظت پر نظر نہیں کرتا مگر دوسرے کی بری معلوم ہوتی ہے جیسے اپنی آبدست تو بغیر نفرت لیتے ہیں مگر دوسرے کی آبدست سے گھن معلوم ہوتی ہے

ایک روز کسی شخص نے عدم حصول کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا واہ سبحان اللہ کے آدمی ہو کے پیری مرشدی کل مرید ہوئے آج کامل ہونا چاہتے ہیں ارے میاں ؎

سال ہا بروند مردان انتظار | تا یکے را بار شد از صد ہزار

ایک مدت دراز میں لاکھوں کروڑوں میں سے کوئی ایک اپنی مراد کو پہنچتا ہے کچھ راہ فقر ہنسی کھیل نہیں۔

روز ہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش | زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل | شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہ ہا باید کہ تا یک نطفہ از پشت درحم | صفدرے خیزد بمیدان یا عروس انجمن
سالہا باید کہ تا یک سنگ قابل ز آفتاب | لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن
قرنہا باید کہ تا یک کودکے از فیض طبع | عالمے دانا شود یا شاعر شیریں سخن
عمر ہا باید کہ تا گردون گردان یک شبے | عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن
دور ہا باید کہ تا یک مرد صاحب دل شود | بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن
یا برو ہمچون زنان رنگ و بوئی پیشہ کن | یا بیا ہمچون سنائے گوئے در میدان بزن

ایک روز راقم حاضر خدمت مبارک تھا کہ ایک شخص نے قحط سالی کی شکایت کی اور مستدعی ہوا کہ حضور دعا فرماویں تا کہ باران رحمت نازل ہو آپ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آگئی جب حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نئی فقیری حاصل کر کے گھر میں تشریف لائے اور اتفاقاً قحط ہو گیا۔ آپ نے ایک دیگ پلاؤ

marfat.com

کی مسلمانوں کے واسطے باورچی سے ایک اور دیگ موہن بھوگ کی ہندوں کے واسطے برہمن سے پکوائی اور شہر میں منادی کرادی کہ تمام مسلمان اور ہنود آئیں اور کھائیں دیگوں کا یہ حال تھا کہ جتنا کھانا دیگ میں سے نکالتے تھے پھر اسی قدر زیادہ ہوجاتا تھا اور ہر دم گرما گرم تین دن تک یہی حال رہا چوتھے روز الہام ہوا کہ عبدالقدوس فقیری تو کرچکا مگر اب رزاقی میں بھی قدم رکھنے لگا بھلا ہم پوچھتے ہیں کہ تم کون ہو عرض کیا کہ تیرا بندہ ۔ بھلا وہ لوگ کون ہیں کہا کہ تیرے بندے حکم ہوا کہ پھر تو کون ہے دخل دینے والا کیا ہم سے زیادہ حکمت والا یا ہم سے زیادہ مخلوق پر مہربان ہے ۔ اس کے بعد شاہ عبدالقدوس نے توبہ کی اور وہ دیگیں توڑ ڈالیں پس اس کی مخلوقات ہے جس طرح چاہے رکھے ہم سے زیادہ حکیم ورحیم ہے جدھر رب ادھر سب ؎

بہر خدا جو ہو سو ہو
اسکی رضا پہ چھوڑ دو

ایک روز کسی شخص نے عرض کیا کہ حضور فلاں حاکم بڑا ظلم کرتا ہے حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ظلم سے مخلوقات کو نجات دے اس وقت ارشاد ہوا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ۔ دو یار ہم سفر تھے ایک نے کہا کہ اگر خدائے تعالیٰ مجھ کو سلطنت عطا فرمائے تو ایسا عدل وانصاف کروں اور جود وکرم کی داد دوں کہ کبھی کسی نے سنا بھی نہ ہو، دوسرا بولا کہ اگر میں بادشاہ ہو جاؤں تو ہر روز ایک آدمی کو قتل کیا کروں اور ایسے ایسے ظلم ایجاد کردوں جو کسی کے خیال میں بھی نہ گذرے ہوں ۔ خدا کی قدرت کچھ مدت کے بعد وہ ظلم دوست آدمی صاحب تاج وتخت ہو گیا اور اپنے ارادہ اور منشا کے موافق اُس نے ایسے ظلم شروع کئے کہ تمام ملک میں شور قیامت برپا ہوگیا اتفاقاً وہ عدل پسند یار بھی وہاں آگیا ، لوگوں نے اسکو روبرو داویلا کی کہ صاحب بادشاہ تمہارا قدیم دوست ہے کچھ تم ہی سمجھاؤ کہ جور بیحد سے باز آوے اس نے تنہائی میں نصیحت کی کہ یار کچھ تو خدا سے ڈر کیوں خلقت کو تباہ کرتا ہے۔

marfat.com

اس نے جواب دیا کہ اے احمق اگر اللہ تعالیٰ کو لوگوں پر رحم منظور ہوتا تو مجھ کو دولت و سلطنت کیوں دیتا۔ مجھ کو بادشاہ نہ بناتا کیا تجھ کو یاد نہیں کہ میں نے اس سفر میں کیا کہا تھا ؎

چو خواہد کہ ویران کند عالمے ۔۔۔ نہد ملک در پنجۂ ظالمے !!

غرض یہ ہے کہ عدل ہو یا ظلم سب تقدیرِ الٰہی سے وابستہ ہیں پھر چون و چرا کیسی اور یہ عدل و ظلم بھی انسان کی نسبت سے معتبر ہیں ورنہ دراصل نہ کوئی بات ظلم ہے نہ عدل ؎

کفر ہم نسبت بخالق حکمت ست ۔۔۔ در کنی نسبت بما کفر آفت ست

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک مقام پر اژدہا سرِ راہ پڑا تھا خوف کے مارے ادھر کا رستہ مسدود ہو گیا اتفاقاً اس راہ سے ایک فقیر با تاثیر گذرا ہر چند لوگوں نے منع کیا اور خوف دلایا مگر اس نے کہا خیر جو پیش آوے گا دیکھا جائے گا جب پاس پہنچا تو اژدہا پھنکارا۔ فقیر نے کہا کہ بس خاموش فقیر تو چل دیا مگر اژدہا خاموش رہ گیا کچھ مدت کے بعد جو فقیر واپس آیا تو اس کا برا حال پایا۔ سوائے استخوان و پوست کے باقی کچھ نہ تھا۔ پوچھا تیرا کیا حال ہے اس نے جواب دیا کہ مجھ کو لوگ بہت ستاتے ہیں کوئی لکڑی مارتا ہے کوئی پتھر کوئی اوپر چڑھ بیٹھتا ہے میں نہایت سختی میں ہوں، فقیر صاحب نے فرمایا کہ ایسا تحمل بھی مت کیا کرو کہ لوگ تجھ کو مار ہی ڈالیں ذرا پھوں پھاں کر کے ڈرا بھی دیا کرو اسی طرح فقیر کو لازم ہے کہ نہ ایسا میٹھا بن جائے کہ لوگ کھا جاویں اور نہ ایسا کڑوا کہ تھوک دیں ؎

تحمل بایدت لیکن نہ چنداں ۔۔۔ کہ گردد چیرہ گرگ تیز دنداں

ایک روز حضرت قبلہ کی خدمت میں ایک مولوی صاحب آئے آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب چھوٹے صاحبزادہ کو کلام مجید کیوں نہیں یاد کرایا انہوں نے عرض کیا کہ حضرت کم عمری میں ایسی محنت شاقہ سے بچوں کے قوائے ذہنی

marfat.com

مضمحل ہو جاتے ہیں پھر وہ کسی علم و ہنر کی تحصیل کے قابل نہیں رہتے میں نے
اس کو انگریزی پڑھانی شروع کرا دی ہے سمجھ آنے تک کچھ کچھ اس زبان سے
آشنا ہو جائے گا پھر آگے کی تحصیل میں آسانی ہوگی۔ حضرت نے تو اس بات
کے جواب میں کچھ نہ فرمایا لیکن راقم بول اُٹھا کہ سُبحان اللہ آپ کے
خیالات بہت عالی ہیں۔ اگر عربی الفاظ کے تحفظ سے قوائے ذہنی کو نقصان
پہنچتا ہے تو انگریزی الفاظ سے بھی وہی اثر مترتب ہوگا ہاں اتنا فرق ضرور
ہے کہ اس میں دینی فائدہ ہے اس میں دنیوی سو آپ خوب سمجھتے ہیں کہ نقد
کو چھوڑ کر کیوں نسیہ کے انتظار میں پڑے ؎

اب تو آرام سے گذرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے

اور اگر واقعات پر لحاظ کیجئے تو حفظ قرآن کے بعد مولوی راغب اللہ
صاحب جاہل کیوں نہ رہ گئے مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو ایسا فضل و کمال
کیوں حاصل ہو گیا کہ آج ہندوستان میں ان کا جواب نہیں بہت سے
مسلمان جنہوں نے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں پڑھا کیوں جاہل ہیں ان
حالات پر غور کرنے سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حفظ قرآن سے حافظہ اور
بھی قوی ہو جاتا ہے اگر ذہن رسا ہے تو تحصیل علوم بہت آسانی ہو جاتی
ہے مگر اس میں شک نہیں کہ انگریزی کا سا نقد ثواب اس میں کہاں ہے
کہ ادھر پڑھی اور ادھر گورنمنٹ کی نوکری حاصل ہو گئی یہ سنکر جناب و قبلہ
نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے ایک بابا جی میں یہ کمال تھا کہ جو بات
منہ سے نکالتا وہی ہو جاتی راجہ نے اس سے پوچھا کہ مہاراج آپ کو یہ کمال
کیوں کر حاصل ہوا، اس نے جواب دیا کہ میں بارہ برس سے اپنا گہہ
مُوت کھاتا پیتا ہوں اسی کی بدولت میری زبان کو یہ تاثیر ہے کہ ایک فقیر
کو بادشاہ یا راجہ کہہ دوں تو فوراً ہو جاوے راجہ نے کہا کہ پھر آپ کو کیا۔
بادشاہ بنا تو دوسرا راجہ ہوا تم اور۔ تمہاری قسمت میں تو وہی گہہ مُوت رہا۔

marfat.com

حضرت نے تو ارشاد کے بعد سکوت فرمایا اور راقم نے اس مسئلہ میں کچھ اور بھی عرض کیا آخر مولوی صاحب بولے کہ گو میری بات بعض صاحبوں کو ناگوار ہو لیکن مجبوری ہے کہ اپنی اپنی سمجھ جدا ہے۔

ایک روز کسی شخص نے سوال کیا کہ لالہ بانکے رائے وکیل میرٹھ بڑے فقیر دوست اور درویشوں کے خادم تھے بہت سے بزرگوں اور فقیروں سے ملے اور مروت وفیاضی میں کبھی دریغ نہ کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کسی بزرگ نے راہ خدا نہ بتلائی اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ لالہ بانکے رائے اپنے مال و دولت کے ذریعہ سے اس راہ کو حاصل کرنا چاہتے تھے پس مردان خدا کچھ خدا فروش تو ہوتے ہی نہیں کہ مال دنیا کی طمع میں نام خدا کو بیچ ڈالیں اور جو مال و متاع کے لالچ کرنے والے ملے وہ خود اس راہ سے ناواقف تھے اور کو کیا فیض فائدہ پہنچاتے۔ ع

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

ایک روز حجرہ شریف کے حضار میں اس بات کی گفتگو ہونے لگی کہ فقر بہتر ہے یا تونگری اتنے میں جناب و قبلہ باہر سے تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کس بات میں بحث ہے حافظ سعد اکبر صاحب نے حال عرض کیا اور یہ حدیث شریف پڑھی اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنْ یَدِ السُّفْلٰی آپ نے فرمایا کہ اس حدیث سے تو فقر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے نہ غنا کی اس لیے کہ ید علیا فقر حاصل کرتا ہے اور ید سفلی یعنی نیچے کا ہاتھ تونگری۔

ایک روز کسی شخص نے اپنے گھر کے جھگڑے قضیے خدمت مبارک میں عرض کئے اور انفصال و درستی معاملات میں رائے طلب کی اس وقت ارشاد ہوا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے کسی زمانہ میں ایک شخص نے دعویٰ پیغمبری کا کیا بادشاہ وقت کو خبر ہوئی اسکو بلایا اور کہا کہ اگر تیرا دعویٰ سچا ہے اور تو پیغمبر برحق ہے تو اس قفل کو کھولدے اس شخص نے جواب دیا کہ دعویٰ پیغمبری کردہ ام نہ آہنگری۔ سو ہمارے تو نہ

marfat.com

جو رونق بخشے ان معاملات کے نشیب و فراز کی ہم کو کیا خبر ہے تم جانو اور تمہارا کام۔

ایک روز کسی شخص کا خط آیا جس میں قدمبوسی کا اشتیاق؟ ارادت کا اظہار اور بیعت کی درخواست تھی: بجواب اس کے ارشاد ہوا کہ ان کو لکھ دو کہ پہلے ہم کو اپنے گھر کے کاروبار کی ایک فہرست بنا کر بھیج دیں۔ یعنی بعد مرید ہونے کے جو جو کام ہم سے لینے ہوں ابھی سے ان کے لیے تیار رہیں۔ کیونکہ دنیا داروں کے پیر تو اسی مصرف کے ہوتے ہیں کہ ان کی نوکری چاکری کے لیے بال بچوں کے لیے صحت و تندرستی کے لیے دعا کریں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم کو بھی بدن ڈھانپنے اور پیٹ بھرنے کے لیے دو چار روپیہ ماہوار کی حاجت ہوتی ہے۔ سو یہ کام ان لوگوں سے چلتا ہے جو دنیوی غرض لے کر ہمارے پاس آتے ہیں اگر وہ ایک روپیہ ہم کو دیتے ہیں تو ہم ان کا کام دو روپیہ کا کر دیتے ہیں مگر جس کو نام خدا بتلایا جاتا ہے البتہ اس سے کسی قسم کی خدمت لینا حرام ہے۔

ہم ایک روز حسب دستور بعد نماز عشا حجرہ مبارک میں خدام حاضر تھے اس وقت ایک صاحب بیٹھے بیٹھے سو گئے یہاں تک کہ آواز خراٹے کی بلند ہوئی جناب قبلہ نے از راہ طیبعت فرمایا کہ یہ کیا کوئی ذکر کر رہا ہے عرض کیا گیا کہ میر صاحب کو نیند آ گئی تھی فرمایا کہ ہاں ظَنُّوا الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا۔ کے یہی معنی ہیں چنانچہ ایک بزرگ تھے۔ مراقبہ اور ذکر میں اکثر مشغول رہا کرتے تھے قضارا ایک رات بائیں طرف مادۂ فالج گرا اور وہ جان بحق ہو گئے۔ چونکہ بائیں طرف کو گردن جھک گئی تھی مریدان خوش اعتقاد نے خیال کیا کہ ذکر قلبی میں مستغرق ہیں کچھ دن چڑھے ہم بھی گئے، میاں صاحب کو دیکھا تو ان میں دم نہ تھا حکیم صاحب بلائے گئے وہ ایسے سادہ دل مومن سنے کہ نہ سینہ میں دم تھا نہ نبض میں جنبش مگر یہی کہتے تھے کہ کچھ ڈر نہیں ہے حضرت تو نفی اثبات کر رہے ہیں۔ ہم نے کہا کہ میاں صاحب بیچارہ کو تو نہ ذکر کی خبر ہے نہ فکر کی اطلاع لیکن تمہارا خیال بے شک ظنوا المومنین خیرا کا مصداق ہے

marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک ولایتی پٹھان کے گھر لڑکا پیدا ہوا بتقریب تہنیب
ں تمام خویش واقارب جمع تھے۔ اتفاقاً پٹھان سے گوز سرزد ہو گیا اس کو ایسی خجالت
ڑھی کہ ترک وطن کر کے کسی دوسرے ملک کو چلا گیا بارہ برس کے بعد پھر واپس آیا
ور رات کو گھر کے دروازہ پر آن کے کھڑا ہوا کہ دیکھوں اب تو میری بات کسی کو
اد نہیں یہ کان لگائے کھڑا تھا کہ گھر میں لڑکے نے شرارت کی کسی نے کہا کہ او
بلد ڑے کے لڑکے مانتا نہیں یہ بات سنکر پھر بھاگ گیا اگر وہ پٹھان اس
رکت کو اپنے وہم میں جرم عظیم قابل ترک وطن نہ سمجھتا تو لوگوں کو خیال بھی نہ ہوتا۔
لیکن اس کے نکل جانے نے اور بھی اس بات کو مشتہر کر دیا اور اس کی اولاد پر بھی
اغ بدنامی لگ گیا۔

ایک روز راقم خدمت میں حاضر تھا کہ کسی شخص نے مرزا نوشہ صاحب کے انتقال کی
خبر سنائی آپ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

کہاں دہوتی رہ گیو اور نر بچہ مبینج انگار | اہرن کو ٹھمکو ہٹو اور اٹھ گئے میت لوہار
سدا نہ پھولیں توریاں بد رسدا نہ ساون ہوئے | سدا نہ جوبن تھر رہے اور سدا نہ جیوے کوئے

شنیدم کہ در روزگار کہن | شدہ عنصری شاہ صاحب سخن
چو اورنگ از عنصری شد تہی | لفردوسی آمد کلاہ مہی
چو فردوسی از دور فانی گذشت | نظامی بملک سخن شاہ گشت
نظامی چو جام اجل درکشید | بسر چتر اشعار سعدی رسید
چو اورنگِ سعدی فرو شد ز کار | سخن گشت بر فرق خسرو نثار
وزاں پس چو نوبت بجامی رسید | جہانِ سخن را تمامی رسید
عدم ہے یا کوئی کوئے صنم ہے! | چلی جاتی ہے داِئی خلقت خدائی

ایت خوب آدمی تھے عجز و انکسار بہت تھا فقیر دوست بدرجہ غایت اور خلیق
بلند تھے ایک روز جو ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے اپنے یہ دو قطعہ
ڑھے تھے۔

marfat.com

قطعہ

فرصت اگرت دست دہد مغتنم انگار — ساقی و مغنی و شراب و سرودے
زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند — حق را بسجودے و نبی را بدرودے

قطعہ

بروز حشر الٰہی چو نامہ عملم — کنند باز کر آں روز باز خواہ من است
بکن مقابلہ آنرا ز سر نوشت ازل — اگر زیادہ و کم باشد آں گناہ من است

رند مشرب بے حد رحم دل تھے اور فن شاعری میں تو اپنا جواب نہ رکھتے تھے لیکن افسوس یہ ہمارے محب بھی چل دیئے ؎

ندی ناؤ کا بیٹھنا پلک ایک کی پریت — دل میں بچھڑے جات ہیں یہی جگت کی ریت
ہم دیکھیں جگت جات ہے جگ دیکھے ہم جائیں — ہم تو بیٹھے راہ پر کس کس کو پچھتائیں

ایک روز قلندر صاحب کے چوک میں ایک غول بچوں کا کھیل کود میں مصروف تھا۔ اس وقت ارشاد ہوا کہ دیکھو یہ نئی پچھر ایلٹن سرکاری طیار ہو رہی ہے۔ پرانے قواعد دان فوج کو خبر نہیں کہ ایک دن یہ ہی پلٹن چھٹکی بجاتے ان کی جگہ چھین لے گی بڈھوں کی۔ بجائے جوان وارث بنتے ہیں جوان کی جگہ بچوں کی بھرتی جاری ہے ایک مرتا ہے دوسرا اس کے منصب پر قائم ہوتا ہے۔ اگر آدمی غور کرے تو یہ نئی پود عبرت کے لیے کافی ہے ؎

نشستی بجائے دگر کس بسے — نشیند بجائے تو دیگر کسے

ایک روز ارشاد ہوا کہ موت فرق و امتیاز کے دور کرنے والی اور تعلقات و اضافات کے اٹھا دینے والی ہے الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب اور اس کا ذائقہ عوام و خواص صلحا اولیاء انبیاء سب کے واسطے مسلم ہے جسطرح تانبے لوہے اور سونے چاندی سب کا تار بغیر جنتری میں نکلے طیار نہیں ہو سکتا اسی طرح موت بھی ہر بھلے برے کے لیے ضرور ہے مولانا روم فرماتے ہیں ؎

موت جسر یوصل آمد سوئے یار — مرگ را آمادہ باش اے ہوشیار

marfat.com

وہ چہ خوش باشد کہ سوئے شہر روم واصل درگاہ آں بیچوں شوم
وقت آمد کز جہاں بے کسی پائے کوبان سوئے بام اورسی
زین سبب فرمودۂ احمد مجتبےٰ تحفۃ المومن کہ الموت اے فتیٰ
گر نبودے موت در دنیائے دوں سخت میگشتیم عاجز بس زبوں
شکر حق کہ مخلصے بنہادہ است غرفہ سوئے آں جہاں بکشادہ است
پس بسوئے واحدیت تا احد سر بر آرد از تعین مے رہد
منتہی سوئے خدا شد زین سبب ہست رجعی سوئے او خود بے طلب
معنیٔ "کل" الینا راجعون فہم کن واللہ اعلم بالفنون
زین سبب فرمود آں احمد لبیب موت جسر موصل آمد تا حبیب
تا کہ وجہ حق بر و ظاہر شود! در تجلیٔ واحدی احدی ردد
خود فنا کردہ بقا حاصل کنند قطرہ را تا بحر کل واصل کنند
باز شد اکنوں سوئے سلطان پدید پردہ ہائے عاریت را بردرید!
ہست چون کل الینا راجعون میشود مر اصل خود را سرنگوں
غرض موت آخر نعمائے الٰہی ہیں سے مقام تہنیت ہے نہ جائے تعزیت

، ایک روز ارشاد ہوا کہ آخری وقت کا اضطراب و استقلال کچھ کرتب پر منحصر نہیں
ہم نے ایک دفعہ میرٹھ میں دیکھا کہ دو آدمیوں کو پھانسی دینے کے واسطے لے چلے
ایک تو لاونیاں گاتا اور خوش ہوتا چلا جاتا تھا دوسرے کو ایسا وہم چڑھا کہ منکا
ڈھل گیا تھا جرم دونوں برابر قصاص میں مساوی مگر ایک بشاش اور ایک
خوف زدہ نہ اس نے کوئی کرتب کیا تھا نہ اس نے صرف فرق تھا تو یہ تھا کہ قدرت نے
ایک کو ایسا دلاور بنایا تھا اور دوسرے کو اتنا بودہ۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ روح ندا ربانی پر عاشق ہے۔ جب آدمی کا وقت آخر
ہوتا ہے تو وہ ندا آتی ہے اس کو سنتے ہی روح پرواز کر جاتی ہے۔ چنانچہ
مولانا روم نے اس ندا کو لفظ رغنون سے تعبیر کیا ہے ؎

marfat.com

پس عدم گردم عدم چوں ارغنوں گویدم کانا الیہ راجعون!

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارا حال اس چوپائے کے مطابق ہے

السؔ لیج پڑے جل بھیتر آدم ہین دو بیر جہؔیا

بھور بھئی ولدھر بیٹے اک بھوک لگی دوجے پانی پوؔیا

ایسے کے پیٹ کو توہی بھرت ہو جہا چتر اور گن کی دییا

بھور سے سانجھ لو سانجھ سے بھور لو ہما کپوت نہ تو سا دویا

سوائے دو وقت کھانے پینے اور سو رہنے کے اور کچھ کام ہم سے نہیں ہو سکتا یہ اسی کی رحمت کا معاملہ ہے کہ ہم جیسوں کو اپنی رنگارنگ نعمتوں سے پرورش فرماتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب نواب راج گڈھ نے اڑھائی ہزار روپیہ بطور نذر بھیجا تو لوگوں نے ہم سے کہا کہ آپ ایک مکان تیار کرالیں کسی نے صلاح دی کہ ایک زمین خرید لیں اس وقت ہم کو یہ نقل یاد آئی کہ ایک شخص سنیاس شاستر دتاترہ نامی ہندو فقیر ہوا ہے اس نے چوبیس گرو کیے ہیں اُن میں سے ایک سانپ بھی ہے کہ کبھی اپنا گھر نہیں بناتا۔ دوسرے کتا کہ سوائے اپنے مالک کے دوسرے کے دروازہ پر نہیں جاتا۔ یہ تعلیم کتے سے حاصل کی۔ تیسرے چیل کہ جب اس کو ایک کچا گوشت کا مل جاتا ہے تو کوئے پیچھے پڑ جاتے ہیں ناچار گوشت کو پھینک ایک اونچی ٹہنی پر سب سے الگ جا بیٹھتی ہے اور حریصوں کے جنگ و جدال کا تماشا دیکھتی رہی۔ ہم نے سوچا کہ تمام عمر تو خانہ بدوشی میں گذاری بھلا ہم کو گھر بار بنانے سے کیا سروکار اور ہمارے والد ماجد کی نصیحت بھی یہی تھی کہ گھر بنا کر کبھی نہ رہنا جہاں جگہ مل گئی آرام کر لیا پس ہم نے اس روپیہ کو اپنے روبرو

ؔ یعنی سست و بیکار اور بے دست و پا پانی میں پڑا ہوا ہر ڈانوانڈول دو نو وقت کھانے والا صبح ہوتے تو ولدری بن کے کھالیا ایسے کے پیٹ کو توہی بھرنے والا ہے اے بڑے خبردار اور اوصاف کے دینے والے صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک مجھ سا کپوت نہیں اور تجھ سا دینے والا نہیں ۱۲ ::

marfat.com

نہ آنے دیا میاں مفتاح الاسلام اور مختار الملک نواب سے کہہ دیا کہ تم لوگ خود تقسیم کر دو ہم فقیر آدمی اتنا روپیہ رکھ کر ایک مفت کی بلا اپنے ذمہ کیوں لیں کوئی چوری کی تاک لگاتا، کوئی مانگنے آتا کوئی خوش ہوتا کوئی ناخوش ہوتا ہم تو اس بکھیڑے سے الگ ہی رہے اور چیل کے گوشت کی طرح اس کو پھینک کر لوگوں کا تماشا دیکھتے رہے۔

اس روپیہ کے آنے سے پہلے ہم نے ایک خواب دیکھا تھا کہ جسم کا زیر حصہ براز سے آلودہ ہو رہا ہے لیکن ہاتھ.... ہمارے بالکل صاف ہیں اگلے روز یہ روپیہ آیا تو ہم سمجھ گئے کہ اس خواب کی تعبیر یہی ہے چنانچہ ہم نے نہ اسکو ہاتھ لگایا نہ اس میں سے کھایا۔

ایک روز ایک درویش دلریش پیٹ پر بہت سا گودڑ لپیٹے رسیوں سے مضبوط باندھے ہوئے حاضر خدمت مبارک ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت میرا پیٹ گیا۔ انتیں نظر آنے لگیں کچھ علاج فرمایئے ورنہ میں مرا آپ نے فرمایا کیا تم ذکر اذکار کیا کرتے ہو اس نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ تم اپنے پیر کی خدمت میں جاؤ اس نے مکرر عرض کیا کہ حضور ہی کچھ علاج فرمائیں ورنہ میری جان جاتی رہے گی اس وقت پیر کی خدمت میں پہنچنا دشوار ہے للہ علاج فرمایئے اس وقت ارشاد ہوا کہ اچھا تین روز تک یہ شعر خواجہ حافظ کا پڑھ لیا کرو ؎

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ۔۔۔ کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

پھر تین روز کے بعد حاضر ہوا نہ پیٹ پر گودڑ تھا نہ رسی تھی جیسے تھے ویسے ہو گئے پھر آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا ارادہ ہو تو اپنی پیر کے پاس چلے جاؤ قدر نعمت است بعد زوال کا معاملہ تم کو سمجھا دیں گے غرض وہ بدقسمت شخص چلا گیا نہیں معلوم پھر کیا معاملہ اسکو پیش آیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ میں مولوی شاہ اسحٰق صاحب سے مشکوٰۃ شریف کا سبق پڑھ رہا تھا یومنون بالغیب کا ذکر آیا میں نے عرض کیا کہ حضرت اس کے

marfat.com

معنی سمجھ میں نہیں آتے کیونکہ لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ ۔ شاہ صاحب نے ہمارے والد ماجد سے پوچھا کہ فرمائیے تو اُن کو معنی سمجھا دیئے جاویں انہوں نے کہا کہ حضرت نہیں ابھی یہ بچّہ ہے ۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مولوی قلندر بخش صاحب جلال آبادی سے میں نے مثنوی مولانا روم شروع کی جب دفتر اول تمام ہوا اور دفتر ثانی میں یہ شعر آیا ہے

قال را بگذار مرد حال شو پیش مرد کاملے پامال شو

میں نے اس کے معنی دریافت کئے تو مولوی صاحب نے معنی ظاہری ارشاد فرمائے میں نے عرض کیا کہ حضرت قال تو سمجھ میں آگیا لیکن حال کا کچھ حال بیان فرمائیے فرمایا کہ میاں یہ تو ہم کو بھی نہیں معلوم اس روز سے مثنوی ہم نے بالائے طاق رکھدی

ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی شخص نے ایاز سے سوال کیا کہ بندہ کے کیا معنی ہیں اس نے کہا کہ پرسوں آنا وہ حسب وعدہ پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایاز کے گلے میں طوق پاؤں میں زنجیر ہاتھوں میں ہتھکڑی پڑی ہے اور کشاں کشاں لئے جاتے ہیں پوچھا کہ یہ کیا کہا کہ بندہ کے یہی معنی ہیں۔ اُس دن تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ کی شان کا ظہور تھا آج تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ۔ کی شان نمودار ہے نہ اس میں کچھ خوشی تھی نہ اس حال میں کچھ رنج ہے ہم جیسے تھے ویسے ہی اب بھی ہیں نہ وہ رہا نہ یہ رہے .

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے والد بزرگوار کی یہ نصیحت تھی اگر مال دینے سے جان بچے تو مال کو فدا کردو اور مال وجان کے دینے سے عزت قائم رہے تو جان ومال کو فدا کردینا چاہیئے ے

حیز کی نان سے گذرتی ہے مرد کی آن سے گذرتی ہے

اور اگر مال وجان وعزت تینوں کے قربان کرنے سے دین ہاتھ آوے تو ان سب کو

marfat.com

دین پر قربان کر دینا چاہیئے اور اگر سب کے عوض میں خدا ہاتھ آدے تو دین کو نثار کر دینا واجب ہے مال و جان و عزت و دین سب دے دے مگر خدا کو حاصل کرے۔

دھن دے جے کوئی رہے اکیلا جی دے رکھیئے لاج | جیو لاج دھن دیجئے ایک پریت کی کاج

ہر دو عالم قیمت خود گفتہ | نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا قول ہے کفر ہے کہ بقدر رساند عین اسلام است و اسلامیکہ از خدا باز دارد عین کفر حکیم سنائی ۔

بہر چہ از راہ دامانی چہ کفر آن حرف وچہ ایمان | بہر چہ از دوست و امانی چہ زشت آن نقش وچہ زیبا

ایک روز میاں معراج الدین صاحب نے اپنے بھائی جلال الدین صاحب کے لڑکے کی وحشت و بیقراری کی شکایت کی اور بیان کیا کہ اکثر آہ و نالہ کرتے ہیں اور نماز پڑھتے نہیں اس وقت یہ رباعی زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوئی۔

مارا نہ مرید ورد خواں مے باید | نے زاہد و حافظ قرآن مے باید

صاحب دردے سوختہ جانے باید | آتش زدۂ بجان مانے باید

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت جنید فنون سپہ گری میں یکتائے زمانہ تھے خصوصاً پہلوانی میں بڑے نامی وگرامی تھے ایک بار ایک شخص آیا اور بادشاہ سے کہا کہ میں تمہارے پہلوان سے لڑوں گا۔ بادشاہ نے کہا کہ ہمارا پہلوان بہت زبردست ہے تم دبلے پتلے آدمی بھلا اُس سے کیا لڑو گے مگر اس شخص نے نہ مانا اور بہت اصرار کیا آخر دنگل ہوا جب حضرت جنید خم ٹھوک کر مقابل ہوئے اور دونوں کی پکڑ ہونے لگی، تو اس شخص نے چپکے سے ان کے کان میں کہا کہ میں سیّد ہوں محتاج ہوں آئندہ تم کو اختیار ہے حضرت جنید لڑتے لڑتے گر پڑے جب تو بڑا شور وغل ہوا بادشاہ نے نہ مانا دوبارہ کشتی کرائی پھر بچھڑ گئے۔ تیسری بار کشتی ہوئی پھر چاروں شانہ چت آخر بادشاہ نے اس کو انعام دیا اور حضرت جنید کو بلا کر پوچھا کہ سچ کہو یہ کیا بات تھی اصل حال بیان کر دیا۔ بادشاہ

marfat.com

بہت متعجب ہُوا کہ مجمع عام میں اپنی ذلت اور سید کی عزت گوارہ کی فی الحقیقت یہ بڑی پہلوانی اور بہادری تھی اسی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنیدؒ نے خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں شاباش اے جنیدؒ تو نے ہماری اولاد کے ساتھ سلوک کیا ہم بھی تیرے ساتھ سلوک کریں گے۔ دوسرے روز بادشاہی ملازمت ترک کی اور فقراء کی جستجو میں پھرنے لگے آخر اپنے ماموں حضرت سری سقطی سے بیعت ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہُوا کہ ایک روز حضرت جنید علیہ الرحمۃ کو بادشاہ نے کسی مسئلہ کی تحقیق کے واسطے طلب فرمایا ان کے ہمراہ حضرت شبلیؒ بھی گئے بادشاہ نے حضرت جنید سے سخت کلامی کی چونکہ حضرت شبلی جوان آدمی تھے اور نئی فقیری کا جوش تھا آپ کو غصہ آگیا شیر قالین کو تھپکا وہ مجسم بن کر اٹھنے لگا حضرت جنیدؒ نے اس پر نظر کی تو پھر اصلی حالت پر آگیا دوبارہ بادشاہ نے پھر بے ادبانہ کلام کیا حضرت شبلی نے پھر قالین پر ہاتھ پھیرا غرض تین بار یہی معاملہ پیش آیا۔ آخر دفعہ میں بادشاہ نے بھی شیر کو اٹھتے ہوئے دیکھ لیا خوف کے مارے بدحواس ہوگیا فوراً تخت سے اتر حضرت جنید کے قدموں پر گر پڑا انہوں نے فرمایا کہ آپ اس لڑکے کی بات کا کچھ خیال نہ فرمائیں یہ بچہ ہے آپ کو وہی بات زیبا ہے اور ہم کو یہی بات لازم ہے کہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنی اطاعت کرو تم اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اور حاکم متشرع کی۔ الغرض بادشاہ نے اپنا قصور معاف کرایا اور عزت کے ساتھ انکو رخصت کیا پس وجہ تسمیہ حضرت شبلی کی یہ ہے کہ شبل بچہ شیر کو کہتے ہیں جب سے یہ ماجرا گذرا تو ان کا لقب شبلی یعنی شیر والا ہوگیا ورنہ اصلی نام ان کا ابوبکرؒ تھا اور حضرت جنید کے مرید بھی تھے اور ہمشیرہ زادہ بھی۔

ایک روز ارشاد ہُوا کہ جس وقت حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کے مزار پر تشریف لے گئے تو آپ کو خیال آیا کہ منزل

marfat.com

ہیں تو بایزید کے برابر ہوں لیکن دو باتیں مجھ میں زیادہ ہیں، ایک یہ کہ سید ہوں دوسرے محبوب ہوں جبکہ مزار پر متوجہ ہوئے تو یہ شعر لکھا ہوا پایا۔

ہر کہ عاشق شد جمالِ ذات را　　او ست سیدّ جملہ موجودات را

حضرت یہ شعر پڑھ کر نہایت خائف ہوئے اس وقت روح بایزید ظاہر ہوئی اور کہا کہ صاحبزادہ یہ میرا قصور نہیں بلکہ یہ تعلیم تم کو ذات پاک کی جانب سے ہوئی ہے اور فی الحقیقت مجھ سے تو آپ ہر مرتبہ میں بہتر و برتر ہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک چور شب کو چوری کر کے نکلا تھا چوکیدار نے دیکھ لیا وہ چور بھاگا تمام چوکیدار پکڑنے کو دوڑے وہ جھٹ پٹ کبیر کے گھر میں گھس گیا اور اُسنے کہا کہ میں چور ہوں مجھ کو سپاہی پیادے پکڑنے کو آتے ہیں کبیر نے اس سے کہا کہ یہ میری بیٹی سوتی ہے اس کے پاس تم بھی سو جاؤ چنانچہ وہ اس کے پاس لیٹ گیا جب سپاہی پیادے کبیر کے گھر آ کر چور کو دریافت کرنے لگے اس نے کہا صاحب یہاں چور تو نہیں لیکن یہ میری بیٹی اور داماد سوتے ہیں وہ ان کو سوتے دیکھ کر چلے گئے پھر چور اُٹھا اور تائب ہوا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ یہ اشعار حضرت غوث الاعظم کی شان میں ہیں۔

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم غریب　　بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانہٗ
میر صالح فاطمہ ثانی اسامی والدین　　بوسعید پیر الشبان مرد حق مردانہٗ
زینب و بی بی نصیبہ خواہران حضرت اند　　این اسامی شاہزادہ باید کہ ہر فرزانہٗ
ضم کند با فاتحہ اخلاص خود فرمودہ اند　　تا قبول اند درین صورت فقط الانہٗ

اور حضرت کے فرزندان صلبی دس ہیں

رازق و وہاب و ہادی عزیز　　شرف دین و موسیٰ و یحییٰ نیز
براہیم و اسحاق و بونصر دانے　　کہ پسران غوث اند اندر جہان

کہتے ہیں کہ گیارہویں فرزند حضرت کے محی الدین ابن عربی ہیں۔ حال یہ ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت غوث الاعظم کے مرید تھے ایک بار تمنائے اولاد ظاہر کی اور

marfat.com

طالب دعا ہوئے فرمایا کہ تمہاری قسمت میں تو ہے نہیں لیکن ہم اپنا فرزند کر محی الدین ثانی ہوگا تم کو دیں گے کل صبح کے وقت اثنائے وظیفہ میں ہماری پشت سے پشت لگا دینا اور بے ادبی کا خیال نہ کرنا الامر فوق الادب دوسرے دن تعمیل حکم کی اور اپنے گھر گئے تو نو مہینہ بعد حضرت محی الدین کی ولادت ہوئی علم ظاہر و باطن میں یکتائے زمانہ تھے لیکن آپ کا علم لدنی تھا نہ تو کسی استاد سے کچھ سیکھا نہ کسی مرشد سے کچھ تعلیم پائی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت ابراہیم قندزی نے دعا کی کہ بارخدایا میرے واسطے جو کچھ عذاب مقدر ہے سو دنیا ہی میں بھگت جاوے چنانچہ ان کو مرض جذام ہوگیا۔ قبرستان میں ایک قبر کھودی وہیں پڑے رہتے ایک دن کھجوروں کے باغ میں پہنچے جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے باپ کا تھا خواجہ صاحب ان دنوں نو دس برس کے تھے۔ کچھ کھجوریں توڑ کر پیش کیں فرمایا کہ بیٹا میرے ہاتھ نکمے منہ زخمی ہے تو ہی اپنے ہاتھ سے کھلادے انہوں نے کھلانی شروع کیں جو گٹھلی پھینکتے یہ اس کو اٹھا کر کھا جاتے تھے آپ نے معلوم کیا کہ یہ لڑکا مشتاق ہارہے کھجوریں کھا کر فرمایا کہ جاؤ مکہ معظمہ سے تحصیل علم کر کے آؤ تاکہ تمہاری امانت جو ہمارے پاس ہے دی جاوے جب تحصیل علم کر کے واپس آئے تو درخواست کی کہ حضرت اب بیعت فرمائیے جواب دیا کہ تم حضرت عثمان ہارونی کے پاس جاؤ ان کے پاس پہنچے بعد تعلیم کے ارشاد کیا کہ اب تم جاؤ حضرت ابراہیم قندزی کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور وہ تمہارے منتظر ہیں ان کے پاس واپس آئے تو پہچان نہ سکے کیونکہ بیماری سے صحت پاچکے تھے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت آدمی بیٹھا ہے سلام کیا فرمایا کہ آؤ ہمارا بھی وقت قریب ہے تعلیم کی اور فرمایا کہ ہمارا کفن دفن کر کے اپنے پیر کے پاس چلے جانا چنانچہ خواجہ صاحب نے ایسا ہی کیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں حدیث ختم کر چکے تو حضرت سرور کائنات نے خواب میں ارشاد کیا کہ تم

marfat.com

ہندوستان میں جا کر علم حدیث کو شائع کرتا تاکہ لوگ فیض یاب ہوں لیکن خاکسار
ہند سے ہٹتے رہنا آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بغیر حضوری آستانہ مبارک میری
زندگی کس طرح کٹے گی حکم ہوا کہ تم رات کے وقت مراقب ہو کر بیٹھا کرو ہمارے
پاس پہنچ جایا کرو گے جب بیدار ہوئے تو بہ تعمیل حکم ہندوستان کی راہ لی جس وقت
سورت یا بمبئی سے ہندوستان کو روانہ ہوئے جا بجا فقراء سے ملنا شروع کیا ایک
جگہ پہنچے تو لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی فقیر ہے کسی نے نشان دیا کہ فلاں محلہ میں ہے
فجر کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھتے ہی فقیر بولا کہ مولوی عبدالحق صاحب
آپ کا بڑا انتظار تھا۔ آپ چپ بیٹھ گئے بعد مزاج پرسی فقیر صاحب نے جام و
صراحی نکال کر ایک ساغر پیش کیا، دوسرا جام لبریز کر کے مولوی صاحب کو دیا۔
مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں تمہارے فعل پر معترض نہیں لیکن میرے واسطے
حرام ہے تین بار انکار کیا اس نے کہا کہ پی لے ورنہ پچھتائیگا جب رات کو مراقب
ہوئے تو دیکھا کہ جہاں خیمہ دربار رسول الثقلین صلعم ایستادہ ہے اس سے
سو قدم آگے وہ فقیر لٹھ لیے کھڑا ہے ہر چند مولوی صاحب نے آگے جانے کا
قصد کیا لیکن فقیر نے جانے نہ دیا ناچار واپس آئے صبح کے وقت پھر اس
فقیر کے پاس پہنچے اس نے پھر جام پیش کیا آپ نے نہ لیا کہ میرے واسطے حرام ہے
تیرے حکم سے خدا اور رسول کا حکم افضل ہے فقیر نے کہا پی لو ورنہ پشیمانی اٹھاؤ گے
رات کو پھر وہی معاملہ پیش آیا نہایت حیران ہوئے تیسرے روز پھر اسی فقیر کے
پاس پہنچے اس نے پھر پیالہ پیش کیا آپ نے انکار کیا چوتھی شب جو مراقب ہوئے
تو پھر فقیر کو سد راہ پایا اور لٹھ لے کے ان کی طرف دوڑا کہ خبردار جو اس طرف
قدم اٹھایا اس وقت اضطراب میں آپ کی زبان سے نکلا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْغِیَاث
اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ عبدالحق چار شب
حاضر نہیں ہوا، دیکھو تو باہر کون پکارتا ہے بلاؤ انہوں نے دونوں صاحبوں کو حاضر
کیا حضرت نے فرمایا کہ عبدالحق چار رات سے تو کہاں تھا انہوں نے سارا

marfat.com

قصہ بیان کیا حضرت نے اس فقیر کی نسبت کہا اخرج یا کلب۔ صبح کے وقت پھر شاہ صاحب فقیر کے پاس گئے اس کا حجرہ بند پایا، دو چار مرید بیٹھے ہوئے تھے پوچھا کیا سبب ہے کہ پہر بھر دن چڑھا اور دروازہ نہیں کھولا دیکھو تو ہیں بھی یا نہیں دروازہ کھولا تو پیر ندارد حیران ہوئے شاہ عبدالحق نے فرمایا کہ کوئی جانور یہاں سے نکلا ہے یا نہیں وہ بولے کہ ایک کالا کتا ہم نے یہاں سے جاتا ہوا دیکھا ہے فرمایا کہ بس وہی تمہارا پیر تھا کیونکہ رات یہ معاملہ پیش آیا: اب چاہے تم بیعت رکھو یا فسخ کرو تمہارا تو پیر کتا ہو گیا۔ غرض قصہ یہ ہے کہ فقیر کو کسی امر میں ضد لازم نہیں کہ ضد میں خود نمائی ہے اور خود نمائی خلاف فقر پس فقیر اس مقام میں ضرور خطا کھاتا ہے اور مارا جاتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک فقیر رند مشرب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ مولوی بابا ہم کو شراب پلوا شاہ صاحب نے ایک روپیہ اس کی نذر کیا اور فرمایا کہ جو چاہو سو کھاؤ اور پیو تم کو اختیار ہے وہ بولا کہ ہم نے تو آپ کا بڑا نام سنا تھا لیکن آپ تو قید میں ہیں شاہ صاحب نے فرمایا کہ کیا شاہ صاحب آپ قید میں نہیں ہیں کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی روش کے مقید تم نہیں ہو تو آج غسل کرو اور جبہ و عمامہ باندھ کر مسجد میں چلو اور نماز پڑھو ورنہ جیسے تم رندی کی قید میں مبتلا ہو اسی طرح ہم شریعت غرا کی قید میں پابند ہیں تمہاری آزادی ایک خیال خام ہے یہ بات سنکر نہایت چپ ہوا، اور شاہ صاحب کے قدم پکڑے کہ درحقیقت ہمارا خیال محض غلط تھا جو ہم آزادی کا دم بھرتے تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ میاں جی احسان علی ساکن کانٹھ نے کہ وہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ایک دن شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت کشف قبور کیا چیز ہے مجھ کو یقین نہیں آتا شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم کسی قبرستان میں جاکر یہ آیت پڑھو سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ میاں جی نے

یہ آیت شاہ ولی اللہ صاحب کی قبر پر جاکر پڑھی اول روز دیکھا کہ تمام قبروں کے اندر مردے لیٹے ہوئے ہیں دوسرے دن دیکھا کہ مردے بیٹھے ہیں تیسرے دن جاکر پڑھا تو یہ اثر ظاہر ہوا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ان کی طرف دیکھا اور کچھ کہا اتنا کہنا تھا کہ ایک شعلہ سا میاں جی کے جسم میں داخل ہوا اور اس کی چمک جو نہ سہ سکے بیہوش ہو کر گر پڑے شام کو شاہ صاحب نے اپنے طالب علموں سے کہا کہ قبرستان میں جاؤ اور میاں جی کو اٹھا لاؤ چنانچہ طالب علم گئے اور ان کو لائے بیہوشی طاری تھی منہ سے کف جاری تھے تین دن میں ہوش آیا اور کہتے تھے کہ ہر وقت شاہ ولی اللہ کی روح مجھ کو اپنے ہمراہ نظر آتی تھی سال بھر تک یہی کیفیت رہی ایک روز مست ہاتھی آتا تھا آدمی بھاگنے لگے مجھ کو شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا کہ ڈر و مت اور روح ان کی میرے سامنے کھڑی ہوگئی ہاتھی نکلا ہوا چلا گیا میں بے اندیشہ کھڑا رہا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص کسی فقیر کے پاس مرید ہونے گیا انہوں نے چار ٹکے دیئے اور فرمایا کہ آج کسبی کے پاس رہو پھر آؤ گے تو مرید کر لیں گے۔ وہ شخص متشرع تھا لاحول پڑھ کر چلا گیا کہ اچھے پیر ملے اور خوب ہدایت کی اتفاق سے اسی شب کو بیوی کے پاس گیا نطفہ نے قرار پایا اور لڑکی پیدا ہوئی جب سن بلوغت کو پہنچی تو فاحشہ ہو گئی، اور بازار میں جا بیٹھی اس شخص کی ایسی بدنامی ہوئی کہ منہ دکھانے کو جگہ نہ رہی پھر اسی فقیر کی خدمت میں پہنچا اور اپنا درد دل بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ اس روز کے چار ٹکے تو اسی لئے تھے کہ یہ بلا تمہارے گلے نہ پڑے رنڈیوں میں پیدا ہوتی اور رنڈی بنتی تمہارا نام بد نہ ہوتا لیکن تم نے نہ مانا اب اپنے کئے کو بھگتو۔

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید   کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

ایک روز ارشاد ہوا کہ انسان کو جس چیز میں کمال ہوتا ہے اسی میں مرتا ہے چنانچہ دہتر بید کو سانپ کے پکڑنے میں کمال تھا اسکو سانپ نے کاٹا اور مر گیا

marfat.com

اور علی ہذا القیاس ؎

بِسِلٍّ مَاتَ اَرِسْطَالِیْس اَفلاطُوْنُ بِاَفْلِیْجٍ
وَلُقْمَانُ بِسَرْسَامٍ وَجَالِیْنُوْسُ مَبْطُوْنًا!!

یعنی ارسطوسل کے بیماری میں مرا اور فلاطون فالج میں لقمان سرسام میں اور جالینوس دستون کے مرض میں حالانکہ انہیں بیماریوں کے علاج میں کمال رکھتے تھے اور جس کو جسکی محبت ہوتی ہے اسی کے خیال میں جان دیتا ہے۔ چنانچہ قارون مال کی محبت میں مرا اور مجنوں لیلیٰ کی محبت میں ایسے ہی طالب خدا کو خدا طلبی کی بیماری ہے وہ اسی میں فنا ہو جاتا ہے بیماری سے خالی کوئی نہیں ہر شخص کو کچھ نہ کچھ علت ضرور ہوتی ہے۔

ایک روز مقام بلاسپور سے فیض یاب خان کا عریضہ خدمت مبارک میں آیا کہ میرے لیے دعا فرمایئے کہ میرا دلی مقصد برآوے حضرت نے جواب دیا کہ ہم بھی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے گا۔ غرض دوسرے تیسرے دن اسی مضمون کا خط آنے لگا۔ حضرت نے حاجی فریدالدین صاحب اور میاں اللہ بندے صاحب سے مشورہ لیا کہ کیا علاج کریں دونوں صاحبوں نے صلاح دی کہ حضور دو سو روپیہ طلب فرمایئے یقین ہے کہ پھر خط نہ لکھیں گے۔ چنانچہ جواب میں یہی مضمون لکھا گیا انہوں نے ڈیڑھ سو روپیہ کی ہنڈوی ارسال کردی اور لکھا کہ ۵۰ روپیہ میں خود لے کر فلاں تاریخ کو حاضر ہوں گا۔ جب یہ خط پہنچا تو حاجی فریدالدین سے آپ نے فرمایا کہ بولو اب کیا کہتے ہو بڑی مشکل ہوئی، اب تو جو کچھ وہ طلب کرے گا دینا پڑیگا۔ اور نہیں معلوم وہ کیا طلب کرے اور اس کا مقصد دلی کیا ہے آخر فیض یاب خان باقی روپیہ لے کر حاضر خدمت ہوئے اور تنہائی میں اپنا مقصد عرض کیا جب وہ چلے گئے تو فرمایا کہ ارے میاں ہم کو تو بڑا اندیشہ تھا کہ دیکھئے کیا مانگتا ہے۔ مگر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ ... مانگا تو کیا مانگا کہ

marfat.com

حاکم مجھ سے رضامند رہے سچ یہ ہے کہ سب باتیں تقدیر پر موقوف ہیں چنانچہ نقل ہے کہ ایک بزرگ تھے جب ان کا انتقال ہونے لگا تو ان کی بیوی نے کہا کہ بڑا لڑکا فیضان باطن سے بالکل خالی رہ گیا اس کے حال پر توجہ فرمائی چاہیئے انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا بیوی نے چند نظیریں بیان کیں کہ تمہاری نظر سے فلاں شخص پر حال وارد ہو گیا اور فلاں شخص کامل بن گیا افسوس ہے کہ اپنا ہی لڑکا محروم رہ جائے وہ بولے کہ بے شک اس وقت میری نظر میں ایسی ہی تاثیر تھی کہ وہ لوگ تو کیا اگر درخت پر نظر پڑتی تو انا الحق بولنے لگتا یہ میرے اختیار کی بات نہیں البتہ آج سے تیسرے دن ایک بزرگ تشریف لاویں گے تم لڑکے سے کہہ دو کہ جو کچھ اس کا مدعا ہو اس بزرگ سے طلب کرے خیر انتقال ہو گیا اور تیسرے روز ایک فقیر آئے گھر والے بہت خوش ہوئے کہ اب اس لڑکے کو کچھ نہ کچھ نعمت و فیضان حاصل ہو جائے گا اس فقیر نے پوچھا کہ بولو صاحبزادہ کیا چاہتے ہو کہا کہ حضور میری تمنا تو یہ ہے کہ قصبہ کی نمبرداری مجھ کو مل جاوے فرمایا کہ بہت اچھا مل جاوے گی چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد وہ نمبردار ہو گیا اب دیکھئے تقدیر نے کہاں اس کا سر پھوڑا غرض بد قسمتی کا کچھ علاج نہیں ہے

سوزن تدبیر ساری عمر گر سیتے رہے ... رخنہ تقدیر کو ہرگز رفو کرتے نہیں

ایک روز حاضر خدمت ہوا ایک شخص آیا اور شیطان کا گلہ شروع کیا کہ دنیا میں تمام فساد اسی کا ہے اس وقت ارشاد ہوا کہ ہم کو ایک حکایت یاد آئی ایک آدمی جنگل میں اونٹنی کو چرانے لے گیا شہوت نے غلبہ کیا تو اونٹنی پر سوار ہو گیا پھر خیال آیا کہ کسی طور سے اس معشوقہ دراز گردن کا بوسہ بھی لینا چاہیئے تاکہ ہوس رانی میں کوئی کسر باقی نہ رہے کیا سوجھی کہ وہیں سے ہاتھ بڑھا کر درخت کی ایک شاخ توڑی اور اونٹنی کو دکھلائی اس نے کھانے کے واسطے گردن پھیری اور منہ بڑھایا تو جھٹ بوسہ لے لیا جب اس طرح جھک مارکے الگ ہوئے تو کہنے

marfat.com

کہنے۔ ہٹ تیرے شیطان کی ایسی تیسی کم بخت مردود نے مجھ سے کیا کام کرایا ہے یہ کہنا تھا کہ شیطان بھی مجسم ہو کر سامنے آگیا اور بولا کہ تیرے باپ کی ایسی تیسی ارے مردود جو ترکیب بوسہ کی تو نے ایجاد کی ہے یہ تو کبھی میرے باپ کو بھی نہیں سوجھی تھی ؎

مجھ کو آتی ہے ہنسی ان حضرت انسان پر ۔۔۔ فعل بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان پر

اس موقع پر راقم کو یہ رباعی یاد آگئی۔

شیطان کرتا ہے کب کسی کو گمراہ ۔۔۔ اس راز سے ہے خدائے غالب آگاہ
ہے کام کسی کا اور کسی پر الزام ۔۔۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص اس امر کا متجسس و جویا تھا کہ آیا دنیا میں کوئی بندۂ خدا بے فکر و بے غم بھی ہے جا بجا جستجو کرتا ہوا ایک شہر میں پہنچا وہاں ایک باغ نظر آیا صحن چمن میں ایک کم سن نوخیز امیر زادہ کے گرد پیش غلامان خوش انداز کمر بستہ کھڑے ہیں مطربان خوش الحان گاتے ہیں اور وہ امیر چڑا و جھولے میں اندر جھوم رہا ہے انواع و اقسام کا سامان عیش و طرب مہیا ہے یہ سماں دیکھ کر اس کی سمجھ میں آیا کہ اب مدعا پایا یہ خوش نصیب ضرور بے فکر و بے غم ہے اس امیر سے کہا کہ ماشاء اللہ تمام جہان میں ایک آپ کو دل شاد پایا ہے امیر نے کہا میاں صاحب کس خیال میں ہو آج شب کو میرے پاس ٹھہرو اور احوال واقعی سنو ؎

آرام سے ہے کون جہان خراب میں ۔۔۔ گل سینہ چاک اور صبا اضطراب میں

المختصر رات کو امیر نے پوچھا کہ میاں صاحب کیا کہتے ہیں، ایک کہنے اس نے کہا مدت سے اس تجسس میں صحرا نوردی اختیار کی ہے کہ الٰہی اس عالم میں کوئی بے فکر و بے غم آدمی بھی ہے ؎

جس سے پوچھا کہ دل خوش ہے کہیں دنیا میں ۔۔۔ رو دیا اس نے ذرا تنا ہی کہا کہتے ہیں

البتہ آپ کو دیکھ کر شکر خدا بجا لایا کہ بھلا ایک تو بے فکر و بے غم پایا"

marfat.com

اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ امیر نے یہ سنکر آہ بھری اور کہا ؎

جیسے نصیب ہو روز سیاہ میرا سا
وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیونکر ہو

میاں صاحب مجھ جگر خستہ و دل شکستہ کا حال نہ پوچھیئے

کیستم دل شکستہ غم زدۂ
بیدل و خستہ و ستم زدہ

از گداز نفس تباب و بتے
وز بیابان یاس تشنہ لبی

در بند سے جہ گداختہ
از غم دہر زہرہ باختہ

لو متوجہ ہوا اور میری داستان سنو والدین نے بڑے ناز سے پرورش کیا بچپن میں شادی کر دی بیوی بھی خوبصورت و خوش سیرت ملی اللہ تعالیٰ نے یہ لڑکے جو کھیل رہے ہیں عطا فرمائے قضا را وہ نیک بخت مرض مہلک میں مبتلا ہو کر مر گئی چند روز درد و غم رہا آخر صبر آگیا پھر نکاح کیا دوسری بیوی پہلی سے بھی زیادہ حسین اور نیک سیرت وفادار پائی نہایت خوشی سے زمانہ گذرنے لگا کچھ مدت بعد دفعتہً وہ بھی سخت بیمار ہوگی امید زیست کی نہ رہی میں رونے لگا اس نے کہا کیوں روتے ہو اگر میں مر جاؤں گی اپنی جان سے ملوں گی تم اور لے آؤ گے آخر مجھ سے پہلی بیوی پر بھی تو تم عاشق تھے۔ جب میں نے یہ بات سنی تو غصہ میں آن کر اس کے روبرو اس بیخ فساد کو دور کر کے کہا کہ بس اب تو دوسری بیوی نہیں لاؤں گا۔ اب نیرنگ قدرت دیکھئے کہ ادھر تو میں نے یہ حرکت کی ادھر اس کو صحت ہونی شروع ہوئی۔ آخر وہ اچھی ہوگئی اب ہم دونوں عجب حسرت و افسوس میں گرفتار ہیں کہ جس کا بیان محال ہے آپ ہی انصاف فرمائیں کہ مجھ سا کوئی اور بھی دنیا میں دیکھا ہے۔

دریں دنیا کسے بے غم نہ باشد
اگر باشد بنی آدم نباشد

ترجمہ: دار سکھیا کوئی نہ دیکھا جو دیکھا سو دکھیا رے
ڈگر چلنتی سب گھٹ دیکھیا کیا اگر ہے اور بیراگی رے

marfat.com

اودے است کی بات کہت ہون ناگو کرت یہ بیکار ہے
اد نچے چڑھ چڑھ دیکھ تماشا گھر گھر ایک ہی لکھا رہے
سکھا جار جَ دُکھ ہی کے کارن گر ہے مایا تیاگی سے
بر ہمالیشن ہمیشہ دکھت ہین جن یہ ہاٹ لگاٹی رہے
جو گی دُکھیا جنگم دکھیا تپسیا کو دُکھ دو نا رہے !
آسا ترشنہ سب گھٹ بوری ایکو محل نہ سونا رہے
ورت دکھی ابدورت دکھی ہین ان کا ذکر ہی کتنا رہے
کہے کبیر سنو بھائی سادھو کوئی مندر نہیں سونا رہے
ایک روز ارشاد ہُوا کہ جس زمانہ میں مولوی فضل حق صاحب سر رشتہ دار تھے تو ہر جمعہ کو خضاب کیا کرتے تھے مولوی نور الحسن صاحب کاندھلوی نے جو مولوی صاحب سے پڑھتے تھے عرض کیا کہ جناب یہ خضاب کرنا آپ کو زیبا نہیں کیونکہ آپ عالم ہیں مولوی صاحب سنکر چپ ہو رہے جب مولوی نور الحسن صاحب کئی مرتبہ یہ بات زبان پر لائے تو ایک دن مولوی صاحب نے جواب دیا کہ سنو صاحب کسی نے وعظ کہہ کر دنیا کمائی کسی نے درس و تدریس کر کے کسی نے تعویذ گنڈا کر کے کسی نے پیری مریدی کی آڑ میں ہم نے منہ کالا کر کے دنیا حاصل کی غرض سب کی دنیا ہے اس سے نجات تو جب ممکن ہے کہ ایسا مرد خدا ملے جو ایک نظر میں بیڑا پار کر دے ۔

لنگ کے زیر لنگ کے بالا	نے غم دزو نے غم کالا
گز کے بوریا و یبوستگی	دل کے فارغے زدو ستگی
اینقدر لبس بود رہا نمے را	عاشق زند لا ابالے را !

نگ ہنکٹا دیکھے ... بہر بھاری چٹا دیکھے جوگی کن پہ جھار لائے

marfat.com

نگ بنکٹا دیکھے سیس بھاری جٹا دیکھے جوگی کن پھٹا دیکھے چھار لائے تن میں

منی ان بول دیکھے سیوڑا سرچھول دیکھے کرت کلول دیکھے بن کھنڈ سے ہن میں

بیر دیکھے سور دیکھے کبی اور کوٹ دیکھے مایا کے بھرپور دیکھے۔ بھول رہے دھن میں

آدھو کے سکھے دیکھے جنم ہو کے دکھی دیکھے پرواہ نہ دیکھے جنکے لوبھ ناہیں من میں

کسی شخص نے سوال کیا۔ کہ حضرت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوبھ سے پاک نہ تھے تو جناب و قبلہ نے جواب دیا کہ میاں لوبھ یعنی حرص وطمع کسی کو دنیائی ہوتی ہے کسی کو عقبیٰ کی کسی کو خدا کی، چنانچہ حضرت رسالت پناہ کو جو کام بارگاہ عزت سے سپرد ہوا تھا یعنی ابلاغ رسالت اس کی حرص بیشک تھی کما قال اللّٰہ تعالیٰ لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ الرَّحِیْم ترجمہ تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر تم میں سے شاق ہے. اوپر اس کے جو کہ ایذا پاؤ تم حرص کرنے والا ہے اوپر بھلائی تمہاری کے ساتھ مسلمانوں کے شفقت کرنے والا مہربان۔

ایک روز ایک بوڑھا رانگڑ گانو کا رہنے والا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ اجی میاں صاحب پیر کے کسے میانی (کیا معنی) اور مرید کے کسے میانی (کیا معنی) آپ نے فرمایا کہ آسے کا کا۔ ہم کو ایک نقل یاد آئی۔ اس پر میانی (معنی) سمجھ لو.

نقل ایک مرید نے اپنے پیر سے پوچھا کہ پیر کا حق مرید پر کیا ہے اور مرید کا حق پیر پر کیا۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ اچھا بتا دیں گے چند روز کے بعد جس وقت وہ مرید راسخ الاعتقاد حاضر ہوا پہلے اس سے کہ وہ بیٹھے پیر نے حکم دیا کہ چلے جاؤ وہ مرید فوراً ایک طرف کو چل دیا، ساتویں روز ایک شہر کے قریب پہنچا وہاں ایک امیر اسی بزرگ کا مرید تھا اس کو اس مرید مسافر کا حال منکشف ہوا اس نے اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو اس نے کیفیت بیان کی اور کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کہاں جاتا ہوں تب اس نے کہا کہ تم کو میرے ہی پاس بھیجا ہے، آؤ

marfat.com

ٹھہر و چند روز کے بعد ایک ہزار روپیہ دے کر رخصت کیا اور کہہ دیا کہ بس واپس چلے جاؤ، وہ چلا تو اثنائے راہ میں ایک شہر میں وارد ہوا، اتفاقاً ایک بازاری عورت پر جو حسن وجمال میں بے مثال تھی فریفتہ ہوگیا اور وہ ہزار روپیہ دے کر اس سے ملاقات ہوئی۔ جب ارادہ فاسد کیا تو غیب سے ایک طمانچہ لگا تین بار یہی معاملہ گذرا عورت نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اس نے تمام سرگذشت بیان کی وہ بولی کہ معلوم ہوا تمہارا شیخ مرد کامل ہے اس خیال باطل کو چھوڑو اور ہم تم دونوں ان کی خدمت میں چلیں اور یہ لو اپنا روپیہ کمر سے بندھو آخر دونوں پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے عورت نے افعال سابقہ سے توبہ کی اور اس شخص سے نکاح کرلیا چند روز کے بعد اس مرید نے پھر وہی سوال پیش کیا تو شیخ نے جواب دیا کہ پیر کا حق وہ تھا جو تو نے ادا کیا یعنی بغیر چون وچرا ہمارے حکم کی تعمیل کی اور مرید کا حق وہ تھا جو تجھ پر گذرا سو کا کا اس زمانہ میں تو ایسے مرید ہیں نہ ایسے پیر۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص بڑا خوشنویس تھا لیکن اس میں یہ سخت عیب تھا کہ اپنی طرف سے کچھ نہ کچھ اصلاح ضرور کردیتا تھا ایک شخص نے اس سے قرآن شریف لکھوایا اور کہا کہ میں اس قدر روپیہ کتابت کا دوں گا مگر اتنی مہربانی کرنا کہ نقل مطابق اصل ہو وعدہ کیا کہ بہت اچھا جب قرآن شریف پورا ہو گیا تو لکھوانے والے نے پوچھا کہ فرمایئے کچھ اصلاح تو نہیں دی کہا ہاں کچھ ایسی اصلاح میں نے نہیں دی، البتہ دو جگہ میں نے بمجبوری صحت کردی ہے کیونکہ ایسی فاش غلطی تھی کہ میں رہ نہ سکا ایک تو وَلَقَدْ نَادٰنَا نُوْحٌ کی بجائے دانا نوحا بنادیا ہے کیونکہ حضرت نوح نادان نہ تھے دوسرے مقام پر خر موسیٰ صاعقہ تھا میں نے خرعیسیٰ بنادیا ہے۔ چنانچہ خرعیسیٰ مشہور و معروف ہے نہ خرموسیٰ یہی کیفیت فقیر بے معرفت کی ہوتی ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ اگلے زمانہ میں اکثر لوگ تحصیل علم کے بعد فقیری اختیار

marfat.com

کرتے تھے۔ اب وہ زمانہ ہے کہ علم ہو یا نہ ہو مرید ہوتے ہی فقیری کا دم بھرنے لگتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ جو فقیر ہوتا ہے اسکو علم بھی حاصل ہو جاتا ہے بلکہ علماء پر زبان طعن و تشنیع دراز کرتے ہیں کہ ان کو تفسیر و حدیث کے معنی نہیں آتے اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے اس طرح سے جاہلوں میں بیٹھ کر اپنی تعریف کرتے ہیں اور عجیب و غریب معنی پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک مرید نے اپنے پیر سے پوچھا کہ حضرت اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کے کیا معنی ہیں جواب دیا کہ میاں یہ بات خلوت میں تبلانے کی ہے اس میں رمز راز ہے عالموں کو ان معنی کی خبر نہیں زنہار کسی کے سامنے بیان مت کیجیو ورنہ پھانسے جاؤ گے علماء نے بہت فقیروں کو قتل کرادیا ہے کیا تم نے سُنا نہیں کہ شاہ منصور کو ملانوں نے دار پر کھینچ دیا تھا، انہوں نے اسی اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کے معنی ظاہر کردیئے تھے لو سنو معنی یہ ہیں اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ اللہ میاں کے ایک بِلّا تھا وَمَلٰئِکَتِہٖ اور بلائی کہا جاتا تھا وَکُتُبِہٖ اس کے پیچھے کتے لگا دیئے وَرُسُلِہٖ اور اسکو رسی سے باندھ دیا وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اور اس پر قیامت آگئی وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تعالیٰ اور اپنے کئے کی سزا کو پہنچ گیا۔ اور یاد رکھو کہ فقراء آخر کو یہی بھید مرید کے کان میں کہہ دیتے ہیں اور وہ کامل ہو جاتا ہے پھر خلافت دے کر اسکو روانہ کرتے ہیں، سو آج سے تو بھی ہمارا خلیفہ ہو گیا۔ واہ سبحان اللہ کیا تعلیم اور کیا فقر ہے بس آج کل ایسی فقیری اور یہ پیری مریدی ہے جس نے علماء کو زیادہ بُرا بھلا کہا وہی فقیر کامل ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنؤ میں ہم نے سُنا کہ یہاں ایک فقیر صاحب توجہ دیتے ہیں جس کا لوگوں پر بہت اثر ہوتا ہے ہم بھی پہنچے فقیر صاحب نے اوّل مزاج پوچھا پھر آنے کا سبب دریافت کیا جو بات تھی ہم نے صاف کہہ دی بولے کہ اچھا تشریف رکھئے اتنے میں سب مرید جمع ہو گئے شربت پر فاتحہ ہوئی اور پیالہ گردش میں آیا یعٰ الا یا ایہا الساقی ادر کا ساوناولہا۔

marfat.com

ہماری بھی نوبت آئی ہم نے کہا کہ صاحب ہم کو تو نزلہ کا عارضہ ہے اس سے معاف رکھئے بولے کہ اس پر خواجہ نقشبند کی فاتحہ دی گئی ہے اور ان کی برکات سے توجہ کا خوب اثر ہوتا ہے بغیر اس کے فیض دفائدہ غیر ممکن ہے ہم نے کہا خیر مرضی خدا ہم بھی مجبور ہیں۔ غرض شربت کے بعد توجہ شروع ہوئی اور حریفان ہم مشرب لوٹنے اور اوبکھنے لگے ہم تو جیسے گئے تھے ویسے ہی بیٹھے رہے، جب مجلس برخاست ہوئی تو ہم بھی اٹھ کر چلے باہر آن کر اس کے ایک مرید رازدار نے ہم سے کہا کہ میاں صاحب خوب ہوا جو تم نے شربت نہ پیا۔ اس میں تو بھنگ ملائی جاتی ہے ہم نے شکر کیا اور لاحول پڑھ کر چلے آئے ؎

از خدا نے بوئے او را نے اثر — دعوتش افزون زشیث و بوالبشر
دیو نہ نمودہ ورا ہم نقش خویش — او ہمی گوید زا بدالم بیش
حرف درویشان بدزدیدہ بسے — تا گمان آید کہ ہست او خود کسے
او ندا کردہ کہ خوان نہادہ ام — نائب حقم خلیفہ زادہ ام
سالہا باید کہ تا سر آدمی — آشکارا گردد از بیش و کمی
اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نباید داد دست

ایک روز ایک نواب کا معتمد جناب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نواب کی طرف سے عرض کیا کہ اس عاجز کے لیے وقت خاص میں دعا فرماہے تاکہ اپنے مقصد کو پہنچوں حضرت نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں ایک راجہ حاضر ہوا کرتا تھا، گردش گیتی سے اس پر ایک وقت ایسا آیا کہ اس کا راج ضبط ہونے لگا وہ گھبرا کر شاہ صاحب کے پاس دوڑا آیا اور عرض کیا کہ حضرت مجھ پر آج وقت پڑا ہی ہمت کیجئے ورنہ ناحق میرا ملک ضبط ہوتا ہے میں آج ہی کے دن کے لیے خدمت عالی میں حاضر ہوتا تھا آپ پہلے تو خاموش ہوئے پھر فرمایا کہ راجہ صاحب میں بے چارہ تو ملا ہوں کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہو تو کر لو اور اس مطلب کے واسطے کوئی فقیر تلاش کرو اس نے کہا کہ اس کو بھی

marfat.com

آپ ہی بتائیں گے مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایک بڑے زبردست مجذوب
مجھول بھنڈاری کے محل پر رہتے ہیں ان کی خدمت میں جاؤ اگر تمہارے لیے
ان کی زبان سے کچھ بہتر نکل جائے تو کام بن گیا ورنہ خیر جو مرضی الٰہی۔ غرض
دوسرے دن وہ راجہ مجذوب کی خدمت میں گیا اس نے دیکھتے ہی کہا تمہارا
ملک بحال انعام و خلعت مزید برآں راجہ یہ مژدہ سنکر خوش خوش مولوی
صاحب کے پاس آیا اور جو مجذوب کی زبان سے نکلا تھا وہ کہہ سنایا
مولوی صاحب نے فرمایا کہ جاؤ راجہ صاحب تمہارا کام تو ہو گیا مگر وہ بچہ
اس کا خمیازہ بھگتنے لگا ایک مہینے کے بعد راجہ کو سب خرخشوں اور دغدغوں
سے فراغ و اطمینان ہو گیا اور انعام بھی ملا اور خلعت بھی شیرینی لے کر شاداں
و فرحاں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک جوڑی سونے کے
کڑوں کی بھی نذر کے لیے لایا آپ نے فرمایا کہ میرا حق نہیں جس نے
دعا کی وہی مستحق ہے راجہ مولوی صاحب کے اشارہ کے موافق یہ
سب سامان اس مجذوب کے پاس لے گیا وہ مطلق ملتفت نہ ہوا راجہ
نے سونے کے کڑے ان کے ہاتھوں میں پہنا دیئے اور شیرینی تقسیم کرا
دی صبح کو شہرت ہوئی کہ وہ مجذوب مارے گئے شاہ صاحب نے سمع
مبارک میں جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا کہ دیکھا جو اپنی جان سے ہاتھ دھوتا ہے
وہ ایسے مقدمہ میں زبان ہلاتا ہے بھلا ہم سا آدمی مفت جان کیوں دیتے
الحاصل حضرت نے یہ نقل بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ خاں صاحب کسی فقیر
کو تلاش کیجئے شاید کوئی خدا کا بندہ ایسا بھی نکل آوے اور ہمارے
نزدیک تو خاص وقت میں اگر نواب صاحب یاد آویں تو اس خاک تبت
پر بھی تین حرف ہیں۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ صبح کے وقت ایک سیاح محمد صالح عرب
جناب و قبلہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ ایک راز ہفتہ کے واسطے

marfat.com

جو حضور پر روشن ہے فلاں فقیر صاحب نے آپ کی خدمت میں مجھ کو بھیجا ہے یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ ہمیں ایک نقل یاد آئی۔

نقل نادر شاہ درانی کے لشکر نے جب دہلی میں قتل عام کیا اور تاخت و تاراج کر کے پھر اپنے ملک کو چل دیا تو اس کے کسی سردار کے ہاتھ ایک عورت نہایت شکیلہ وجمیلہ غنیمت میں آئی۔ اتفاق میں یہ عورت دہلی کے کسی امیر کی بیوی تھی اور اپنے خاوند کی عاشق زار اور وہ بھی اس کا دلدادہ و جان نثار ایک کو بے دوسرے کے کل نہ پڑتی تھی، گردش روزگار و تغیر لیل و نہار نے ایک درانی کی قید میں کابل پہنچا دیا، درانی اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر شیفتہ و بیقرار ہوا اور عقد کا خواستگار ناچار اس نیک بخت نے جواب دیا کہ میں بیوہ نہیں جو نکاح ثانی کر لوں خاوند زندہ چھوڑا ہے چھ ماہ صبر کرو پھر تم مختار ہو تمہارے بس میں ہوں ہاتنی مہربانی کیجئے کہ ایک مکان مجھے شہر کے باہر بنوا دیجئے تاکہ آیندہ روندہ کو وہاں ہر وقت دیکھتی رہوں امیر نے یہ بات مان لی اور حویلی تعمیر کرادی چار مہینے بعد اس کا شوہر اس کی جستجو میں کابل پہنچا اور اسی دروازہ سے ہو کر نکلا عورت نے پہچان لیا ہے

وہ چلا جو آتا ہے وہ ستو ذرا اس سے بچتے رہا کرو کیا قتل جس نے نظر کو یہ وہی تو خانہ خراب ہے

اور کہلا بھیجا کہ اقرار میں ابھی دو مہینے باقی ہیں وقت ہاتھ سے نہیں گیا اگر تم سے بن پڑے تو رہائی کی کوئی تدبیر نکالو ورنہ قید فرنگ ہے چھوٹنا معلوم اور یہ کام کسی کامل سے نکلے تو نکلے ورنہ اور کوئی چارہ نہیں اس طالب صادق نے یہ اشارہ پا کر کامل کی تلاش میں نہایت تگ و دو کی آخر جوئیندہ یابندہ ایک دن اسی جستجو میں سرگردان و پریشان پھر رہا تھا کہ ایک فقیر نے خود اس سے کہا کہ تم یہاں خراب و خستہ پھرتے ہو تمہارے شہر میں فلاں فقیر فلاں محلہ کا باشندہ موجود ہے اس کے پاس چلے جاؤ اور ہمارا سلام کہو وہ تمہارا کام کر دے گا یہ بیچارہ بہزار خرابی افتاں و خیزاں دہلی آیا اور اس فقیر کی

marfat.com

خدمت میں حاضر ہو کر اپنی سب داستان درد و غم کہہ سنائی فقیر صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ وہ بھی عجب بیوقوف تھے کہ تم کو میرے پاس بھیجا کیا وہ خود نہیں کہہ سکتے تھے۔ خیر کل ہونے والی ہے ہم اس میں کرشن بنیں گے جس وقت رادھا گم ہو کر پھر ملی تو تم کہنا کہ حضرت میری رادھا تو ملی ہی نہیں اسے بلا دیجئے۔ غرض دوسرے دن ہولی کا ہنگامہ گرم ہوا اور فقیر صاحب کرشن بنے سانگ شروع ہوا پہلے غل مچا کہ رادھا گم ہوئی پھر بہت تلاش و جستجو کے بعد شور ہوا کہ وہ مل گئی وہ ملی امیر نے ارشاد کے موافق عرض کی کہ حضرت میری رادھا تو ملی ہی نہیں شاہ صاحب نے یہ سنکر کابل کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کی عورت کی چوٹی پکڑ کے سامنے لا کھڑا کیا اور فرمایا کہ یہ لے اپنی رادھا کہاں سے آ گئی۔ امیر نے جھٹ پٹ اس پر اپنی چادر ڈال دی اور خوش خوش گھر لے آیا عورت سے دریافت کیا کہ یہاں تم کس طرح سے پہنچیں اس نے کہا کہ آج مجھے بہت اضطراب و بیقراری تھی۔ کیونکہ وعدہ کی گھڑی شام کو پوری ہوا چاہتی تھی میں اس فکر میں تھی کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ پلنگ پر پڑے پڑے آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ پلنگ پر سے گری آنکھ جو کھلی تو اس مجمع میں کھڑی تھی اس سے زیادہ مجھے کچھ خبر نہیں کہ کیا معاملہ ہوا، حضرت نے یہ ارشاد فرما کر سیاح سے کہا کہ آپ کو ناحق اتنی دور بھیجا آپ انہیں کے پاس چلے جائیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک جوتشی پنڈت سفر میں تھا اس نے احکام نجوم سے معلوم کیا کہ فلاں تاریخ و فلاں ساعت میں اگر کوئی شخص عورت سے قربت کرے تو لڑکا پیدا ہو جو بڑا پنڈت بنے اور نجوم و رمل میں دستگاہ کامل حاصل کرے اسی امید پر وہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا تاریخ معینہ پر اپنے وطن کے نواح میں جا پہنچا، یکایک زور و شور کی گھٹا اٹھی اور موسلا دھار مینہ برسنے لگا جنگل میں ایک مکان ستی کا بنا ہوا تھا پنڈت جی نے وہاں

بنا ہ لی اتنے میں ایک جوان جاٹنی مینہ کے مارے وہیں آگئی اب مصر جی بار بار آسمان کی طرف گھبرا کر دیکھتے ہیں کہ مینہ تھمے تو میں گھر کی راہ لوں۔ جاٹنی نے یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا کہ مہاراج تمہیں ایسی گھبراہٹ کیوں ہے انہوں نے تمام قصہ بیان کیا تو جاٹنی بولی کہ بھلا مصر جی وہ گھڑی کب آوے گی مصر جی نے کہا کہ بس وہ یہی گھڑی ہے تب جاٹنی نے کہا کہ مہاراج اب تم گھر پہنچ نہیں سکتے اور یہ گھڑی بیت جاوے گی۔ ع

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

چونکہ وقت تنگ تھا اور مینہ کے آثار تھمنے کے نظر نہیں آتے تھے ناچار مصر جی نے جاٹنی ہی سے زائچہ کی ید ملائی قدرت خدا بعد مدت معہودہ جاٹنی سے لڑکا پیدا ہوا جب چار برس کا ہوا تو وہ کھیل کے طور پر زمین میں لکیریں کھینچ کر زائچہ ستاروں کا بنایا۔ ع

طفلی میں بھی ہم جو کھیل کھیلے تو صنم کا

غرض یہ ہے کہ لڑکے کا پیدا ہونا تو پنڈت نے دریافت کیا مگر اس احمق کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اس کے گھر میں پیدا ہوگا یا جاٹ کے گھر

خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد | اگر ناخدا جامہ برتن درد
اِیں سعادت بزور بازو نیست | تا نہ بخشد کہ خدائے بخشندہ

ایک روز میر عبد القادر صاحب پانی پتی نے عیال کثیر و خرچ قلیل کی شکایت کی اس وقت ارشاد ہوا کہ فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۔

چلتا نکہ اچنت لہ توری چنتا میں ٹیو | نیار وزئی روزی کبتک تو ہو نہ دیو
کارساز ما بفکر کار ما | فکر ما در کار ما آزار ما
تو کل نہ بود اندیشہ مادہ | برا غم بیہودی اے مرد سادہ

ایک روز غلامی شاہ نے چاء تیار کر کے پیش کی حضرت نے تو کسی سبب سے نہ پی مگر اور لوگوں نے پی تو دست آنے لگے۔ دوسرے دن یہ احوال معلوم

marfat.com

ہوا تو آپ نے غلامی شاہ سے پوچھا کہ چاء کا نسخہ تو بہت خوب ایجاد کیا بھلا اس میں کیا کیا چیزیں ڈالیں تھیں شاہ جی نے خوش ہو کر عرض کیا، کہ حضرت اس میں کچھ سونف کچھ گاؤ زبان اور کچھ سنا اور اڑھائی پتی نیم کی تھی آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ نسخہ بہت عمدہ ہے۔ البتہ جمال گوٹہ کی کسر باقی رہ گئی پھر آپ نے سب لوگوں کو منع فرمایا کہ خبردار ان کی بنائی ہوئی چاء کوئی نہ پینا[1]

خیالات نادان خلوت نشین   بہم بر کند عاقبت کفر و دین

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک گاؤں تھا مسلمانوں کا وہاں کوئی ہندو آتا تو بہت تکلیف پاتا کیونکہ وہاں کوئی گھر برہمن کا نہ تھا نمبرداروں نے باہم مشورہ کیا کہ ایک شخص کو برہمن بنا دینا چاہیئے تاکہ اہل ہنود بھی آرام پاویں ایک قصاب کو برہمن بنا دیا جو ہندو آتا اس کے گھر ٹھہرتا، اتفاقاً ایک پنڈت جی تشریف لائے، تین چار دن بعد قصائی نے جو اب برہمنی تھے پنڈت جی سے پوشتا پوچھا کہ مہاراج میرے تو دو بالک ہیں ایک کا نام خدابخش اور دوسرے کا گنگارام بھلا میں پہلے خدابخش کا ختنہ کراؤں یا گنگارام کو جنیئو پہناؤں، جیسی آپ کی اگیا ہو ویسا کروں۔ پنڈت جی یہ سنکر نہایت حیران ہوئے۔ ور۔ لے گز نیک بخت یہ کیا بات پوچھی ہماری سمجھ کام نہیں کرتی، ذرا اس کی تشریح کر اس نے تمام حال برہمن بننے کا بیان کر دیا اور کہا کہ خدابخش تو اس وقت پیدا ہوا تھا جب قصائی تھے۔ گنگارام ان دنوں میں پیدا ہوا جب ہم برہمن بن گئے تھے پنڈت جی اس تشریح کو سنکر بہت گھبرائے اور کہا کہ اے نیک بخت پہلے تو مجھے بتلا کہ اب میں جلوں یا گڑوں تیرا خدابخش بھی اچھا اور گنگارام بھی خاصہ دھرم بھرشٹ ہوا سو ہمارا

ایک روز ارشاد ہوا کہ اورنگ زیب عالمگیر نے بنارس میں ایک مندر کو توڑ کر مسجد بنانے کا حکم دیا، اس کے میر منشی چندربھان کو مذہبی خیال سے یہ

[1] فتوا ۱۲۱

بات بڑی شاق ہوئی لیکن حکم شاہی میں مجال دخل نہ تھی ناچار اپنے دل کے بخار کو اس شعر کے مضمون میں ظاہر کیا ؎

بہ بیں کرامت بتخانۂ مرا اے شیخ
اگر خراب شد خانہ خدا گردد

اُس نے یہ شعر بادشاہ کو سنایا عالمگیر بھی سخن فہم تھا اس رمز کو سمجھ گیا اور چندر بھان سے کہا کہ سچ کہو تو نے اصل میں شیخ کی بجائے کیا کہا تھا اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ میں نے شاہ کہا تھا مگر آپ کے خوف کے مارے اس وقت شیخ پڑھ دیا۔ عالمگیر نے فرمایا کہ بے شک تو نے سچ کہا اور تیرے سچ کے انعام میں ہم اپنا حکم منسوخ کرتے ہیں اور آئندہ کے لیے بھی ممانعت ہے کہ کوئی بتخانہ توڑ کر مسجد تعمیر نہ ہو۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ سرونج میں ایک بڑھیا ہمارے پاس آئی اور اپنی بیٹی کے لیے تعویذ مانگا ہم نے فوراً لکھ دیا وہ بولے کہ اس پر شہید صاحب آتے ہیں بہت تعویذ گنڈے کر چکی ہوں مگر کسی سے فائدہ نہ ہوا ہم نے تعویذ واپس لے لیا اور کہا ارے نیک بخت اچھا ہوا جو تو نے کہہ دیا ورنہ رات کو شہید صاحب سے ہماری لڑائی ہوتی۔ وہ نہایت منت و سماجت کرنے لگی ہم نے کہا کہ پہلے شہید کی نیاز کا سوا روپیہ سوا سیر گھی اور سوا سیر شکر ایک تھان لٹھا کا لاؤ۔ اس وقت تعویذ ملے گا چنانچہ وہ سب چیزیں لائی اور تعویذ لے گئی دوسرے دن آن کر خبر دی کہ میاں صاحب خدا تمہارا بھلا کرے آج کی رات میری لڑکی نہایت آرام سے سوئی ہم نے کہا کہ آرام کیوں نہ ہوتا شہید کو تو ہم نے جانے نہیں دیا تمام رات یہاں لڑتا رہا غرض اس نقد وجنس کا حلوہ پکا کر یاران ہم سفر کو کھلایا اور تھان کے کپڑے بنوا دیئے سچ ہے اَلدُّنْیَا نَاوٗنٌ لَا یَحْصُلُ اِلَّا بِالْوُرُوْدِ اور جب تک کچھ لیا نہیں جاتا دنیا داروں کو یقین نہیں آتا ورنہ کون شہید اور کیسا تعویذ۔ یہ بھی اپنا خیال و وہم ہے کسی انگریز کے سر پہ کبھی جن بھوت نہ دیکھا حالانکہ ہندوستانیوں سے زیادہ

marfat.com

خوبصورت ہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ تعویذ اور نسخوں کا یکساں حال ہے کبھی فائدہ ہوتا ہے کبھی نہیں۔ ہاں اگر اس کے ساتھ ہمت بھی ہو تو پھر تیر بہدف ہے۔ سونی پت میں ایک شخص نے ہم سے لڑکا ہونے کا تعویذ مانگا ہم نے لکھ دیا جب ایام ولادت قریب آئے تو ہم وہاں سے چل دیئے کہ خدا جانے لڑکا ہو یا لڑکی کارخانۂ قدرت میں کسے دخل ہے۔ چند روز کے بعد اس کا خط آیا کہ لڑکا پیدا ہوا ہے

شنیدم کہ ذوالنون زدین گریخت　　لبے بر نیاید کہ باران ریخت

راقم کے روبرو وہ لڑکا بعالم جوانی جناب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا بیکاری سے تنگ تھا میں نے اُسکو فہمایش کی کہ آج خدمت مبارک میں یوں عرض کرنا کہ حضور نے مجھ کو لڑکا بنا کر بڑے فکر میں ڈال دیا لڑکی ہوتا تو کسی بھلے مانس کا گھر بستا مجھ کو بیٹھے بٹھائے روٹی ملتی، اب یا تو مجھ کو نوکر کرا دیجئے یا اپنے جد بزرگوار کے مزار متبرک کا پتہ بتلا دیجئے جن کی نظر سے ایک لڑکا لڑکی بن گیا تھا) جب یہ مضمون اس نے عرض کیا تو حضرت ہنس پڑے اور فرمایا کہ اچھا نوکر ہو جاؤ گے۔ چنانچہ سر رشتہ دار کمشنری دہلی کے نام سفارشی خط لکھ دیا وہاں جا کر وہ نوکر ہو گیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنؤ کے سنی اور شیعوں میں ایک دفعہ باہم جنگ ہوئی تماشائیوں کا ہجوم ہو گیا ایک جانب میواتیوں کا گروہ بھی کھڑا تھا پوچھا یہ کیوں لڑتے ہیں کوئی شخص بولا کہ میاں لڑائی اس بات پر ہے کہ شیعہ چار یار کو گالیاں دیتے ہیں۔ میواتیوں نے تعجب سے کہا کہ چار یار کون ہیں اس نے کہا یہی تو ہیں خواجہ معین الدین۔ سلار۔ مدار۔ چوتھا پیر۔ یہ بات سنکر ان کو تاب نہ رہی کہ جب ہمارے پیروں کو برا کہتے ہیں تو ہماری زندگی کس کام آوے گی لٹھ لے لے کے پل پڑے اور گروہ شیعہ کو بھگا دیا۔ ع

marfat.com

پائے کج راموزہ مے بالیست کج

ایک روز ارشاد ہوا کہ بمقام سونی پت اخوند عبدالغفور صاحب ہمارے پاس بیٹھے تھے کہ تنا دا اللہ دہریہ آیا اور ایک پتہ درخت سے توڑ کر اخوند صاحب کے روبرو پیش کیا اور کہا کہ بھلا کوئی ایسا ہے کہ اس کو پھر جوڑ سے وہ بولے کہ خدا تعالےٰ کو یہ قدرت ہے اس نے کہا کہ یہ خدا تعالیٰ کے باپ سے بھی نہیں لگ سکتا اخوند صاحب اُس کو گالیاں دینے لگے میں نے کہا کہ صاحب آپ کیوں خفا ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ تو لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ہے نہ خدا کے باپ ہوگا نہ پتہ لگائے گا اس کو بکنے دیجئے ؎

بری ذاتش از تہمت ضد و جنس   غنی ملکش از طاعت جن و انس

ایک روز ارشاد ہوا کہ باہر میں ایک شخص آیا جو اپنے تئیں خدا کہتا تھا اُن دنوں جناب قبلہ میر اعظم علی شاہ صاحب بھی وہیں تھے وہ یہ بات سُنکر خفا ہونے لگے میں نے عرض کیا کہ حضرت میں ان کو سمجھا دوں گا جب ان سے آپ کی ملاقات ہوئی تو حال پوچھا کہا کہ میں خدا ہوں ہم نے کہا واہ حضرت ہم تو مدت سے آپ کی تلاش میں تھے گھر چھوڑا، وطن چھوڑا آپ ہی کی جستجو میں جابجا پھرتے رہے آپ خود ہی تشریف لے آئے بڑی مہربانی اور احسان فرمایا پھر ہم نے ان کے لیے کھانا منگایا اتفاقاً اس روز روکھی روٹیاں چنے کی تھیں ان سے اچھی طرح کھائی نہ گئیں لقمہ گلے سے اترنا دشوار تھا کچھ ناراض سے ہونے لگے ہم نے کہا ناراضی کی کیا وجہ ہے خود ہی انصاف کیجئے کہ خدا تو آپ ٹھہرے جیسا ہم کو آپ نے دیا وہ سامنے لا رکھا اگر آپ پلاؤ دیتے تو وہی نذر کیا جاتا بعد اُس کے ہم نے قرآن کی ایک آیت پڑھی اور ان سے معنی دریافت کئے کہا کہ میں تو ناخواندہ ہوں ہم نے کہا سُبحان اللہ آپ بھی عجیب خدا ہیں کہ خود ہی قرآن نازل کیا اور اس کے معنی نہیں سمجھتے تب وہ نادم ہوئے اور اپنے اس قول سے توبہ کی۔

marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ بابری میں ہم نے سنا کہ ہندو فقیر بھگوان کے درشن کرا دیتا ہے ہم بھی ان کے پاس گئے اور درخواست کی اس نے آنکھیں بند کرا کے توجہ دینی شروع کی، تھوڑی دیر میں ایک صورت نظر آئی پیتامبر پہنے مُکٹ لگائے شام برن مکھ مرلی دھرے گویا بعینہ مہاراج سری کشن چندرجی موجود ہیں اس نے پوچھا کیا دیکھا ہم نے بیان کیا بولا کہ یہی بھگوان ہیں ہم نے اس کو بہت دھتکارا کہ ایسے مسخرے اس کے خالق تو خود ہم ہیں، کیونکہ ہمارے خیال سے پیدا ہوا ہے۔ تو اپنا گروہ بتلا جس نے تجھ کو یہ تعلیم دی ہے وہ ہم کو اپنے گرو کے پاس لے گیا کہنے لگے کہ میاں صاحب اسکو جاننے بھی دو یہ تو مورکھ ہے۔ جس کی جیسے سمجھ ہوتی ہے اسکو ویسی ہی بات بتلائی جاتی ہے پھر ہماری ان کی باتیں ہوئیں البتہ وہ آدمی سمجھ دار اور گیانی تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ بمقام کوتانہ ایک پیر جی تھے ان کے ایک مرید ظریف نے عرض کیا کہ حضرت میں نے رات خواب دیکھا ہے کہ آپ کا ہاتھ تو شہد سے بھرا ہوا ہے اور میرا نجاست میں آلودہ ہے۔ پیر جی بولے کہ بھائی بات یہ ہے کہ تم دنیا دار ہو اور میں فقیر اس نے کہا کہ حضرت آگے بھی تو سن لیجئے آپ کا ہاتھ تو چاٹتا ہوں اور میرا ہاتھ آپ چاٹتے ہیں۔ یہ فقرہ سنکر پیر جی نہایت ناراض ہوئے میں نے ان سے کہا کہ صاحب سچ تو کہتا ہے دنیا کے واسطے لوگوں کو مرید کرنا ہے تنگ گوہ کھانا ہے۔ اور دنیاداروں کے پانچ کمین ہوتے ہیں دھوبی نائی، سقہ بھنگی اور پانچواں کمین پیر دنیا پرست

ہر کہ ہست از فقیہ و پیر و مرید ! | وز زبان آوران پاک نفس
چون بدنیا ء دون فرود آید | بغسل در بماند ہمچو مگس

ایک روز ارشاد ہوا کہ دنیا دار بیچارے بھی بڑے مخمصہ میں گرفتار ہیں۔ جب کوئی مولوی آتا ہے تو دعوت و نذرانہ کے بعد یہ ہدایت ہوتی ہے کہ فاتحہ گناہ کبیرہ ہے۔ علماء کی خدمت جنت کی دستاویز ہے اور جب کسی مشائخ سے پالا پڑتا ہے

marfat.com

تو معمولی دعوت و نذر کے بعد یہ ہدایت ہوتی ہے کہ فاتحہ فرض ہے اور حقیقت میں علماء اور ورثۃ الانبیاء مشائخ کبار ہیں نہ علمائے ظاہر بزرگوں کی ارادت موجب نجات ہے۔ غرض دنیادار بیچارہ بھاڑے کا ٹٹو ہے جس نے چاہا لاد لیا بلکہ اس سے بھی بدتر کیونکہ اسے کرایہ ملتا ہے۔ اور یہاں الٹا گرہ سے کچھ دینا پڑتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ نشانہ پر تیر مار دینے والے بہت ہوتے ہیں مگر ایسے تیرانداز بہت کم ہیں جو یہ بھی جان لیں کہ تیر نے کتنا گھاؤ کیا۔ اسی طرح فقرا میں ایسے تو اکثر ہیں کہ طالب پر نظر ڈالیں مگر ایسے باخبر ناولدات سے ہیں جو یہ بھی معلوم کر لیں کہ اس نظر نے کس قدر اثر کیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شیخ کا فیض تو مرید وغیر مرید سب کو پہنچتا ہے الاّ مستحق خلافت مرید کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا، مثلاً آدمی اپنی دولت جس کو چاہے لٹا دے مگر وراثت خاص اولاد ہی کو پہنچتی ہے اس میں غیر کا دعویٰ اور استحقاق نہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص بیمار پڑا، نزع کی نوبت پڑی یہاں تک کہ شہر میں مرنے کی خبر بھی اڑ گئی۔ اتفاق سے لوٹ پیٹ کر بچ گیا۔ یار دوست مبارک باد کو آئے اس نے کہا کہ مقام تعزیت ہے نہ جائے تہنیت۔ کیونکہ موت کا ذائقہ بھی چکھ لیا اور مرنا بدستور سر رہا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ اس زمانہ کے مشائخ نے پیری مریدی کو نہایت آسان کام سمجھ رکھا ہے اور مرید کو ورم ناخریدہ غلام خیال کرتے ہیں مگر ہمارے نزدیک تو سخت مشکل کام ہے پیری تو درحقیقت مرید کا بن جانا ہے کیونکہ پیر کو لازم ہے کہ ہر وقت مرید کے احوال کا نگران رہے۔ طے مقامات اور منازل پر متوجہ رہے اور یہ بات ممکن نہیں جب تک کہ پیر اپنے مزہ میں خلل نہ ڈالے اور اپنے حال سے باز نہ رہے اگر حکم سرکاری ہو تو مجبوراً تعمیل کرنی ہی پڑتی ہے ورنہ

marfat.com

کس کو غرض ہے کہ دوسرے کی بلا اپنے ذمہ لے ۔ البتہ حصول دنیا کے لیے یہ کھیتی خوب ہے بغیر دردسری اور بلا تردد کے سال بسال اپنا سالانہ محاصل مریدوں سے اگھایا اور الگ ہو بیٹھے ۔

ایک روز ارشاد ہوا اگر اس زمانہ کے مشائخ ہیں تو انجن ہاری کا سا کمال بھی نہیں ۔ اس جانور کا خاصہ ہے کہ مرنے سے کچھ پہلے ایک کیڑا لاکر اپنے مٹی کے گھر میں بند کر لیتا ہے اور اس پر ایسی توجہ کر کے مرتا ہے اکہ چالیس دن میں وہ کیڑا پر پرزے نکال کر انجن ہاری کی دستار خلافت کا مستحق اور سجادہ نشین برحق ہو جاتا ہے ۔

ایک روز کسی نے عرض کیا کہ فلاں فقیر چاء نوشی کا سامان اور کھانے پینے کا اسباب بہت کچھ رکھتا ہے اس وقت ارشاد ہوا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ۔ ایک شخص نے گھر کے کاروبار اور مصارف سے تنگ ہو کر ارادہ کیا کہ ترک دنیا کرے ۔ ایک بیوی تھی اس غریب کو تنہا چھوڑ کر نکل گیا اور کسی فقیر کا چیلہ بنا گلے میں کفنی ڈال ہاتھ میں کانسہ لے دربدر بھیک مانگنی اختیار کی ۔ ایک دن پھرتا پھرتا اس بستی میں آنکلا جہاں اس کی بیوی رہتی تھی ۔ حسب عادت صدا کی دھیلا ہو مائی کچھ بھیجیو فقیر کو ۔ مائی نے اس بے وفا کی آواز پہچان لی جھانک کر دیکھا تو وہی ذات شریف ہیں ۔ خیر ان کو جنگل بھر آٹا دیا اور کہا کہ شاہ جی لو ہمارا تمہارا ایمان بیوی کا رشتہ قطع ہو گیا لاؤ تمہاری روٹی تو پکا دوں کہا اچھا ۔ مگر آٹا دال نمک مرچ ۔ لوٹا کونڈا ، توا ، چولھا کچھ لکڑیاں سب ضروری اشیاء فقیر کی جھولی میں موجود ہیں ۔ یہ سامان لو اور پکا دو تب تو اس عورت نے زور سے ایک دو تڑ ماری اور کہا کہ بھڑوے سارا سامان دنیا تو اپنی بغل میں مارے پھرتا ہے کیا عورت ہی دنیا ہوتی ہے کہ مجھ غریب کو چھوڑ کر تارک الدنیا بن گیا ہے

چیست دنیا از خدا غافل بودن ۔ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ایک روز کسی شخص نے اثنائے گفتگو میں کہا کہ حضور فلاں شخص جس قدر

marfat.com

مال کثیر رکھتا ہے بخل میں بھی پرلے درجے کا خسیس بلکہ قارون سے بھی اول نمبر
لیکن معلوم نہیں اس روز ڈپٹی کمشنر کو چندہ میں اس قدر روپیہ کیوں دے دیا
آپ نے فرمایا کہ اکثر امرا اپنی نام آوری اور مطلب وفائدہ کے لیے ہزاروں روپیہ
خرچ کرتے ہیں لیکن خالصتاً للہ ایک کوڑی کے روادار نہیں ہوتے اس پر ہم کو
ایک نقل یاد آئی ہے کہ کسی شخص نے شیطان کے نام کا چلہ کیا۔ جب چالیس دن
پورے ہو چکے تو شیطان آیا اور کہا کہ کیا چاہتا ہے اس نے جواب دیا کہ میں نہایت
مفلس ہوں میرے لئے کوئی بہبودی کی شکل نکال۔ شیطان نے کہا یہ کیا بڑی
بات ہے میں ابھی گھوڑا بنتا ہوں اور فلاں امیر کے پاس لے جا کر بیچ ڈال۔ یہ
بات کہہ کر ایک نہایت عمدہ اور بیش قیمت گھوڑے کی صورت بن گیا۔ اس نے امیر
کو دکھلایا وہ دیکھتے ہی لٹو ہو گیا اور جھٹ پانچ ہزار کو چکا دام دے کر باندھ لیا
چند روز کے بعد سائیس گھوڑے کو حسب عادت مل رہا تھا کہ یکایک گھوڑا دیوار
کے سوراخ میں گھسنے لگا اس نے غل مچایا کہ دوڑو دوڑو گھوڑا چلا۔ جب دیکھا کہ
گھوڑا جاتا ہی ہے تو اس نے گھبرا کر دم پکڑ لی دم تو اس کے ہاتھ میں رہ گئی اور
گھوڑا غائب وہ متحیر ہوا اور دم کو چادر میں لپیٹ اور امیر کے روبرو لایا اور سارا قصہ
بیان کیا امیر نے تعجب کیا چادر کھولی گئی تو دیکھا کہ بجائے دم کے ایک سارنگی
موجود ہے۔ جب امیر نے اس کو ہاتھ میں اٹھا کر دیکھا تو کیر خر تھا۔ غرض اس بیان
سے یہ ہے کہ مال تو کھا گئے وارث وغیرہ اور دنیا دار بخیل کے ہاتھ میں کیر خر رہا۔
یعنے بجز رنج وحسرت کے اسکو کچھ حاصل نہیں کما قال اللہ تعالیٰ وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ
لُّمَزَةِ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهُ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ كَلَّا لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ
ایک روز کسی شخص نے سات روپیہ بطور نذر ارسال خدمت مبارک کئے
اور رسید چاہی اس وقت ارشاد ہوا کہ میاں رشوت کی رسید کا دینا ہی کہیں دستور
بھی ہے یہ معاملہ تو خفیہ ہوا کرتا ہے۔ جس طرح اہل کاران سرکاری کو سفارش
وغیرہ کے لیے لوگ رشوت دیتے ہیں۔ اسی طرح فقراء کو ہمت ودعا کی غرض سے

marfat.com

نذر پیش کرتے ہیں بغرض تو کوئی کسی کو دیتا نہیں وہ ظاہری رشوت ہے یہ باطنی پھر رسید کیسی۔

ایک روز جناب قبلہ پک داد پر جو پیغولہ راں میں نظام رحم لگا رہے تھے کسی شخص نے دریافت کیا کہ حضور یہ کس طرح ہوا فرمایا کہ میاں کیا کہیں اس نے سنت نبوی سے انکار کیا تھا اس لیے پک داد کی سزا میں گرفتار ہوا، اب میں اس کا منہ کالا کرتا ہوں کہ نہ ایسا کرتا نہ اس سزا کو پہنچتا۔

لطیفہ ایک روز قلندر صاحب کے عرس میں لکھنؤ کی ایک عورت حضرت قبلہؒ کی خدمت بابرکت میں آئی اور کہنے لگی کہ حضور میں عقیمہ ہوں اور میرا خاوند دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے اور اس کے عزیز و قریب میرے خلاف ہیں اگر اس نے نکاح ثانی کر لیا تو میرا کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔ حسب اتفاق اس وقت ایک قوال یہ ٹونا گا رہا تھا ؎

ایسا ٹونا کر دے ری ما ایسا ٹونا کر دے

آپ نے فرمایا کہ بھائی جو کچھ یہ گا رہا ہے لکھتے جاؤ اور تعویذ بنا کر اس کو دے دو۔ اللہ مالک ہے ارشاد کے موافق تمام ٹونا لکھ کر تعویذ بنا دیا اور اس کے حوالہ کیا وہ لے کر چلتی ہوئی۔ چند روز کے بعد پھر خدمت اقدس میں آئی اور کچھ نذرانہ لائی۔ اور عرض کیا کہ حضرت آپ کی توجہ سے میرا شوہر ایسا مطیع ہوا ہے کہ بٹھاؤں تو بیٹھے اور اٹھاؤں تو اٹھے۔ خدا کا شکر ہے اور حضور کا احسان۔

ایک روز مغرب کے وقت قلندر صاحب کی مسجد میں مجمع کثیر تھا کہ آپ سر مبارک پر نہایت عمدہ ٹوپی اوڑھے مسجد میں تشریف لائے۔ ایک شخص نے کہا کہ حضرت آپ کے سر پر یہ ٹوپی بہت اچھی معلوم ہوتی ہے آپ نے وہ ٹوپی اپنے سر سے اتار کر اس کے سر پر رکھ دی اس نے کہا حضرت یہ کیا آپ نے فرمایا کہ تم نے تو اس ٹوپی کی بہار دیکھی ہم بھی دیکھیں کہ آیا فی الحقیقت یہ

marfat.com

اچھی ہے یا ہماری خاطر سے تم کہتے تھے سونی الواقع تمہارے سر پر خوب زیب دیتی ہے۔ اب اس کو تم ہی اوڑھو بے تکلف اپنے سر پر ایک رومال باندھ کے نماز ادا کی۔

واقعہ سخاوت نے بھی آپ کے وجود ماوجود میں اس شان سے ظہور کیا تھا کہ بایدو شاید جو کچھ آپ کے پاس آتا تھا سب تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ اپنے پاس کبھی کچھ نہیں رکھتے تھے۔ علاوہ عطائے روزمرہ کے جب کسی شخص کی خواہش کنایتہً یا صراحتہً کسی شے کی نسبت معلوم ہوتی معاً بطیب خاطر اسکو عطا فرماتے ہم نے اٹھارہ برس کی مدت میں آپ کی توجہ بجز ذات پروردگار کے کبھی کسی چیز کی طرف نہیں دیکھی۔ دنیا و ما فیہا آپ کی نظر بلند و ہمت عالی کے سب سامنے ہیچ ہے۔

دنیا ہمہ ہیچ ست وکار دنیا ہمہ ہیچ | اے ہیچ برائے ہیچ در ہیچ مپیچ !!
میں چاہتا نہیں دنیا میں عز و جاہ بلند | یہی کہ دونو جہاں سے رہی نگاہ بلند
تمام سود ہے سودا دوکان ہستی کا | جو تجھ سے نفع ہو سب کو ضرر کسیکو نہو

لطیفہ! خداوند کریم نے شیخ عطا محمد صاحب مخدوم زادہ پانی پتی کو پیری میں ایک فرزند دلبند عطا فرمایا اتفاقاً وہ لڑکا ایک دن علیل ہو گیا۔ شیخ صاحب موصوف حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت میں اس لڑکے کو لائے اور عرض کیا کہ حضرت اسکو جھاڑ دو۔ آپ نے فرمایا کہ آؤ باپ بیٹا دونوں کو جھاڑ دیں۔ چنانچہ ایک ہاتھ شیخ صاحب کے سر پر پھیر کے یہ مصرعہ حافظ علیہ الرحمتہ کا پڑھا ؎

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است

اور دوسرا ہاتھ لڑکے کے سر پر پھیر کے یہ مصرعہ ثانی فرمایا ؎

از شاخ کہنہ میوۂ نو رس غنیمت است

آپ نے دم کیا حاضرین ہنسے اور لڑکا اسی وقت اچھا ہو گیا اس کے بعد بھی جب اس لڑکے کو کچھ علالت کی شکایت ہوتی تو شیخ صاحب حضرت قبلہ کی

marfat.com

خدمت عالی میں لاتے اور التجا کرتے کہ حضرت دہی دم کیجئے آپ تبسم فرماتے اور اسی طرح دم کر دیتے اور وہ لڑکا بفضلہ تعالیٰ تندرست ہو جاتا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ سید وزیر علی صاحب ہمارے ہم سفر تھے اور ان کو تقریر و مباحثہ کا بڑا شوق تھا۔ ہر ایک سے جھگڑنے لگتے ایک روز آن کر فخریہ بیان کرنے لگے کہ میں نے فلاں شخص کو گفتگو میں بہت معقول کیا ہم نے کہا کہ صاحب وہ تو معقول ہوا لیکن یہ بتلایئے کہ تم کیا ہوئے اس بات کے جواب میں بولے کہ اب میری توبہ ہے۔ آئندہ کسی سے بات نہ کروں گا اس دن سے مباحثہ و مناظرہ ترک کر دیا۔

نقل ہے کہ ایک دن ایک بڑھیا خدمت اقدس میں آئی اور عرض کیا کہ حضرت مجھے کچھ پڑھنے کو ارشاد فرمایئے تاکہ میری مشکل آسان ہو آپ نے فرمایا کہ ہر روز تین مرتبہ گیارہ دن دعائے سریانی پڑھ لیا کر اللہ تعالیٰ تیری مراد پوری کرے گا۔ گیارہ دن کے بعد وہ بڑھیا کھڈے کا تھان اور سوا روپیہ نقد اور کچھ شیرینی لے کر آئی اور کہا کہ حضور کی دعا کی برکت سے میری مشکل آسان ہو گئی۔ یہ نذرانہ ہے آپ نے فرمایا کہ نذرانہ تو قبول مگر یہ تو بتاؤ کہ دعائے سریانی کو کون سے سرے سے پڑھا تھا جس سے تمہاری مشکل حل ہوئی وہ قبولیت کا سِر ہم کو بھی بتادو ہم ستر برس سے پڑھتے ہیں مگر آج تک قبولیت کا سِر معلوم نہیں ہوا کہ مشکل آسان ہو، حاضرین ہنسے بڑھیا محجوب ہوئی اور نذرانہ رکھ کر چلی گئی

نقل ہے کہ ایک روز ایک مولوی صاحب اپنے بیٹے کو مارتے ہوئے حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت میں لائے اور کہنے لگے کہ حضرت اس اُلّو کے پٹھے کو آپ سمجھائیں یہ پڑھتا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ تشریف رکھیں اُلّو اور پٹھے دونوں کو ہم سمجھائے دیتے ہیں۔ حاضرین ہنسنے لگے مگر مولوی صاحب غصہ کی حالت میں کچھ نہ سمجھے۔

marfat.com

ایک روز میاں بدر الدین مہر کن کے چھوٹے بیٹے کہ دوسرے تیسرے مہینے حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے تھے۔ - - - - - - - - - - -
- - - حسب معمول حاضر ہوئے حضرت نے دریافت فرمایا کہ آپ کہاں سے آئے انہوں نے عرض کیا کہ میں بدر الدین مہر کن کا بیٹا ہوں اور ہمیشہ آستانہ بوس ہوتا رہتا ہوں دہلی سے آیا ہوں حضرت مزاج پرسی کے بعد فرمانے لگے کہ تمہارے بھائی سے ہماری بہت ملاقات ہے انہوں نے عرض کی کہ حضور سے تو سب کو نیاز حاصل ہے لیکن میں اکثر شرف اندوز خدمت ہوتا ہوں پھر آپ نے فرمایا کہ ہاں تم تو حاضر ہوتے ہو تمہارے بھائی سے، ہماری بہت ملاقات ہے پھر انہوں نے وہی جواب دیا کہ میں حضور کی خدمت میں دوسرے تیسرے مہینے حاضر ہوتا ہوں اور میرے بھائی تو کبھی کبھی حاضر ہوتے ہیں پھر حضرت نے فرمایا ہاں تم بھی ہمارے پاس آیا کرتے ہو لیکن تمہارے بھائی سے ہماری بہت ملاقات ہے اور وہ اونچا سنتے ہیں۔ تب انہوں نے عرض کی کہ حضرت مجھی کو کم سنائی دیتا ہے اس وقت حضرت نے فرمایا کر واہ کیا خوب جب سے کیوں نہ کہا تھا۔ ہمیں ایک نقل یاد آئی ایک صوفی چار ٹکے لے کر حال کھیلا کرتے تھے۔ ایک روز صاحب محفل نے چار ٹکے صوفی صاحب کے گھر بھجوا دیئے اور ان کو محفل میں بلوایا مگر صوفی صاحب کو یہ خبر نہ تھی کہ چار ٹکے گھر پہنچ گئے ہیں اب قوال ہر چند اچھی اچھی غزلیں گاتے ہیں مگر صوفی صاحب کو حال نہیں آتا صاحب محفل سمجھ گئے کہ صوفی کو یہ اطلاع نہیں دی گئی کہ ٹکے گھر پہنچ گئے ہیں چپکے سے اٹھ گئے کان میں کہہ دیا کہ آپ کا معمول گھر پہنچ گیا ہے یہ کہنا تھا کہ صوفی جی کو دیڑ ے اور کہنے لگے جب سے یہ کیوں نہ کہے تھے اگر یہی بات ہے کہ تم کو کم سنائی دیتا ہے تو تم سے ہی زیادہ ملاقات ہے نہ تمہارے بھائی سے اس وقت ہمیں ایک قطعہ بھی یاد آیا۔

marfat.com

قطعہ

مجھے قتل کر کے وہ مجھولا سا قاتل قضا را مری لاش پر آن نکلا
سرہانے کھڑا ہو کے بیٹھا کہو ہے یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا!

نقل ہے کہ بدر الدین پانی پتی لبساطی ہمیشہ حضرت قبلہ کی خدمت عالی میں حاضر ہوتا تھا اور یہ بھی ضرور عرض کرتا تھا کہ حضور میرے لیے دُعا فرمائیے لیکن حضرت بھی ہر روز فرمایا کرتے تھے کہ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ میاں آج کل ایسے ہی دن ہیں کہ ہماری دعا بر عکس اثر کرتی ہے ؎

مانگا کریں گے اب سے دعا ہجر یار کی آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کو ساتھ

ایک دن بعد نماز عشاء میاں بدر الدین آئے اور کہنے لگے کہ حضرت آج تو ضرور دُعا کیجئے آپ نے فرمایا کہ بھائی آج کل ہماری دُعا الٹا اثر کرتی ہے کیونکہ دن اچھے نہیں اور پھر یہ نقل بیان فرمائی۔

نقل! ایک مجذوب دہلی میں رہا کرتے تھے اتفاقاً امساک باران ہوا اور خلق خدا جمع ہو کر زار و نالاں قاضی صاحب کے پاس آئی۔ قاضی ان کو ہمراہ لے کر بادشاہ سلامت کی خدمت میں پہنچے کہ نماز استسقاء پڑھنی چاہیئے بادشاہ نے کہا بہت اچھا چنانچہ تین دن نماز پڑھی کچھ موثر نہ ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ کسی فقیر کو میرے پاس لاؤ لوگوں نے ایک مجذوب کو پیش کیا بادشاہ نے ان سے دعا کی التجا کی مجذوب نے لنگوٹ کھول کے دیا کہ یہ دھو لاؤ اور سوکھنے کو ڈال دو تھوڑی دیر کے بعد بڑے زور سے بارش ہونے لگی۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کیا بات ہے مجذوب نے کہا آج کل اللہ میاں سے ہمارا بگاڑ ہو رہا ہے ہم جو بات چاہتے ہیں وہ اس کے خلاف کرتے ہیں۔ اب ہمارا لنگوٹ سوکھنے نہیں دیں گے۔ جب خوب مینہ برس لیا لوگوں نے اس لنگوٹ کو آگ پر سکھا دیا مینہ تھم گیا پس میاں بدر الدین ان دنوں میں ایسا ہی معاملہ ہو رہا ہے ہماری دُعا کا اثر خلاف ہوتا ہے اس نے کہا کہ حضرت

marfat.com

الٹا اثر ہو یا سیدھا، آپ دُعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا آج دُعا کریں گے تم جاؤ ہنوز جلسہ برخاست نہیں ہوا تھا کہ ایک آدمی دوڑا ہوا آیا اور یہ خبر لایا کہ میاں بدرالدین تمہاری بیوی کنوئیں میں گر پڑی۔ حضرت نے فرمایا ابھی تو ہم نے دعا بھی نہیں مانگی وعدہ ہی کیا ہے میاں بدرالدین یہ سنتے ہی دوڑے اتنے میں تھانہ دار آ پہنچا ان کی بیوی کو کنوئیں میں سے نکلوایا اور پوچھا کہ تجھ کو کس نے گرایا تھا اس نے میاں بدرالدین کا نام لیا اب وہ غریب ناکردہ گناہ کرزاں کی عدالت میں حاضر کیئے گئے لیکن حضرت قبلہ نے چلتے وقت یہ فرما دیا تھا کہ مقدمہ کی پیشی کے وقت ہمارا تصور کرنا۔ جب مقدمہ پیش ہوا انگریز نے عورت کا بیان لیا۔ اس نے تین چار دفعہ یہی کہا کہ بدرالدین نے گرایا اس وقت میاں بدرالدین کو حضرت کا ارشاد یاد آیا تصور کرنا شروع کیا۔ عورت خود بخود کہنے لگی کہ صاحب ایک اور بڑا ظلم مجھ پر کر رکھا ہے انگریز نے پوچھا وہ کیا کہا میرے سر پر تین ریچھ بٹھا رکھے ہیں۔ انگریز نے دریافت کیا کہ کہاں ہیں کہا یہ دیکھو بالوں میں پھرتے ہیں۔ حسب اتفاق میاں صاحب میاں اللہ بندے صاحب نمبردار حضرت کے خادم بھی وہیں کچہری میں موجود تھے انہوں نے کہا صاحب یہ تو پاگل ہے۔ غرض میاں بدرالدین رہا ہو گئے ان کی بیوی جب ہوش میں آئی تو شوہر سے مخاطب ہوئی کہ ارے کمبخت مجھ کو کچہری میں کیوں لایا ہے اس نے کہا کہ ظالم تو لائی ہے یا میں آخر بانی پت آ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہو میاں بدرالدین ہم تمہارے لیے دُعا کریں کہا کہ حضرت بس میں دُعا سے باز آیا مجھے بُری ہی دُعا کے پانی پت رہنے دیجئے آپ نے فرمایا تمہاری خوشی ہم نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا لیکن تم نے نہ مانا۔

ایک روز کسی شخص نے تنگی رزق کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے۔ ایک بڑا تاجر تھا اس نے جمعہ کے دن وعظ میں یہ آیت

marfat.com

شئ فی السماء رزقکم وما توعدون۔ اس کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ ہم دور دراز ملکوں کا سفر طے کر کے قابل پسند اشیاء لاتے ہیں۔ تب ان سے نفع حاصل ہوتا ہے اور ہمارا پیٹ بھرتا ہے اگر اسباب خراب و ناکارہ ہو تو بھلا کون مول لے گا۔ اور کیونکر ہمارا نفع حاصل ہوگا یہ سوچ کر بارادہ امتحان اس نے سب قسم کی اشیاء تجارتی کو چھوڑ بے ناکہ کی سوئیاں ہزار ہا روپیہ کی بھر لیں کہ دیکھوں اس بیکار چیز کو کون خریدتا ہے۔ خدا کی قدرت چند مدت کے بعد ایک سوداگر بے ناکہ کی سوئیوں کا گاہک آیا تمام دوکانوں پر دریافت کیا تو یہ چیز کہیں نہ نکلی لوگوں نے اس تاجر کا پتہ بتایا وہاں پہنچا اور بڑی خواہش ظاہر کی اس کے حسب دلخواہ دام دے دیئے اور تمام مال خرید لیا جب سودا ایک چکا اور معاملہ ہوگیا تو تاجر بہت متعجب ہوا کہ الٰہی یہ بیوقوف اس نکمی چیز کو کہاں بیچے گا اور کیا نفع اٹھائے گا یا کس کام میں لائے گا یہ خیال کر کے اس کے ہمراہ ہو لیا وہ مال اٹھوا کر لے گیا اور کشتی میں لاد کر حکم دیا کہ جاؤ اس کو دریا میں ڈال دو۔ اس وقت اس نے سوال کیا کہ صاحب تم کون ہو کیوں تم نے یہ سوئیاں خریدیں اور کس لیے دریا میں پھینک دیں۔ اس نے جواب دیا کہ میں فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ نے تیرے رزق پر متعین کیا ہے جو تیرے لیے مقدر تھا تجھ کو پہنچا دیا۔ یہ تیری بیوقوفی تھی جو تو نے خیال کیا کہ تیری کوشش ہی سے رزق ملتا ہے۔ اتنا کہہ کر غائب ہوگیا غرض یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے لیے مقدر ہے وہ کسی نہ کسی طرح تم کو بالضرور ملے گا رنج کرو یا خوشی رزق مقسوم میں کمی بیشی ممکن نہیں ؎

انچہ نصیب است بہم میرسد　　　گر نہ ستانی بہ ستم میرسد

ایک روز کسی شخص نے کشائش رزق کے لیے وظیفہ پوچھا اس وقت ارشاد ہوا کہ اگر ورد و وظائف پر روزی موقوف ہوتی تو دنیا میں ملانوں کی برابر کوئی دولتمند نہ ہوتا بلکہ وظائف تو اس معاملہ میں اور الٹا اثر کرتا ہے

marfat.com

کیونکہ دنیا ایک میل کچیل ہے اور نام خدا صابون بھلا صابون سے میل کیوں کر بڑھ سکتا ہے تم نے کسی وظیفہ خوان کے گھر ہاتھی گھوڑے بندھے نہ دیکھے ہوں گے بلکہ وظیفہ پڑھنے والے تو اکثر محتاج ہی نظر آتے ہیں۔ خدا کا نام تو صرف اس لیے ہے کہ اس کی برکت سے دنیا کی محبت دل سے دور ہو جائے نہ اس لیے کہ آدمی دنیا میں زیادہ آلودہ ہو۔ یہ باتیں سنکر اس شخص نے پھر اصرار کیا تو فرمایا کہ خیر یَا بَاسِطُ الْبَسْطِ فِیْ رِزْقِیْ پڑھا کرو والا مسجد سے باہر خدا کے گھر میں دنیا طلبی کا کیا کام۔

ایک روز کسی شخص نے عرض کیا کہ حضور دیکھئے تو فلاں شخص نے حصول دنیا کے لیے کیسی کیسی کوشش کی، عزت کھوئی، ذلت اٹھائی لیکن دنیا ہاتھ نہ آئی آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک امیر کسی کھترانی پر عاشق ہو گیا، ہر چند کوشش کی مگر کسی طور سے حصول مطلب کی راہ نہ پائی آخر کچھ مدت کے بعد اس کو پتہ ملا کہ اس عورت کا شوہر بھینس کا بڑا شوق رکھتا ہے۔ اس عاشق نے ایک بیش قیمت اور نہایت خوبصورت بھینس عمدہ نسل کی خریدی اور گنواروں کی صورت بنا کر اس کھتری کے سامنے سے نکلا وہ بھینس کو دیکھتے ہی لوٹ ہو گیا پوچھا کہ چودھری بھینس بیچو گے وہ بولا کہ لالہ جی بھینس کیا بیچوں ایک بڑا بھاری روگ لگ گیا ہے اگر کوئی بھلا مانس میرا علاج کر دے تو میں بھینس یوں ہی اس کو نذر کروں، لالہ نے پوچھا کہ بتاؤ تو بھی ایسی کیا بیماری ہے؟ اس نے کہا کہ میری شادی ہو گئی ہے لیکن مجھ کو عورت کی صحبت کا ڈھب یاد نہیں اس شرمندگی کے مارے جان سے تنگ ہوں جو کوئی مجھ کو یہ کام سکھلا دے تو میں اس کا چیلا ہو جاؤں اور یہ بھینس بھی اسکو دے دوں۔ یہ بات سنکر لالہ نے تامل کیا اور اپنی بیوی پاس دوڑے گئے اور کہا کہ ایک بیوقوف سا آدمی ہے اور ایک بھینس نہایت عمدہ اس کے پاس ہے۔ اگر تم اس کو ذرا یہ بات سکھا دو تو کیا بگڑے گا بھینس ہم کو مفت ہاتھ لگے گی وہ بھی راضی ہو گئی بھینس والے کو

marfat.com

اپنے مکان پر ٹھہرالیا اور رات کو لالہ کی جورو نے اپنے پاس سولایا مگر وہ چپ چاپ پڑا رہا صبح کو لالہ نے پوچھا کہ کہو جی اب تو تم نے ترکیب سیکھ لی ہوگی بولا کہ نہیں تو لالہ جی مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں ہوا وہ اپنے گھر میں بہت خفا ہوا اور کہا کہ اس کو خوب سکھا دے تاکہ بھینس دے کر اپنا رستہ لے۔ پھر تو اس نے خوب دل کھول کر کوک شاستر کا سبق پڑھایا۔ لالہ نے اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ہاں اگر ایک مہینے تک اسی طرح مجھ کو سکھایا جاوے تو البتہ سیکھ لوں گا ورنہ آج کا اموختہ کل کا ہے کو یاد رہے گا لالہ نے سوچا کہ یہ تو کوئی بڑا ہی موذی کلہ ہے اگر لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو بڑی روسیاہی ہوگی۔ اس سے کہا کہ جاؤ میاں صاحب کہیں اور جا کے سیکھ لو۔ وہ امیر اپنی بھینس کا رسہ پکڑ چلتا ہوا اسی طور سے شیطان دنیاداروں کو دنیا کی بھینس دکھلا کر طمع دنیا میں پھانس لیتا ہے وہ اپنا ننگ و ناموس بھی کھوتے ہیں اور دنیا بھی ہاتھ نہیں آتی۔

نقل ہے ایک روز ایک منشی صاحب مختار کار نواب مڑہل رئیس کرنال) حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بڑی شد و مد کے ساتھ خودستائی کرنے لگے کہ حضرت دیکھئے میں نے نواب صاحب کے کیا کیا کام انجام دیئے نسب نامہ درست کرایا جاگیر مقرر ہوئی سرکار سے مراتب پائے یہ میری ہی خوبی تدبیر و حسن خدمت کا نتیجہ ہے حضرت نے فرمایا کہ منشی صاحب ہم کو ایک نقل یاد آئی، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ شیطان کو طلب فرمائے گا اور بعد حساب کتاب ستر ہزار فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس لعین کو زنجیروں سے جکڑ کے کشاں کشاں دوزخ میں لے جاؤ وہ یہ سنکر میدان قیامت میں گر پڑے گا ہر چند فرشتے زور کریں گے وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرے گا پھر اور ستر ہزار فرشتوں کو حکم ہوگا وہ بھی مل کر طاقت آزمائی کریں گے وہ ہلے گا بھی نہیں پھر اور ستر ہزار فرشتوں کو حکم ہوگا وہ سب مل کر زور دکھائیں گے مگر شیطان کو حرکت نہ ہوگی غرض چار بار ستر ستر ہزار فرشتے زیادہ ہوں گے اور جنبش بھی نہ دے سکیں گے

marfat.com

اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ملائکہ یہ ملعون تم سے نہیں ملے گا اس کی گردن میں طوق لعنت کا بار گران ہے یہ اس کی طاقت ہے کہ اٹھائے پھرتا ہے تم سے وہ جنبش بھی نہ کر سکا یہ ہمارا عاشق صادق ہے جس وقت ہم حکم دیں گے خود بخود دوزخ میں جا گرے گا تم اس کو چھوڑ دو۔ سو فی الحقیقت یہ آپ ہی کے دم قدم سے ہوا۔ دوسرے کا حوصلہ نہ تھا منشی صاحب چپ رہ گئے اور نہایت نادم و خجل ہوئے اور حاضرین مجلس ہنسنے لگے۔ ع

ثنائے خود بخود گفتن نہ زیبد

ایک روز کسی شخص نے حکیم محمد حسین پانی پتی سے استفسار کیا کہ تم کو جناب مولوی غوث علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہوتے عرصہ گذرا بھلا ان کی کوئی کشف و کرامت بھی دیکھی حکیم صاحب نے کہا نہ اس غرض سے جاتے ہیں ورنہ ہم نے کبھی یہ خیال کیا مگر اس وقت سے یہ خیال ہو گیا کہ حضرت سے ہم نے کوئی بات نہیں دیکھی دوسرے دن جب حسب عادت آئے تو حضرت نے ان کو اپنے پاس بٹھایا اور مزاج پوچھا اس کے بعد اور حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ آج ایک نقل ہمیں یاد آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ابوبکر واسطی جو بڑے عالم تھے حضرت جنید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سال بھر تک ساکت و خاموش وہاں کی صحبت کا رنگ ڈھنگ دیکھتے رہے۔ جب کوئی کشف و کرامت حضرت جنید کی جو پابند شرع تھے نہ دیکھی تو دلبرداشتہ ہو کر حضرت سے رخصت چاہی آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا بھلا مولوی صاحب [illegible] دن تک رہے نہ اپنی کہی نہ ہماری سنی یہ بات ہے تو کیا ہے اس وقت موقع پا کر ابوبکر واسطی نے عرض کیا کہ حقیقت میں بات تو یہ ہے کہ میں بیعت کے ارادہ سے حاضر ہوا تھا سال بھر رہ کر دیکھتا ہا مگر آپ سے کوئی کشف و کرامت ظاہر نہیں ہوئی دہی

marfat.com

عالموں کا سا طور و طریق ہے۔ نماز روزہ تہجد واشراق چاشت درس تدریس جب آپ میں اور عالموں سے کوئی فوقیت نہیں پائی ناچار اجازت چاہی ، حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ بھلا اس سے سال بھر میں جنید سے کوئی امر خلاف سنت رسول اللہ صلعم بھی سرزد ہوا ابوبکر نے جواب دیا کہ نہیں اس وقت حضرت نے ہاتھ جھٹک کر فرمایا کہ جا جنید کی یہی کرامت ہے ہاتھ جھٹک کر یہ کہنا تھا کہ ابوبکر نے کپڑے پھاڑ کر جنگل کی راہ لی بعد چھ مہینے کے پھر آئے تو حضرت نے مثل سابق یہی ارشاد فرمایا اور جواب پاکر پھر ہاتھ جھٹکا ابوبکر نے نعرہ مارا اور بیابان کا رستہ لیا غرض تیسری دفعہ جب چھ مہینے کے بعد آئے حضرت نے ہاتھ پکڑ کے وہی ارشاد کیا تو ابوبکر نے کہا کہ میں آپ میں کوئی امر خلاف سنت رسول اللہ نہیں پایا مگر یہ کہنا تھا کہ حضرت نے چھاتی سے لگا لیا اور اس حاضر جوابی سے خوش ہوکر خرقہ خلافت عطا فرما رخصت کیا۔ حکیم صاحب کہتے ہیں کہ میں اس نقل کو سنکر مارے شرم کے پانی پانی ہو گیا اور بہت منفعل ہوا اور پھر بھول کر بھی ایسا خیال دل میں نہیں لایا بعد وصال حضرت یہ بات بھی زبان پہ آئی ورنہ پہلے خاموش رہا۔

باب ششم مشتمل بر دو فصل

فصل اوّل کیفیت اوقات شریف وخصائل وشمائل

زمانہ قیام پانی پت میں جناب وقبلہ کا ابتدا میں یہ معمول تھا کہ رات کے دو بجے بیدار ہو کر اول وضو، پھر تیمم کرتے اور اکثر فرماتے کہ یہ تیمم اس لیے ہے کہ خاکساری پسند بارگاہ کبریائی ہے۔ پھر نماز تہجد ادا فرما کر فجر تک اوراد معمولی پڑھتے اور نماز فجر جماعت کے ساتھ مبارز خاں صاحب کی مسجد میں پڑھ کر قلندر صاحب کے روضہ میں تشریف لے جاتے نماز اشراق وچاشت وہاں ادا فرما کر حجرہ مبارک میں جلوہ افروز ہوتے۔ بارہ بجے تک خدام اور طالبین کا مجمع رہتا خطوط کے جواب تحریر ہوتے ہر خاص وعام صادر ووارد جو حاضر ہوتا اس کا مدعا استفسار فرماتے اور نہایت مہربانی وشفقت کے ساتھ جواب باصواب دیتے گویا کہ خلق عظیم وفیض عمیم کا دریا جوش زن تھا۔ جو تشنہ کام آتا سیراب وشاد کام جاتا نقول وحکایات لطائف ونکات اشعار وامثال مطابق ہر موقع اور مناسب ہر حال ارشاد ہوتے پھر در حجرہ بند فرما کر دو بجے تک آرام کرتے نماز ظہر مسجد مذکور میں جماعت کے ساتھ پڑھ کر پھر حجرہ کو بند فرما لیتے اور وقت عصر تک تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے پھر عصر کی نماز کے لیے مسجد مسطور میں تشریف لاتے اور بعد الفراغ نماز عصر مغرب کے وقت تک حجرہ کے اندر دربار عام ہوتا۔ لطائف وظرائف اور معارف وحقائق زیب بیان رہتے، پھر مغرب کا وضو اس حوض میں کرتے جو حجرہ کے سامنے تھا قلندر صاحب کی مسجد میں جماعت کثیر کے ساتھ نماز ادا فرماتے اور قلندر صاحب کے روضہ میں تا بعشا نوافل پڑھتے اور بعد نماز عشا نو بجے کے قریب حجرہ میں تشریف فرما ہوتے اور تناول طعام کے بعد طالبین کو بیعت سے مشرف فرماتے

marfat.com

فرماتے اس کے بعد پھر مجمع شروع ہوتا موسم گرما میں بارہ بجے تک اور ایام سرما میں دس بجے تک مشتاقان دیدار پر انوار و تشنگان کلام فیض نظام حاضر رہتے پھر سب کو رخصت کر کے استراحت فرماتے۔ اوائل میں آپ کا یہ معمول رہا کہ بعد ہر نماز کے سورہ ہائے مسنون اور بعد فرض نماز مغرب میں سجدہ میں نو د و نہ ۹۹ نام باری تعالیٰ پڑھا کرتے اور سجدہ سے اٹھ کر سورہ حم سجدہ اور باقی نماز و نوافل واوابین وغیرہ تا نماز عشاء پڑھتے رہتے اور کبھی کبھی نماز مغرب کے بعد کچھ نوافل پڑھ کر سورہ یٰسین سورۂ دخان سورہ محمد سورہ فتح سورہ مزمل، سورہ مدثر اور کبھی آخر کی منزل یعنی سورۂ ق سے والناس تک تا بعشاء پڑھا کرتے اور ہر روز مختلف اوقات میں قصیدۂ بردہ حزب البحر۔ سورۂ یوسف درود مستغاث، درود کبریت احمر مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مناجات حضرت علی علیہ السلام، مناجات حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ پڑھتے رہتے۔ پھر ایک عرصہ کے بعد ان اوراد کے لیے شب جمعہ مقرر ہوئی پھر مہینے میں ایک بار پڑھنے لگے اور جب وصال کا زمانہ قریب آیا تو نماز کے سوائے کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ ابتداء میں نماز جمعہ مسجد جامع میں اور نماز عیدین عیدگاہ میں ادا کرتے تھے لیکن کچھ مدت کے بعد نماز جمعہ و عیدین میاں زخاں صاحب کی مسجد میں اور بعض اوقات قلندر صاحب کی مسجد میں پڑھتے تھے جمعرات کے دن قبل از عصر حضرت شاہ ولایت شمس الدین صاحب ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر اور ہر مہینے کی پہلی تاریخ امام بدرالدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے جاتے۔ دس برس تک یہی وتیرہ رہا پھر چار برس یوں گذرے کہ ہر روز علی الصباح قلندر صاحب کے روضہ میں اور ہر چاند کی پہلی کو حضرت شاہ ولایت حسین کے مزار پر اور سال میں ایک بار امام صاحب کے مزار پر تشریف لے جاتے۔ ایک سال یہ دستور رہا کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ

marfat.com

قلندر صاحب کے مزار پر جاتے اور مابین مغرب وعشا قلندر صاحب کی مسجد میں نوافل ادا فرماتے اور حجرہ میں آکر اہل ارادت کو بیعت سے مشرف کرتے انیسویں سال میں سب جگہ کا آنا جانا ترک ہو گیا تھا ؎

ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک سر برہنہ نیستم دارم کلاہ چار ترک

ظاہری توجہ یعنی مریدوں کو سامنے بٹھا کر اور آنکھیں بند کرا کے متوجہ ہونا جیسا کہ حضرات مشائخ کا معمول ہے کبھی آپ کا دستور نہ تھا بلکہ بباطن توجہ ہوتی تھی اور بظاہر ہر مجلس میں بذلہ ہائے شیریں و نکات دلنشین و امثال رنگین کا ایراد و اشعار فارسی و عربی و ہندی و سنسکرت کے تضمین ہر کلام و گفتگو میں نہایت برجستہ و پر مذاق ہوتے تھے اور اکثر اوقات مجالس خاص میں حقائق الٰہی و معارف ربانی اور دقائق معانی کا بیان لطون پاک کے سرچشمہ سے اس طرح جوش مارتا تھا کہ گویا بحر زخار و دریائے ناپیدا کنار موج در موج چلا آتا ہے یا عالم غیب کا ابر گوہر بار فضائے شہود پر رشحات فیض برساتا ہے اس وقت مستمعان باخبر تو درکنار در و دیوار بھی وجد میں آ جاتے ہیں۔ وہ بزم انس اور وہ صحبت پاک بوستان ہمیشہ بہار تھی جس میں اندوہ و ملال کی خزاں کا اثر کبھی نہیں دیکھا گیا۔ ہمیشہ مسرت و خورسندی کی نسیم اور بیخوفی و بیغمی کی صبا اس چمن میں چلتی رہی۔ چنانچہ اقوال گرامی اور ملفوظات سامی سے یہ بات ظاہر ہے۔

بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب چونکہ گل رفت و گلستاں شد خراب

---

marfat.com

شمائل وخصائل مبارک

جناب قبلہ کا حلیۂ مبارک یہ ہے۔ قوی الجثہ۔ بلند بالا۔ متناسب الاعضا جسم نہ فربہ نہ لاغر۔ رنگ سُرخ وسفید۔ سر بزرگ۔ پیشانی و آبرو کشادہ۔ بینی بلند۔ چشم متوسط۔ ریش سفید و منور و شگفتہ۔ دندان مبارک تابندہ و متفرق۔ سینہ فراخ۔ کف دست پُر گوشت۔ انگشت دراز۔ جلد زانو و ساق پا بسبب مجاہدہ و کثرت نوافل سخت و سیاہی مائل۔ رفتار مردانہ و بے تکلف آواز پُر شوکت نشست و برخاست دلاویز۔ ہر مجمع و مجلس میں وجیہ و سر بلند و رفیع الشان معلوم ہوتے تھے ہر جمعہ کو حجامت کل سر کی ہوتی تھی فرق مبارک پر ایک نشان تسکان بشکل جلیبیا بقدر ایک انگشت تھا۔ خط محتاج اصلاح نہ تھا البتہ مونچھیں مقراض سے پست کرا دیتے تھے سینہ اور شکم کے بال بھی صاف کئے جاتے تھے۔ ایک بار کسی شخص نے وجہ پوچھی تھی تو آپ بطور ظرافت فرمایا کہ ہاں فقیر کا سینہ جھاڑ جھنکاڑ سے پاک صاف چاہیئے۔ بصارت و سماعت و ذہن و حافظہ نہایت تیز اور نیز تمام حواس ظاہری و باطنی قوی تھے فصاحت و بلاغت متانت و رزانت لطافت و ظرافت تو گویا آپ کی ذات پر ختم تھے کلام و گفتگو نہایت شگفتہ روی اور خندہ پیشانی سے فرماتے اور ہمیشہ آثار فرحت و انبساط چہرہ مبارک سے نمایاں رہتے جو ملول و مغموم مجلس شریف میں حاضر ہوتا سب رنج و غم بھول جاتا بیشتر یہ طریقہ تھا کہ حضار مجلس کی خاطر داوہام و مدعا و مرام کا جواب باسواب نقول و حکایت کے پردے اور تلمیح و کنایہ کے پیرایہ میں ادا فرماتے تھے ہر قصہ مغز معانی کا حصہ ہر افسانہ اسرار کا خزانہ۔ ہر کہانی رموز باطن کی نشانی ہوتی تھی ؎

بلائے جان ہے غالب آپکی ہر بات عبارت کیا اشارت کیا ادا کیا

marfat.com

تعظیم و تکریم ظاہری ہرگز پسند خاطر نہ تھی بلکہ سادگی و بے تکلفی موجب رضا مندی اور موافق طبع مبارک تھی۔ اپنے طالبین و خدام کو دوست و احباب کے سوا کسی اور خطاب سے یاد نفرماتے دعویٰ و طامات کی بات کبھی زبان مبارک سے نہیں سنی گئی اگرچہ فوائد ظاہر و باطن کے جویا اور ہمت و دعا کے طالب بے شمار آتے اور اس بحر کرم سے سیراب و شاد کام ہوتے لیکن آپ کسی معاملہ کو اپنی طرف نسبت نہ کرتے بلکہ جملہ امور کو فاعل حقیقی کی مشیئت و مرضی پر حوالہ فرماتے تمام عمر توکل و قناعت کے میدان میں مردانہ وار بسر کی جو کچھ فتوحات غیبی سے آیا کھایا کھلایا ایثار فقرا اور بذل درویشان و صرف مہمانان کیا۔ چنانچہ ایک روز فرمایا کہ دنیا میں تین چیزیں مرغوب و محبوب مشہور ہیں ز ن زن زمین ذر سوہم نے زن تو اختیار نہ کی۔ زمین ہم کو خدا تعالیٰ نے دی نہیں، زر البتہ ادھر آیا اُدھر گیا مال مفت دل بے رحم نہ کچھ آگے نہ پیچھے ہم کس کے لیے رکھیں یہی بہتر ہے۔ کہ بقدر خواہش کمایا پیا اور ہاتھ جھاڑ کے الگ ہو گئے۔ لباس رنگین کبھی پسند خاطر عاطر نہ ہوا۔ ہمیشہ سفید پوشی سے رغبت رہی اور جامۂ سفید کو ہر قسم کی پوشاک سے بہتر خیال کیا چنانچہ بارہا فرماتے ؎

درقزاگند مرد باید بود بر مخنث سلاح جنگ چہ سود

خلق عظیم و فیض عمیم بذل و عطا و جود و سخا مہر و وفا احسان و مروت شجاعت و فتوحات علو ہمت غرض جملہ صفات کاملہ میں یگانہ اور کمال فضائل میں امام زمانہ تھے ؎

کَالدَّهْرِ فِي طَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِي شَرَفٍ وَالْبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِي هِمَمٍ

حلم و وقار میں کوہ گرانبار تھے کسی کی عقیدت و ارادت یا شوخی و بے ادبی سے مزاج مبارک میں ذرہ تغیر واقع نہ ہوتا تھا مدح و ذم دونوں آپ کی ہمت عالی کے سامنے ہموزن و ہم پلہ تھیں بلکہ نادانوں کی خیرہ چشمی و گستاخی کے عوض احسان

گوناں گوں مبذول فرماتے۔ ع

دریائے فراواں نشود تیرہ بسنگ

مہمان نوازی اور مسافر پروری میں تو آپ کو خلیل کہنا کچھ مبالغہ نہیں مہمانوں کی خاطر اس قدر عزیز تھی کہ پرسش احوال سے پہلے آب و طعام اور آسائش و آرام کا انتظام خدام کو سپرد ہوتا تھا اور کوئی دن ایسا نہ تھا کہ امصار و دیار سے مہمان آستانہ عالیہ کی زیارت کے واسطے وارد نہ ہوتے ہوں۔

بہ تو کعبہ قبلہ حاجت تند ز دیار بعید
روند خلق بدیدار خرّم از بسے فرسنگ

فتوت و مروت صفائی معاملت اور وفائے عہد آپ کا شیوۂ خاص تھا جس شخص کی رعایت و کفالت کسی امر میں اپنے ذمہ ہمت پہ قبول فرمائے اس کو آخر عمر تک نباہا یہاں تک کہ جن اشخاص سے کسی زمانہ میں یک گونہ ربط و واسطہ ملاقات کا رہا تھا ان کی اولاد و متوسلین کے حال پہ شفقت بزرگانہ و الطاف مربیانہ ہمیشہ فرماتے رہے۔ بایں ہمہ دنیا سے بے تعلق اور اہل دنیا سے یکسر کنارہ کش تھے

اے بخلا و ملا خوئے تو ہنگامہ زا
با ہمہ در گفتگو بے ہمہ در ماجرا

مخالف و موافق امیر و غریب سب کے ساتھ خلق و تواضع کا برتاؤ بدرجہ مساوات تھا کوئی حاکم وامیر ہو یا فقیر و حقیر نہ اس کی تکریم نہ اس کی تحقیر شاہ سے گدا تک سب کی نسبت مشرب یک رنگی مرعی تھا۔

ایک روز نجف علی خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ دہلی اور منشی امیر علی صاحب تحصیلدار پانی پت حاضر خدمت ہوئے اس وقت گھٹا خوب گھری ہوئی تھی اور مہاوٹ کی پھوار پڑتی ہے۔ دو چار باتوں کے بعد تحصیلدار صاحب نے حاضرین کی طرف خطاب کیا کہ سب صاحب براہ مہربانی ذرا باہر چلے جائیں کہ اکسٹرا اسسٹنٹ صاحب کو تنہائی میں کچھ عرض کرنا ہے۔ حاضرین نے اٹھنے کا ارادہ کیا حضرت نے فرمایا کہ ذرا ٹھہرو ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے جناب قبلہ میر اعظم علی شاہ صاحب کو اپنے برادر زادہ سے نہایت الفت

marfat.com

تھی جب اس عزیز کا انتقال ہو گیا تو آپ کو نہایت رنج ہوا ایک دن گھر میں فرمانے لگے کہ اگر میرا بیٹا بھی مر جاتا تو مجھ کو اتنا غم نہ ہوتا مائی صاحبہ نے جھلا کر جواب دیا کہ تم خود ہی کیوں نہ مر گئے جو سب جھگڑا بکھیڑا پاک ہو جاتا۔ یہ فرما کر اسسٹنٹ صاحب سے کہا کہ میاں آؤ ہم تم باہر چلے چلیں تا کہ ان سب کو تکلیف نہ پہنچے غرض باہر تشریف لے گئے اور ان کا حال سن لیا۔ آپ بھی بھیگے ان کو بھی بھگویا مگر رفقاء کی تکلیف کو گوارا نہ فرمایا۔

---

marfat.com

فصل دوم

در ذکر وصیت و حالات وصال

سنہ ۱۲۹۶ ہجری میں جب رمضان شریف کا چاند نظر آیا تو بعد نماز مغرب جناب و قبلہ کمترین کو تنہائی میں بلایا اور فرمایا کہ ہم ایک بات کہتے ہیں تم خیال کر کے سنو وہ یہ ہے کہ ایک بار سید اعظم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہم کو اپنے ہمراہ پانی پت میں لائے اور قلندر صاحب کے مزار پر چلہ کرایا آخیر چلہ میں یہ دیکھا کہ ایک شخص مجذوب جسیم سانولے رنگت گھنگرالے بال تشریف لائے اور فرمایا کہ آؤ تم کو تعلیم کریں اتنے میں ایک اور شخص خوبصورت سرخ و سفید رنگ سفید ریش لباس سبز پہنے عصا ہاتھ میں لیے ظاہر ہوئے فرمانے لگے میاں اس دیوانہ سے کچھ نہیں ہونے کا تم کو یہ تعلیم نہیں کر سکتا میں نے عرض کیا کہ حضرت اگر یہ دیوانہ صاحب کچھ نہیں کر سکتے تو آپ ہی کچھ ارشاد فرمائیں انہوں نے فرمایا کہ نہ ان سے کچھ ہو سکے نہ ہم سے تمہارا معاملہ تو ذات سے ہے جو کچھ ہوگا ذات ہی سے ہوگا۔ سب مُردوں اور زندوں کو دل سے مٹا دو کسی سے کچھ نہ ہوگا جس طرح ذات کی طرف متوجہ ہو اسی طرح چلے جاؤ سوائے ذات کے کوئی تمہارا حامی و مددگار نہیں اور ابتدا ہی سے تم عاشق ذات ہو نہ کسی پیر پیغمبر سے محبت نہ کسی سے خواہش نہ کسی کی رغبت پھر تم کو کون تعلیم کر سکتا ہے تمہارا اور خدا کا معاملہ ہے تم جانو اور خدا اس میں ہم لوگوں کو دم مارنے کی تاب و طاقت نہیں اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو کہنے کی کیا حاجت تھی ہاں جو کچھ ہونا ہے۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶ میں ہو جائے گا پھر وصال ہے یہ بات صبح کو میر صاحب و قبلہ کی خدمت میں عرض کی گئی آپ رونے لگے کہ میاں خدا کا معاملہ تو بے نیازی کا ہے دیکھیے کیا پیش آوے میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کیوں روتے ہیں میرا اور خدا کا معاملہ ہے اور میں اسی میں خوش ہوں جس میں اس کی رضا ہو

marfat.com

یہ تو نہایت خوشی کا مقام ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سوائے اپنے کسی کی طرف جانے نہ دیا اور کسی کا نیاز مند نہ کیا اور مجھ کو بھی یہی منظور تھا بقول سعدی ؂

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است　　رفتن بپائے مردئے ہمسایہ در بہشت

ہمیشہ سے میں تو خدا ہی کا رہا اور الحمد اللہ کہ خدا نے اپنا ہی کر لیا اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہوگی بعد اس کے ہم نے ان اعداد کا حساب لگایا جو خواب میں بتلائے گئے تھے تو اٹھارہ ہوئے خیال کیا کہ شاید اٹھارہ دن ہیں جب اٹھارہ دن پورے ہوگئے تو اٹھارہ مہینے کا تصور بندھا جب مہینے بھی منقضی ہوگئے تو اٹھارہ سال پر نظر ٹھہری پھر یہاں سے سفر کا اتفاق پڑا پھرتے پھراتے دوبارہ بتاریخ بستم ماہ شعبان ۱۲۴۹ھ ہجری پانی پت میں آن کر قیام کیا۔ اب پانی پت میں آئے ہوئے اٹھارہ برس دس دن ہو چکے یہ سال پورا نہیں گزرے گا مطلع رہو۔ اس روز سے جناب و قبلہ اکثر برسر مجلس یہ آیت پڑھتے مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور اکثر یہ اشعار زبان مبارک پر جاری ہوئے۔

درخت خشکم و امید برگ و بارم نیست　　بجز سوختن اے وائے ہیچ کارم نیست
چو عنکبوت بدیوار و در نمے بازم　　بنائے خانۂ ہستی چو استوارم نیست

دو مہینے کے بعد جناب و قبلہ نے فرمایا کہ ہم نے ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر بیان کرو خواب یہ ہے کہ قاضی محفوظ اللہ صاحب اور میاں اللہ بندے اور مولوی فتح محمد صاحب یہ تینوں مرحوم و مغفور میرے پاس آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کا مکان تیار ہوگیا کنجیاں ہمارے پاس ہیں چل کر ملاحظہ فرمایئے ہم نے کہا کہ میاں ہم نے تو کوئی مکان بنایا نہیں جہاں رہیں لامکان و بے نشان رہے سانپ کی طرح جہاں بنا بنایا مکان پایا وہیں جا بیٹھے نہ ہمارے دادا نے مکان بنایا نہ والد نے بنایا ہمارا مکان کہاں سے آیا پھر ان تینوں صاحبوں نے کہا کہ صاحب آپ ہی کا مکان ہے چل کر دیکھئے تو سہی ان کے ہمراہ جا کر دیکھا تو ایک بڑا عالیشان مکان ہے قفل کھولنے شروع کیے اور

marfat.com

اندر گئے ایک عظیم الشان گنبد نظر پڑا اس کا بھی قفل کھولا تو ایک مقفل صندوق پر تکلیف نہایت شان شوکت سے رکھا ہے مولوی فتح محمد صاحب نے کہا کہ صاحب اس کی کنجی تو ہمارے پاس ہے لیکن ہم سے کھلتا نہیں اس کو آپ ہی کھولیں۔ ہم نے جو اس صندوق کو کھولا تو دیکھا کہ ایک گولہ رنگ برنگ لباس سے ملفوف رکھا ہوا ہے اس کو نکال کر غلاف ملفوفہ اتارنے شروع کئے اندر سے ایک ڈبیا برآمد ہوئی کھولا تو اس میں مشک تھا پھر ہم نے کہا کہ اب ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ تمہارے پاس آجاویں انہوں نے کہا حضرت ابھی کوئی روز اور تشریف رکھئے آپ کی ذات سے لوگوں کو بہت فیض ہے ابھی جلدی نہ فرمائے ہم نے کہا کہ میاں اب ہمارا جی بہت گھبراتا ہے بہت کچھ سیر و سفر میں رہے اتنے میں آنکھ کھل گئی تم اس کی تعبیر تو بیان کرو میں نے عرض کیا کہ بھلا حضور کے سامنے کیا عرض کر سکتا ہوں لیکن جو کچھ میرے خیال ناقص میں آتا ہے گذارش کرتا ہوں مکان سے مراد دنیا ہے گنبد قبر ہے صندوق جسم۔ ڈبیا قلب مشک نام اللہ ہے آگے کچھ عرض نہیں کر سکتا میرے سامنے تو حضور ایسے خواب بیان نہ فرمائیں میرا دل دو نیم ہوا جاتا ہے فرمایا کہ میاں خواب و خیال کا اعتبار کیا مگر تعبیر تم نے خوب کہی دو مہینے کے بعد پھر اس غلام کو بلا کر فرمایا کہ آج ہم نے ایک اور خواب دیکھا ہے اس کی بھی تعبیر کہو میں نے عرض کیا کہ حضور میں تو خواب نہیں سنتا نہ مجھ کو تعبیر آتی ہے میرے سامنے بیان نہ فرمائیے کیونکہ مجھ کو صدمہ عظیم ہوتا ہے اور دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے فرمایا کہ میاں تم رنج نہ کرو خواب کا اعتبار کیا ہے لیکن ہم تعبیر میں تمہارا امتحان کرتے ہیں تمہارا ذہن تعبیر خواب میں خوب پہنچتا ہے تم ضرور اس کی تعبیر کہو۔ آج شب کو ہم نے دیکھا ہے کہ ایک ڈبیا ہمارے پاس ہے اس کو ہم نے کھولا اور ایک سفید کیڑا نکال کر فرش پر رکھا وہ ہلنے چلنے لگا ہلتے ہلتے اس کے پر نکل آئے تھوڑی دیر کے بعد سرخ رنگ ہو گیا اور پر پرزے درست کر کے آسمان کو اڑ گیا میں نے عرض کیا کہ حضور عیاں راچہ بیان اس کی تعبیر تو دل دوز و جان سوز ہے ڈبیا جسم کیڑا روح جب روح اپنے کمال کو پہنچ گئی

marfat.com

تو پرپرزے درست کر کے اڑا چاہتی ہے فرمایا کہ ہاں تعبیر اس کی یہی ہے پھر میاں نے عرض کیا کہ حضور ایسے خواب تو نہ فرمایا کیجئے نہایت رنج ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہو کے ہی رہے گا۔ اس سے ایک مہینے بعد ایک روز قلندر صاحب کی مسجد میں قریب دس بجے دن کے مجمع عام میں راقم کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ میاں مرنا امر ناگزیر ہے جب ایسا اتفاق ہو تو ہمارے جسم کے چار ٹکڑے کر کے شہر کے چاروں طرف پھینک دینا تاکہ جانور ہی اپنا پیٹ بھر لیں اس جسم سے اور کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے مگر یہ تم سے کب ہوگا اور لوگ ایسا کاہیکو کرتے دیں گے ہم کو الگ جنگل میں ایسی جگہ دفن کرنا جہاں کسی کا سایہ اور وسیلہ بجز خدا کے نہ ہو پھر قلندر صاحب اور مخدوم جلال الدین کے مزار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ نہ ہم کو ان کا سایہ درکار ہے نہ ان کا زندگی میں ان سے کیا حاصل ہوا جو آئندہ کی توقع کریں آخر خدا کی رحمت بھی کچھ ہے یا نہیں اس بات کو ایک مہینے سے کچھ اوپر عرصہ گذرا تھا کہ بتاریخ نوزدہم ماہ صفر ۱۲۹۷ھ بروز یک شنبہ حضرت کے شکم مبارک میں کچھ گرانی محسوس ہوئی حکیم موجو خاں نے ایک دوائی جوشاندہ بروز دوشنبہ پلائی اور کہا کہ معدہ میں ہوا ہے کل کو ایک خفیف مسہل بھی دوں گا سہ شنبہ کے دن علی الصباح حکیم موجو خاں نے ایک پوڑیہ دی جس کے اجزاء اعظیم یہ ہے۔ بیخ حنظل عصارہ ریوند۔ اس دوائی تلخ و تند سے اول تو دو دست ہوئے پھر ایک قے ہوئی جس سے طاقت سلب ہوگئی اور رنگ متغیر پھر اسہال کا زور ہوا اول روز تو یہ خیال آیا گیا کہ شام تک افاقہ ہو جائے گا لیکن اگلی صبح تک یہی کیفیت رہی اور دست بند نہ ہوئے ہم لوگوں کو نہایت فکر و تردد ہوا بہت دوائیں بدلیں تمام اطبا کی سعی ناکام رہی کچھ فائدہ نہ ہوا شب جمعہ بارہویں تاریخ کو سرشام حکم فرمایا کہ تم سب حجرہ سے چلے جاؤ اور کوئی شخص ہمارے پاس نہ آئے دروازہ بند کر دو سو جب حکم کے دروازہ بند کیا گیا سب کو یقین ہوا کہ آج خیر نہیں حجرہ شریف کے باہر سب خادم تمام شب جمع رہے بوقت چار بجے صبح کے آپ نے پکارا کہ دروازہ کھول دو ہم لوگ یہ مژدہ سن کر خوشی کے مارے دوڑے اور دروازہ کھول کر

marfat.com

حاضر ہوئے حضرت نے نواب ابراہیم خاں سے فرمایا کہ ہم کو انار کے دانے کھلاؤ اس وقت حضور نے یہ چند فقرے سنائے کہ ہر ایک فقرہ اول ۔ جو ہم نے سوچا تھا وہ نہ ہوا ۔ فقرہ دوسرے سے مخالف ہے اور نہ کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا فرماتے ہیں ۔ فقرہ اول ۔ جو ہم نے سوچا تھا وہ نہ ہوا ۔ فقرہ دوم ۔ اور لوگ بھی تو یہیں تک رہے سے پنڈت کی پوتھی سنی اور دھوبی کی چھوچھو گئے سکھوپت نگر میں دونوں کی بھئی تھو تھو فقرہ سوم ۔ میاں سنتے بھی ہو اگر ہم دس یا پانچ برس رہے بھی تو کیا مگر ایسے تو ہم رہیں گے نہیں ۔

ہر چہ دیدم دریں باغ نہ دیدن بہ بود ہر گلے تازہ کہ چیدیم نہ چیدن بہ بود

ہر کجا منزل آرام تصور کردیم چوں نفس است نمودیم رسیدن بہ بود

ہر متاعے کہ خریدیم باوقات عزیز بود اگر یوسف مصری نہ خریدن بہ بود

پھر چند باران دو شعروں کو آپ نے پڑھا

پیری میں ہم کو یار نے گھر سے طلب کیا افسوس بعد فصل بہار اپنے پر کھلے

دیکھا دم نزع دلا رام کو عید ہوئی ذوقی دلے شام کو

اس کے بعد کئی روز تک مرض کو افاقہ معلوم ہوتا رہا مگر ایک روز جناب قبلہ نے مجمع عام میں کمترین کو دس روپے دیے اور ارشاد کیا کہ یہ ہماری تکفین و تدفین کا خرچ ہے اور ہم وصیت کرتے ہیں تم اس پر عمل کرنا اول یہ کہ ہماری قبر شاہ ولایت صاحب کے مزار سے بفاصلۂ دو تین تیر بلکہ چار تیر جانب جنوب چٹیل میدان میں بنانا جہاں کسی کا سایہ و وسیلہ و ذریعہ بجز ذات خدا کے نہ ہو اور ظاہرا اور کوئی قبر بھی اس کے قریب نہ ہو۔ دوم یہ کہ سوائے اس کے جو ہم نے دیا ہے کسی کا روپیہ کفن و دفن میں نہ لگانا ہاں اگر زمین کی قیمت کوئی مانگے تو تم اپنے پاس سے ادا کر دینا اور کسی سے طلب نہ کرنا سوم یہ کہ قبر کچی بنانا ایک کھنگرا اس کے سرہانے اور ایک پائینتی رکھ دینا جب نوبت اس وصیت کی پہنچی تو راقم نے حالت اضطراب میں اکثر مریدان حضرت کو جو اطراف دور و دراز میں تھے خطوط اطلاعی روانہ کر دیے چند روز میں ایک مجمع کثیر جمع ہو گیا اکثر سخن فہم و

marfat.com

شاعر بھی اس جلسہ میں تھے آپ نے وحید الدین پسر حاجی فرید الدین مرحوم کو یاد فرمایا اور اس قصیدہ کے پڑھنے کا ایما کیا جو بیس روز پیشتر وحید الدین نے خدمت عالی میں پیش کیا تھا اور اس کے صلہ میں جناب قبلہ نے ایک دوپٹہ اور ایک روپیہ یا اشرفی (جس کو راقم نے اچھی طرح نہیں دیکھا) عطا کیا تھا حالانکہ عمر اس عزیز لڑکے کی ہنوز چودہ سال کی تھی اور گلستان کا تیسرا باب پڑھتا تھا لیکن جناب قبلہ کی نظر شفقت اس کے مربی حال تھی ایسا زور و شور کا قصیدہ لکھا کہ اس کا سمند سخن انوری و خاقانی سے عنان با عنان معلوم ہوتا ہے اور ایسے لطف و خوبی اور دھوم دھام سے اس لڑکے نے مجمع کثیر میں یہ قصیدہ پڑھا کہ ارباب محفل دنگ و ششدر ہو گئے بعض مستمعین نے اس گمان سے کہ شاید یہ لڑکا طوطی کی طرح زبان گویا رکھتا ہے اور طبیعت اس کی فہم مضامین و معانی سے نا آشنا ہے اس کا امتحان کیا اور جو مطالب و اصطلاحات ادق اس کے کلام میں وارد ہوئے تھے اس سے استفسار کیے اس نے ہر ایک سوال کا جواب شرح و بسط کے ساتھ ایسی اسلوب سے بیان کیا کہ گویا اس کی طبع بلند اور اس کا ذہن رسا ان مباحث و علوم پر حاوی ہے وہ قصیدہ بھی ذیل میں لکھا جاتا ہے تاکہ اہل بصیرت اس کو ملاحظہ کریں۔

قصیدہ در محامد حضرت قبلہ و کعبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صبحدم مہرہ زر چرخ چو افشاند ز چنگ — خاطر ما شدہ بلبل بریاض فرہنگ !!

زدہ سر پا لبر چرخ سمند خامہ — کہ بجولان وہم از زنگ برنگ شبرنگ

ساخت تتبع عرش رواں کن بہ نورد — کہ بتوصیف جنابے زدہ مفتوں آہنگ

آں جنابیکہ چو از رفعت او کرد ہراس — ہفت طاق فلک آمد بوجود آونگ

جنبش آید بسفینہ بسہیل از فرش — باچل و چار سوارش چو بجوشدیم زنگ

چوں ہیولائے تجلیش بینگارد برق — شمع او مردہ کند سرزنش صرصر تنگ !

طرفه آئینه قلبش که ز تاب عرفان / درو از جوہر فرد آمده کم نقطه زنگ !
چه عجب گر ز یکے جلوه بدشت شوقش / ذره ذره شود از فرط تپش برق آہنگ
فیض او خرمی بخشد چو پے روئے شرار / سبز و خضرا کندش سبزه صفت مخمل زنگ
روئے اقدس شده با مہر سپہر خاشش و حرب / نعل کفشش بہلال آمده در حرب و جنگ
عقل و دانش شده از جوہر علویش عرض / جوہر فرد بتقلیبش فلک اخضر رنگ !
غضب و رفق از و نشو و نما چوں پابند / آتش و آب به تمیز نمایند د رنگ
عقدہا حل کند از چشم زدن تنگ و مضیق / که بود غنچه منطق بر لب غایت تنگ
طے کند فاصله جذر قدم قلب اسد / قلب او قلب کند چوں زدرفش نیرنگ
شمسه حضرت او شمس رساند بشری / که شد از ضبط علو بر فلک رابع تنگ
خشم را بار غضب خشم نہد بر نالیش / رفق را فق دہد گوہر رفقت در چنگ
اشعه پرتو او گر ننہد ہر تاب بشمس / نقش بندد به تصاویر نه از عکسش رنگ
علم حشمت او تا بفلک جائے گرفت / حوت را دوخت چو ماہی و مراتب در رنگ
پرتو نور فتد گر به یم مصر و شمس / مرغ زریں نکشد شہپر الوزر بفرنگ
مه نوگشته فلاخن ببید حاجب شمس / گر کند بر سر جالوت ظلالش آہنگ
بحر جودش ز ندار جوش چو بحر ثالث / ماه در بحر خضر غوطه خورد ماہیے رنگ
توسن حشمت او گر بود اندر جولاں / توسن چرخ نه اینقدر بود شوخ و شنگ
تا بدار نور فروزانش بگردوں نہم / ماه و خورشید کند جست بسویش چو پلنگ
علم رفعت او تا که ز زر فرف سازد / پرچم خویش از انست بعرش اندر جنگ
خلق واند بدم نور شعاع خورشید / نے نے فرش زده بر سینه او الف خدنگ
رفعتش قوس قزح را نجم و پیچ انداخت / زاں براں شمس چو حربا کند از رنگے رنگ
لعل گویند و لے پاره از خوں باشد / شوکتے پاره کند در جنبش سینه سنگ
رتبه فرحت و تنشیط بعہدش افزود / لاله را جام لبالب شده از خمر فرنگ
یعنے بحر کرم و جود شه غوث علی / قبله عالم لاہوت و شه چرخ اورنگ

marfat.com

کعبہ سر دو جہاں خسرو خسرو دیہیم ! مسند آرائے وشہ کشور عقل و فرہنگ
کاشف سرِ نہاں واقف علم مکتوم حضرت اقدس ظل اللہ و دانش آہنگ
در دل آمد کہ کنم مطلع دیگر ترقیم کہ سراپا بود از مطلع نور فرہنگ

المطلع الثانی

اے کہ از فر تو چوں برق تپد جوہر سنگ وی کہ روشن ز تو شد کوکب برج فرہنگ
مرکزِ دائرہ سبز زیورت بو دار ! برق را بر روش جست بود جادۂ تنگ
سبحہ عقد ثریا بید اقدس تو ! گر بود مستی نازش بگذار در بہ شلنگ
خامہ از مدح تو تحریر کند با شنگے جست ز دست ز ندمست برنگ شبرنگ
تا تماشائے شگفتن ز دولت بلبید شمس خواہد اندر چمن تو کہ بود غنچہ تنگ
دریم نور تو اندر صدف سینۂ تو یافتہ پرورش از فیض تو دُر فرہنگ
دعوئ ہمسری سازند چہ رو کرد ندرت مہ و خورشید حضور رخ اقدس بیرنگ
جلوۂ تو علم از برق وش از فرہ کشد ہمچو خورشید بسوز در رخ خوبان غرنگ
در گلستان پناہ تو برائے دشمن گل صلح آمدہ جاوید ز ہر غنچہ جنگ
مانے دل کشد از نقش تو بر صفحہ خویش دل طاؤس کشد نقش برقص و آہنگ!
فیض نور دل شفاف تو آنست کز و جگر لالہ تبدیل کشد نقطۂ زنگ ! !
فخر ساز د لبقد مبوسی تو گر شود وشش اے شہنشاہ معلے طبق نہ اورنگ
بشکند شیشہ ز پرواز فلک را باشد وصف صولت اگرت نقش سر صفحہ سنگ
تاکہ بر حرفِ تقابل کشد از روئے تو خط رخ گل باد صبا کر د ز سیلی گل رنگ

قطعہ

کور مقرے اگر از خاک بیست در دیدہ افگند اے شہ خورشید کلہ چرخ اورنگ
بہرہ بیدار ہمہ صورتِ معدوم کند از سر پردۂ بنیش بیک آدان آہنگ

marfat.com

قطعه (ب)

در فراتِ اے شہ اگر کار بتعذیب دہیش ‏ ‏ ‏ ‏ چوں بہ گستاخیِ تو چرخ بسازد آہنگ
بر تنِ خویش تنداز طرب ایں منشور ‏ ‏ ‏ ‏ گشتیِ چرخ شکستہ کند اندامِ نہنگ
ابرِ جودِ تو بہ منسیان زند از آبِ حیا ‏ ‏ ‏ ‏ قطرہ را سوئے صدف باشد از وجادہ تنگ
خونِ طوطی بیکے دشنہ موج ابیضِ ‏ ‏ ‏ ‏ ریختہ قلزمِ خسفاف تو نادر در رنگ!
بر مثلث کند ش تا کہ خجل کیکاؤس ‏ ‏ ‏ ‏ ساختہ سبحہ تو عقد ثریا آونگ ! !
گر قدم رنجہ بفرمائے بہ روادیِ شوق ! ‏ ‏ ‏ ‏ افتد از قلعہ تن طائرِ جاں صد فرسنگ
بر ارسطو و فلاطوں بجولا نگہ عقل ‏ ‏ ‏ ‏ خاطرِ اقدس تو برق جہاندہ شبرنگ
قیصر و خسرو خاقان زغلامانِ تو اند ‏ ‏ ‏ ‏ در شہنشاہے عرفان شدہ زیبِ اورنگ
اے مدیح تو غضب مطرحِ جولان گاہ است ‏ ‏ ‏ ‏ کاشہب خامہ یاقوت فشاں گشتہ لنگ
آید از شعلۂ او لعل بعد جلوہ طور ‏ ‏ ‏ ‏ شر افگندہ از جلوہ مگر در دلِ سنگ
چشم نظارہ گنان قمر انوارت ! ! ‏ ‏ ‏ ‏ چہ عجب پیکرِ کہکشں بمیان ار و رنگ
جوہرِ گل نجم آید بظہور عقدت ‏ ‏ ‏ ‏ ذات پاکت شدہ محورِ بجہاں فرہنگ
بار یابند نہ زنہار اجرام فلک ‏ ‏ ‏ ‏ سایۂ تو کشد اندریم خضرا چو النگ
سرِ طائر جہد از شوکت تو گر بزمیں ‏ ‏ ‏ ‏ پر پرواز زند مغفرِ خاقان چو کلنگ
آتشِ قہر تو گر شعلہ رساند نمکند ‏ ‏ ‏ ‏ صوتِ طوطی پئے خون ریزیِ طاؤس درنگ

قطعہ (ج)

شاہدِ طبع من آمد چو پس نام جناب ! ‏ ‏ ‏ ‏ بر سرِ جوشش معنی بہ بحار فرہنگ
گفت پیرِ خرد ش طعنۂ امساکِ مدیح ‏ ‏ ‏ ‏ زان گہر ریختن از عقدِ سخن کرد آہنگ
وآنگہے ریختہ لولوئے معانی طبعم ‏ ‏ ‏ ‏ عرق افشردہ ز پیشانیِ خویشم شبرنگ
پس ہمہ مستعدِ مدح تو گشتند دے ‏ ‏ ‏ ‏ حرفے مادر در مدح تو ادایم فرہنگ !

marfat.com

زاں رخ جنگ کن آمد بدم عربدہ سرخ / ریختہ خنجر تو خونِ گلوئے گل جنگ
نور روئے تو اگر در دہدش حسن فروغ / شرر طور بخیزد ز دل غنچہ تنگ !
سبزہ گلشن قہر تو ز عکسے موہوم / روئے مریخ فلک را بکند خضر رنگ
مرأت خاطر تو جلوۂ گو تین نمائے / وے ضمیر تو شدہ خازن گنج فرہنگ
ذرہ بیضی شود از شرر جلوۂ تو ! / دربدِ عیسیٰ افلاک نشیں بعث سنگ
ز آتش غیرت جود تو اگر سوختہ نیست / لعل در کان بدخشاں خندہ چوں آتش رنگ
نگذارد غضب گرچہ عدو بگریزد ! / پہن ارض و فلک آید نظرش ساخت تنگ
ہست از رفق و غضب مختلف زاں بر دم / گاہ منصور و گہے خستہ شود لشکر زنگ

قطعہ (د)

منشی چرخ بمدح تو ز گردوں آید ! / در فراست آمدہ اول کند ایں خوش آہنگ
کلک یاقوت فشاں نخار بر آرد بہ بیش / پشت ماہی شگاز نقش و نگارش ارژنگ
گر بصد سال کند مشق مدیح پاکت / آخر از طعنۂ طبعم فتد آں نیز برنگ !
کردہ بر ہم ہمہ سامان بحار و دریا / باز گردد بخجالت بہ یم خضر ارنگ
جبہہ ہا بر در پاک تو شدہ کحل کرتا / یافتہ از تو علو بر فلک نیلی رنگ !
رشتہ شمع اگر از دُر نورت باشد / عقد پروین بہ تماشاش چو یک دیدہ رنگ
اے عدو را ز ہراس تو بزیر گردون / روح را کلبۂ جسم است چو زنداں فرنگ
چشم جبرئیل شدہ محو جمال تو چناں / کہ بدیوار شدہ ثبت ز شوق تو بسنگ
تیغ قہر تو بکیواں چو رساندے تا لے / نیفان آید و غلغل بکند ہمچوں زنگ
حفظ تو سافظ روز است و شب آشوب / ہر دو در مختلطے ابیض و اسود یکرنگ
نہ طبق جادوے تو کر دست بمیزاں قیاس / یافت بر مرکز ثقل آں خود از آلیہ تنگ
بوئے خلق تو بارواح دہد رائحہ گر / عطسۂ صعر کند نہ گمے شان آہنگ
وشتۂ قہر تو در نائے زحل گشتہ وسیع / ملزم لطف تو در دائرہ امکان تنگ

marfat.com

حلم بر عقل فرذنت متمیز گشتہ ! عقل از علم بر دن ار حد غفلت در رنگ

روز و شب چونکہ قمر سودہ جبیں بر در تو زان گہے محو و گہہ از فیض تو در اصلی رنگ

بیش افزود درازی طناب کرمت از سر زلف عروس ستم خضرا رنگ

دامن برق گرفتہ است نزا شعلۂ قہر دامن ابر گرفتہ است بجودت، آہنگ

بخط ناصیۂ مہر شد راست عمود ! رمح خطی شکوہت پے تصنیف ننگ

جاہت از ملکِ کدام است معلیٰ مزبور کہ بدیدش شدہ جاوید بلندی لشلنگ

لوح محفوظ شد از نام بزرگ و پاکت بہ طراز قلم قدرت علام ار زنگ !

دطاسش زود شکنج آر دو ریز دُر صفا نگہی گر نکنی بر فلک اخضر رنگ ! !

گوہر حکمت و عرفانِ ترا ہمچو صدف بہر حفظ است ضمیر تو چو خورشید بر نگ

ہر کہ از کوثر احسان تو یک جرعہ چشید گلشنِ دل شدہ خورمش چو باغ فرہنگ

نغمہ مدح تو ہر کس کہ سرآید شود دشش ! از معانیں وہن طائرِ دل قفس رنگ

دعا

شہ خاور بفلک بر سپہ انجم تا ہست در کاخ تو آراستہ از نور او رنگ

دشمنت طعمہ تیغ ستم گردون باد دوستت گوہر مقصود ز لطفِ تو بچنگ

تاریخ قصیدہ

لاحول ہفت الف ترجمہ دل چار اند یافت ایں مصرعہ مفتوں پے تاریخ آہنگ

قاعدہ استخراج تاریخ

ہفت الف = (۱+۳۰+۸۰) × ۷ = ۱۱۱ × ۷ = ۷۷۷ ترجمۂ دل چار =

در ہندی ترجمہ دل - جی = (۳ + ۱۰) × ۴ $\frac{۵۲}{۱۲۹۷}$ ۷ ۷ ۷ کا دل بیچ سات ہے

اس لیے باون کی اکائی میں دہائی سے سنہ ہجری مقدسہ شروع ہوئی۔

marfat.com

جناب و قبلہ کی خدمت میں چار آدمی ابتداء بیماری سے تادم وصال ہر دم حاضر و مصروف خدمت گذاری رہے یعنی میاں جان محمد صاحب عرف جانا۔ ابراہیم خان پہلوان عرف نواب۔ چھوٹے خان پہلوان۔ چوتھا راقم جب اسہال کی شدت ہو گئی تو چوکی حجرہ کے اندر لگائی گئی لیکن حجرہ میں بلا اجازت آنے کی ممانعت تھی ایک رات آپ حجرہ کے اندر گر پڑے میاں جان محمد جھٹ پٹ جا پہنچے۔ آپ ناخوش ہوئے کہ بلا اجازت کیوں آئے اور فرمایا کہ خبردار آئندہ ایسا نہ کرنا۔ ایک روز جان محمد نے عرض کیا کہ حضور جسم مبارک پر ضعف غالب ہے جب حاجت ہو تو آپ کھنکار دیا کریں تاکہ حضور کو پلنگ سے اٹھا کر چوکی پر اور چوکی سے پلنگ پر پہنچا دیا کریں فرمایا کہ اچھا اس کے بعد تقاضائے حاجت ہوا تو خود ہی اٹھ کر چوکی پر تشریف لے گئے اور فراغت پاکر آ لیٹے اس وقت کھنکارے ہم لوگ دوڑ کر اندر گئے تو فرمایا کہ بس ہم فراغت پا چکے ہیں اللہ تعالے نے ایسی ہمت عالی عطا کی تھی کہ باوجود شدت مرض و ضعف پیری کسی فرو بشر سے نشست برخاست میں استعانت نہیں کی اور تادم واپسین وہی استقلال رہا جو ہمیشہ سے تھا ایک روز زمانہ اشتداد مرض میں ہم چاروں خادم ہاتھ پاؤں دبا رہے تھے ارشاد ہوا کہ اس آیت کو پڑھو مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ہم سب بڑی دیر تک اس آیت شریفہ کو پڑھتے رہے پھر فرمایا کہ اب یہ آیت پڑھو وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اس آیت کریمہ کو بھی تا دیر پڑھتے رہے پھر ارشاد ہوا کہ اب اس شعر کو پڑھو ؎

چیست توحید آنکہ از غیر خدا　　فرد آئے در خلا و در ملا

ایک روز زمانہ علالت میں مجمع عام کے اندر غلامی شاہ کی نسبت جو کہ خادم خاص جناب و قبلہ کا ہے اور تہجد کا وضو کرانا اس کی خدمت خاص تھی یوں وصیت فرمائی کہ تم سب لوگ اس شخص کی خدمت و خاطر کرنا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ قلندر صاحب کے مجاور و خادم اس کو ایک دم بھی یہاں نہیں ٹھہرنے دیں گے اگرچہ

marfat.com

یک غصہ ناک اور بے وقوف سا آدمی ہے لیکن تم لوگ اس کی بات پر خیال نہ کرنا زمانہ علالت میں چند روز کے لیے افاقہ کی صورت بھی ظاہر ہوئی اور ہم لوگ سمجھے کہ اب ازالہ مرض ہو گیا مگر جناب وقبلہ نے اکثر یہ فرمایا کہ جو دوا ہم کو جلاب میں پلائی گئی اس کا ذائقہ اب تک زبان پر ہے اور اس کی بو ہنوز رفع نہیں ہوئی۔ ماہ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ کی چھبیسویں تاریخ کو بوقت فجر کہ مجمع عام تھا آپ نے حجرہ کی طرف انگشت مبارک ہلائی اور یہ دو شعر شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کے پڑھے ؎

شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت — بسر چشمہ بر بسنگے نوشت
برین چشمہ چوں ما بسے دم زدند — برفتند چوں چشم برہم زدند!

تھوڑی دیر کے بعد سب حاضرین کو رخصت کیا اور قدرے کھانا تناول فرمایا پھر در حجرہ بند کیا گیا اور ہم چاروں خادم پائے مبارک دبانے لگے جب ظہر کا اول وقت ہوا تو آپ نے تیمم کیا اور چار پائی پر رو بجنوب فریضہ ظہر ادا کیا اس وقت راقم نے یہ آیت پڑھی۔ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ۔ اس کے بعد آثار دگرگوں پیدا ہوئے اور تغیر ظاہر ہوا فرمایا کہ الحمد اللہ اور یہ شعر پڑھا ؎

چیست توحید آنکہ از غیر خدا — فرد آئی در خلاؤ در ملا

جب تین بجے تو کمترین نے عرض کیا کہ بہت سے مشتاقان دیدار پر انوار آستانہ مبارک پر حاضر ہیں اگر اجازت ہو تو در حجرہ کھولا جائے فرمایا کہ ہاں کھول دو۔ اول منشی فضل رسول صاحب اندر آئے ارشاد ہوا کہ کون ہے کمترین نے منشی صاحب کا نام لیا فرمایا کہ آگے آؤ جب قریب تر آئے تو فرمایا کہ کچھ کہو گے منشی صاحب نے عرض کیا کہ میں کیا عرض کروں حضور پر سب حال روشن ہے، فرمایا کہ نہیں کچھ کہنا ہو تو کہو تو تین بار اسی طرح فرما کر اشارہ کیا کہ اچھا بیٹھ جاؤ پھر سید وزیر علی صاحب آئے ان نے بھی وہی کلمات ارشاد کئے اور سید صاحب نے بھی وہی جواب عرض کیا غرض جو آتا گیا ہر ایک سے وہی ارشاد ہوا اور کسی نے کوئی خاص گذارش نہیں کی جب انبوہ کثیر ہو گیا تو آپ خاموش ہو گئے اور آنکھیں بند فرمالیں

marfat.com

اس وقت کے بعد پھر کسی کی طرف آپ نے خطاب نہیں کیا البتہ جب کسی نے مزاج پوچھا تو نہایت استقلال سے یہ جواب دیا کہ (الحمدللہ بہت اچھا) یا اگر کسی نے کوئی بات دریافت کی تو آنکھیں کھول دیں اور جواب دے کر پھر بند کرلیں اس وقت بھی غایت استقلال اور فرحت بے اندازہ ظاہر ہوتی تھی چہرہ مبارک آفتابی آنکھیں سرخ و منور گفتگو صاف نبض میں تیزی صرف تنفس کی زیادتی سے کسی قدر تردد ہوتا تھا آخر پونے دس بجے کا وقت اور شب دوشنبہ چھبیسویں تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۲۹۱ھ ہجری مطابق ۱۲۔ پھاگن سمت ۱۹۳۰ بکرمی ۷ مارچ ۱۸۸۱ء عیسوی شاہباز عالم قدس گرم پرواز ہوا اور اس مرد میدان تجرید و شہنشاہ ممالک توحید و سلطان جہان تفرید نے مردانہ وار آخر نغمائے الٰہی کا جام نوش فرمایا اور نہایت الوصال کا پردہ درمیان سے اٹھایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ولادت شریف بروز جمعہ ماہ رمضان المبارک ۱۲۱۹ھ ہجری میں ہوئی تھی عمر گرامی اٹھتر سال چھ مہینے کچھ دن کی ہوئی اٹھارہ برس سات مہینے چھ روز بلدۂ پانی پت میں قیام فرمایا۔

نالہ چند بطور ترجیع بند

اے شاہ یگانۂ زمانہ!	اے بحر محیط بیکرانہ!
کیوں اہل نیاز کے سروں سے	خالی ہے یہ سنگ آستانہ
وہ محفل انس اب کدھر ہے	یارب ہے کہاں وہ کارخانہ
وہ بزم نہ وہ جمال ساقی	وہ جام نہ وہ مے مغانہ!
وہ طور ہے اب نہ وہ تجلّی	وہ وقت ہے اب نہ وہ ترانہ
کیا ہوگیا جلوۂ سحرگاہ	کیا ہوگئی صحبت شبانہ
ہے دل میں ابھی وہی تصور	ہے یاد ہنوز وہ فسانہ
وہ فصل نہ وہ بہار باقی	وہ گل نہ چمن نہ آشیانہ
رہتی ہے اچاٹ سی طبیعت	ملتا ہی نہیں کہیں ٹھکانا!

marfat.com

جاں حسرت دید میں تپاں ہے — دل تیر فراق کا نشانہ !
ساحل پہ پڑے ہیں سب مسافر — کشتی ہوئی کس طرف روانہ

ہے جوش میں ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر

اے کعبہ خاص و قبلہ عام — تھی تیری گلی مقام احرام !
تھا مامن جان حریم اقدس — آغاز کا غم نہ خوف انجام
سب محو تھے ظل عاطفت میں — خطرات و خیال و فکر و اوہام
اس بحر محیط میں تھے سب گم — نیکی و بدی و کفر و اسلام
پر شور تھے بے لب و دہاں ہم — سرمست بدوں بادہ و جام
مشغول جمال بے سر و چشم — مصروف سفر بغیر اقدام
دریا ہوا ایک عطا سے قطرہ — پختہ ہوا ایک نگاہ سے خام
کیخسرو و کیقباد سے بھی — تھے بخت بلند تیرے خدام
دیکھا اب ہجر چار ناچار — دیکھی فرقت بھی کام ناکام
کہدیجیو اے نسیم یہ بات — لیجائیو اے صبا یہ پیغام

ہے جوش میں ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر

ہوتی ہے جہاں میں کم کوئی ذات — بے علت و نسبت و اضافات
خورشید تھا وہ وجود باجود — دریا تھی وہ ذات فیض آیات
دیرینہ نہنگ بحر توحید — مردانہ قلندر خرابات
سلطان جہاں ترک و تجرید — شہباز معارج نہایات
نے میل مراتب و مدارج ! — نے رغبت کشف و نے کرامات
ملتی تھی مراد طلب لبوں کو ! — اس در سے بدوں عرض حاجات
اس بات کی ہو گئی گرہ وا ! — دل میں بھی نہ تھی ہنوز جو بات

marfat.com

خلوت میں ترا جمال مفتاح — جلوت میں ترا کلام مشکواۃ!

کیا تھا وہ نظر سحاب رحمت — کیا تھا وہ زمانہ فصل برسات

وہ وقت نہ وہ زمانہ افسوس — وہ لطف نہ وہ بہار ہیہات

یک آن کی آن تھی حضوری — ایک بات کی بات تھی ملاقات

ہے جوش میں ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر

اے بحر حقیقت خدائی — اے جلوۂ شان کبریائی!

باقی نہیں کوئی مشغلہ اب — رندی ہی رہے نہ پارسائی

شاہی کا نہیں خیال سر میں — جی میں نہیں حسرت گدائی!

نے بند قفس نہ شوق پرواز — باقی ہے نہ قید سے رہائی

نے حرص و ہوا نہ کچھ توکل — نے برگ و نوا نہ بے نوائی

نے فکر قصیدہ ہائے عطار — نے ذکر حدیقۂ سنائی!

نے قرب نوافل و فرائض؛ — نے تنگدلی نہ دل کشائی

بندہ نہ خدا نہ دین و دنیا — کی آپ نے خوب ہی صفائی

لیکن نہ مٹا غبار فرقت — ہرچند کہ طاقت آزمائی!

مشکل ہوا کاٹنا دنوں کا — دشوار ہوئی تیری جدائی

بیتابی دل ہے چشمک برق — اندوہ کی آگ گھٹا ہے چھائی

ہے جوش میں ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر

ایام وصال بھی تھے کیا دن — راتیں تھیں مراد مدعا دن!

محسوس نہ تھا کہاں کٹی رات — معلوم نہ تھا کدھر گیا دن

کیا جلد گذر گئے وہ دن حیف — ہوتا کوئی اور بھی سوا دن

تھی رات بہت دنوں سے اچھی — راتوں سے زیادہ خوب تھا دن

marfat.com

تھی بزم وصال دن ہو یا رات
تھی دید جمال شب ہو یا دن
دنیا میں بزرگ تھی وہی رات
تھا عمر میں بس وہی بڑا دن؛
ہر صبح عجیب شام نادر
ہر رات جدید اور نیا دن
تھی دن کو خوشی کہ اب ہوئی رات
تھی شب کو مسرت اب ہوا دن
عالم کو زبسکہ ہے تغیر
رہتے نہیں ایک سے سدا دن
تھا خواب و خیال وہ زمانہ
بجلی ہوئی رات اور ہوا دن
دن رات یہ ہی فغاں ہے لب پر
وہ رات رہی نہ وہ رہا دن

ہے جوش میں ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر

اے قبلۂ عالم معانی
سلطان جہان بے نشان
اے بحر معارف و حقائق
شاہنشہ ملک جاودانی
آگاہ مقاصد بروں؛
دانائے خواطر نہانی
یک رنگ و یگانہ و یک آئین
بے فرق مکانی و زمانی؛
خصلت میں عجیب دلنوازی
عادات میں کمال مہربانی
تھی آپ پر ختم بذلہ گوئی
تھی آپ پہ ختم نکتہ دانی
باتوں میں طریق دل کشائی
لفظوں میں ادائے خوش بیانی
تھے گوہر قدس وہ اشارات
اور غیب سے تھی وہ درفشانی
القصہ وہ احسن القصص تھے
جو بات سنی تیری زبانی
آیا نہ پسند یہاں کا رہنا
برباد ہو یہ سرائے فانی
جو کچھ گذرا سو تھا فسانہ
جو کچھ دیکھا سو تھی کہانی

ہے جوش میں ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر

اے بحر کرم محیط نایاب
لب تشنہ ہیں ماہیان بے آب

marfat.com

اے نوح سفینۂ مسرت
طوفان زدہ ہیں تمام اصحاب
پانی پت تھا بقا کا چشمہ
اب کیا ہے غم و الم کا گرداب
روتے ہیں یہاں کے سب درو بام
حوض و حجرہ و ستون و محراب
آتے تھے مدام تیرے مہمان
بنگالہ سے لے کے تا بہ پنجاب
جلوہ تھا یہ تیرے دم قدم کا
اب کیا ہے کہ مجتمع ہوں احباب
وحشت زدہ پھرتا ہے غلامی
اور غم زدہ مضطرب ہے نواب
ملفوظ مبارک و گرامی
ہے زندگی حسن کا اسباب
ساحل نہ کہیں نہ تھل نہ بیڑا
سب بحر فراق میں ہیں غرقاب
افسوس ہوا نظر سے پنہاں
وہ شمس منور جہاں تاب
اے ملک بقا کے جانے والو
کہہ دیجیو بعد عرض آداب

ہے جوش میں ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر

مسدس نواب زادہ محمد زکریا خان زکی دہلوی

واصل ہوئے اس طرف کو حضرت
عالم میں ہے شورش قیامت
کیا عرض کروں میں اپنی حالت
دل ایک ہزار گونہ حسرت
ہے جوش میں ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر!
کیوں ابر میں آفتاب آیا
کیوں خاک میں نور کو چھپایا
حضرت نے مجھے یہ کیا دکھایا
رنج و غم و درد میں پھنسایا!
ہے جوش میں ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر
خدام ہیں سربسر پریشان
کوئی بے تاب کوئی نالان
مضطر ہے کوئی تو کوئی حیران
برپا ہے غرض کہ ایک طوفان
ہے جوش میں ہجر کا سمندر
یا غوث علی شہ قلندر

marfat.com

طوفانِ صدمۂ الم ہوں | پامالِ ستم قدم قدم ہوں
رنجور ہوں سخت پھر بھی کم ہوں | ہیں منتظرِ و فورِ غم ہوں!
ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر

حد سے گذرا غمِ جدائی | حرمان سے ہے زور آزمائی
کی ضبط نے دل سے بے وفائی | ناچار یہ بات لب پہ آئی
ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر

عالم کے بدل گئے ہیں کچھ ڈھنگ | ہے دیر خراب کا عجب رنگ
آنکھوں میں ہے خار گل گہر سنگ | ہے کاہش ہر نفس سے جی تنگ
ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر

دریا میں جو قطرہ مل گیا ہے | گم ہو کے حقیقت آشنا ہے
کہتے ہیں جسے فنا بقا ہے | پر مجھ سے نہ پوچھئے کہ کیا ہے
ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر!

لطمہ یہ ہے لطمہ موج پر موج | ہر شام ہے لطمہ ہر سحر موج
زنجیر بلا ہے سر بسر موج | میں بیچ میں ہوں اُدھر اُدھر موج
ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر

رخصت ہوئے آپ جب سفر کو | میں تھام کے رہ گیا جگر کو
بھولا نہیں لطف کی نظر کو | کس سے کہوں دردِ بے اثر کو
ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر

دوری میں ہے کام نالہ کرنا | یا چشم کو آنسوؤں سے بھرنا
مشکل دمِ چند کا گذرنا | جینا ہر دم ہے مجھ کو مرنا
ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر

منشار فساد و کون عالم | ہے خندہ گل پہ اشک شبنم
مربوط ہیں یوں ہی شادی و غم | حضرت کو وصال ہم کو ماتم

marfat.com

ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر
اب ایک ہوئے جو نام تھے دو | تنہا مجھے چھوڑ کر گئے ہو
مجھ سے بھی اٹھاؤ بس دوئی کو | شاہِ دل وجان مری خبر لو
ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر
رہتا غم و درد میں گرفتار | یا کھینچنا آہ و نالہ زار
بے طور ہے مضطرب دل زار | پیدا ہیں خرابیوں کے آثار
ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر
چھوٹے گا یہ اضطراب کیونکر | جائے گا یہ پیچ و تاب کیونکر
ہو جمع دل خراب کیونکر | ہو شعلہ آتش آب کیونکر
ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر
اے وائے یہ میری تفتہ جانی | دریا ہے سرشک کی روانی
اے مظہر شاہ بے نشانی | کب تک یہ جواب لن ترانی
ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر !
آئے تھے جہان میں جس لیے آپ | پورا وہ کام کر گئے آپ
ہادی تھے دستگیر تھے آپ | ہوں بے خود و بے قرار بے آپ
ہے جوش میں ہجر کا سمندر ! | یا غوث علی شہ قلندر
تھی ذات وہ محو ذات باری | تھا رنگ دوئی سے نقش عاری
ہاں صورت وصف اعتباری | ہے موجب درد و آہ و زاری
ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر
وہ آپ کی ہائے خوش بیانی | ایک جلوہ شاہد معانی
ہر حرف میں نکتہ نہانی | ہر لفظ میں راز جاودانی !
ہے جوش میں ہجر کا سمندر | یا غوث علی شہ قلندر
توحید سے نسبت خدا داد | تقلید نبی سے خاطر آباد

marfat.com

اوقات عزیز فیض دار شاد — حرمان سعادت آہ و فریاد
ہے جوش میں ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر

اے ہادی مسلک شریعت — اے عارف منزل طریقت
اے محرم فرد بزم خلوت — اے مونس خلوت حقیقت
ہے جوش میں ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر!

اے قبلہ آستاں کہاں ہو — اے کعبہ روئے جان کہاں ہو
اے سعئ جاوداں کہاں ہو — آنکھوں سے میرے نہاں کہاں ہو
ہے جوش میں ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر

جو لمعۂ نور ذات میں تھا — وہ جلوہ نما صفات میں تھا
واجب وہی ممکنات میں تھا — دیکھا تو نہ شش جہات میں تھا
ہے جوش میں ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر

ہے شعلہ شوق دل میں محبوس — فانوس میں جیسے شمع فانوس
کہتا ہوں یہ ملکے دست افسوس — اب ہائے کہاں وہ ذوق پابوس
ہے جوش میں ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر

ہاں لمعۂ آفتاب تھا وہ — ہاں جلوۂ بے حجاب تھا وہ
نظارہ بے نقاب تھا وہ — جب آنکھ کھلی تو خواب تھا وہ
ہے جوش میں ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر!

ہے نظم بیان چشم پرخون — اشعار ہیں نالہ ہائے موزوں
پھونکا ہے یہ نجم دیں نے افسوں — دن رات زکی میں کہہ رہا ہوں
ہے جوش میں ہجر کا سمندر — یا غوث علی شہ قلندر!

دور آخر

اے نسیم صبح ایام بہار — در حرم کعبہ جاں کن گذار

marfat.com

روئے خود بر خاک پانی پت بسائے
شمۂ احوال آنجا بر کشائے

فصلے از غوغائے محشر کن بیان
کوس رحلت کوفت آں شاہ زمان

غوث ما را وقت رحلت در رسید
رفت در غیب آں شہنشاہ رشید

شہباز قدس پرید از چمن
شد نور دیدہ بساط انجمن!

باز گو از زائران گوئے او
باز گو از بیدلان روئے او

باز گو رمزے ازان دریائے راز
موجۂ دریا بدریا رفت باز

کن حدیث بحر ناپیدا کنار
باز گو زان موجہ ہائے نوربار

باز گو از بزم آں شاہ وحید
شہ سوار فرد و سلطان مجید

اے تو خوان غیب را خوش میزباں
اے تو خضر راہ ما گم گشتگان

اے جہان معرفت را آفتاب
از رخ روشن برافگندی نقاب

در نگر آوارگان خویش را!
چارہ کن بیچارگان خویش را

گوشۂ چشمی بمہجوران بکن
یک نگہ بر حالت دوراں بکن

بشنو اے سلطان ایوان بلند
مرد و زن با آہ و زاری میکنند

ہے چہ گفتم از غم و بگریستن
ہست وہم ایں مردن و ایں زیستن

تو بری از افتران و افتراق
از خیالات است ایں ہجر و فراق

وہم ہستی شد محال اشتیاق!
ہیچ باشد ماتم درد و فراق!

بلبل و گل ہیچ و بستان نیز ہم
ذوق و شوق و علم عرفان نیز ہم

گر بسنجی جملہ یک آب ست آب
جزر و مد بحر و ہم موج و حباب

وسوسہ بگذار بحر و موج کو!
بے نشانے را حسیس و اوج کو

موج خواند قصہ ہجر و وصال
بحر مستغنی ست از نقص و کمال

بحر اگر ساکن بود امواج لاست
بے تموج بحر را شرمی کجاست

جوششے زد بحر و موج آمد پدید
شد نمایاں آں قدیم اندر جدید

جوش و بحر و موج میخوانیش نام
ورنہ یکسہ مستی است بیروں از کلام

marfat.com

نیست مرداں خدا را ہیچ بند | برترست از جسم و جاں بیچوں وچند
مردگاں را خوف مردن در خورست | زندگاں را مرگ تن جاں پرورست
زندہ را ممتنع باشد ممات | مردۂ را خود روا نبود حیات
ایں حیات وایں ممات از شرک ہست | وحدتِ مطلق بود در خویش مست
آنکہ او زندہ است حی و قائم است | لایموت ولایزال و دائم است
دائم است و قائم است و زندہ است | لایزال ولم یزل پایندہ است
زندگی بے نہایت بے زوال ! | برتر آمد از تکاپوئے خیال !
خود تو بودی خود تو باشی تا دوام | اے برون از گفتگو ہا و کلام
تو در دریائے وحدت بودۂ | ہم چنانکہ بودہ آسودۂ !!
جانِ تو خود جانِ جان زندگی است | از تو خرم بوستان زندگی است
سالہا گردیدۂ در بحر و بر ! | ہم تو خود مقصود بودی از سفر
سالہا ارشاد را بردی بکار ! | ہم تو خود صیاد بودی خود شکار
از بروں در بگفتی ما و من ! | وز دروں خود گوش بودی خود سخن
از حقائق وز معارف وز یقین ! | نعرہ تر گفتی بوقت واپسین !
چیست توحید آنکہ از غیر خدا | فرد آئی در خلا و در ملا !
بحر توحید الٰہی خود توئے | بے تعین بے تشخص بے دوئی
مستی صہبائے تو چوں جوش زد | کے شود شور من و تو گوش زد
بے خودی بزم خودی آراستہ است | نعرہ ہا از خاموشی برخاستہ است
اے ندیم الشمس نجم الدین بیا | نعرۂ دیگر بزن لب برکشا
نعرہ دیگر بزن اے نجم دینے | ہائے وہوئی تست معنی آفریں

دیدہ چوں بر دید تو شیدا شود
در دروں بحر رہ پیدا شود

کاروانِ بحر در شب ہائے تار | بر کفت بنہد زمام اختیار !

marfat.com

باز بنشین در خرابات سخن　　معنی اندر شیشۂ الفاظ کن !

باز گو حرفے ز سلطان جلیل　　تا نگر در قصہ ہجراں طویل

اے درخشاں کوکب نور قدیم　　از کجا جوئیم انفاس کریم

از کجا جوئیم آن شام و سحر　　چوں فتد در حضرت پاکت گذر

از کجا جوئیم گلبانگ سرور　　از کجا یابیم آں انس و حضور

از کجا جوئیم قرب اختصاص　　اے در تو قبلہ گاہ عام و خاص

از کجا جوئیم آں خوش حال ہا　　کز دل پاکت بروں زد سالہا

پرتو حال خوشت چوں سر زند　　مرغ اندوہ والم کے پر زند !

پرتو حال خوشت چوں کوہسار　　ہست در عرصات جاں بریک قرار

حسرت و اندوہ زاید از خیال　　نے بہ پیش پرتو خورشید حال

پرتو حال تو پاک از بیش و کم　　تا حت بیرون از وجود و از عدم

پرتو حال تو پاک از نیک و بد　　بر زدہ نقش ازل را بر ابد

پرتو حال تو پاک ست از عمل　　استوار و پائدار و بے خلل !

پرتو حال تو پاک از فہم عام　　ہست لا شرقی و لا غربی مدام !

پرتو حال تو اے سلطان حال　　ہست بالاتر ز پرواز خیال

ذات تو پاک ست از حال و مقام　　شہپر عنقائے تو بشکست دام

کشف ہر حالے ز تو یابد کشود　　ہر مقامے از تو میگیرد وجود !

نقد حال تست ذات پاک تو　　ذات پاک تست در ادراک تو

درمیاں گردش لیل و نہار　　ہم چو تو کم دیدہ باشد روزگار

خضر ربانی و فرد کاملے　　عارف بے باک و مرد کاملے

پاک و بے پاک و مجرد از علل　　شاہباز اوج افلاک ازل

زندہ جاوید و پاک از جسم و جان　　شہ سوار عرصہ ہائے بے نشان

بے نشانے را شناسا در توئی !　　ہم شناسا و شناسا گر توئی

marfat.com

بے نشانے رانشان آمد ز تو!   بحر وکان گوہر فشاں آمد ز تو!
لاوالا ہر دو بپشت چیست لا   ما و تو گم گشت باقی کیست لا.
ہر چہ میگوئیم قول ماست ایں   گفتگو ہا محو شد دریاست ایں
محو را ہم محو کن اے چارہ ساز   ہست فرق از بے نیازی تا نیاز
نیست جائے گفت و تشبیہ مثال   پس شئی مخلہ کم کن خیالے
گر بگوئیم ور نہ گوئیم شان تست   ہم خیال و بے خیال آن تست
اے بری از مرگ و ہم از زندگی   نے خدائی زیبدت نے بندگی
ہم خدائے بندگانے اے خدا   بندہ ہستی یا خدا یا خود جدا
خود جدائی خود تو و صلے خود توئی   اے منزہ از یکے واز دوئی!
اے بری از حد اعداد و شمار   با وجودت نیست کس را اعتبار
با وجودت نیست چیزے معتبر   عقل تیرہ گشت و خیرہ شد نظر
ہم چو کافر با یدم بت خانہ   تار تو گوئیم جتوا فسانہ
خویش را ثابت کنم تا خواہمت   سر بنادانی و ہم تا دانمت
بت تراشم گر ترا یاد آورم   آذرم من گر ترا طاعت برم
کافرم من گر ترا آرام سجود   من چہ باشم تا نہم خود را وجود
دامن از گرد حدوث افشاندہ   در جہاں غیب مرکب راندہ
کشور تن را فرو بگذاشتے   آئینہ از پیش ما برداشتے
گفتگو را غیر ازیں آئیں نبود   گفتگو ہا از پس آئینہ بود
گفتگو بر جاست تا گر دیدہ فوت   یک بیروں از لباس حرف و صوت
پردہ صورت ندر انداختی!   معنی معنی نمایاں ساختی
جاں جہاں بودی و جان جہان شدی   ہر چہ بودی ہر چہ ہستی آں شدی
بر شکستی ساغر و مینائے ما   اے غنی الطبع بے پروائے ما
بزم انس بیدلان برہم زدی!   پشت پا بر ہستی عالم زدی

marfat.com

بزم انس بیدلان مادی بیاد — اے ز تا روئیت انجمن خالی مباد

اے ز تو خالی مباد اجائے تو — منظر حق روئے جاں افزائے تو

اے دریغا کارواں شہر جہان — رخت بربست و بزد طبل گراں

اے دریغا روزگار وصل شد — جلوۂ گردد بہار وصل شد

اے امیر الشرق نجم الدین بیا — نعرہ میزن شوری کن بے ہما

مشرقت جان و دل ویران ماست — بے سر و سامانیت سامان ماست

نعرہ تو دل بجنبانند ہمے — شور تو جانہا بشور انند ہمی

ہمت والا بما ہمراہ کن! — رو بسوئے بارگاہ شاہ کن!

شاہ مایا کسیست از مرگ و ہلاک — گر فنا گردد و عالم نیست باک

زندگی و مرگ نبود جز فریب — نیست کس را سود و سرمایہ نصیب

ہر کہ دارد مایۂ بے مایہ اوست — وانکہ اندر فقر شد بے سایہ اوست

ہر کہ جاں داری کند بے جاں تر ست — وانکہ سامان یافت بے ساماں تر ست

سود و سرمایہ خیالے بیش نیست — مایہ درویش جز درویش نیست

نقد درویشاں تہیدستی بود! — دست فروشان ہمیں ہستی بود

چیست گنج خورشدلی کیسہ تہی! — اصل دانش ہا بود نا آگہی!!

ہستی مطلق سراسر نیستی ست — اصل ہستی ہستی در نیستی ست

زندگی را ترک جاں بخشد وجود — خود توئی گر بیخودی گیرد نمود!

بے خودی و باخودی ہم ناروا ست — بے نشانے حضرت سلطان ما ست

حضرت سلطان نگردد بیش و کم — نے مثالش نے وجودش نے عدم

حضرت سلطان ندارد ما سوا — راست بر جائے خود ست ایں ماجرا

حضرت سلطان لبویشش یار نیست — سالکانش را سر و دستار نیست

حضرت سلطان نے گنجد بگفت — در سخن کس در ایں معنی نسفت

من ندانم حضرت سلطان کجاست — دل کجا و تن کجا و جان کجا ست

marfat.com

حضرت سلطان ندارد بوئے غیر ہست خود برگرد خود در دور سیر

حضرت سلطان چہ باشد لب بہ بند قاصر آمد زد بانہا و کمند

ہوش را بفروش و حیرت وام کن قطرۂ از بے خودی در جام کن

باکہ گویم کن تو خود کن یا مکن اعتبار قطرہ در دریا مکن

قطرہ گشتی و سوے دریا شدی راہ بنمودی و رہ پیما شدی

قطرگی گم گشت و دریا موج زد وہم پستی محو شد بر اوج زد

وہم را بشکن کہ برخیزد دوئے تا توئی گردی برانگیزد دوئے

از دو بینی ہست ایں مرگ و ہلاک حضرت سلطان ما پاک ست پاک

پاک را کے مرگ آید در خیال زندہ را مردن بود امر محال!

وصل او دائم بود با زندگی! ذات او در را زندہ گویا زندگی

زندہ را حلقۂ ماتم چرا ست از پے گنج مسرت غم چراست

زندہ در زندگی بے پردہ شد مردگاں را اول چرا آزردہ شد!

زندہ را بزم طرب آراستند! مردگان بہر عزا برخاستند!

زندہ گرد از دامن جاں بر فشاند مردگان را صبر و آرامش نماند

مردہ آں باشد کہ وہمش زندگی است پیچی وہم خویش اندر بندگی ست

مردہ پندارد کہ ما خود زندہ ایم زندگی را لائق و ارزندہ ایم

زندہ آں باشد کہ مردن جان اوست خانہ ویراں ساختن سامان اوست

زندہ آں باشد کہ از ہستی برست نیست اندر نیست اندر نیست ہست

زندہ آں باشد کہ بال جان کشاد نیست گشت و محو گشت و نامراد

زندہ آں باشد کہ پیش از مرگ مرد مردہ گشت و تن بہ بجز جاں سپرد

مرگ او جاں داد جانش زندہ شد در جہاں خوشدلی تا زندہ شد

او ز وہم زندگی آگاہ نیست مرگ را ہم سوئے ذاتش راہ نیست

شمس ربانی توئی اے نجم دین! بر فراز منبر جان بر نشین!!

marfat.com

ہاں بیا و نعرۂ دیگر بزن   خسا مستی تست سرخوش سخن

ہوش را بر درگہ شہ کن نثار   ہائے و ہوئے بر فگن دیوانہ وار

من کجا بودم تو خود بودی سلام !   تہمتے بر بافتی از ننگ و نام !

طوق ما کردی زنیکی و بدی !   راہ بنمودی و راہ ما زدی کجے !

مردہ گشتم تا مرادادی حیات   گم شدم چوں یافتم راہ نجات

از دم پر عشوہ ہائے پر فریب   بے سلب کردی تو مارا ناشکیب

اتحاد تو مرا بیگانہ ساخت   عقل و ہوش تو مرا دیوانہ ساخت

از نزولِ ذاتِ تو پست آمدم   تو کشیدی جام و من مست آمدم

خوئے ازاد تو درد دائم کشید   تو شدی پنہاں مرا کردی پدید

از غنائے تو شدم من مستمند   علم تو مارا بجنا دانی فگند

وصل تو مارا بہ ہجراں در سپرد   می و قایم تو شدی ما خورد و مرد

عدل تو مارا بظلم افگند و جہل   مشکل ما جملہ پیش تست سہل

تا تو کردی خندہ من گریاں شدم   تو شدے رد پوش و من عریاں شدم

تو بیاسودی شدم من پائمال   من بہ ہجر افتادم و تو در وصال

من شدم سرگشتہ تو برخاستی   من شدم تنہا تو بزم آراستی

تو گرفتی جائے و من رفتم زجائے   سر کشیدی تو من افتادم زپائے

تو شدی گنجے و من ویرانہ ام !   عقل کل ہستی تو من دیوانہ ام

تو خرامیدی و من رفتم ز دست   تو شدی بت آفرین من بت پرست

تو زمن گشتی و من گشتم ز تو !   تو زمن بگذر کہ بگذشتم ز تو

گر نماند ایں من و تو در میان !   نے ترا سود ست نے مارا زیان

چوں تو خود ہستی نمیری زینہار   نیستم من پس کجا گیرم قرار !

نجم دین اے مطلع انوار ہماں   نعرۂ دیگر بزن بے ایں و آن

خود مخاطب باش و خود میکن خطاب   خود توئی اصل سوال و ہم جواب

marfat.com

خود بخود با خود بگفت و شنید — نعرۂ از قعرِ جان باید کشید
رمز خود بے خویشتن آغاز کن — نعرہ ہائے بے سرو بے ساز کن
انچہ ناید بر زبان گفتار نیست — انچہ مخفی ماند آں اظہار نیست
من نگویم بلبل و پروانہ ! ! — ہاں برائے سوختن مردانہ
بے تپ ہجراں و بے ذوق وصال — خود بسوز و خود بساز و خود بنال
از خزاں و از بہاراں در گذر — در گدایاں قصہ پیش شہ بر
اے شہ والا کہ در رہ آمدی — در حریم خاص در سیری شدی
بازی نیرنگ خوش در باختے — اسپ و فرزین پیل و بیدق تاختے
برکشادی پائے رفتار ہمہ — فرق پیدا گشت در کار ہمہ
لیک در معنی بغیر ذات نیست — اندریں بازی ترا شہ مات نیست
ذات تو پاک است کے گردد بدل — اے بری از رنج و آفات و خلل
ہر چہ داری نے کم آید نے فزوں — نے بہ پیشت فرق بیرون و درون
نے بہ پیشت جسم و جان ہا را وجود — نے مکان و نے زمان دارد نمود
نے بہ پیشت ظاہر و باطن دو چیز — نے بہ پیشت اندک و بسیار نیز
نے بہ پیش تو فنا و نے بقا — نے بہ پیشت ابتدا و انتہا
نے بہ پیشت آسماں ہا و زمین ! — نے شریعت نے حقیقت نے یقین
نے بہ پیشت نامہا و نے نشاں — نے بہ پیشت کفر و دین ایں و آں
نے بہ پیش تو وجود ست و عدم — نے بہ پیش تو حدوث ہم نے قدم
پیش تو تعلیل و توجیہات نیست — پیش تو امثال و تشبیہات نیست
نیستی ہم پیش تو گر دید نیست — عرفۂ توحید جز توحید نیست
چیست توحید آنکہ از غیر خدا — فردائی در خلا و در ملا ! !
خود تو گفتی خود تو بشنودی زخویش — خود تو رفتی آمدی خود پیش بیش
من چہ گویم من چہ باشم من کیم — خود تو بودی خود تو ہستی من نیم

marfat.com

چوں تو بودی چوں تو خود ہستی بیا
من کجایم من کجایم من کجا

انچہ باشی باش من باشم نہ تو
خود بہ بیں و خود بدان و خود بگو

خواہ پنہاں باش و خواہی آشکار
بیدلان را با فضولی ہا چہ کار

من ندانم تو نہانی یا عیاں
نے بگنجے در یقین نے در گماں

گر توئی از من نمے آید خبر
در منم از تو نمے یابم اثر !!

بے من و تو کار نکشاید بگفت
رمز وحدت خود نمے آید بگفت

ایں عبارات و اشارات و خیال
گشتہ پیش سر وحدت پائمال

پس چہ باشد زندگانی چیست مرگ
ذات تو قائم بود بے ہیچ برگ

ذات تو لاریب پاکست و صمد
نے ازل گرد تو گردد نے ابد !

ہم ازل مستغرق تو ہم ابد
امر کردی قل ہو اللہ احد

قال را بگذار و حال خود بخود
کے بمیرد غرقہ دریائے ہو

حال و قال از تفرقہ ظاہر شود
کیست تا از اصل خود ماہر شود

جمع و تفریقے ہمی گردد عیاں
اصل ایں ہر دو نیاید در بیاں

آگہی از سرّ مطلق کے بود
آنچہ در فہم تو آید شے بود !

راست نبود ہر چہ گوئی زیں نمط
خود غلط انشا غلط املا غلط

از صحیح و از غلط ہم دور باش
ہر چہ خواہی گو بخود مسرور باش

نے غلط کردی نیاوردی صحیح
نے حسن پیداست ایں جانے قبیح

نے قبیح و نے حسن نے خوب و زشت
نیست کعبہ نیست دیر و نے کنشت

علم و عرفان نیست گشت و فرق شد
زورق اندر بحر وحدت غرق شد

غرقہ را نبود مقام و منزلے
غیر دریا نیست او را حاصلے

بارگاہ اوست بے جای و مقام
نے نشانے باشدش نے ہیچ نام

ہر کجا سر بر زند خود جائے اوست
بے سر و ساماں نیش ماوائے اوست

ہست آزادہ ندارد پائے بند
نے اسیر وقتے و نے در جائے بند

marfat.com

ہم زماں وہم مکاں خیزد از و ! — اعتبار جسم و جان خیزد از و !

نامرادی ہم از و مقصود ہم ! — عبد از و پیدا شود معبود ہم

ہر چہ مے خیزد نہ بیرون زش بود — ہر چہ غیرست آں نہ مادون زش بود

ہیچ گردونے خودست و نے خدا — اتحادے نے حلولے نے جدا

پاک از ناپاک و پاک از پاک ہم — اصل نور و اصل نار و خاک ہم

گفتہ و ناگفتہ یکساں پیش اوست — دیدہ شد نادیدہ چہ دشمن چہ دوست

ہست خود تنہا و ہم خود انجمن — گاہ نو میگردد و گاہے کہن !

معنیش واحد عبارتہا بسے — نیست نقصان گر نئے فہمد کسے

از عبارت تا بمعنی فرق نیست — گر بدانی ظاہر و باطن یکے ست

شد عبارت روے معنی را حجاب — معنی آمد در عبارت آفتاب

ہم عبارت گشت معنی را شہود — در عدم معنی عبارت در وجود

وز بمعنی ایں مثال ہیچ ہیچ — غیر معنی نیست خود موجود ہیچ

معنی آزاد خود پابست شد — نیست شد معنی عبارت ہست شد

آں عبارت نیست خود معنی ست آں — در نہاں معنی عبارت در عیاں !

نیست معنی و عبارت جز مثال ! — جملہ وہم ست و گماں ست و خیال

از عبارت وز معانی پاک شو — خاک مردانِ خدا را خاک شو

از بیاں و گفتگو لب بستہ بہ — خامہ گر جنبش کند بشکستہ بہ

ذکر و فکر و فہم و ادراک و قیاس — ایں ہمہ بگذار و ویراں کن اساس

کار دارد سوختن نے ساختن — ہست کار اینجا سپر انداختن !

قطعہ تاریخ

شد آں غوث علی سلطانِ ذیشان — کہ مارا قبلہ دنیا و دین بود ! !

مآب خلق عالم بارگاہش — تو گوئی آسمانے بر زمین بود !

marfat.com

شہ فقر و فنا در بادیۂ توحید | ورائے عرصۂ علم و یقین بود!
فرید سے بے حجاب و راست گوئی | بعرفان و حقیقت دور بین بود!
زہر گونہ کمالش بہرۂ خاص | نشان اولین و آخرین بود!
دلش تفسیر لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ | کہ فارغ از غم دنیا و دیں بود
بہمت پیش رو فرد جریدہ | بکنج خورشدلی عزلت گزیں بود
بتوحید و توکل یک سوارہ | بترک دون حق خلوت نشین بود
بایثار و کرم ابر گہر بار | ظہور شان رب العالمین بود
سخن ہائے بلند وار جمند ش | مذاق اہل حق را انگبیں بود!
کلامش ہر یکے صد باب حکمت | نکاتش طالبان را دلنشین بود
برات قسمت خود ہر کسے یافت | جہانے خرمنش را خوشہ چیں بود
بجیب اندر محیط سرمدی داشت | رموز وحدتش در آستیں بود
خرابات حقیقت را قلندر | شریعت را امام المتقین بود!
زآب و گل منزہ ذات پاکش | اگر چہ در میان ماو طین بود
کلیدے بود اسرار ازل را | نقود گنج غیبی را امیں بود
ہمش حق الحقیقت بود وہیم | ہمش عک صفا زیر نگینے بود
ندانم من چہ بود آں بحر مواج | نہ خود بود و نہ آن بود و نہ این بود
بروں از بود و نابود ست بودش | چرا گویم چناں بود و چنینے بود
بہ بحر غیب چوں کشتی فرو برد | خرد گفتا کہ خضر راہ بیں بود

۱۸ ۲ ۸۰

سنہ ۱۸۸۰ء

دیگر

شد غوث علی شہ زمانہ | سلطان حقیقت و طریقت
تاریخ وصال گفت ہاتف | او بود شہنشہ حقیقت

۱۲ ۵ ۹۶

marfat.com

ہفتم خاتمۃ الکتاب مشتمل بر بعضے حالات بعد از وصال و حال راقم

جس وقت جناب قبلۂ امام و کعبۂ خاص و عام کا وصال ہو چکا تو اول اس خاکسار دل افگار کو تعمیل وصیت کی فکر ہوئی گیارہ بجے شب کے ہمراہی چند صاحبوں کے اسی میدان میں پہنچا جس کا نشان حضرت نے بوقت وصیت دیا تھا بعد جستجو وہ جگہ پسند آئی جہاں کہ اب مزار مبارک بنا ہوا ہے راقم نے اس زمین کی کیفیت ملکیت وغیرہ دریافت کی تو اہل پانی پت سے معلوم ہوا کہ یہ زمین لاوارث ہے بجز ذات پروردگار کے کوئی اس کا والی وارث نہیں مگر ہاں شاملات طرف افغان کہلاتی ہے کسی کا خاص دعویٰ اور کسی خاص شخص کا قبض و دخل نہیں ہے علی الصباح اپنے چند پیر بھائیوں کو مع دیگر اشخاص کے زمین مجوزہ میں نے دکھلائی سب صاحبوں نے اتفاق رائے کیا اس وقت راقم نے اپنے ہاتھ سے قبر کا نشان بنا دیا اور تیاری قبر شروع کرا دی وہاں سے آکر تجہیز و تکفین کا سامان کیا ہزار ہا آدمی ہندو مسلمان خاص شہر اور گرد نواح کے رہنے والے جنازہ شریف کو اٹھانے کے لیے جمع ہو گئے دو بار نماز پڑھی گئی مجاوراں قلندر صاحب نے بہت شور و غل مچایا کہ ہم حضرت کو اپنی زمین مقبوضہ میں رکھیں گے لیکن ان کا فتنہ و فساد پیش نہ گیا جو کچھ وصیت ہوئی تھی اس کی تعمیل کی گئی جب قبر تیار ہو گئی تو شیخ بو علی بخش صاحب قریشی نے اس مجمع کثیر و جم غفیر میں کہ نایب تحصیلدار و تھانہ دار اور مع عمال و اہلکار اور افسران محکمہ بندوبست اور اکثر عمائد و روسائے پانی پت اور ہزاروں ہندو مسلمان جمع تھے یہ بات جملہ افغانان پانی پت سے کہی کہ گو یہ زمین لاوارث شاملات طرف افغانان ہے لیکن چونکہ تمہاری پٹی سے منسوب ہے!

manrat.com

لہذا تم سب صاحبوں کی خدمت میں عرض ہے کہ یا تو اس زمین کی قیمت دے کر بیعنامہ تحریر کر دو یا اس زمین کے عوض میں اور زمین دے لو یا بنام خدا وقف کردو ایسا نہ ہو کہ بعد میں کچھ فتنہ وفساد برپا ہو افغانوں نے کہا کہ ہم لوگ باہم مشورہ کر کے جواب دیتے ہیں تمام افغانوں نے الگ بیٹھ کر مشورہ کیا اور حکیم موجو خان نے بطور سرگروہ کے سب کی طرف سے علی الاعلان یہ جواب دیا کہ سنو صاحبو ہم لوگوں نے یہ قطعہ زمین حضرت کے مزار شریف کے واسطے وقف کیا ہم کو اور ہماری اولاد کو کسی طرح کا دعویٰ نہیں ہوگا خدام حضرت کو ہر طرح اس قطعہ زمین کا اختیار ہے اس جواب پر ہر طرف سے صدائے آفرین بلند ہوئی اور جسم لطیف وجسد شریف اس چٹیل میدان میں دفن کیا گیا اور حسب وصیت ایک گھنگرا سرہانے اور ایک پائنداز میں رکھ کر سب لوگ بادل پر درد وآہ سرد واپس ہوئے اس کے بعد افغان اپنے قول سے منحرف ہو گئے اور لوگ بجائے تحسین کے نفرین کرنے لگے۔

احوال روز سوم

جب کہ تیسرا دن ہوا تو موافق رسم زمانہ ایک مجمع عام واسطے فاتحہ خوانی کے مجتمع ہوا حافظ سعد اکبر صاحب پانی پت نے اس راقم عاجز کی طرف اس طرح خطاب کیا کہ اس وقت تمام عمائد شہر اور تمہارے اکثر برادران طریق موجود ہیں ان کی خواہش ہے کہ دستار خلافت تمہارے سر پر رکھیں کیونکہ جناب وقبلہ کی عنایت بغایت تمہارے حال پر بہت تھی اور نیز ایام ضعف وعلالت میں تمہارے ہاتھ پر چند آدمیوں کو خود حضرت نے بیعت کرایا پس سب کے نزدیک تم اس دستار کے مستحق ہو میں نے بجواب اس بات کے عرض کیا کہ اول تو میں ایک آزاد سیاح خانماں برباد آج یہاں کل وہاں نہ رہنے کا بھروسہ نہ قیام کا ٹھکانا خلافت کے لیے ایسا شخص چاہیئے جو جانشین وگوشہ گزیں رہے دوسرے یہ کہ اگر جناب قبلہ وکعبہ اپنے دست مبارک سے ایک پاپوش بھی میرے سر پر رکھ دیتے تو میں اس کو فخر دو عالم سمجھتا ورنہ غیروں کے ہاتھ سے تو تاج سلطنت بھی ہیچ ہے تیسرے یہ کہ نہ ہمارے قبلہ وکعبہ نے اس طرح کی دستار باندھی نہ میں باندھوں۔ اور جس طرح

marfat.com

جناب وقبلہ کو اجازت وخلافت ملی تھی وہ مجھ کو خود عطا فرما چکے ہیں اب اس دستار کی کیا ضرورت ہے پھر حافظ سعد اکبر نے فرمایا کہ اچھا تم جس کو کہو اس کو دستار باندھی جاوے کیونکہ ایک آدمی کا رہنا خانقاہ مبارک پر ضروریات سے ہے میں نے کہا کہ یہ تین صاحب بزرگ موجود ہیں منشی فضل رسول صاحب حافظ محمد یوسف صاحب ۔ صاحبزادہ علی حسن صاحب ان حضرات کو اختیار ہے ۔ خود باندھیں یا کسی کو بندھوائیں یہ جواب سن کر حافظ صاحب موصوف منشی فضل رسول صاحب کی طرف متوجہ ہوئے منشی صاحب نے جواب دیا کہ میں ایک دنیا دار آدمی ہوں اور یہ دستار فقر ہے نہ تو میں خود اختیار کرسکتا ہوں نہ کسی کو دے سکتا ہوں اس لیے کہ یہ کام مردان معنی یعنی اہل بصیرت کا ہے کہ جس کو قابل دستار سمجھیں اس کے سر پر باندھیں اور اگر یہ دستار چودہراہت یا نمبرداری کی دستار ہے تو آپ لوگ مختار ہیں جس کے سر پر جی چاہے آج رکھ دیجئے کل اتار لیجئے حافظ صاحب نے جواب دیا کہ صاحب ہم لوگ تو آپ کو فقیر سمجھتے ہیں اور یہ دستار فقیری ہے کیونکہ سجادہ نشینان حضرت قلندر صاحب وشاہ ولایت صاحب ومخدوم صاحب لائے ہیں منشی صاحب نے کہا کہ آپ لوگ دنیا دار ہیں یا فقیر کہا کہ ہم تو دنیا دار ہیں لیکن دستار ازجانب فقرا ہے تب منشی صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ مجھ کو فقیر تصور کرتے ہیں تو جائے تعجب ہے کہ فقیر دنیا داروں کے ہاتھ سے دستار باندھے ہاں قلندر صاحب وحضرت شاہ ولایت صاحب یا جناب مخدوم صاحب اپنے دست مبارک سے ایک پرانی جوتی ہمارے سر پر رکھ دیتے تو وہ ہزار دستار سے بہتر وبرتر تھی اور اگر ان سجادہ نشین صاحبوں میں کوئی بھی بزرگ صاحب بصیرت اور مرد خدا ہیں تو بسم اللہ وہ خود لائق دستار کو چشم باطن سے منتخب کرلیں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ دستار بندی ہمارے خاندان کا دستور نہیں تو ہمارے قبلہ وکعبہ نے کسی کی دستار باندھی ہے نہ ہم باندھیں جس کو اللہ تعالے منظور ومقبول فرمائے گا اس کو دستار خود عنایت

marfat.com

ہو جائے گی بعد ازاں حافظ سعد اکبر حافظ محمد یوسف صاحب کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا کہ آپ کی کیا مرضی ہے جواب دیا کہ مجھ کو حضرت نے چار دفعہ حیدر آباد جانے کی تاکید فرمائی لیکن مجھ سے بڑی خطا و نافرمانی ہوئی کہ حضور کے سامنے نہ چلا گیا اب عزم مصمم ہے کہ چار روز کے بعد حیدر آباد کو روانہ ہو جاؤں گا پس میں مجبور ہوں البتہ صاحبزادہ علی حسن صاحب کو دستار باندھی جائے تو مناسب ہے اس پر حاضرین مجمع نے کہا کہ صاحبزادہ صاحب کو اختیار ہے کہ مریدوں میں سے جس کو لایق سمجھیں اس کے سر پر دستار باندھیں نہ یہ کہ مرید کی دستار خود صاحبزادہ باندھیں یہ امر خلاف طریقہ قدما ہے جب یہ بات طے ہو چکی تو دستار بندی موقوف رہی اور مجلس برخاست ہوئی۔

راقم کی آوارہ گردی و صحرانوردی

حال اس آوارہ گرد کا یہ ہے کہ جب میری عمر تیرہ ۱۳ برس کی ہوئی تو اس وقت تک پڑھنے لکھنے کی طرف اصلا توجہ نہ تھی لہو و لعب کے سوا کوئی مشغلہ نہ تھا سیر و شکار کے سوا کسی چیز کی رغبت نہ تھی حضرت والد ماجد نے یہ کیفیت ملاحظہ فرما کر ازراہ شفقت پدری بغرض اصلاح حال و تحصیل و تکمیل علوم مروجہ بخدمت جناب مولوی عبدالغنی صاحب مدرس اعلیٰ اور مولوی احمد حسن صاحب نائب مدرس مدرسۃ التعلیم المعلمین راولپنڈی روانہ فرمایا مدرسہ میں داخل ہو کر سال بھر تعلیم پائی بفضلہ تعالیٰ امتحان سالانہ میں کامیاب ہوا۔ اور سند حاصل کر کے ملازمت سرکاری اختیار کی دو سال اس شغل میں گذارے۔ پھر چند احباب نے سوات بنیر کا عزم کیا معلوم ہوا کہ بخدمت جناب و قبلہ اخوند عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ بارادہ بیعت جاتے ہیں میں بھی رخصت لے کر مسافروں کا ہمدم و ہمقدم ہوا لیکن مجھ کو کچھ تمیز نہ تھی کہ اس کام کا مآل اور اس فعل کا نتیجہ کیا ہوتا ہے، اور پیری مریدی، کیا چیز ہے خریرفت دخریرفت کا مضمون نشان ان کی دیکھا دیکھی میں نے

marfat.com

بھی شرف بیعت حاصل کیا اور واپس آن کر پھر اسی دھندے میں مصروف ہو گیا جب سات برس نوکری میں گذر چکے اور عمر کا اکیسواں سال ہوا تو ایک روز خیال آیا کہ افسوس تو نے دنیا کا علم تو حاصل کیا مگر علوم دینی سے بے بہرہ رہ گیا اسی خیال میں استعفا داخل کر دیا لیکن حاکم نے منظور نہ کیا دوبارہ دیا پھر سہ بارہ دیا تو یہ حکم آیا کہ اگر تم استعفا دو گے تو سزا ملے گی۔ طبیعت کا یہ حال اور حاکم کی یہ کیفیت نہایت حیران و پریشان ہوا کہ الٰہی اب کیا کروں یہ نوکری تو وبال جان ہوگئی دو تین دن کے غور و فکر کے بعد یہ بات دل میں ٹھانی کہ خیر جو ہو سو ہو چپ چاپ یہاں سے نکل چلو ہم نے کوئی چوری نہیں کی ہے کہ خواہی نخواہی سرکار گرفتار کرے گی۔ یہ سوچکر ایک رات جنگل کی راہ لی بعد قطع منازل و طے مراحل حضرت سلطان باہو صاحب کی خانقاہ میں پہنچا جو ملتان سے تیس کوس بجانب شمال و غرب واقع ہے۔ اور دل میں خیال گذرا کہ ان بزرگ سے اس معاملہ میں استصواب کروں گا کہ اب کدھر کو جاؤں اور کہاں سے میرا مطلب حاصل ہوگا کیونکہ یہ مزار اس باب میں مشہور تھا کہ جو شخص اپنے حل مطلب کا سوال کرتا ہے اس کو کچھ اشارہ ہو جاتا بارہ دن اسی توقع میں رہا مگر کچھ سراغ حصول مدعا کا نہ لگا میرے دل میں نہایت پریشانی اور تردد پیدا ہوا۔ ایک کامل مجذوب اس خانقاہ میں رہتے تھے ایک روز مجھ کو ملول دیکھ کر بولے کہ گل حسن ادھر آؤ۔ مجھ کو نہایت تعجب ہوا کہ اس شخص نے میرا نام کیونکر جان لیا میں ان کے قریب گیا تو فرمایا کہ تم آزردہ مت ہو کیونکہ بادشاہ سلامت دہلی گئے ہیں اور وہاں کے اہل دفتر نے رخصت لی ہے جب وہ تشریف لادیں گے تو ہم تم کو رخصت کرادیں گے خاطر جمع رکھو۔ چلو تم کو باغ کی سیر کرائیں یہ کہہ کر باغ میں گئے ایک پھول گلاب کا توڑا اور میرے سر پر رکھ دیا سیر کرتے کرتے عصر کا وقت ہوگیا فرمایا کہ چلو نماز پڑھیں ہم دونوں نے ایک کنوئیں پر وضو کیا اور مسجد میں جاکر میں جماعت میں شامل ہوگیا وہ ایک طرف بیٹھ کر بڑ بڑانے لگے بعد نماز مجذوب تو چلدئے میں خانقاہ کی مسجد میں بیٹھا رہا دوسرے دن مجذوب مجھ کو تلاش کرتے

marfat.com

ہوئے آئے اور کہا کہ چلو بادشاہ سلامت آ گئے ہیں تم کو رخصت کرا دوں میرا ہاتھ پکڑ کر خانقاہ کے اندر لے گئے جھک کر سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگے کہ بادشاہ سلامت یہ شخص بہت دنوں سے بیٹھا ہے۔ اس کا گلا کاٹ دو پھر بڑبڑانے لگے ذرا دیر میں بولے کہ چلو تمہاری رخصت ہو گئی۔ میں چلا آیا رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ سلطان باہو صاحب فرماتے ہیں کہ تم ہندوستان کو جاؤ وہاں تمہارے سب مقاصد حاصل ہوں گے غرض پندرہواں دن تھا کہ میں وہاں سے رخصت ہوا براہ ملتان و پاک پٹن و نبگلہ و فتح آباد و حصار رُہتک و بہادر گڈھ دہلی میں پہنچا۔ چار دن وہاں رہا مگر جی نہ لگا۔ اور دل بہت گھبرایا پانچویں روز دہلی سے بعزم لاہور روانہ ہوا جب آثار عمارت پانی پت نظر پڑے تو دل نے تسکین پائی اس خاک پاک کی آب و ہوا نے میری افسردہ طبیعت میں گویا جان ڈال دی شہر میں داخل ہوا تو خود بخود در و دیوار سے دل کشی و دل آویزی ٹپکتی تھی ؎

گفت از جاہا کدامے خوشتر است!
گفت آں شہرے کہ دروے دلبر است

رات کو قلندر صاحب کی خانقاہ میں ٹھہرا دن نکلا تو شہر کی گلی کوچوں میں پھرتا رہا اور بھوتوں والی مسجد میں قیام پسند کیا ؎۔

ساربانا بار بکشا ز اشتران
شہر تبریز ست و کوئے دلبران

پھر مولوی فتح محمد صاحب سے ملاقات ہوئی ان سے میزان و منشعب کا سبق شروع کیا چند روز کے بعد خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ سفید ریش نورانی چہرہ فرماتے ہیں کہ تم قلندر صاحب کی درگاہ میں جایا کرو میں خاموش ہو رہا آنکھ کھلی تو سوچا کہ یہ بھی ایک وہم و خیال ہے۔ دو تین دن کے بعد پھر وہی بزرگ خواب میں آئے اور فرمایا کہ تو گیا نہیں

marfat.com

آج سے ضرور حاضر ہوا کرو ورنہ تیرے حق میں اچھا نہ ہوگا آنکھ کھلی تو گمان گذرا یہ وسوسہ ہے میں طالب علمی کرنے اور پڑھنے کے واسطے آیا ہوں نہ قلندر صاحب کی زیارت کے لیے بہت سی لاحول پڑھی اور خواب کو دل سے محو کیا۔ دو تین دن کے بعد پھر وہی خواب دیکھا وہ بزرگ غصّہ کی راہ سے فرماتے ہیں کہ تو ہمارا کہنا نہیں مانتا کیا تیری کمبختی آئی ہے میں نے جواب دیا کہ صاحب میں پڑھنے کے واسطے آیا ہوں مجھ کو قلندر صاحب سے کیا غرض کہا کہ جو ہم کہتے ہیں وہ کر ورنہ تیری گردن توڑ دیں گے میں نے کہا کہ خیر بہت اچھا جایا کروں گا مگر اس شرط پر کہ قلندر صاحب قادری ہوں فرمایا کہ تم کو قادری چشتی سہروردی نقشبندی سے کیا مطلب جو ہم کہتے ہیں سو کرو اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ دل پر خوف طاری ہوا کہ الٰہی یہ کون شخص میرے پیچھے پڑ گیا ہے قہر درویش بر جانِ درویش عصر کے وقت قلندر صاحب کے مزار پر گیا اور فاتحہ پڑھ کر حوض کے گوشہ شرقی و شمالی پر جو چبوترہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اس پر آبیٹھا اور حوض کی سیر دیکھتا رہا تھوڑی دیر کے بعد جناب قبلہ و کعبہ مرشدنا و مولانا سید محمد غوث علی شاہ صاحب مبارز خان صاحب کی مسجد سے تشریف لائے اور میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ میں نے جواب سلام عرض کیا پھر استفسار فرمایا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو اور یہاں کیوں آئے ہو چونکہ طبیعت میں اک وحشت تھی میں نے جواب دیا کہ آپ کیوں پوچھتے ہیں آپ کو اس سے کیا فرمایا کہ تمہاری صورت مسافرانہ معلوم ہوتی ہے اور ہم بھی نووارد ہیں چھ مہینے سے یہاں مقیم ہیں قاعدہ ہے کہ مسافر کو دیکھ کر مسافر خوش ہوتا ہے۔ اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ

marfat.com

ہمارا جی چاہتا ہے کہ تمہارا حال سنیں اپنا کہیں تاکہ غم غلط ہو میں نے عرض کیا کہ حضرت میں ہی مسافر ہوں اس شہر میں اور بہت سے مسافر ہوں گے کسی کو بلا لیجئے اور غم غلط کیجئے میں باتیں کرنے کے لیے یہاں نہیں آیا ہوں آپ ہنس کر بولے کہ اب تو ہماری تمہاری مورچہ بندی ہو گئی جب تک فیصلہ نہ ہو لے گا ہم تم کو چھوڑیں گے نہیں چلو حجرہ میں بیٹھیں اور خوب لڑیں یہ فرما کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور حجرۂ شریف کی طرف لے چلے وہاں بیٹھ کر گفتگو ہونے لگی آخر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

رات تھوڑی حسرتیں دل میں بہت
صلح کیجئے بس لڑائی ہو چکی

میں اپنے دل میں بہت نادم ہوا کہ یہ مرد بزرگ تو مہربانی سے پیش آئے ہیں اور تو وحشت اور سخت کلامی کرتا ہے اس میں تیرا کیا ہرج و نقصان ہے اپنا حال سنا دے، یہ خیال کر کے میں نے اپنے تمام سرگذشت بیان کر دی فرمایا کہ ہم سے ہر روز ایک دفعہ مل جایا کرو تو کچھ تمہارا ہرج نہ ہوگا اور تمہارے دل پر گرمی ہے یہ درود شریف پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَابِقًا نُوْرُہٗ وَّاٰخِرًا ظُھُوْرُہٗ وَّرَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وُجُوْدُہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ۔ میں نے عرض کیا کہ بہت اچھا پھر میں نے اپنی گستاخی کا قصور معاف کرایا اور رخصت ہوا۔ اس روز سے یہ معمول ہو گیا کہ ہر روز دو بار حاضر خدمت ہوتا۔ روز بروز محبت زیادہ ہونے لگی اور بکمال مہربانی سے قبل از بیعت ہی تعلیم فرمانا شروع کر دیا۔ اور حضور کی فیضان صحبت سے پیری و مریدی کا نتیجہ اور بیعت و ارادت کی حقیقت منکشف ہوئی کمترین نے بیعت کی درخواست کی اور بہت اصرار کیا فرمایا کہ ابھی وقت نہیں آیا چندے صبر کرو اور حزب البحر کی زکوٰۃ دو۔ بموجب ارشاد کے زکوٰۃ دی فرمایا کہ اسکو ہمیشہ پڑھا کرو، پھر میں نے درخواست کی کہ حضرت کوئی ورد تعلیم فرمایئے ارشاد کیا کہ میاں تم تو اجاڑ گاؤں میں رہا کرو

marfat.com

میں نے اصرار کیا فرمایا کہ اچھا آج رات کو قلندر صاحب کے مزار کے دروازہ پر بارہ بجے کے بعد پڑھنا کیوں کہ دس گیارہ بجے تک تو ہمارے پاس آدمی ہوتے ہیں اس وقت تمہاری خبر نہ ہو سکے گی وہ ورد یہ ہے

حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللّٰہُ مَا فِیْ قَلْبِیْ غَیْرُ اللّٰہِ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

حسب الارشاد رات کے بارہ بجے در مزار پر بیٹھ کر میں نے یہ ورد شروع کیا تھوڑی دیر بعد ایک بیہوشی طاری ہوئی اسی حالت میں ایک مار سیاہ نہایت دراز جس کے سر پر سیاہ بال بالشت بھر لمبے اور آنکھیں شمع کی طرح روشن میرے گرد تین چکر دے کر اور ران پر سر رکھ کر سو گیا لیکن مجھ کو اصلا خبر نہ ہوئی جب اس کے سر کی گرمی ران کو پہنچی تو میں بیدار ہوا۔ چراغ روشن تھا اس اژدہا کی صورت دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے تسبیح ہاتھ سے گر پڑی سکتہ کا سا عالم ہو گیا، اب کروں تو کیا کروں تھوڑی دیر کے بعد خیال آیا کہ یہ تو بہر طور اٹھے گا اور جو ہونا ہے وہ ہو کے رہے گا تو ہی اس کو بیدار کر میں نے ران کو جنبش دی وہ گھبرا کر اٹھا اور پھن اٹھا کر میرے سر کے مقابل کھڑا ہو گیا اور بالشت بھر کی زبان نکالنے لگا یہ کیفیت دیکھ کر حواس جاتے رہے آنکھیں بند ہو گئیں گردن جھک گئی تھوڑی دیر بعد میں نے کن انکھیوں سے دیکھا تو معلوم کہ وہ بدستور کھڑا ہے اور بار بار زبان نکالتا ہے پھر میں نے دل کو مضبوط کیا اور سیدھا ہو کر اس سے کہا کہ میں از خود یہاں نہیں بیٹھا مجھ تو کو کسی نے بیٹھایا ہے اگر تجھ کو کاٹنا منظور ہے تو کاٹ کھا ورنہ چلا جا ناحق ستانے سے کیا فائدہ اتنا کہتے ہی وہ سانپ اپنے حلقہ کھول کر قلندر صاحب کے روضہ میں چلا گیا۔ حاجی فرید الدین مرحوم میرے قریب سوتے تھے آواز سنکر جاگ اٹھے پوچھا کیا ہے، میں نے ماجرا بیان کیا وہ لکڑی لے کر اٹھے اور سانپ کو ڈھونڈا لیکن پتہ نہ ملا۔

میں پھر تسبیح سنبھال کر ہو بیٹھا اور ورد شروع کیا جب صبح کا وقت قریب

marfat.com

آیا اور تسبیح رکھ کر دوپٹہ باندھنے لگا پھر جو تسبیح اٹھاتا ہوں تو ایک سانپ میرے ہاتھ کو لپٹ گیا میں نے حاجی صاحب کو پکارا کہ دوڑیو مجھ کو سانپ نے کھا لیا حاجی مرحوم لاٹھی لے کر دوڑے اور میں نے بمشکل تمام سانپ کے بل پہنچے اور بازو سے کھولے۔ اور ہاتھ جھٹک دیا۔ سانپ گرا حاجی صاحب نے لکڑی ماری وہ تڑپنے لگا جب غور سے دیکھا تو وہی تسبیح ہے اور اس ضرب سے کئی دانے بھی ٹوٹ گئے ہیں۔ حاجی صاحب بھی حیرت میں رہ گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کیا بھید ہے میں نے کہا صاحب میں خود حیران ہوں پھر مسجد میں آیا نماز پڑھی کچھ دیر بعد حاضر خدمت مبارک ہوا تو دیکھا کہ جناب و قبلہ حجرہ کا دروازہ کھولے کواڑوں کو پکڑے ہوئے کھڑے ہیں مجھ کو دیکھتے ہی شعر ارشاد کیا سے

باجن لگی بانسری اور نکسن لاگے راگ ۔۔۔ بانبی پانی بھر گیو اور سر پہ لاگی آگ

پھر فرمایا ارے میاں رات یہ کیا شور وغل تھا۔ میں نے تمام کیفیت عرض کی فرمایا کہ ہاں تم نے بانسری بجائی تو سانپ بھی نکلا میں نے عرض کیا کہ حضرت اگر یہی بانسری اور یہی سانپ ہیں تو ایک نہ ایک دن میری روح تحلیل ہو جائے گی آپ ہنسنے لگے پھر میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیا بات تھی فرمایا کہ یہ قلندر صاحب کے بہروپ ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں حضور مجھے تو یہ بہروپ زندہ قلندر صاحب کے معلوم ہوتے ہیں یہ بات سنکر خاموش ہو گئے۔

ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت کوئی عمل خضر علیہ السلام کی ملاقات کا بھی ہے فرمایا کہ ہاں بہت عمل ہیں لیکن ہم کو تو کوئی یاد نہیں۔ چند روز کے بعد مجھ کو ایک کتاب ضخیم عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اس کی سیر کرو اور دیکھو اس میں کیا لکھا ہے۔ میں نے مکان پر لے جا کر اس کا مطالعہ کیا تو ایک مقام پر یہ عمل نظر پڑا کہ اول دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ تین بار آیۃ الکرسی تین بار الم نشرح گیارہ دفعہ سورہ اخلاص اور بعد سلام اس عزیمت کو

marfat.com

سات بار پڑھ کر سینہ پر دم کرے اور بصورت محمد قبلہ رُخ شمال کو سر کر کے زمین پر سو رہے تو خضر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوگا سہ روزہ یہ عمل کرے یعنی شب چہار شنبہ و پنجشنبہ و جمعہ۔ وہ عزیمت یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حُبٌّ ثَبَتٌ طَبَابِیْقٌ طَاءٍ طِبٌّ شَافِعٌ وَّتَشْفِیْعٌ وَّمُجْتَمِعٌ وَّحِرْزٌ وَّحَرِیْزٌ وَّدِیْقٌ وَّجَنَّۃٌ بِحَقِّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝

میں نے اس ترکیب کے بموجب عمل کیا تو پہلی شب میں مشرف بزیارت خضر علیہ السلام ہُوا اور جو کچھ دیکھا گیا۔ بیان میں نہیں آسکتا البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت قلب مثل آئینہ ہو گیا تھا۔ صبح کو یہ کیفیت جناب قبلہ و کعبہ سے عرض کی تو فرمایا میاں دوڑو اس کتاب کو لاؤ۔ میں جھٹ پٹ گیا اور لایا فرمایا کہ عمل ہم کو بھی نقل کرو میں نے اپنی قلم سے دیوان نیاز پر نقل کر دیا تب ارشاد کیا کہ تم اجازت دو ہم بھی اس عمل کو کریں گے۔ کیونکہ تم اس کے عامل ہو گئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی کتاب اور آپ ہی کا عمل ہے

دیدار می نمائی و پرہیز میکنی   بازارِ خویش و آتش ما تیز میکنی

اس کے بعد میں نے بیعت کے لیے باصرار التماس کیا تو فرمایا کہ قصیدہ بردہ حفظ کر لو۔ جب حفظ کر لیا تو اس کی ترکیب ارشاد کی بموجب ارشاد کے رات کو پڑھ کر سو رہا خواب میں دیکھا کہ جناب رسول الثقلین صلعم قلندر صاحب کی مسجد میں نماز عصر پڑھاتے ہیں۔ میں بھی وضو کر کے جماعت میں شریک ہو گیا۔ بعد سلام قدمبوس ہُوا۔ حضرت نے قرآن شریف کا آخری پارہ عنایت فرمایا۔ بیدار ہُوا تو یہ کیفیت جناب قبلہ سے عرض کی۔ فرمایا کہ آج پھر پڑھو۔ پھر پڑھا رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مذکور میں نماز فجر پڑھاتے ہیں۔ میں بھی وضو کر کے شامل ہُوا اور بعد سلام آپ نے تمام قرآن مجید من اولی الی آخرہ عنایت فرمایا بعد بیداری یہ خواب بھی حضرت قبلہ سے عرض کیا حکم ہُوا کہ آج پھر پڑھو۔ جب پڑھ کر سویا تو دیکھتا ہوں کہ جناب رسول صلعم کے فراق میں دریا و صحرا اور کوہ و بیابان طے کرتا

marfat.com

ہوا ایک ریگستان میں پہنچا اور بیہوش ہو کر گر پڑا ہوں اور سطح ریگ پر پڑا تڑپتا ہوں کہ ناگاہ محبوب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کثیر کے ساتھ تشریف لائے اور میرے سر کو اٹھا کر اپنے زانوے مبارک پر رکھا اور ردائے شریف سے گرد وغبار میرے چہرہ کا صاف کیا میں ہوش میں آیا تو حضرت کے روئے منور پر نظر پڑی، میں نے رو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ میری فریاد رسی فرمائیے اس کے جواب میں رسول صلعم نے ارشاد فرمایا کہ بیٹا گھبرا مت اللہ تعالیٰ اپنا فضل وکرم کرے گا اور تیرے سارے مقاصد حاصل ہو جائیں گے خاطر جمع رکھ بیقراری مت کر ابھی وقت نہیں آیا تھوڑے عرصہ میں منزل مقصود کو پہنچ جائے گا، اس کے بعد میری آنکھ کھلی تو اس وقت ایک عجیب کیفیت طاری تھی کہ عبارت میں نہیں آسکتی صبح کو یہ تمام حال جناب وقبلہ کی خدمت میں عرض کیا فرمایا کہ تم کو مبارک ہو مبارک ہو میاں یہ حال تو ہم پر بھی نہیں گذرا تھا۔ جو تم پر گذرا لو تم کو حج بھی نصیب ہوگا اور مدینہ منورہ کی راہ میں تم انہیں آنکھوں سے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھو گے اور یہ واردات خواب کی بیداری میں تم پر گذرے گی لیکن تم پہچانو گے نہیں۔

ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت توجہ کیا چیز ہے۔ اور اس میں کیا کیفیت گذرتی ہے اور اس کا حاصل کیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ میاں کتابوں میں تو یوں لکھا ہے کہ مرشد طالب کو سامنے بیٹھا کر اللہ کی ضرب اس کے قلب پر لگاتا ہے اس وقت ایک نور مرشد کے قلب سے نکل کر مرید کے سینہ میں جاتا ہے اور توجہ کی بہت سی قسمیں ہیں ان میں سے ایک توجہ اتحادی ہے کہ پیر مرید کو اپنا جیسا بنا لیتا ہے۔ یہاں تک کہ دونوں کی شکل صورت ایک ہو جاتی ہے کچھ تفاوت باقی نہیں رہتا۔

اندریں یم ماہیان پرفن اند　　　مار را از سحر ماہی مے کنند

اس توجہ کا اثر قیامت تک رہتا ہے کسی حال میں زائل نہیں ہوتا۔ میں نے عرض کیا

marfat.com

کہ حضرت میں کتابی بات کا سوال نہیں کرتا بلکہ میری غرض حصول کیفیت ہے نہ بیان اس کا۔ فرمایا کہ ہاں یہ اور بات ہے۔ اتنے میں کچھ اور گفتگو شروع ہو گئی وہ بات آئی گئی ہوئی۔ اس رات کو میں سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چاردیواری کے اندر کسی بزرگ کی قبر ہے جانب غرب تو جناب قبلہ بیٹھے ہیں اور جانب شرق ایک مجذوب ہیں۔ میانہ قد فربہ اندام سانولی رنگت کشادہ پیشانی گھنگرالے بال ریش گنجان کچھ سفید کچھ سیاہ اور دونوں حضرات مشغول مراقبہ ہیں میں نے جاکر سلام کیا۔ جناب قبلہ نے ارشاد کیا کہ حضرت کی خدمت میں جاؤ۔ میں مجذوب صاحب کی طرف گیا انہوں نے فرمایا کہ نہیں مولانا صاحب پہلے آپ حضرت فرماتے ہیں کہ نہیں قبلہ پہلے آپ آخر مجذوب صاحب نے فرمایا کہ اچھا بیٹھو۔ اور میرے قلب پر ہو کی ضرب لگائی اس دم آنکھوں میں ایک بجلی سی کوند گئی اور میں بیخود ہو گیا تھوڑی دیر میں ہوش آیا تو کہا جناب میری تسلی نہیں ہوئی فرمایا کہ اب مولانا صاحب کی خدمت میں جاؤ۔ میں ادھر آیا تو جناب قبلہ نے ایک نگاہ کی میں فوراً بیہوش ہو کر تڑپنے لگا ہوش آیا تو وہی سوال کیا کہ حضرت میری تسلی نہیں ہوئی فرمایا کہ بس اب مر جائے گا۔ عرض کیا کہ گو مر جاؤں میری مراد یہی ہے آپ نے دوبارہ القا فرمایا میں پھر بیہوش ہو گیا بڑی دیر بعد ہوش و حواس درست ہوئے تو درخواست کی کہ حضرت میری تشفی نہیں ہوئی فرمایا کہ اب تیرا قلب پھٹ جائے گا بس کر۔ اس کے بعد آنکھ کھلی تمام جسم عرق عرق ہے اور ہر بُنِ مُو سے اسم ذات جاری ہے قلب کی یہ حالت کہ سینہ سے باہر نکلا پڑتا ہے جسم کو دیکھتا ہوں تو گویا آئینہ حلبی ہے جدھر دیکھتا ہوں شرق سے غرب تک کوئی چیز حاجب نظر نہیں تمام روئے زمین مثل دمن پیش نگاہ ہے۔ یہ کیفیت مشاہدہ کر کے دل میں خیال آیا کہ عالم بیداری میں ہے یا خواب میں بار بار اپنی آنکھیں ملتا اور یہ شعر

marfat.com

جامی پڑھتا تھا ؎

بہ بیداری ست یارب یا بخواب ست آ
کہ جان من بجاناں کامیاب است

دو ڈیڑھ گھنٹہ تک یہی حالت رہی اس کے بعد وہ بات جاتی رہی اس کے بعد تو دل میں نہایت بیقراری وبیتابی پیدا ہوئی، فجر کے وقت حاضر خدمت مبارک ہوا دیکھتے ہی آپ ہنسے اور فرمایا کہ تم کوئی ہماری ہی بات لائے ہو گے چونکہ ہم سے محبّت زیادہ رکھتے ہو خواب میں بھی ہم کو دیکھنے پھر گے میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو تو اس سے کچھ مطلب نہیں کہ آپ تھے یا کون تھا لیکن ایک روز آپ نے یہ فرمایا تھا کہ کاملین کی توجہ کا اثر قیامت تک رہتا ہے۔ کسی صورت سے نہیں جاتا سو مجھ کو تو دونو صاحب کامل معلوم ہوتے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ جو بات حاصل ہوئی تھی دو گھنٹہ میں سب زائل ہو گئی۔ فرمایا کہ تم سمجھے نہیں کہ یہ روح کی توجہ روح پر تھی اور اس کی اثر کا دو ساعت تک جسم میں قائم رہنا بہت بڑی بات ہے یہ ہر ایک کا کام نہیں ہے اگر ایسی توجہ جسم سے جسم پر ہوتی تو تمہارا جسم جل کر خاکستر بن جاتا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اب تو دونوں طرف جسم موجود ہے آپ مسکرا کر خاموش ہو رہے پھر میں نے پوچھا کہ حضرت وہ مجذوب کون تھے فرمایا کہ جو شکل وشباہت تم بیان کرتے ہو تو اس سے قلندر صاحب معلوم ہوتے ہیں۔ الحاصل اس چھ برس کے عرصہ میں جو واردات اور جو واقعات مجھ پر گذرے اگر مفصل تحریر کروں تو ایک دفتر عظیم اور کتاب ضخیم جداگانہ درکار ہو ؎

گران جملہ را سعدی انشا کند
مگر دفتر دیگر املا کند

اب یہاں سے مختصر حال کچھ بیان کرتا ہوں تاکہ کتاب کو طوالت نہ ہو جائے اور ہمارے احباب کو تکلیف نہ ہو۔

اس چھ سال کے عرصہ میں طالب علمی کی کیفیت یہ تھی کہ منطق میں ملاحسن فقہ میں کنز۔ وشرح وقایہ۔ ہدایہ۔ تفسیر جلالین۔ اور پانچ پارہ بیضاوی۔ اصول شاشی

marfat.com

نورالانوار۔ مشکوٰۃ شریف اور کچھ حصّہ بخاری شریف کا یہ سب کچھ کتابیں پڑھیں اور طاق نسیان میں رکھ دیں۔ اس کے بعد میں نے پھر درخواست بیعت کی حکم ہُوا کہ جاؤ پہلے مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب رامپوری سے ملو وہاں پہنچا اُن کی عظمت و جلال سے لوگ تھراتے تھے۔ بڑی لڑائی جھگڑائی کے بعد ملاقات ہوئی یہ قصّہ بہت طول طویل ہے۔ آخر ان بزرگوار نے اپنا عذر تقصیر کیا بیس دن تک ان کی خدمت میں رہا پھر واپس آیا اور ماجراء گذشتہ خدمت عالی میں عرض کیا۔

چند روز کے بعد حج بیت اللہ کا ارادہ ہُوا۔ ایک دن کمر باندھ کر خدمت مبارک میں جا کھڑا ہوا پوچھا کہ خیر ہے میں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا فرمایا کہ مہینے بھر تک اور توقف کرو۔ اس روز تو زبردستی ٹھہرا اگلے دن پھر وہی امنگ آئی اور کمر باندھ کر پھر طلب اجازت ہوا آپ نے خیال فرمایا کہ یہ ٹھہرے گا نہیں۔ اُسی وقت یہ شعر زبان مبارک سے ارشاد کیا ؎

تو عزمِ سفر کردی و رفتی زبرِ ما ‏ بستی کمر خویش شکستی کمرِ ما

جاؤ رخصت اللہ حافظ مگر یہ بات یاد رکھنا۔

گفت حق اندر سفر ہر جا روی ‏ باید اول طالبِ مردے شوی

یہاں سے روانہ ہو کر بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہُوا جب بعد اتمام حج مدینہ منورہ کا قافلہ چلا تو میرے دل میں خیال آیا کہ مدینۃ الرسول کی زیارت کو سوار ہو کر جانا بے ادبی ہے پیادہ پا جانا چاہیئے۔ چنانچہ پیدل روانہ ہُوا اثناء راہ میں ایک دنبل پاؤں میں نکلا تمام ٹانگ سوج گئی چلنا دوبھر ہو گیا درد کی شدّت نے بیتاب کر دیا ناچار ایک لق و دق ریگستان میں بیہوش ہو کر گر پڑا ؎

تو دستگیر شو اے خضرِ پے خجستہ کہ من ‏ پیادہ میروم و ہمرہاں سوار انند

کچھ ہوش آیا تو خیال گذرا کہ بس اب تیری مدّت حیات پوری ہو چکی۔ اِس

marfat.com

بیابان بے آب ودانہ میں زندگی معلوم افسوس کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت بھی نصیب نہ ہوئی۔ اس حسرت واندوہ میں بے اختیار آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے میں اسی حالت میں تھا کہ یکایک گوشہ بیابان سے ایک غبار بلند ہوا ذرا دیر میں دامن گرد کو چاک کر کے ایک جماعت سواران ترک کی نمودار ہوئی وردی پہنے ہتھیار لگائے عربی گھوڑے زیر ران میں ان کی زرق وبرق کو دیکھ کر حیرت میں تھا کہ وہ جماعت میری طرف متوجہ ہوئی سردار خیل نے میرے پاس آکر فرمایا کہ یاشیخ فتح قافلہ راح میں نے جواب دیا۔ سیدی انا مریض فی مرض شدید وداء کثیر۔ یہ بات سُنکر وہ گھوڑے سے اتر پڑے اور میرے سر کو زانو پر رکھا ایک رومال سے چہرہ کی گرد وغبار کو صاف کیا اور فرمایا کہ فَاَیْنَ مَرَضُكَ۔ میں نے ذیل کی طرف اشارہ کیا کہ شف ھذا انہوں نے میری تمام ٹانگ پر ہاتھ پھیرا معاً درد موقوف ہو گیا اس کے بعد بہت تسلی وتشفی کے الفاظ فرمائے اور ایک ناقہ سوار کو حکم دیا کہ تم اس کو قافلہ میں پہنچا دو اور فلاں شخص کو تاکید کر دو کہ با آرام تمام مدینہ تک لے جاوے وہ ناقہ سوار صبا رفتار مجھ کو لے کر چلا۔ راہ میں بار بار کہتا کہ یا شیخ میرے لئے دعا کر۔ آخر کار قافلہ میں جا ملا اور ایک اونٹ پر سوار کرا کے معلوم نہیں کدھر گیا اہل قافلہ نے نہایت خاطر ومدارات کی میں سمجھا کہ یہ سامان وسباب اسی ترکی سردار کا ہے۔ جس کے حکم سے میری خاطر داری ہوتی ہے میرے خیال کو اس بات سے اور بھی تقویت ہوئی کہ جب قافلہ منزل پر مقیم ہوا تو ایک عمدہ خیمہ نصب کیا گیا اور سب سامان اپنے موقع پر لگا دیا گیا میں اس خیمہ کے زیر سایہ منتظر رہا کہ شاید وہ سردار اب آوے گا مگر کوئی نہ آیا اور وہ خیمہ یوں ہی خالی پڑا رہا، اس وقت مہتمم کاروبار سے میں نے کیفیت حال استفسار کی اس نے کچھ نہ بتلایا ہر چند اصرار کیا کہا تم کو اس سے کیا مطلب تیسرے روز قافلہ قریب مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ اس نے شہر سے باہر

marfat.com

مجھ کو اتار دیا اور پھر اس کا پتہ نہ لگا کہاں گیا۔ جب مدینہ منورہ طیبہ میں پہنچ گیا تو مجھ کو وہ خواب یاد آیا جو حضرت قبلہ کے روبرو بیان کیا تھا کف افسوس مل کر رہ گیا کہ اب کیا ہوتا ہے۔ چالیس دن تک وہاں رہ کر واپس چلا آیا اور بمبئی پہنچ کر قیام کیا، دوسرے سال پھر حج کیا اور بیت اللہ شریف میں جناب مولانا ابراہیم رشید صاحب محدث مصری سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے خاندان خضریہ میں بیعت کر کے تمام مراتب و دقائق اس خاندان کی تعلیم فرمائی اور تعلیم کی اجازت دے کر رخصت فرمایا وہاں سے مدینہ طیبہ کی زیارت کو گیا اور پھر بمبئی میں واپس آیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر جزیرہ سراندیپ یعنی لنکا کی خوب سیر کی اور پھر بمبئی میں آگیا۔ اس سیر و سفر کے بعد چوتھے سال پانی پت میں پہنچا اور جناب و قبلہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور مولوی فتح محمد صاحب کی معرفت درخواست بیعت کی۔ چنانچہ وہ درخواست منظور ہوئی اور شب جمعہ کو قادری جدیہ کی تعلیم فرمائی۔ دو برس تک حاضر آستانہ عالیہ رہا۔ تیسرے سال سفر کابل کا اتفاق ہوا اور دو برس تک اس ملک کی سیر کی اور پانی پت میں پہنچ کر دولت دیدار مبارک سے مشرف ہوا، اس کے بعد جناب و قبلہ نے خاندان نقشبندیہ میں بیعت فرما کر مراتب و معمولات اس خاندان کی تعلیم فرمائی۔

ایک روز راقم حاضر خدمت تھا کہ میر نصیر الدین صاحب دہلوی رح منشی نجم الدین صاحب کے دوست دلی کا خط بحضور اقدس اس مضمون کا آیا کہ منشی نجم الدین کے فرزند کا انتقال ہوا۔ آپ نے خط کو پڑھ کر تین چار دفعہ فرمایا کہ منشی جی کے فرزند کا انتقال ہوا ہم کو بڑا رنج اور افسوس ہے دوسرے روز پھر بھی ذکر فرمایا تیسرے دن بھی یہی ارشاد ہوا، میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تمہاری ملاقات نہیں وہ تو اکثر آیا

marfat.com

کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میری ملاقات تو درکنار روشناسی بھی نہیں آپ خاموش ہو رہے۔ اگرچہ ڈپٹی نجم الدین صاحب ۱۶ برس سے جناب و قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے مگر وہ آزاد ملیں بے طمع پھر انس ہو تو کیوں کر ہو ایک دوسرے کے نام سے بھی واقفیت نہ تھی تین مہینے کے بعد منشی صاحب حاضر خدمت ہوئے اس وقت میں خط لکھ رہا تھا آپ نے فرمایا کہ میاں نجم الدین آگئے ہیں جاکر ملو میں نے عرض کیا کہ بہت اچھا خط لکھ کر جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں خط رکھ دو پہلے جاکر ملو غرض تین بار ارشاد ہوا کہ ابھی جاکر ملو ناچار تعمیل حکم اُن کے جائے قیام پر گیا یہ پہلے ہی سے میرے منتظر تھے اس وقت ملاقات ہوئی اور طرفین کے دلوں میں خود بخود ایک ایسا انس پیدا ہو گیا کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا اور ہنوز وہی لطف و اتحاد ہے۔ محبت اخوان الصفا چہ در روئے وچہ در قفا۔ جناب و قبلہ ان کی شان میں فرمایا کرتے تھے کہ نجم الدین سفید قلندر ہے۔ ایک روز کسی شخص نے شکایت کی، کہ نجم الدین حضور کی خدمت میں کبھی عرضی نہیں بھیجتے۔ آپ نے فرمایا کہ اے میاں وہ سفید قلندر ہے۔ کبھی کبھی اس کا یہاں آجانا ہی غنیمت سمجھو اگر نہ آوے تو ہم اس کا کیا کرلیں گے۔ غرض ان کے حال پر حضرت ہمیشہ نہایت مہربان رہے۔ منشی نجم الدین صاحب کے سبب سے پھر میر نصیر الدین صاحب سے ملاقات ہوئی پھر مولوی عبدالحکیم صاحب میرٹھی سے محبت ہو گئی۔ ان کی شان میں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مولوی عبدالحکیم بڑے ظریف و صاحب ذوق و شوق ہیں پھر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دوست ہمرنگ منشی نجم الدین صاحب سے الفت ہوئی جناب و قبلہ ان کے حق میں فرمایا کرتے تھے۔ اسمٰعیل فرشتہ ہے ہر وقت سکوت کے عالم میں رہتا ہے پھر قاضی فتح محمد صاحب دوست قلبی منشی نجم الدین صاحب سے اتحاد ہوا جناب قبلہ

marfat.com

نے قاضی صاحب کو بہت تعویذ و عملیات ذکر و شغل عطا فرمائے تھے۔ غرض کہ حضور اقدس کی شفقت و عنایت و محبت ان صاحبوں کے حال پر بدرجۂ غایت تھی اسی واسطے مجھ کو بھی ان صاحبوں سے انس ہو گیا۔ اسی عرصہ میں، راجگڑھ علاقہ بندیلکھنڈ کے نواب نے اپنے دو معتمد خاص خدمت عالی میں بھیجے اور درخواست کی کہ یا تو حضور قدم رنجہ فرمائیں یا مجھ کو اجازت حاضری دیں کئی مہینے تک اہل کاران نواب اسی تمنا میں حاضر آستانہ رہے اور متواتر عرائض نواب صاحب کی طرف سے آئے لیکن آپ نے انکار فرمایا آخر اہل کاران نواب نے یہ استدعا کی کہ اپنے کسی خادم ہی کو روانہ فرمائیے بعد بہت اصرار کے یہ بات منظور کی گئی اور راقم کو حکم ہوا کہ معتمدین نواب کے ہمراہ راجگڑھ جاؤ ہم جلدی ہی واپس بلالیں گے۔ عرض کیا کہ بہ تعمیل حکم مستعد سفر ہوں لیکن میں تو کچھ جانتا ہوں نہیں وہاں جا کر کیا کروں اس وقت ایک بات ارشاد کی اور فرمایا کہ خدا پر بھروسہ رکھو کسی بات کا اندیشہ نہ کرو۔

تو چوں ساقی شوی دردِ تنگ ظرفی نمی ماند بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحل ہا

یہ کہہ کر رخصت کیا۔ راجگڑھ میں پہنچا نواب صاحب سے ملاقات ہوئی ان کو ایک ہولناک مرض لاحق تھا کہ جس سے کسی طرح نجات نہ تھی طبیبوں سے عالموں سے فقرا سے سب سے چارہ جوئی کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اہل طمع بہت آئے اور کھا پی چل دیئے۔ نواب سب سے بد عقیدہ اور مایوس ہو گیا لیکن اپنے پیر کا نہایت معتقد اور ان کو بہت یاد کرتا تھا کیونکہ انہوں نے بارہا یہ کمال دکھلایا تھا کہ بزرگان دین کی زیارت عالم بیداری میں کرا دیتے تھے اور اس پیر کے اس کمال کا شہرہ تمام راجگڑھ میں تھا اور اسی کمال کو دیکھ کر یہ نواب ہندو سے مسلمان ہوا تھا مجھ سے بھی نواب صاحب نے اپنے پیر کی صفت و ثنا بیان کی۔ بس وہی بات جو جناب قبلہ نے ارشاد کی تھی عمل میں لایا اور نواب صاحب کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور جس کی زیارت کو نواب نے کہا دی شکل و صورت

marfat.com

اس کی آنکھوں کے سامنے آگئی یہ بات دیکھ کر وہ نہایت گرویدہ اور دنگ ہو گئے لیکن میں نے سر دربار یہ بات کہہ دی کہ تم اس کو کمال سمجھتے ہو ہمارے نزدیک تو یہ ایک شنیدہ اور بھان متی کا سوانگ ہے بھلا بزرگوں کو کیا مطلب اور کیا غرض ہے کہ اسطرح جا بجا دوڑتے پھریں یہ تسخیر جنات کا عمل ہے جس بزرگ کی صورت چاہو نظر آسکتی ہے اس صاف اور بے لاگ تقریر کو سن کر نواب بہت ہی متحیر ہوا اور بہت اصرار اور التجا سے مجھ کو ٹھہرانا چاہا مگر یہاں تو صرف تعمیل حکم جناب قبلہ کی تھی کسی شاہ و نواب سے کیا مطلب تھا میں نے ٹھہرنے سے انکار کیا اور چند روز میں کرامت نامہ حضرت بطلب خادم صادر ہوا وہاں سے چل کر حاضر خدمت ہو گیا اور استدعائے نواب نسبت ازالۂ مرض گذارش کی کچھ دنوں تک آپ خاموش ہو رہتے تھے آخر ایک روز التماس قبول ہوئی اور اسی کے مطابق چند روز میں خط آیا کہ نواب صاحب کو صحت کلی ہو گئی جس دن سے کہ میں رامگڑھ سے واپس آیا جناب قبلہ نے شام کا کھانا اپنے دستر خوان خاص پر مقرر فرمایا تا ہنگام وصال ہمیشہ اپنے ساتھ کھلاتے رہے روز اول سے جس ناز و نیاز کے ساتھ دولت دیدار حضرت کے حاصل ہوئے تھے آخر تک وہی طریقہ جاری رہا۔ غالباً مہینے میں ایک بار وہی صورت پیش آتی تھی میں خفا ہو کر چلا جاتا تو آپ نہایت شفقت و محبت سے کسی خادم کو بھیج کر بلواتے اور فرماتے کہ میاں ہم بھی مسافر ہیں تم بھی مسافر ہو پس مسافروں کو لڑنا نہیں چاہیئے صلح و سلوک سے رہنا مناسب ہے غرضکہ مجھ کو بغیر اس بامزہ جنگ اور پر لطف صلح کے چین نہیں پڑتا تھا۔ اب بجز آہ و زاری اور لطف یادگاری کے کچھ باقی نہ رہا اب کس سے لڑیں اور کس سے صلح کریں کس کی شفقت ہمارے ناز بیجا اٹھا دے کون ہم سے لڑے اور کون منا دے شعر

صلح بھی دیکھی لڑائی دیکھ لی — اے حسن ساری خدائی دیکھ لی
وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی — حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی

تمت

marfat.com

خاتمہ الطبع از مؤلف

اے قلم پھر سنبھل دو چار قدم اور بھی چل کچھ اپنی سرگذشت کہہ کچھ ہمارا حال سُن وہ صحرائے لق ودق جو تیرا مولد ومسکن تھا اور وہ بہار وخزاں اور باد وباراں جو تیری پرورش میں مصروف تھی اب کہاں ہیں اس کتاب کی جذب المحبت نے تجھ کو کہاں سے کہاں پہنچایا ہموطنوں سے بچھڑا نیستاں سے اُجڑا بازار میں بکا قلمدان میں بند ہوا اور بالآخر اس مونس غمگسار تک پہنچا جس کے لئے تو پیدا ہوا تھا لیکن افسوس کہ تیری خوش قسمتی کے دن بہت کم تھے۔ وہ کتاب جس کی تحریر میں تو نے سال بھر تک جبہ فرسائی کی ہے آج اس کا آخیر صفحہ بھی چھپ چکا اب وہ تجھ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوتی ہے عمر بھر اس کی ملاقات کو ترستا رہے گا اور ایام وصال کی یاد میں ہماری طرح رویا کرے گا۔ اے قلم آج ہمارا مشغلہ اور تیری سعی ختم ہوئی آہ خصت ہوا اور الوداعی معانقہ کر۔ یہ چند روزہ لطف ملاقات حسن اتفاق سے تھا پھر ہم کہاں تو کہاں اور یہ کتاب کہاں۔ البتہ وہ نقش ونگار جو صفحہ کتاب پر تجھ سے یادگار ہیں تیری جان فشانی کو ہمیشہ یاد دلاوینگے اے قلم نہ تجھ کو طاقت رفتار تھی نہ ہم کو تاب گفتار یہ مضمون ومعنی کے نقش ونگار نہ تو نے ایجاد کئے نہ ہم نے بنائے بلکہ چشم بصیرت سے دیکھ کہ یہ سب قلم قدرت کی صناعی اور نقاش ازل کا کمال ہے نہ ہم کو اس کی حمد کا یارا نہ تجھ کو اس کے وصف کی مجال ہے ؎

دفتر تمام گشت بپایان رسید عمر ‏ ‏ ‏ ‏ ما ہمچناں دراول وصفِ تو ماندہ ایم

المنۃ للہ کہ آج وہ کلام پورا ہوا جس کا آغاز موہوم اور انجام نامعلوم تھا بار خدایا تیری توفیق رفیق حال نہ ہوتی یہ مضامین والفاظ جو دل دماغ کے اندر وجود مثالی بھی نہ رکھتے تھے آج ایک کتاب کی صورت میں کس طرح جلوہ گر ہوتے خداوندا وہ داعیہ جو تو نے دل میں ڈالا اس شجر کا تخم نہ بنتا اور تیری تائید اس کی آبیاری نہ کرتی تو اس سوختہ آفتاب

فراق کو سایہ میں دم لینا کب میسر ہوتا۔ جب حضرت قبلہ و کعبہ کے اندوہ فراق نے اس جانب طبیعت کو مائل کیا کہ ملفوظات گرامی کی تحریر کا مشغلہ اختیار کر تو اس امر اہم کی مشکلات نے ڈرایا کہ نہ تو منشی ہے نہ مولوی نہ صوفی نہ مشائخ یہ کار سترگ تجھ سے کس طرح سرانجام ہوگا لیکن الہمۃ اسم الاعظم کا خیال کر کے کمر ہمت کو چست باندھا اور قلم اٹھایا۔

درین دریائے بے پایاں درین طوفان موج افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

دوسرے روز ایک جزو کتاب کا لکھ کر منشی فضل رسول صاحب کو سنایا نہایت پسند کیا اور باصرار تمام فرمایا کہ ضرور اس کو پورا کرو تمام برادران طریقت پر تمہارا احسان ہوگا اور یہ کام تمہارے سوائے کوئی اور نہیں کر سکتا کیونکہ جناب و قبلہ کی خدمت میں عرصہ دراز تک شرف صحبت و عز تربیت اس قدر کسی کو میسر نہیں ہوا۔ غرضکہ ہمیشہ اس کام کی ترغیب و تاکید اور اس کے انجام دینے کی نسبت اصرار و تقاضائے شدید فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک سال کے عرصہ میں کتاب تیار ہوگئی۔ پھر جگہ احباب نے اس کی انطباع کی تمنا ظاہر کی مگر مجھ کو اتنی استطاعت کہاں تھی کہ چھپوا کر دوستوں کو نذر کرتا اگرچہ مجھ کو یہ صلاح بھی دی گئی کہ کتاب ——بعد طبع کے فروخت کی جاوے یا قبل طبع پیر بھائیوں سے مصارف میں مدد لی جاوے لیکن میری ہمت نے اس بات کو گوارا نہ کیا کیونکہ اس کتاب سے نہ کوئی دینی غرض متعلق ہے نہ دنیوی منفعت ملحوظ۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس کا چھپنا اور شائع ہونا منظور خدا ہے تو کوئی سبیل نکل ہی آئے گی۔ مصرع

خدا خود میر سامان ست اسباب توکل را!

اور جو خدا ہی کو منظور نہیں تو ہماری سعی لاحاصل ہے۔ ناچار اس کام کو اس وقت کے انتظار میں ملتوی کرنا پڑا جو تقدیر الٰہی میں اس کے لئے مقرر ہوا تھا۔ جب مجھ کو کوئی مشغلہ باقی نہ رہا تو وحشت نے پھر سلسلہ جنبانی شروع کی وہی گرد و غبار اور دشت و بیابان یاد آنے لگے جن میں اکثر حصہ عمر کا بسر ہوا تھا۔ بھلا یہ دل جس نے گھر کا رکھا نہ در کا بچپن ہی سے ملک۔ ملک کی خاک چھنوائی اور جنگل جنگل کی ہوا کھلائی،

marfat.com

منشی نجم الدین کے بالا خانہ پر کاہے کو چین لینے دیتا۔ ایک دن علی الصباح اس دھن میں چل نکلا کہ اوچھ شریف پہنچ کر جہاں جناب قبلہ کے آبا و اکرام واجداد عظام نے اوّل قدم سرزمین ہند میں رکھا تھا۔ سلسلۂ نسبی کی تحقیق کروں یہاں سے چل کر ملک پنجاب کے شمالی اضلاع کی راہ لی۔ امرتسر۔ لاہور ہوتا ہوا شاہ پور تک پہنچا وہاں سُنا کہ ایک درویش میاں شادی شاہ نوشاب کے جنگل میں رہتے ہیں میں نے زیارت کا عزم کیا اور اُن کی خدمت میں پہنچا فی الحقیقت نہایت بزرگ اور صاحب کمال فقیر تھے۔ مگر کسی سے کلام و گفتگو نہیں فرماتے تھے کہ جذب بدرجہ غایت تھا۔ میں اُن کی خدمت میں تو گیا مگر موسم گرما کی صعوبت اور بیابان ریگ کے شدائد نے ایسا درماندہ کر دیا تھا۔ کہ اب وہاں سے قدم اٹھانا دشوار معلوم ہوا۔ میں نے میاں صاحب سے کہا کہ آپ اور کچھ گفتگو تو فرماتے نہیں اب سواری دلوایئے کہ میں چلا جاؤں۔ آپ ہنسے اور چپ ہو رہے اسی فکر میں تھا کہ آدھی رات کو ایک شتر سوار راہ بھول کر اس طرف آنکلا اور کہا کہ راستہ بھول گیا ہوں مجھ کو راہ بتاؤ میں نے کہا کہ خیر تو۔ نے راہ گم کی اور ہم نے راہ پائی آ ہم کو بھی اپنے ساتھ لے۔ میاں صاحب سے میں نے کہا کہ واہ حضرت آپ نے تو خوب راہبری کی اس پر بھی آپ ہنسے اور چُپ ہو رہے پھر میں نے سلام کیا اور اونٹ کرایہ کر کے اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ دریائے سندھ کے کنارے پہنچ کر کشتی میں سوار ہو گیا۔ اثنائے راہ میں ایک روز بادِ تند کا ایک طوفان آیا جس نے بہت سی کشتیاں تہ و بالا کر کے توڑ دیں ہماری کشتی میں بہت سا مال و اسباب دریا میں پھینک کر بمشکل تمام سلامت رہے ڈیرہ غازیخان تک دریا میں سفر کیا پھر براہ خشکی ملتان و بہاولپور و احمد پور شرقیہ ہوتا ہوا چار مہینے کے عرصہ میں اوچھ شریف پہنچا۔ اول حضرت مخدوم سیّد محمد غوث اوچی الجیلانی حلبی الروحی کے مزار شریف کی زیارت کو گیا۔ وہاں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ یکایک خواب نے غلبہ کیا آنکھ لگتے ہی مجھ کو اشارہ ہوا کہ بہت جلد میرٹھ جاؤ وہاں تمہارا انتظار ہے اور انطباع کتاب منشی نجم الدین کا حصہ ہے میں نے اُس روز وہاں قیام کیا اور اس خاندان شریف کے بزرگوں سے جو بالفعل وہاں موجود

marfat.com

ہیں ملا اور جو امور تحقیق طلب تھے معلوم و ممتحن کر لیئے ۔ دوسرے روز عالم رویا میں پھر وہی اشارہ ہوا جو اوّل روز ہوا تھا ناچار تیسرے روز وہاں سے چل دیا اور بہاولپور میں مرزا اکبر بیگ صاحب کے پاس پہنچا وہاں منشی نجم الدین صاحب کا خط ملا اور جو اشارہ مجھ کو ہوا تھا اس کی بالکل تصدیق ہو گئی ۔ چند روز میں میرٹھ آ گیا اور طبع کتاب کا تہیہ ہو گیا ہمت مرداں مدد خدا بفضلہٖ تعالیٰ طبع کتاب کا کام بھی بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا جن احباب کو انطباع کی تمنا تھی اُن کے واسطے یہ ہدیہ موجود ہے سب کو سلام ہذا منقطع الکلام فقط ۔

محررہٗ تاریخ ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۰۱ھ مطابق ۹ جون ۱۸۸۴ء بروز دوشنبہ افتتاح برات ۔

فرد متضمن تاریخ کتاب از مؤلف

بود روز افتتاح شہر شعبان دوشنبہ

۱۳۰۱ھ

بیار اے گل حسن اسناد تاریخ | حدیث مصطفےٰ الفقر فخر ہے !

۱۳۰۱ھ

رباعی متضمن تاریخ از منشی نجم الدین صاحب

یکدم بنشین بیزم رندان زمن | صد غلغلہ افگند از پیر کہن

از سینہ چو در سفینہ ریزند سخن | ارشادات قلندری گو یم من !

۱۳۰۱ھ

رباعی از مولوی میر نصیر الدین صاحب دہلوی

جوئی بجہان اگر نشان تقدیس | این ست ورای ماروان تقدیس

تکلیف کنی اگر برائے تاریخ | گویم بہار بوستان تقدیس

قطعۂ تاریخ از مولوی عبد الحکیم صاحب متخلص بہ حکیم و جوش

۱۳۰۱ھ

الحمد للہ ایں کتاب مستطاب | شمس نورانی ست کش نبود غروب

marfat.com

گہہ کشد رایت سرِ قطبِ شمال　　گہہ زند خرگاہ بر قطبِ جنوب
گر زمیں پہلو زند بر تیر گی　　آفتاب آمد منزہ از عیوب
حکمتت آوردہ یعد المشرقین　　انت ربی انت علام الغیوب
منتِ ہاتف نبردم اے حکیم　　خود بگفتم شرح تطہیرا لقلوب

۱۳۰۱ھ

ولہٗ

تو موسیٰ نہ رب ارنی چہ گوئی　　کہ آید جواب از خدا لن ترانی
تو احمد نہ خود کہ در جوف غاری　　بتعلیم جبریل اقرا بخوانی
چراغے و شمعے فرا راہ خود نہ　　کہ روزے بجائے رسیدن تو رانی
بیاوز حسن نسخۂ کیمیا بر　　کہ بخشد بسیماب تو زندگانی
خزائن بیابی پر از نقد معنی　　ذخائر بہ بینی ز سترِ نہانی
ہمہ سیم خام ار بمعیار گیری　　ہمہ زر خالص اگر بر فشانی
شمار سنینش گراز جوش پرسی!　　بگوید کہ خورشید اوجِ معانی

۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ از قاضی فتح محمد صاحب رئیس دادری وکلیانہ علاقہ جنید

تذکرۂ غوثیہ دیکھو　　اے اربابِ فہم و درایت
حق حقیقت سے نہیں خالی!　　کوئی قصہ کوئی حکایت
عین معارف سے نہیں باہر　　کوئی نقل اور کوئی روایت
ہے یہ اوجِ مقصد اقصےٰ　　ہے یہ موجِ بحر نہایت
گاہ بطور عیان و ظاہر　　گاہ بطرزِ رمز و کنایت
لکھ تاریخ اے فتح محمد!　　نورِ شمع طور ہدایت

۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ از مولوی محمد اسماعیل صاحب

حسن نبوشت ملفوظات مرشد — بدلہا ریختہ انوار توحید
کتابے مستطابے لا جوابے — ہمانا ابر گوہر بار توحید
بہ بین در ہر اشارت میزند جوش — محیط اعظم زخار توحید
قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید — چرائی بو العجب درکار توحید
چو از توحید دیدم شرح اسرار — بگفتم آیت اسرار توحید

قطعہ تاریخ از شیخ قمر الدین صاحب رسالدار رئیس لاوڑ ضلع میرٹھ

مرد حق عریاں بگوید راز را — راز دان خود در جہاں بیدا کم است
فاش گفتن نیز باشد مصلحت — دور باشی از پے نا محرم است
چیست ملفوظات مولانا ست ایں — کاہل حق را بوستاں خرم است
گر بہ پرسی از قمر تاریخ او — عین مطلوب و محیط اعظم است

۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ از مولوی احتشام الدین احمد صاحب کوتانوی

در فیض غوث علی گل حسن ہے — وہ بیت الحقیقت یہ باب حقیقت
بہ حضرت کا اک مختصر تذکرہ ہے — حقیقت میں ہے یہ کتاب حقیقت
اگر چشم تحقیق سے کوئی دیکھے — تو الحق کہ ہو کامیاب حقیقت
شنیں آنکہ اہل حق گوش دل سے — نوا ہائے چنگ و رباب حقیقت
کہو احتشام اس کی تاریخ کیا ہے — کہا حق نما آفتاب حقیقت

۱ ۰ ۱۳ھ

marfat.com

قطعہ تاریخ از قاضی انتظام الدین صاحبؒ کوتانوی

لکھی مولوی گل حسن نے کتاب — بیاں کیا کروں قابل دید ہے
بزرگوں کی ہمت کا ہے یہ اثر — خدا کی طرف سے یہ تائید ہے
لسانِ حقیقت سے غوث علی — یہ اقوال حضرت کی تمہید ہے
کہیں شرح سے بقا و فنا — کہیں رمز تجرید و تفرید ہے
مقام خوشی ہے نہ جائے ملال — کسی کو اگر فکر تردید ہے
جو تاریخ پوچھے کوئی انتظام — دُرِ درجِ اسرار توحید ہے

قطعہ تاریخ از حافظ محمد اکبر خادم ازلی و معتقد دلی ۱۲ حضرت مولانا و مرشدنا قدوۃ الفقرا زبدۃ العرفا ہادی زمن مولوی شاہ گل حسن صاحب قادری مؤلف تذکرہ ہذا دام فیضہ

سن میری عرض ساقی خم خانۂ صفا — للہ مجھ کو دے دے معنی کا ایک جام
تا چشم دل سے دیکھ کے اس تذکرہ کو میں — ہوں سرِ غیب و رمز حقائق سے شاد کام
ہے عطر بوستانِ معارف کا یہ کتاب — جس کی شمیم روح کا تازہ کرے مشام
ہر قصہ میں تلاطم دریائے فیض ہے — لکھنا ہے حکایات میں بیاں حال اور مقام
ہر نکتہ لطیف پہ ہے اہلِ دل کو وجد — تاثیر میں کلام ہے چوب تیغِ بے نیام
ہر نقل میں خزینہ معنی بھرا ہوا — ہوں جس سے طالبانِ خدا فائز المرام
تو جانتا ہے جامع ملفوظ کون ہے — سید ہے شیخ وقت ہے اور زبدۂ کرام
ہے دودمانِ مرتضوی کا وہ آفتاب — بیشک وہ سالکانِ طریقت کا ہے امام
وہ مصدرِ فیوض ہے اور منبع علوم — وہ مجمع کمال ہے اور مرجع انام
ہے وہ حسینی و حسنی از رہ نسب — باغ حسن کا گل ہے اور گل حسن ہے نام

marfat.com

جس کے ہر ایک لفظ سے راحت ہے روح کو
ہر حرف سے ہے غنچۂ خاطر کو ابتسام

لکھوایا مجھ سے نسخہ اوّل کتاب کا
کافی ہے میرے واسطے یہ فخر تا دوام

جب ختم کر چکا اُسے اکبر نے یوں کہا
ابرِ بہار فیض ہے تاریخ اختتام

قطعہ تاریخ دیگر از حافظ محمد اکبر

کہاں تو اور کہاں احسن تذکرہ کا وصف اے اکبر
نہ استعداد ہے اتنی نہ اتنی قابلیت ہے!

نہ تو عابد نہ تو زاہد نہ تو ملا نہ تو صوفی!
نہ جبہ ہے نہ خرقہ ہے نہ دستارِ فضیلت ہے

نہ ظاہر کی کوئی نسبت نہ باطن کی خصوصیت
نہ تجھ کو فخر بیعت ہے نہ دعویٰ مشیخت ہے

بجا ہے یہ مگر حضرت سلامت تم نہیں واقف
کہ سید گل حسن سے مجھ کو روحانی ارادت ہے

میں اس تالیف کو ان کی شفا جان سمجھتا ہوں
یہی میری عبادت ہے یہی میری سعادت ہے

اگر پوچھے کوئی مجھ سے سنین ہجری و فصلی
مقاماتِ طریقت ہے مقالاتِ طریقت ہے

١٣٠١ھ   ١٢٩١ھ

تقریظ و تاریخ از محمد صدیق خلف الرشید مولوی عبدالحلیم صاحب

نیز دیک دم بیا بر دمنۂ انس
وز نخیل رضا رطب بر چین!

خوش بنہ پا بجادۂ تسلیم!
باز بر صفۂ صفا بنشین!

اے بسا موے عنبر بوئے!
اے بسا ثمرہ ہائے مشک آگین

اے بسا نارواے بسا نارنج
اے بسا خوشہ ہائے چوں پروین

کہ بیابی دریں نعیم مقیم!
کہ بہ بینی دریں قرار مکین

برفشان و بخور بگیر و بدہ!
ہرچہ یابی ز علم و عین و یقین!

بسما تشنگان بادیہ را
برسان بر غدیر ماء معین

دست واماندگان گرفتہ ببر
بر فراز رواق علیین!

marfat.com

بکنایت سخن دقیق شود!! — میتوان گفت سہلتر ہم ازین
ہان بیاؤ ببیں کتاب حسن! — کہ نمودست راز ہا تدوین!!
مرحبا راز ہا چو مہر منیر — جنذا نکتہا چو ماہ مبین
مژدہ اے طالبان کہ بہر شماست — ایں حصار بلند و حصن حصین
تیرباران کنند اگر مخطرات — اینک اے سالکان دژ روئین
واصلاں راست قلعۂ محکم — عارفاں راست بارۂ سنگین
اہل حق راست عروۂ وثقیٰ! — اہلِ توفیق راست حبل متین
ناقصاں است کم ز سنگ و خزف — کاملاں راست بہ دُرِّ ثمین!
ہمہ گفتار شاہ غوث علی است — آنکہ از فقر داشت تاج و نگین
از پس عمرہا طلوع کند — آفتابے چناں بروے زمین
کردہ بودش خدائے عزّ و جل — قبلہ غرور کعبۂ تمکین
زدہ بودند سکہ بر نامش — در حدود ہدایت و تلقین
دولتِ پائے بوس آں سلطان — شدہ چندے نصیب ایں مسکین
باز گردم بسوئے وصف کتاب — کہ خزینہ ست از علوم یقین!
رہرو وادیٔ حقیقت را — از تکاپو ہمی دہد تسکین
در فضائے معانی پاکش — نورہا بینی از یسار و بہ یمین
گرہ بہ اسرار اورسی نکنی! — نظرے بر جمال حور العین!
سیدی گل حسن گل افشاندہ — گل معنی نہ سوسن و نسرین
رنگ و بو دارد از حقیقت حق — تا نہ بینی بچشم ظاہر بین!
بزم اسرار و معرفت خوانم ۱۳۰۱ھ — بحقیقت نہ در حساب سنین
کنز توحید و معرفت دانم ۱۳۰۱ھ — نہ بتارنخ بل زرارہ یقین
نور چشم بصیرت ار گویم!! — مدح و توصیف شاعرانہ مبین!
نہ مرا گفتہ است ملہم غیب — نہ خبر دادہ جبرئیل امین

marfat.com

برزبانم برفت اے صدیق! آنچہ فرمودہ است نجم الدین

قطعہ تاریخ از محمد حامد خلف مولوی محمد اسماعیل

جناب گل حسن کی دیکھ تالیف ہے ظاہر جس سے اہل حق کا امین
طریق فقر میں یہ رہنما ہے! ہے اہل دل کو حاصل اس سے تسکین
فقط تاریخ کر تحریر حامد نہیں کچھ حاجت تعریف تحسین
بہار دانش اہل بصیرت مزین کو کب تعلیم و تلقین

قطعہ متضمن تقریظ و تاریخ از محمد محمود خلف الرشید مولوی محمد اسماعیل صاحب

درش گوئی کہ در نشیمن قدس خیل روحانیاں خراماں است
زدہ اند از نشاط انجمنے طوبے و سلسبیل و رضوان است
طوطیانند بال و پر از نور سایہ و شاخسار و ریحان است
بلبلانند نغمہ شان تحمید چمن و گلشن و خیابان است
قمریانند نعرہ شان تہلیل سرو و شمشاد و طرف بستان است
آہوانند از سرشتِ صفار سبزہ و جوئبار و میدان است
اخترانند از جلال و جمال آسمان و زمین ز ایقان است
ماہیانند از خمیر ھدے حضر ساقی و آب حیوان است
ہمہ از رحمت اہتزاز نسیم ہمہ از فیض ابر و باران است
خم ز تفرید و ساغر از تجرید طرفہ اجماع بادہ خواران است
چون فراز شدم ہمی بینم کہ فراواں تراز فراداں است
نعرہ لا الہ الا اللہ از دلِ ہر کہ ہست جوشان است

marfat.com

ہر کہ من بدعوے آویزد — گویم آرے دلیل برہان است
نہ روم بر طریق استدلال! — گر ترا نیز نقد ایمان است
ورقے زین کتاب پاک بہ پر — کہ ہمانا ز عالم جان است
بہوائے طواف مضمونش — مرغ اندیشہ بال افشان است
ہر کہ بر فہم معنیش پے برد — دلش از وجد پائے کوبان است
فہم معنی کہ ہست فوز عظیم — نہ ز سعی ست بل ز وجدان است
بودیعت درین جریدۂ راز — گوہر لعل و دُر و مرجان است
در و مرجانش از لطائف غیب — لعل رخشان ز سرا عیان است
دیدبان شواہد اکوان! — ترجمان مظاہر شان است
در و مرجان ولے نہ از دریا! — لعل اما نہ از بدخشان است
بتعجب مبین در اوصافش — کہ ز ملفوظ شاہ شاہان است
آنکہ در پیش ہمتش لاشے! — ہر چہ از اعتبار امکان است
آنکہ در ظل رایت فقرش! — ما ہمہ رند و پارسایان است
آنکہ در اوج عظمت و شانش — سعی اندیشہ ہم ز نسیان است
آنکہ اندر فضائے مدحت او — رخش فکرت بہ ترک جولان است
طور تحقیق را کلیم اللہ — ملک توحید را سلیمان است
خرد اندیشہ و زبان گوید — شرح اوصاف او نہ چندان است
دو عدد بیتے دگر کنم انشار — گرچہ اینکار ہم نہ آسان است
یعنے در وصف جامع ملفوظ — کہ مرآن شاہ را ز خاصان است
راشد و مرشد و آل رسول — لمعۂ آفتاب تابان است
آنچہ بعد از نبی بامت ماند — آل پاک وے ست و قرآن است
قبلہ گاہش بظاہر و باطن — شاہ مردان و شیر یزدان است
خرقہ او حسینی الحسنی است — رقعۂ حلۂ شہیدان است

marfat.com

هم بحکم طریق و هم بہ نسب — سیدوالاش قطب گیلان است

اصل پاکش ز شرب و بطہاست — مولدش خطۂ خراسان است

اوفتادست در دیارِ غریب — چند روزے بہ ہند مہمان است

این لآلے کہ در کتاب کشید — خوان یغما برائے اخوان است

چند گویم بہ لہجہ فارس — خاک میرٹھ نہ یزد و طہران است

گفت محمود سال ختم کتاب — بحر توحید و نور عرفان است

۱۳۰۱ھ

ختم شد

marfat.com

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی (کرنا) چاہتا ہے اسے دین کی فقہ (سمجھ) عطا فرماتا ہے

سُنّی بہشتی زیور (کامل)

جلد اوّل

(حصہ اوّل تا پنجم)

خلیلِ ملّت حضرت علّامہ مفتی محمّد خلیل خان برکاتی قدس سرہٗ

الناشر

فرید بُک سٹال

۳۸۔ اُردو بازار، لاہور ۲ فون نمبر ۷۳۱۲۱۷۳

marfat.com

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی (کرنا) چاہتا ہے اسے دین کی فقہ (سمجھ) عطا فرماتا ہے

سُنّی بہشتی زیور (کامل)

جلد دوم

(حصہ ششم تا نہم)

خلیلِ ملت حضرت علّامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی قدس سرہٗ

فرید بُک سٹال

۳۸ - اُردو بازار، لاہور ۲ فون نمبر ۷۳۱۲۱۷۳

marfat.com

تصانیف

حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی قدس سرہ

- سنی بہشتی زیور مکمل نو حصے
- ہمارا اسلام مکمل نو حصے
- سبع سنابل
- الصلوٰۃ مجلد
- ہماری نماز مجلد
- تفسیر سورۂ نور چادر اور چار دیواری
- فیصلہ ہفت مسئلہ توضیحات و تشریحات
- نور علیٰ نور
- حکایات رضویہ
- دس عقیدے
- روشنی کی طرف
- عقائد اسلام

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور